BROWN BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224343
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—67—11-1-68—5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٠٨٤٨١ Accession No. U1205

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

کشکول

یعنی

بیاضِ اصغر

Checked 1973

جس میں

اردو اور فارسی کے مفید اور نصیحت خیز مصاریع (از صفحہ ٢/٢٦) ابیات و افراد
از صفحہ (٢٧/٢٦٠) قطعات و رباعیات از صفحہ (٣٦١/٤١٥) ردیف وار
درج ہیں۔ جو روزمرہ (بول چال) اور علم ادب میں بکار آمد ہوتے ہیں۔

منتخبہ

راجہ راجیسور راؤ اصغر خلف راجہ اماپت راؤ مہانت بہادر (وما)
والی سمستھان دومکنڈہ مولف و مترجم کتب متعددہ۔

سنہ ١٣٥٣ھ

مطبوعہ

مطبع نظام دکن واقع سلطان بازار حیدرآباد دکن

کشکول

اصغر

LIBRARY HYDERABAD

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابیات

جہاں پادشاہا خدائی تُراست ۔ ازل تا ابد پادشاہی تُراست
گشایندۂ چشم بینش توئی ۔ نگارندۂ آفرینش توئی
ز تو بیخبر عقل دانش پناہ ۔ بقصور بنزد تو گم کردہ راہ
بہ بخشاے ار برہمہ عاصیاں ۔ خداوندیت را اندر از زیاں
اگر زاہداں را بسوزی بنار ۔ ہم از عدل بیروں نباشد شمار
ہمہ کار تو نیست الا کہ داد ۔ تُرا تہمت ظلم نتواں نہاد

یہ خادم الملک ہمدان زمانہ طالب علمی ہی میں جب کوئی اخلاقی یا ادبی ۔ دلآویز و دلکش شعر نظر آتا تو اس پر صاد کر کے حفظ کرلیتا تھا ۔ اس طرح کئی ہزار اشعار زبانی یاد ہوگئے تھے

یا یوں کہئے کہ یاد کرنے پڑے۔ کیونکہ شاعر یا انشا پرداز کو ضروری ہے کہ متقدمین و معاصرین شعرا کے چوٹی کے شعر (جن کو عرف عام میں نشتر سے تعبیر کرتے ہیں) از بر ہوں۔ علاوہ بریں اُن دنوں بیت بازی کا بھی عام رواج تھا۔ اسکے بعد مجھے مطالعہ کتب کا شوق ہی نہیں بلکہ جنون رہا ہے۔ فارسی و اردو ادب کے کتب و صحائف صدہا میری نظر سے گزرتے تھے۔ نظم کی اقسام رزمیہ۔ قصصی۔ تمثیلی۔ و غنائی۔ اشعار اور نثر کی اصناف میں ناول (قصہ افسانے۔ داستانیں) تواریخ یا تذکروں۔ سیرت۔ (ترجمۂ حیات — سوانح)۔ انتقادات کے علاوہ موقت رسائل۔ مجلات۔ مخازن کے رنگا رنگ مضامین و مقالات بھی پڑھنے میں آتے تھے۔ ان میں جو اشعار۔ ابیات۔ مصاریع۔ یا رُباعیات وغیرہ فصاحت و بلاغت یا تخیل کے لحاظ سے اعلیٰ یا بدیع ہوتے تھے ان کو بیاضوں میں درج کرلیتا تھا۔ کیونکہ مشاغل علمیہ کی کثرت کے باعث ان سب کا یاد کرنا یا یاد رکھنا مشکل تھا۔ یہ سلسلہ انتخاب و التقاط برسوں جاری رہا۔ یہانتک کہ میری جدت پسند طبیعت میں ایک نئے ولولے نے دفعتاً ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ یہ کہ اردو ادب کو ابتدا سے لیکر اب تک بہ امعان نظر مطالعہ کرکے تمام اخلاقی دُرر غُرر (اشعار آبدار) کا من حیث الفن اور خاص سلیقے کے ساتھ انتخاب کرلیا جائے۔ اور صدہا عنوان قائم کرکے ان کے تحت تمام متعلقہ اشعار درج کئے جائیں۔

الحمدللہ یہ دلچسپ اور ضروری کام کئی سال کے مسلسل شغف و انہماک کے بعد اختتام کو پہنچا۔ اور (نغمۂ عنادل) کے دلفریب نام سے موسوم ہوکے ایک بسیط دیباچہ اور مفصل فہرست کے ساتھ زیر طبع ہے۔ انشاءاللہ عنقریب قاموس الاشعار شائقین کی خاطر عاطر کو محظوظ و مسرور کرے گا۔

ان جُملِ معترضہ کے بعد اب میں پھر اصل کی طرف عود کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب میں نے اپنی سابقہ بیاضوں کی طرف توجہ کی۔ جن کو مصروفیت کار نے طاق خیال پر رکھ دیا تھا تو جواہر آبدار اور لآلی شاہوار کا ایک گراں بہا ذخیرۂ ادبیہ پایا۔ دل نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن گوہر ناسفتہ و نایاب کو فکر صائب و غائر نے کتب

دوادین کے بحارِ ذخار میں غواصی کر کے اخذ کیا ہے۔ ان کی تجلی و تنویر سے اپنے ہی دل و دماغ کو روشن رکھے اور اپنے ابنائے زبان کو مُستفید و مستفیض ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔ لہذا بڑی مسرت کے ساتھ ہندوستان و ایران کے شعرائے شیریں مقال و ناظمانِ ماضی و حال کے تخیلات۔ تاثرات۔ احساسات جذبات۔ ابکارِ افکار کو جو مناظر، معارف و حقایق کے سچے ترجمان ہیں اور جو اس سے قبل بیاضِ اصغرؔ میں محصور تھے۔ اب کشکولِ شاعرانہ میں نذر اہلِ نظر کرتا ہوں

ع۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ پس کامل توقع ہے کہ فارسی و اردو ادب و انشاپردازی میں اس کتاب سے جو علم محاضرات میں نہایت اہم اور قابلِ قدر ہے بڑی امداد ملے گی۔

نظم

نگاہست بیفتد اگر بر خطا | تو آں را بپوشاں ز لطف و عطا۔
تو بر من مگیر آہوائے ذی خرد | کہ خالی نباشد بشر از خطا

راقم احقر

راجیسور راؤ۔ اصغر

حصّہ اوّل

مَصارِع

حصہ اول

مصاریع

الف

ع آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائے کہیں نور نظر۔
ع ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہو گی۔
ع اکیلے دکیلے کا اللہ بیلی۔
ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔
ع آب کین بے حاصلان یکسر بدنامی رود۔
ع آتش بزمستان زگل سوری بہ
ع آخر بخیال میسرو و عمر۔
ع آخر طریق دولت چالاکی ست و چستی۔
ع آخر گزر پوست بہ دباغانست۔
ع آدمیان گم شدند۔ ملک خدا خر گرفت۔
ع آدمی را بچشم حال نگر۔
ع آدمی پیر چو شد۔ حرص جوان میگردد۔
ع آرے طریق دولت چالاکی ست و چستی۔
ع آرے باتفاق جہاں میتواں گرفت۔
ع آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را۔
ع آسودہ کسیکہ زن ندارد۔
ع آسودہ کسیکہ خر ندارد۔
ع آسان گردد بر آنچہ ہمت بستی۔
ع آشنا را حال اینست وائے بر بیگانہ
ع آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو۔
ع آلو چو بہ آلو نگرد رنگ بر آرد۔
ع آنانکہ غنی تراند محتاج تراند۔
ع آن بلا نبود کہ از بالا بود۔ (یا رود)
ع آن جا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست۔
ع آن را کہ عیاں است چہ حاجت بہ بیان ست۔
ع آن را کہ بدادند، بدادند و بدادند۔
ع آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔
ع آن را کہ چناں کند چنیں آید پیش۔
ع آن شب قدر یکہ گویند اہل خلوت امشب ست۔
ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔
ع آواز دہل شنیدن از دور خوش ست
ع آواز سگاں کم نکند رزق گدا را۔
ع آواز گدا رونق بازار کریم ست۔
ع آواز خر و نغمۂ داؤد یکے ست۔
ع ابر را بانگ سگ ضرر نکند۔
ع ادب آب حیات آشنائی ست
ع از کوزہ ہماں بروں تراود کہ درو ست۔
ع از کجا ایں سر خر پیدا شد۔
ع ایک دن کا کام کچھ روما کی آبادی نہیں۔

ع از باران زیر ناودان گریخت ۔
ع از نئے بوریا شکر نخوری ۔
ع از هرچه بگذری سخن از یار خوشتر است ۔
ع از چاه برون آمده در چاه افتاد ۔
ع از خیال پری دوی بگذر ۔
ع از دوست یک اشاره واز ما بسر دویدن ۔
ع از دل برود هر آنچه از دیده برفت ۔
ع از ضعف بهر جا که نشستم وطن شد ۔
ع از گوشه بامیکه پریدم پریدم ۔
ع از شاخ کهنه میوهٔ نورس غنیمت ست ۔
ع از فلفل و زنجبیل مروی مطلب
ع از صد زبان زبان خموشی نکو بود ۔
ع از مکافات عمل غافل مشو ۔
ع از ماست همه فنا و باقی ۔
ع اسپ و زن و شمشیر وفادار که دید ۔
ع اشتها نیست جان من مرض ست ۔
ع افسرده دل افسرده کند انجمنے را ۔
ع اگر تو می ندهی داد روز دادے هست
ع اگر ساقی تو باشی مئے توان خورد ۔
ع اگر مردی احسن الی من اسا ۔
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ۔
ع اگر باور کنم عقلم نباشد ۔
ع امشب همه شب چچه زدی حلوا گو ۔

ع آنچه ما در کار داریم اکثرے در کار نیست ۔
ع آنچه ما کردیم با خود هیچ نابینا نکرد ۔
ع آنچه آدم میکند بوزینه هم ۔
ع آنچه نصیب ست بهم میرسد ۔
ع آنچه کنی بخود کنی گر همه نیک و بد کنی
ع اندرین باغ چو طاؤس نگارست مگس ۔
ع اندک اندک بهم شود بسیار ۔
ع انصاف شیوه ایست که بالائے طاعتست ۔
ع انگور ز انگور رهی گیرد رنگ ۔
ع اوقات مکن ضایع و تنها بنشین ۔
ع اوقات شریف مین که چون می گزرد ۔
ع او خویشتن گم ست کرا رهبری کند ۔
ع اول اندیش وانگہے گفتار ۔
ع اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را ۔
ع اول کسیکه لاف محبت زند منم ۔
ع اے باد صبا این همه آورده تست ۔
ع اے بسا آرزو که خاک شده ۔
ع اگر یار اهل است کار سهل است ۔
ع اے تو مجموعهٔ خوبی زکدامت گویم ۔
ع اے خاک بران سر که درو مغز وفا نیست ۔
ع اے در بتو میگویم دیوار تو هم بشنود ۔
ع اے آمدنت باعث آبادی ما ۔
ع اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی ۔

۶ اے زفرصت بےخبر در ہرچہ باشی زود باش ۔
۶ اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری ۔
۶ اے قامت خوش کہ زیر چادر باشد ۔
۶ این راکسے گوکہ ترا نشناسد ۔
۶ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔
۶ اینک من و تو ہر آنچہ دانی میکن ۔
۶ این سبو گر نشکند امروز ۔ فردا بشکند ۔
۶ این دست را مباد باآں دست احتیاج ۔
۶ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ۔
۶ این ست جوابش کہ جوابش ندہی ۔
۶ اینجا حسب نگنجد و اینجا نسب نباشد ۔
۶ این ہمہ از پئے آنست کہ زر میخواہد ۔
۶ این کار دولتست کنوں تا کرا رسد ۔
۶ این بہ بیداریست یارب یا بخواب ۔
۶ این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ۔
۶ این خیال ست و محال ست و جنوں ۔
۶ این خانہ تمام آفتاب است ۔
۶ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ۔
۶ آخر آمد ۔ بود فخر اولین ۔
۶ آزمودہ را نباید آزمود ۔
۶ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو ۔
۶ اصل بد از خطا ۔ خطا نکند ۔
۶ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند ۔

۶ اینجا مقام دم زدن جبرئیل نیست ۔
۶ آبرو جگ میں رہے تو جان جانا پشم ہے
۶ آدمی آدمی میں انتر ہے ۔
۶ آدمی سا پکھیرو کوئی نہیں ۔
۶ آنکھ کا اندھا ۔ گانٹھ کا پورا ۔
۶ ابھی آپ کے دودھ کے دانت ہیں ۔
۶ اپنی عادت نہیں برائی کی ۔
۶ ایک حمام میں سبھی ننگے ۔
۶ امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید ۔
۶ از ابر سیہ باشد افزونی بارانہا ۔
۶ ایں ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر ۔
۶ از دل برود ہر آنکہ از دیدہ برفت ۔
۶ امید ہا در نا امیدیست ۔
۶ آنچہ در دیگ است بکفچہ میاید ۔

ب

۶ بلی بھی چوہے مارتی ہے پیٹ کے لئے ۔
۶ باآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را
۶ با ادب باش تا بزرگ شوی ۔
۶ با ادب باش گر تو زادۂ ناس ۔
۶ با تنک ظرفان نشستن عمر ضائع کردن ست ۔
۶ با خدا کار ست ما را نا خدا در کار نیست ۔

ع با دوستان تلطف با دشمنان مدارا ۔
ع با دُرو کشان ہر کہ در افتاد بر افتاد ۔
ع باد رو کسے رسد کہ دروے دارد ۔
ع بار ہا گفتہ ام و بار دیگر میگویم ۔
ع بارے بہیچ خاطر خود شاد میکنم ۔
ع باز گردد باصل خود ہر چیز ۔
ع با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ ۔
ع باشد کہ باز بینم آں یار آشنا را ۔
ع با عزدگان ہر کہ بر افتاد در افتاد ۔
ع با کریمان کارہا دشوار نیست ۔
ع با کافر و مسلمان بنشیں و صلح کن ۔
ع بالا تر از سیاہی رنگے گر نباشد ۔
ع با مسلمانان اللہ اللہ با برہمن رام رام ۔
ع با ہمہ کج کلاہ با ما ہم ۔
ع با ہیچ دلاور سپر تیر قضا نیست ۔
ع با ہمیں مردمان بباید ساخت ۔
ع باید متاع نیکو از ہر دکان کہ باشد ۔
ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔
ع بخت و دولت بکار دانی نیست ۔
ع بخت چون خندان بود سندان بدندان بشکند ۔
ع بخت خواب آلودہ را فالودہ دندان بشکند ۔
ع بخونریزی بود چالاک شمشیرے کہ خم دارد ۔
ع بدخواہ کسان ہیچ بمقصد نرسد

ع بدی را بدی سہل باشد جزا ۔
ع بد و زد و طمع دیدۂ ہوشمند ۔
ع بد گہر با کسے وفا نکند ۔
ع بدنام کنندۂ نکونامے چند ۔
ع بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را ۔
ع برات عاشقان بر شاخ آہو ۔
ع برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر ۔
ع بر توکل زانوے اشتر بہ بند ۔
ع برین عقل و دانش بباید گریست ۔
ع براحتے نرسد آنکہ زحمتے نکشد ۔
ع برخیز نگاہ و شادمان باش ۔
ع بر رسولان بلاغ باشد و بس ۔
ع بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر ۔
ع بر سنگ گران نروید نبات ۔
ع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگزرد ۔
ع بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگزرد ۔
ع بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست ۔
ع برہمن منگر بہ کرم خویش نگر ۔
ع برعکس نہند نام زنگی کافور ۔
ع برگ سبز است تحفۂ درویش ۔
ع بر مخنث سلاح جنگ چہ سود ۔
ع بزرگی بایدت بخشندگی کن ۔
ع بزرگی بعقل است نہ بہ سال ۔

ع بزرگان۔ خردہ بر خردان نگیرند ۔
ع بزن فال نیک کہ نیک آورد۔
ع بزہ کہ گرگین شدہ از گلہ بدر باید کرد ۔
خارشتی ۱۲
ع بسر زلف سخن می گوید ۔
ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ۔
ع بشہر خویش ہر کس شہر یار ست ۔
ع بشہر خود روم و شہر یار خود باشم ۔
ع بعد از سرِ کن فیکون۔ شدُ شدہ باشد ۔
ع بقدر گلیمت بکن پا دراز ۔
ع بہ کاہل کارے مفرما۔ پند پیران بشنو ۔
ع بکن مکرمت بیک منت منہ ۔
ع بہ لقمان وعظ گفتن از ادب نیست ۔
ع بہ لقمان حکمت آموزی چہ حاجت ۔
ع بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد ۔
ع بندگی باید پیرزادگی منظور دیا در کار نیست ۔
ع بنشین کہ گدائی کنم و پیش تو آرم ۔
ع بنگر کہ چہ میگوید منگر کہ کہ می گوید ۔
ع بود نقرہ محتاج پا لودگی ۔
ع بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن ۔
ع بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد ۔
ع بہارِ باغ۔ دلِ آسودہ رابکار آید ۔
ع بہر نامے دیا نامش، کہ خوانی سر برآرد ۔

ع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است ۔
ع بہر یک گل منت صد خار می باید کشید ۔
ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔
ع بے تابِ عشق ہر چہ کند حق بدست اوست ۔
ع بے تمیز ارجمند و عاقل خوار ۔
ع بیدل نیم ہنوز بہ بنیم چہ میشود ۔
ع بے رحم باش جانِ من و بیوفا مباش ۔
ع بے زری کرد بمن ہر چہ بقارون زر کرد ۔
ع بیا تا بگردیم میدان خوشست ۔
ع بہ عمل کوش ہر چہ خواہی پوش ۔
ع بشنو و یا نشنو دمن گفتگوے میکنم ۔
ع بقدر مال باشد سر گرانی ۔
ع بیفشانِ و بشمار و غافل نشین ۔
ع بیک دست دو ہند دانہ نہ گنجد ۔
ع بات پر بات یاد آتی ہے ۔
ع باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا ۔
ع بڑے موذی کو مارا نفس امّارہ کو گر مارا ۔
ع بولتا ہے جب تلک ہے بولتا ۔
دم ۱۲

پ

ع پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے ۔
ع پا بدست دگرے۔ دست بدست دگرے ۔

ع پابقدار ردا باید کشید ۔
ع پاجی بطوافِ کعبہ حاجی نشود ۔
ع بلائے پیش آمدست وپس دیوار ۔
ع پلے مرا لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست ۔
ع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔
ع پرِ تو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست ۔
ع پسر کہ بد گہر افتد۔ پدر چہ کار کند ۔
ع پشم از خایہ ہائے رندان کم ۔
ع پشہ چو پُر شُد بزند پیل را ۔
ع پنہان درون پنبہ ببین پنبہ دانہ را ۔
ع پیری و صد عیب چنین گفتہ اند ۔
ع پیرم و سرگشتہ و گم کردہ راہ ۔
ع پیر یکدم ز عشق زند بس غنیمت ست ۔
ع پیرِ من ہر چہ کند عین عنایت باشد ۔
ع پیش ازین من ہم درین باغ آشیانے داشتم ۔
ع پیل در گِل ماندہ را شہ پیل باید تا کشد ۔
ع پہلے گھر میں تو پیچھے مسجد میں ۔
ع پیت کی ریت ہی نرالی ہے ۔

درستی ۱۲

ع پرسان پرسان بشنو درفت تاچین

ت

ع تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے ۔
ع تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے ۔
ع تا بہ بینم کہ از غیب چہ آید بیرون ۔
ع تا تو بمن میرسی بمن بخدا میرسم ۔
ع تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون ۔
ع تا درمیان خواستہ کردگار چیست ۔
ع تا ریشہ در آبست امید ثمرے ہست ۔
ع تا پیری بود مرگ یکست ۔
ع تا سال دگر ہئے کہ خورد زندہ کہ ماند ۔
ع تا شب نروی روز بجائے نرسی ۔
ع تا صدف قانع نشد پُر در نشد ۔
ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔
ع تا نفس باقیست راہ زندگی ہموار نیست ۔
ع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔
ع تدبیر کند بندہ تقدیر کند دیا زند) خندہ ۔
ع تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست ۔
ع تشنہ در خواب آب می بیند ۔
ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ۔
ع تکبر عزازیل را خوار کرد ۔
ع تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف ۔
ع تندرستان را نباشد قدر دیا درد) ریش ۔
ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم ۔
ع تواضع ز گردن فرازان نکوست ۔

۶ توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند۔
۶ توپاک باش برادر مدار از کس باک۔
۶ تومرا دل دہ و دلیری بین۔
۶ تو نہ فہمیدہ مگو کہ خطا است۔
۶ تیر چون تر شود کمان گردد۔
۶ تیغ چون شکست خنجر میشود۔
۶ تیغ کج را نیام کج باشد۔ (یا باید)
۶ تنکون کی آگ اور غلاموں کی دوستی۔
۶ تو گور رکھو دو میری میں گاڑ آؤن تجھ کو۔

ث

۶ ثابت قدم بگفت کسے بد نمیشود۔
۶ ثنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را۔
۶ ثمر از درخت بید نباید جست۔

ج

۶ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔
۶ جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے۔
۶ جو تل زیادہ حد سے بڑھا سو مسا ہوا
۶ جوگی جگت جانے نہیں کپڑے رنگے تو کیا ہوا۔
۶ جان دادہ ام کہ گشتہ میسر وصال دوست۔
۶ جائے نشین کہ برنخیزی۔
۶ جائے گل گل باش و جائے خار خار۔
۶ جائے خر بستن تو اینجا نیست۔
۶ جائے تنگ است و مردمان بسیار۔
۶ جوابست اے برادر این نہ جنگ است
۶ جواب جاہلان باشد خموشی۔
۶ جو راستا و بہ زہر پکے۔
۶ جوانی شد و زندگانی نماند۔
۶ جوئے زر بہتر از ہفتاد و زور۔
۶ جوئے طالع ز خروارے ہنر بہ۔
۶ جائیکہ نمک خوری نمکدان مشکن۔
۶ جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ۔
۶ جنکے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔
۶ جونک ماٹی میں ہے تو بھی لہو پیتی ہے۔

چ

۶ چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔
۶ چارہ نیست دریں واقعہ الا التسلیم۔
۶ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔
۶ چربی از سنگ برنمی آید۔
۶ چراغ مفلسان نورے ندارد۔
۶ چراغ مقبلان ہرگز نمیرد۔

۶ چراغ مردہ کجا۔ شمع آفتاب کجا۔
۶ چراغ را نتوان دید جز بنور چراغ
۶ چشم مور وپاے مار وخیر ممسک را کہ دید۔
۶ چشم ما روشن دل ما شاد۔
۶ چشم اگر بینا بود ہر روز۔ روز محشر ست۔
۶ چغندر کاشتم زردک بر آمد۔
۶ چکنم تا نکند مصلحت خویش تباہ۔
۶ چکنم چشم آسماں کور ست۔
۶ چنان ماند کہ بوسہ بعد انزال
۶ چنان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند۔
۶ چنار تا بکجا عیب مفلسی پوشد۔
۶ چو احمق در جہان باقیست مفلس در نماند۔
۶ چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت۔
۶ چو بر گردد فلک کجکول سازد تاج شاہی را۔
۶ چو دشمن خر اشید ایمن مباش
۶ چو شد زہر عادت مضرت نہ بخشد۔
۶ چو تیر از کمان رفت ناید بشست۔
۶ چو خلت نیست خرج آہستہ ترکن۔
۶ چو سر خواہی سلامت سر نگہدار۔
۶ چو فردا رسد کار فردا کنم۔
۶ چو زن پستان خود مالد حظ نفس کسے یابد۔
۶ چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی۔
۶ چو مہ بہ ہالہ نشیند دلیل باران ست

۶ چو میدان فراخست گوے بزن۔
۶ چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔
۶ چو نام سگ بری چوبے بدست آر۔
۶ چو نرمی کنی خصم گردد دلیر۔
۶ چون قضا آید طبیب ابلہ شود۔
۶ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند۔
۶ چون معانی جمع گردد شاعری آسان بود۔
۶ چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر ست۔
۶ چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان
۶ چہ توان کرد اینچنین افتاد۔
۶ چہ توان کرد مردمان این اند۔
۶ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔
۶ چہ کند بینوا ہمیں دارد۔
۶ چہ دانی تو اے بندہ۔ کار خدا ے۔
۶ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد
۶ چہ گویم کہ ناگفتنم بہتر ست۔
۶ چہ مردی بود کز زنی کم بود۔
۶ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔
۶ چیزے بدہ درویش را۔ چیزے مگو درویش را۔
۶ چشم بد دور۔ آنکھیں موتی چور۔
۶ چلکھ ڈال بال دھن کو۔ کوڑی نہ دھن کو۔
۶ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کو۔
۶ چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل۔

ع چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں ۔ (گوشت ۱۲)
ع چو گلِ بسیار شد پیلان بلغزند ۔

ح

ع حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را ۔
ع حاصل تحصیل ما تحصیل حاصل بودہ است ۔
ع حبِ وطن از ملک سلیمان خوشتر ۔
ع حرف را پوست کندہ باید گفت ۔
ع حرفِ بد بر زبانِ بد باشد ۔
ع حرف حق بر زبان شود جاری ۔
ع حریف باختہ با خود ہمیشہ در جنگ است ۔
ع حسن چوں بے پردہ شد و زنہار گِرد او مگرد ۔
ع حسن خداداد را حاجتِ مشاطہ نیست ۔
ع حکم حاکم قبول باید کرد
ع حلوا بکسے دہ کہ محنت نکشد ۔
ع حلوا گفتن دہن نسازد شیریں ۔
ع حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر ۔
ع حیف از نامردان و افسوس نادان رسیتن ۔
ع صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم ۔ (ع ا)
ع حیلہ جو را بہانہ بسیار است ۔ (را پس)
ع حال میں قال مری میں موسل ۔
ع حسن بے بنیاد باشد عشق بے بنیاد نیست ۔

خ

ع خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے ۔
ع خاکساری کے سوا بندہ کے گھر خاک نہیں ۔
ع خدا نے زبان ایک دی۔ کان دو ۔
ع خوب گزرے گی جو مل بیٹھنگے دیوانے دو
ع خاطر بدست تفرقہ دادن نہ زیرکی ست ۔
ع خاک از تودۂ کلاں بردار ۔
ع خاک بر آن لقمہ کہ تنہا خوری ۔
ع خاکِ عمل از عبیر معزولی بہ ۔
ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ۔
ع خانۂ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست
ع خانۂ پُر شیشہ را سنگے بس ست ۔
ع خانہ ویران میشود چوں طفل گردد خانہ دار ۔
ع خاک شو پیش از انکہ خاک شوی ۔
ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد ۔
ع خدائے کہ دندان دہد نان دہد ۔
ع خدا یار تو باشد تو بر خلق پاش ۔
ع خدا خود میر سامان ست اسبابِ توکل را ۔
ع خر ار جلِ اطلس بپوشد خر ست ۔
ع خر بوزہ بخور ترا بفالیز چہ کار ۔
ع خر چہ داند بہائے قند و نبات ۔
ع خرس مدکوہ بو علی سینا ست ۔

ع خر قیمت زعفران چہ داند۔
ع خصم چوں پشت دہد ہیچ مگو۔
ع خطائے بزرگان گرفتن خطا است۔
ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔
ع خلوت از اغیار باید نے زیار۔
ع خواب یک خواب است و باشد مختلف تعبیرہا۔
ع خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش۔
ع خواجہ چہ داند بہائے شاخ نبات۔
ع خوب شد اسباب خودبینی شکست۔
ع خود غلط۔ انشا غلط۔ املا غلط۔
ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ
ع خود راز علتہائے نکوہیدہ بری دار۔
ع خود مرض و جملہ مرض را دوا است۔
ع خودپسندی جان من برہان نادانی بود۔
ع خوش سخن باش تا اماں یابی۔
ع خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند
ع خوش وقت کسیکہ خر ندارد۔
ع خوشامد ہر کہ گفتی خوش آمد۔
ع خوے بد را بہانہ بسیار
ع خویش اند کہ تو بے شکست خویش اند۔
ع خوش باش دمے کہ زندگانی این است۔
ع خر عیسیٰ با آسمان نرود
ع خادم کو کام سکھا لیتا ہے۔

د

ع داد۔ داد۔ از دست غفلت۔ داد۔ داد۔
ع دانہ دانہ است غلہ در انبار۔
ع در آر طمع مرغ و ماہی بہ بند۔
ع در بلا بودن بہ از بیم بلا۔
ع در پاے تو ریزم انچہ در دست منست۔
ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست۔
ع در خانہ مور شبنمے طوفان است۔
ع در خانہ بکدخدای ماند ہمہ چیز۔
ع در خانہ ہر چہ باشد مہمان ہر کہ باشد
ع درخت کاہلی کفر آورد بار۔
ع درد را پیش دردمند بگو۔
ع دردم از یار است و درمان نیز ہم۔
ع در کشش تا بداوے رسی۔
ع درد عاشق نشود بہ ز دارائے طبیب۔
ع درشتی و نرمی بہم در بہ است۔
ع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔
ع در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش۔
ع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔
ع در عین اختیار مرا اختیار نیست۔
ع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔
ع در مزرع دہر انچہ کاری درودی۔

ع درمان بکسے رسد که دردے دارد.
ع درویش هر کجا که شب آمد (یا نشیند) سرائے اوست
ع درویش صفت باش و کلاه تتری دار.
ع دروغے را جزا باشد دروغے.
ع در هر که ننگری بهمین داغ مبتلاست.
ع دریاے فراوان نشود تیره بسنگ.
ع دُرِّ یتیم را همه کس مشتری بود.
ع دزد از خانهٔ مفلس خجل آید بیرون.
ع دزد مشتاق تر از صاحب کالا باشد.
ع دزد راهے رود. صاحب کالا راهے.
ع دزد دانا می‌کشد اول چراغ خانه را.
ع دزد من با خانه می دزد و متاع خانه را.
ع دزد دیده بود آنچه بماند بخداوند.
ع دست بالاے دست بسیارست.
ع دست خود و دهانِ خود گرنه خوری زیانِ خود
ع دست چپ دست راست می شوید.
ع دست زیر سنگ را آهسته می باید کشید.
ع دشمن اگر قویست نگهبان قوی ترست.
ع دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد.
ع دشمن چه کند چو مهربان باشد دوست.
ع دعاے گوشه نشینان بلا بگرداند.
ع دلبر آن نیست که موے و میانے دارد.
ع دل بدست آر و هر چه خواهی کن.

ع دل که افسرده شد از سینه بدر باید کرد.
ع دل من داند و من دانم و هم داند دل من
ع دماغ بیهوده پخت و خیال باطل بست.
ع دنیا پوچ ست و کار دنیا پوچ ست.
ع دوباره نیست کس را زندگانی.
ع دولتِ جاوید یافت هر که نکو نام زیست.
ع دولت ندهد خدا کس را بغلط (یا بگزاف)
ع دولتِ تیز را بقاے نیست.
ع دولت آنست که بیخون دل آید بکنار.
ع دولت دران سرست که از میهمان پرست.
ع دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست.
ع ده مروده مرد را احمق کند.
ع دهن سگ به لقمه دوخته به.
ع دیده را ناخنه به از ناخن.
ع دیدم همه را و آزمودم همه را.
ع دیر گیرد سخت گیرد مر ترا.
ع دیر آمدن و شتاب رفتن.
ع دی رفت و پری رفته و روز امروزست.
ع دیگر بخود منازکه ترکی تمام شد.
ع دیگ سیه. جامه سیه میکند.
ع دیوار گوش دارد و فهمیده لب بجنبان.
ع دیوانه بکار خویش هشیار.
ع دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند.

ع دیوانہ ہمان بہ کہ بود اندر بند۔
ع دیو بگریزد ازان قوم کہ قرآن خوانند۔
ع در بیشہ گمان مبر کہ خالی ست۔
ع دل بدست آور کہ حج اکبر ست۔
ع دو دل یک شود بشکند کوہ را۔
ع دیو خوش خلق بہ از حور گرہ پیشانی۔
ع دودھ کا دودھ۔ پانی کا پانی۔
ع دودھ بھی دھولا، چھاچھ بھی دھولی۔ سفید ۱۲

ذ

ع ذرۂ آفتاب تابانیم۔
ع ذوقِ چمن زخاطرِ بلبل نمیرود۔
ع ذوقِ چمن زخاطرِ صیاد میرود۔
ع ذوقِ گل چیدن اگر داری سوئے گلزار رو۔
ع ذوق میں شوق۔ نفع میں لڑکا۔

ر

ع راحت بدل رسان کہ ہمیں مشرب ست وبس۔
ع رازِ دل جز بیار نتوان گفت۔
ع راز خود با یارِ خود چندان کہ بتوانی مگو۔
ع راستی موجب رضائے خدا ست۔
ع راستی را زوال کئے باشد۔
ع راستی آور کہ شوی رستگار۔
ع راست ناید خواجگی با بندگی۔
ع رزق را روزی رسان پر میدہد۔
ع رسیدہ بود بلائے۔ ولے بخیر گزشت۔
ع رفت و چندین آرزو با خاک برد۔
ع رقص کردن خود نداند صحن را گوید کج ست۔
ع رموزِ عاشقان۔ عاشق بداند۔
ع رموزِ مصلحتِ خویش خسروان دانند۔
ع رنج خود و راحتِ یاران طلب۔
ع رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار۔
ع رنجش خر از راحتِ پالان ست۔
ع رندی و ہوسناکی در عہدِ شباب اولیٰ۔
ع رو برو بودن بہ از پہلو بود۔
ع روح را صحبتِ ناجنس عذابیست الیم۔
ع روز مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز۔
ع روزی بقدرِ ہمت ہر کس مقرر ست۔
ع روئے مفلس سیاہ می باشد۔
ع راہ راست برو اگرچہ دور ست۔
ع ریاضت کش ببادامے بسازد۔
ع راضی شدن خصم کم از انتقام نیست۔

ز

ع زاہد کا کیا خدا ہے؟ ہمارا خدا نہیں۔
ع زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔
ع زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔
ع زاہد بمسجد و میخوار بدیر۔
ع زبان سرخ سر سبز میدہد برباد۔
ع زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ۔
ع ز خردان خطا و ز بزرگان عطا۔
ع زوریا میکشد صیاد دوام آہستہ آہستہ۔
ع زدیم بر صف رندان وہرچہ باداباد۔
ع زر از معدن بکان کندن بر آید۔
ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود۔
ع زر دادن و درد سر خریدن۔
ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔
ع زمرگ خر بود سگ را عروسی۔
ع زمین ترقید (یا ترکید) و پیدا شد سر خر۔
ع زنا زادہ نیاید جز زنا کار۔
ع زن بیوہ مکن اگرچہ حور است۔
ع زند جامہ نا پاک گازران بر سنگ۔
ع زن مار اژدہا ہر دو در خاک بہ۔
ع زنیکو ہرچہ صادر گشت نیکوست۔
ع زور برگاؤ و نالہ بر گردون۔
ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است۔
ع زہ کردن این کمان بسے دشوار است۔
ع زہے مراتب خوابیکہ بہ ز بیداریست۔
ع زہے تصور باطل زہے خیال محال۔
ع زیر باراند درختان کہ تعلق دارند۔
ع زیان میکند آب شب خواب روز۔
ع زینہار از قرین بد زنہار۔
ع زصد چوبہ (یا بصد پا تیر) آید یکے بر نشان۔
ع زمین شور سنبل بر نیارد۔
ع

س

ع سمند ناز پر اک اور تازیانہ ہوا۔
ع سیاہی مو کی گئی۔ دل کی آرزو نہ گئی۔
ع ساقیا امروز مے نوشیم فردا را کہ دید۔
ع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔
ع سبزہ بر سنگ نروید چہ گنہ باران را۔
ع سبز شد دانہ چو با خاک سرے پیدا کرد۔
ع ستور لکد زن گران بار بہ۔
ع سخت میگیرد جہان بر مردمان سخت کوش
ع سختی و محنت نکشد پارہ دوز۔
ع سخن تا نپرسند لب بستہ دار۔
ع سخن بسیار دانی اندکے گوے۔

ع سخن عشق جز بیار مگو ۔
ع سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن ۔
ع سخن یک ست دو گرہا عبارت آرائی ست ۔
ع سخن تا نپرسند لب بستہ دار ۔
ع سرکہ مفت از عسل شیرین ست ۔
ع سطرہا کے راست آیند چون کجی در مسطر ست ۔
ع سفینہ کہ در و بحرہا بود این ست ۔
ع سکندر را اشک حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد
ع سگ گزندہ ہمان بہ کہ آشنا باشد ۔
ع سگِ لیلی بچشم مجنون ہیں ۔
ع سگ نشیند بجاے گیپائی ۔
ع سلام روستائی بے (یا جز) غرض نیست ۔
ع سوز باید مرد را ۔ گو ساز بے آہنگ ہست ۔
ع سیلاب نداند کہ درخانہ کدام ست ۔
ع سینہا را خامشی گنجینۂ گوہر کند ۔
ع سیماے آدم آئینۂ حال باطنست ۔
ع سعی بسیار کفش پارہ کند ۔
ع سہاتے کی لات ۔ ان سہاتے کی بات ۔
ع

ش

ع شاخِ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست ۔
ع شاخیکہ ملبند شد بتر خورد ۔

ع شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن ۔
ع شاگرد رفتہ رفتہ باستاد میرسد
ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔
ع شاہان کم التفات بحال گدا کنند ۔
ع شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال ۔
ع شاید کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی ۔
ع شب حاملہ است فردا چہ زاید ۔
ع شب حاملہ است تا چہ زاید بینیم ۔
ع شتربان در دِ و انچہ خر بندہ کشت ۔
ع شتر در خواب بیند پنبہ دانہ ۔
ع شدنی شدہ گرچہ خواہد شد
ع شراب مفت بہ از عسل شیرین ۔
ع شرط ہمہ وقتی نبود لائق کشتی ۔
ع شعر فہمیدن بہ از گفتن بود
ع شکستہ نشاید دگر بار بست ۔
ع شلغم پختہ بہ ز نقرۂ خام ۔
ع شمشیر نیک آہنِ بد چون کند کسے ۔
ع شمع را پشت و روئی باشد ۔
ع شمع را ہر چند سر برند روشن تر شود ۔
ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔
ع شود شود نشود گو مشو ۔ چہ خواہد شد ۔
ع شوق در دل ہر کہ دارد رہبرے در کار نیست
ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکا نیست

ع شوے زن زشت روے نابینا بہ ۔
ع شہد بے نیش کجا و گل بے خار کجا ۔
ع شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر یست ۔
ع شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل ست ۔
ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا ۔
ع شام کے مردے کو کب تک روئے ۔
ع شمع کا پشت در و برابر ہے ۔

ص

ع صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں ۔
ع صاحب خیر داخل خیر ست ۔
ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد ۔
ع صبر کی داد ہے خدا کے ہاتھ ۔
ع صبر نما تا کہ بجائے رسی ۔
ع صبر درویش بہ کہ بذل غنی ۔
ع صحبت نیکان ۔ بدان را سود نیست
ع صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ۔
ع صد در شود کشادہ چو بستہ شود درے ۔
ع صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست ۔
ع صدق پیش آور کہ اینجا ہرچہ آرند آن برند
ع صد کشتہ چو من بہ کہ تو غمگین نفسی ۔
ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔

ع صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے ۔
ع صوفیان صاف را اول بہ دوزخ می برند ۔
ع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ۔
ع صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد ۔

ط

ع طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گزاشت
ع طاقت دیدن ندارد روے پنہاں میکند ۔
ع طبل پنہان چہ زنم طشت من از بام افتاد ۔
ع طبیب مہربان از دیدہ بیمار می افتد ۔
ع طفلی و دامان مادر خوش بہشتے بودہ است ۔
ع طفل دامنگیر من آخر گریبان گیر شد ۔
ع طمع آرو بمردان روے زردی ۔
ع طمع را سہ حرفست و ہر سہ تہی ۔
ع طوق لعنت بگردنش افتاد ۔
ع طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند ۔

ظ

ع ظالم از مظلوم باشد شکوہ چین ۔
ع ظاہر از شیخ و باطن از شیطان ۔
ع ظرافت آتش افروز جدائی ست ۔

ع

عشق کے صدمے کو جگر چاہیے ۔

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے ۔

عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز ۔

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ۔

عاقلان در پئے نقطہ نشوند ۔

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ ۔

عجب عجب کہ ترا یاد دوستان آمد ۔

عدو شود سبب رزق (یا خیر) گر خدا خواہد ۔

عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما ۔

عزت ہر کس بدست آنکس ست ۔

عزیز من جوابست ایں نہ جنگ ست ۔

عشقبازی را ز مجنوں یاد می باید گرفت ۔

عشقبازی کار بازی نیست ای دل سر بباز ۔

عشق آمدنی بود نہ آموختنی ۔

عشق آتشے ست پیر و جوان را خبر کنید ۔

علاج واقعہ قبل از (یا پیش از) وقوع باید کرد ۔

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت ست ۔

عود و سرگیں ہر دو در آتش رود خاکستر ست ۔

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ۔

عالمے را بہ نیم جو نخرم ۔

عشق ست و ہزار بدگمانی ۔

عیش را در جہان خزان دادند ۔

غ

غریقے دست انداز و بکا ہے ۔

غلام ہمت آنم کہ دل بکس ندہد ۔

غلہ گر ارزان شود امسال سید میشوم ۔

غنچہ از ترشروئی دل تنگ ست ۔

غلیواز را با کبوتر چہ کار ۔

غم فردا امروز باید نخورد ۔

ف

فارسی را ٹانگ توڑم تا کہ او لنگڑی شود ۔

فال بد بر زبان بد باشد ۔

فال نیکو بزن بہر کارے ۔

فالیز جہاں بہر خزان آمدہ است ۔

فتراک جواں مردان دست آویز امید ست ۔

فتنۂ خفتہ را مکن بیدار ۔

فتنہ در خوابست بیدارش مکن ۔

فراموشی ز یاران لازم افتاد ست دولت را ۔

فرہی چیزے دیگر آماس چیزے دیگر است ۔

فردات کشد خمار کامشب مستی ۔

ع فرزندِ کسان نمی کُند فرزندی ۔
ع فریب صیَد باشد خواب صیّاد ۔
ع فریادِ سگان کم نکند رزق گدا را ۔
ع فضل و ہُنر ضائع ست تا ننماید ۔
ع فعلِ بدکرده را سزا این است
ع فکرِ زاہد دیگر و سودائے عاشق دیگرست ۔
ع فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست ۔

ق

ع قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا ۔
ع قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالیؔ ۔
ع قدرِ زر۔ زرگر شناسد۔ قدرِ جوہر جوہری ۔
ع قدرِ گوہر شاہ داند۔ یا بداند جوہری ۔
ع قدرِ عیسیٰ کجا شناسد (یا بداند) خر ۔
ع قرب سلطان آتش ست از وے بترس ۔
ع قرب سلطان آتشِ سوزان بود ۔
ع قضائے نبشتہ۔ نباید سترد ۔
ع قطرہ قطرہ بہم (یا ہمی) شود دریا ۔
ع قطرہ قطرہ جمع گردد وانگہے دریا شود ۔
ع قلم رفتہ را چہ چارہ کُند ۔
ع قلم بخت من شکستہ سرست ۔
ع قلم اینجا رسید و سر بشکست
ع قلندر ہر چہ گوید۔ دیدہ گوید ۔
ع قناعت تونگر کند مرد را ۔
ع قہرِ درویش بجانِ درویش ۔
ع قہرِ درویش زبانِ درویش ۔
ع قیاس کن ز گلستانِ من۔ بہار مرا ۔
ع قیامت گرچہ دیر آید۔ بیاید ۔
ع قیمت زعفران چہ داند خر ۔

ک

ع کاٹو تو لہو نہیں بدن میں ۔
ع کب تک چھپیگی کیری توتیوں کی آڑ میں ۔
ع کون ہر روز اتالیق ہو سمجھائیگا ۔
ع کوئی معشوق ہے اِس پردہ زنگاری میں ۔
ع کارِ استاد را نشان دگرست ۔
ع کار بوزینہ نیست نجاری ۔
ع کارِ نیکو کردن از پُر کردن ست ۔
ع کارہا نیکو شود لیکن (یا اَمّا) بصبر ۔
ع کارِ ما نیست کارِ اُستادست ۔
ع کارے کہ نکو فتد نکو شد کہ نشد ۔
ع کارے کہ نہ کارِ تست زنہار مکن ۔
ع کارے کہ خُدا کرد فلک را چہ مجال ۔
ع کارِ امروز بفردا مگزار ۔

ع کار خود کن کار بیگانه مکن ۔

ع کار ما را کار فرما آب و تاب میدهد ۔

ع کار هر مرد و مرد هر کارے ۔

ع کافر همه را بکیش خود پندارد ۔

ع کاه در کاهدان نمی ماند ۔

ع کبوتر با کبوتر باز با باز ۔

ع کجا گیرد سر سیه جلے روغن ۔

ع کرمے بکفم به که کلنگے به هوا ۔

ع کرمهاے تو ما را کرد گستاخ ۔

ع کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست ۔

ع کریمان دوست میدارند مهمان طفیلی را

ع کسب کن پس تکیه بر جبار کن ۔

ع کس نگوید که دوغ من ترش ست ۔

ع کس نخارد پشت من جز (یا چون) ناخن انگشت من

ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوے میکنم ۔

ع کس ندیدم که گم شد از ره راست ۔

ع کسے کجاست که او دامنے نیالود ست ۔

ع کلان ما که تو باشی چه عقل ما باشد

ع کلک ما نیز زبانے و بیانے دارد

ع کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ۔

ع کمان چو تن بکشیدن و بد کباده شود ۔

ع کند هر چه خواهد برو حکم نیست ۔

ع کو خویشتن گم ست کرا رهبری کند ۔

ع کوشش چه سود چون نکند بخت یاوری ۔

ع کوشش بیفاده است وسمه بر ابروے کور ۔

ع کوفته را نان جوین (یا تهی) کوفته است ۔

ع کوه را فرهاد کند دل را پرویز یافت ۔

ع که آفتها ست در تاخیر و طالب را زیان دارد ۔

ع که بار محنت خود به ز بار منت خلق

ع که بر سنگ گردان نروید نبات ۔

ع که تا دانه نیفشانی نروید ۔

ع که تعجیل کار شیاطین بود ۔

ع که حلوا چو یکبار خوردند بس ۔

ع که آهن به آهن زبونی کند ۔

ع که خبث نفس نگردد بسالها معلوم ۔

ع که خواجه خود روش بنده پروری داند ۔

ع که دست کرم به ز بازوے زور ۔

ع که زر از زر کشد در جهان گنج گنج ۔

ع که سهل ست لعل بدخشان شکست ۔

ع که کام بخشی او را بهانه بے سبب ست ۔

ع که گنج سلامت به کنج اندر ست ۔

ع که گنبد هر چه گوئی گوید باز

ع که محرم بیک نقطه مجرم شود ۔

ع که مرد در خوشدل کند کار بیش ۔

ع که مرد راه نیندیشد از نشیب و فراز ۔

ع که نیاید ز گرگ چوپانی ۔

ع کہ نتواں سرِ رشتہ پیوند کرد ۔
ع کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند ۔
ع کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ ۔
ع کہ یخنی بود ہر چہ ناخوردہ ۔
ع کسے داند کہ اشتر می چراند ۔
ع کام پیارا ہے چام پیارا نہیں ۔
ع کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے ۔
ع کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری ۔
ع کفر توڑا خدا خدا کر کے ۔
ع کہیں خیر خوبی کہیں ہائے ہائے ۔
ع کانرا کہ خبر شد خبرے باز نیامد ۔

گ

ع گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں ۔
ع گر گئے دانت آم کھانے سے ۔
ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ۔
ع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گدا است ۔
ع گدا اگر تواضع کند خوے اوست ۔
ع گدا بادشاہ است و نامش گدا است ۔
ع گر او دوست باشد ہمہ دوست اند
ع گر بدولت برسی مست نگردی مردی ۔
ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ۔

ع گرت از دست برآید دہنے شیریں کن ۔
ع گر تو ابلیس نہ چشم چیست کور چراست ۔
ع گرد گلۂ توتیائے چشمِ گرگ ۔
ع گردن بے طمع بلند بود ۔
ع گر ضرورت بود روا باشد ۔
ع گرگے دہن آلودہ و یوسف ندریدہ ۔
ع گر قبول افتد زہے عز و شرف ۔
ع گر قضا آید طبیب ابلہ شود ۔
ع گر نویسی قلمے می تراش ۔
ع گر ہنر کند توبہ کونش ندہد یاری ۔
ع گفتن ہمیں بس ست کہ اسپ من ابلق ست ۔
ع گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ۔
ع گل بود بہ سبزہ نیز آراستہ شد ۔
ع گل کاغذی را بشبنم چہ کار ۔
ع گلِ نم دیدہ را آبے تمام ست ۔
ع گندم از گندم بروید جو ز جو ۔
ع گواہِ عاشقِ صادق در آستین باشد ۔
ع گوسالہ بروزگار گاوے گردد ۔
ع گوسالۂ من پیر شد و گاو نشد ۔
ع گوسالہ ما پیر شد و عقل نیافت ۔
ع گوشِ نامحرم نباشد جائے پیغامِ سروش ۔
ع گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل ۔
ع گر نبودے چوب تر فرمان نبردے گاو خر ۔

ع گنج و مار۔ و گل و خار۔ و غم و شادی بہم اند۔

ل

ع لاکھ سر پیٹے کوئی وہ وقت تو ٹلتا نہیں۔
ع لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔
ع لائق افسر نباشد ہر کسے۔ (یا ہر سرے)
ع لطف باشد گر نپوشی از گدا ہارو ترا۔
ع لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش۔
ع لنگڑی گھوڑی بسور کا دانہ۔
ع لیلے را بہ چشم مجنون بیں۔

م

ع مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی میں شست ہے۔
ع مرض بڑھتا چلا جوں جوں دوا کی۔
ع منہ پڑی اور ہوئی پرائی بات۔
ع ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔
ع ما را ازیں گیاہِ ضعیف ایں گمان نبود۔
ع ما رچہ زیں قصہ کہ گاو آمد و خر رفت۔
ع ما را عجب آید کہ ازیں کس بسر آید۔
ع مالِ حرام بود بجاے (یا براہ) حرام رفت۔
ع ماہی از سر گندہ گردد نے ز دُم۔

ع مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن۔
ع مبر نام فردا کہ فردا کہ دید۔
ع محتسب گر مئے خورد معذور دارد مست را۔
ع محتسب را درون خانہ چہ کار
ع محنت بیفائدہ است وسمہ برابروے کور۔
ع محبّت قُرب ز بعد افزون ست۔
ع مرا افسوس می آید پری را دیو می گاید۔
ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان (یا بد مرسان)
ع مرا ہمت بلند و دست کوتاہ۔
ع مرا گداے تو بودن ز سلطنت بہتر۔
ع مرا نان دہ و کفش بر سر بزن۔
ع مُرتی بیار و مُرئے بخور۔
ع مُردہ ہر چند عزیز ست نگہ نتواں داشت۔
ع مُردن بنام بہ کہ بود زندگی بہ ننگ۔
ع مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برند۔
ع مردہ گر خاک میدہد بستان۔
ع مردے توشہ بر نگیرد جام۔
ع مردیت بیا زمانے و آنگہ زن کن۔
ع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔
ع مرد چوں پیر شود حرص جوان می گردد۔
ع مُرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را۔
ع مُرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش۔
ع مُزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد۔

ع مزن فالِ بد کاورد حالِ بد ۔

ع مظلوم دلیر باشد و چیرہ زباں ۔

ع معزول بیشوند چہ معقول بشوند ۔

ع معیار دوستانِ دغل روز حاجت ست ۔

ع مغز ما خورد و حلق خود بدرید ۔

ع مقام عیش میسر نمیشود بے رنج ۔

ع مکن مکن کہ نکوگوہران چنین نکنند ۔

ع مکن بد کہ بدبینی از یار نیک ۔

ع مکن وعدہ اگر کردی وفا کن ۔

ع ملا شدن چہ آسان ۔ آدم شدن چہ مشکل ۔

ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو ۔

ع من بپائے تو بوسم و تو دست دگرے ۔

ع منتے کز کشتی از مردمی باید کشید ۔

ع من سود کنم ترا زیانے نرسد ۔

ع من خوب می شناسم پیران پارسا را ۔

ع من کہ بدنام جہانم چہ صلاح اندیشم ۔

ع من مردہ جہان مردہ ۔ من زندہ جہان زندہ ۔

ع من ہمان احمد پارینہ کہ بودم ہستم ۔

ع مہمان عزیز ست مگر تا سہ روز ۔

ع مہمان خود بیم لیک در خانۂ تو ۔

ع میہمان کمتر کند تعظیم صاحب خانہ را ۔

ع مہ نشیند بجائے عقرب کور ۔

ع می توان بخشید گر گاہے گناہے میشود ۔

ع می تراود چہ کنم انچہ درآوند دل ست ۔

ع میراث پدر خواہی علم پدر آموز ۔

ع میراث گرگ مردہ بگفتاری رسد ۔

ع می کشد زہر اگر اندک و گر بسیار ست ۔

ع مُردن بنام بہ کہ بود زیستن بہ ننگ ۔

ع مَردِ بے زر ہمیشہ رنجور ست ۔

ع مرضی مولے از ہمہ اولے ۔

ع مور ہمان بہ کہ نباشد پرش ۔

ع میغرو شد گنبد و خرچ منارہ میکند ۔

ع ماں کو نہ باپ کو جو بینے گی سو آپ کو ۔

ع موے شیر سے جیتی بلی بھلی ۔

ع میں تو ڈوبا ہوں مگر تجھ کو بھی لے ڈوبونگا ۔

ع مکن انگشت در سوراخ کژدم ۔

ع مترس از بلائے کہ شب درمیان باشد ۔

ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ۔

ن

ع ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو ۔

ع نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی ۔

ع ناامید از رحمتِ یزدان مباش ۔

ع ناامید رحمتش شیطان بود ۔

ع نابردہ رنج گنج میسر نمیشود ۔

ع ناخواندہ بخانہ خدا نتواں رفت۔

ع ناز بر آں کن کہ خریدارِ تست۔

ع ناسودہ کجا رود کہ آسودہ شود۔

ع ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس۔

ع ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو۔

ع نامرد زند ہمیشہ لافِ مردی۔

ع نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد۔

ع نام نکوست حاصلِ ایامِ زندگی۔

ع نانِ گربہ بہ تیزی دزد۔

ع نہ بُرد قرزِ مرا تیغ تیز۔

ع نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود۔

ع نتواں مُرد بسختی کہ من اینجا زادم۔

ع نخورد شیر نیم خوردۂ سگ۔

ع ندہد نقد را بہ نسیہ کسے۔

ع نرود میخ آہنی در سنگ۔

ع نشود نیک نہادے کہ زمیثاق بدست۔

ع نفس بر آمد و کار از تو بر نمی آید۔

ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول۔

ع نکند دوست زینہار از دوست۔

ع نکند گرگ پوستین دوزی۔

ع نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم۔

ع نویسندہ داند کہ در نامہ چیست۔

ع نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔

ع نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین۔

ع نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید۔

ع نہ روئے رہائی نہ راہ گریز۔

ع نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال۔

ع نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن۔

ع نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند۔

ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔

ع نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد۔

ع نیاید بجو باز آبے کہ رفت۔

ع نے تاب صبر دارم۔ نے طاقت جدائی۔

ع نے غمِ دزد۔ نے غمِ کالا۔

ع نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی۔

ع نقدے ز ہزار نسیہ خوشتر باشد۔

و

ع وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی۔

ع واماندہ گاؤ را بخر باید داد۔

ع وائے بر قدرِ سخن گر بسخنداں نرسد۔

ع وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے۔

ع وائے گر در پسِ امروز بود فردائے۔

ع وائے براں خوردہ کہ تنہا خوری۔

ع وجودِ مردمِ دانا مثالِ زرِ طلاست۔

۶ ورنستانی بستم میرسد۔
۶ وظیفہ گر طلبی رو۔ ہنر بدست آور۔
۶ وفائے عہد نکو باشد اربیاموزی۔
۶ ولے زباطنش ایمن مباش وغرہ مشو۔
۶ وہ دل نہیں رہا کہ نہیں جس پہ ناز تھا۔

ہ

۶ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔
۶ ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے۔
۶ ہزار آفتیں ہیں ایک دل لگانے سے۔ (میں)
۶ ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔
۶ ہم تو مرشد تھے۔ تم ولی نکلے۔
۶ ہم سے اچھے رہے صدقے ہیں اترنے والے۔
۶ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔
۶ ہر آنچہ حاکم عادل کند ہمان داد است۔
۶ ہر بہارے را خزانے درپے ست۔
۶ ہر جا کہ پری رخ ست دیوے با اوست۔
۶ ہر جا کہ رنگ وبوے بود گفتگو بود۔
۶ ہر جا کہ نمک خوری نمکدان مشکن۔
۶ ہر جا کہ سلطان خیمہ زد۔ غوغا نماند عام را۔
۶ ہر چند جامہ تنگ ست جزو بدن نگردد۔
۶ ہر چہ خدا خواست ہماں می شود۔

۶ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔
۶ ہر چہ استاد ازل گفت ہمان میگویم۔
۶ ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود۔
۶ ہر چہ کند ہمت مردان کند۔
۶ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد
۶ ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم۔
۶ ہر چہ باداباد دوست باد و دامان شما
۶ ہر چہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید۔
۶ ہر چہ گیرید مختصر گیرید۔
۶ ہر چہ گیرد کاملے ملت شود۔
۶ ہر چہ گیرد علتے علت شود۔
۶ ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔
۶ ہر زمینے را بود خاصیتے۔
۶ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔
۶ ہر خزانے را بہارے درپے ست۔
۶ ہر زبان را گفتگوئے دیگر ست۔
۶ ہر شبنمے درین رہ صد بحر آتشین ست۔
۶ ہر عمل را اجرے و ہر کردہ جزائے دارد۔
۶ ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست۔
۶ ہر کجا دردیست درمانش مقرر کردہ اند۔
۶ ہر کو خدمت کرد او مخدوم شد۔
۶ ہر کو پنج روز نوبت اوست۔
۶ ہر کرا اخلاص بیش اقبال بیش۔

ف ہر کرا صبر نیست حکمت نیست ۔
ف ہر کرا کردی خوشامد ۔ خوش آمد ۔
ف ہر کرا دردے رسد ناچار گوید ولے را ۔
ف ہر کرا طاؤس باید قصد ہندوستان کند ۔
ف ہر کرا این دہند آن نہ دہند ۔
ف ہر کسے را قرار در پیش ست ۔
ف ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔
ف ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند ۔
ف ہر کسے آن درود عاقبتِ کار کہ کشت ۔
ف ہر کس بقدر ہمتِ خود خانہ ساختہ ۔
ف ہر کس بخیال خویش خبطے دارد ۔
ف ہر کہ آمد بجہاں برگ و برے پیدا کرد ۔
ف ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت ۔
ف ہر کہ آمد بجہان ز اہلِ فنا خواہد بود ۔
ف ہر کہ آید گو بیا ۔ و ہر کہ خواہد گو برو ۔
ف ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش ۔
ف ہر کہ تہی کیسہ تر آسودہ تر ۔
ف ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد ۔
ف ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ۔
ف ہرگز از شاخ بید بر نخوری ۔
ف ہرگز از قصب نے شکر نخوری ۔
ف ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔
ف ہر گلے را خار باشد ہمنشیں ۔

ف ہر مس کہ بکیمیا رسد زر گردد ۔
ف ہر نشیبے را فرازے در پے ست ۔
ف ہزار ہجو ترا ۔ او بہ نیم جو نخرد ۔
ف ہمراہ اگر شتاب کند ہمرہ تو نیست ۔
ف ہمسایۂ بد مباد کس را ۔
ف ہم مال بدست آید و ہم یار رنجد ۔
ف ہمہ جا خانۂ عشق ست چہ مسجد چہ کنشت ۔
ف ہمہ گفتہ چو مصطفی گفتی ۔
ف ہمی جوید سلامت را پناہے ۔
ف ہمیشہ در صدف گوہر نباشد ۔
ف ہمیشہ چاہ کن از دست خویش در چاہ است ۔
ف ہمین سنگ ست و پشتِ بام قرشی ۔
ف ہمیں چوگان ہمین میدان ہمین گوے ۔
ف ہنر بہتر از ملک و مال پدر ۔
ف ہنر بکار نیاید چو بختِ بد باشد ۔
ف ہنوز مردۂ من زندۂ ترا بارست ۔
ف ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را ۔
ف ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبیست

ی

ف یا خانہ جائے رخت بود یا خیالِ دوست ۔
ف یادِ دل گر نبود ذکر زبانی سہل ست ۔

٦	یارِ بد بدتر بود از مارِ بد ۔
٦	یارِ کار افتادہ را یاری ہم از یاراں رسد ۔
٦	یارِ من نیکوست لیکن رسم و آئینش بدست
٦	یک دانۂ محبت ست و باقی ہمہ کاہ ۔
٦	یک شمع شبے ہزار پروانہ کشد ۔
٦	یکے بود مجنوں ۔ دگر سگ گزید ۔
٦	یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید ۔
٦	یکے گر رود دیگر آید بجایش ۔
٦	یکے بر صد آید نہ صد بر یکے ۔
٦	یوں بھی صنم واہ واہ ۔ ووں بھی صنم واہ واہ
٦	یہاں فکرِ معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر ۔
٦	یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے ۔

حصۂ دوم

آیات و افراد

ردیف الالف

مفلساں را بیدل از مشق خموشی چارہ نیست	تنگدستی باز مید ارد ز قل قل شیشہ را	بیدل
نپرداز د بفکر دور بیناں طینت جاہل -	نمی افتد بہ عینک احتیاج چشم کوراں را	حزیں
محالست از سر مغز سودا ابر آوردن	کہ نتواں از خمیر آورد بیروں موئے چینی را	صائب
نہ شگوفہ ام نہ برگم نہ ثمر نہ سایہ دارم	ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت ما را	ذوقی
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دلکا	جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا -	آتش
بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
جس نے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا	فی الحقیقت بس وہ اپنے آپ ہی حیراں ہوا	جرائت
نظارہ کروں دہر کی کیا جلوہ گری کا	یاں عمر کو وقفہ ہے چراغ سحری کا	مصحفی
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا	غالب
نمی شود سخن پست فطرتاں مشہور -	بلند نیست صدا کاسۂ سفالی را	غنی
فدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد	ہما منشور دولت می کند ہر استخوانے را	صائب
اِفتدلئے صاف طینت مایۂ جمعیت ست	ہست آرام از پس آئینہ ہا سیماب را	والہ
از خس وخاشاک بگزر گرد گلہا سیر کن	تا چو زنبور عسل پر شہد سازی خانہ را	صائب
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را	لا اعلم
عدم میں رہتے تو شاد رہتے اوسے بھی فکر ستم نہ ہوتا	جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا	مومن
جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا	کل اوس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا	میر
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت	اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا	"
ٹھیکری کو قدر ہے اسکو نہیں -	ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا	"
وہی سمجھیگا میرے زخم دل کو	جگر پر جس کے اک ناسور ہوگا	جرائت
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را	صائب
نصیبے نیست از اہل کرم برگشتہ بختاں را	کہ ہرگز پر نسازد کاسۂ گرداب را دریا	غنی

ز فیض بہرہ نیابد ضمیر کج طبعاں	کجا بہار کند سبز شاخ آہو را	میر
جستجو کم کن دلا از دولت دوں ہمتاں	نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما	مخفی
روزی ما میشود آخر نصیب دیگراں	طالع برگشتہ ہمچوں آسیا داریم ما	غنی
کاملاں را ہمہ سرگشتگی از دست خودست	حاجت گردش پرکار نشد مانی را	عالی
صبح اقبال ہما از استخواں طالع شود	نیست جز سختی نصیبے مردم آگاہ را	علی
الٰہی نرم گرداں از کرم دلہائے خوباں را	دگر نہ عشق را ناپید کن یا عشقبازاں را	لا اعلم
مرداں کنند خوش غم و رنج ہمیشہ را	آب بقاست آتش تب شیر بیشہ را	حزیں
نہیں معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا میں	خدا سے کون بندے پر زیادہ مہرباں ہے گا	آتش
جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انساں بھی	پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انساں کا	ذوق
کس کا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہے کیا احرام	کوچے کے اوسکے باشندوں نے سبکو یہیں سے سلام کیا	میر
جگ میں آکر ادہر اُدھر دیکھا	تو ہی آیا نظر جدہر دیکھا	درد
منظور کب تھا کعبہ و بتخانہ دیکھنا	دونوں جگہ تھا جلوۂ جانانہ دیکھنا	مصحفی
غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبہ سے اے دوست	تجھی کو ڈھونڈھتا رہتا ہوں کہاں کہاں کب کب	رند
ملے اکسیر گر اس کشت و خوں سے میں نہ لوں ہرگز	مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کرنا پارے کا	ذوق
نیست از موج حوادث ہمچو خس پروا مرا	جنبش گہوارہ باشد موجۂ دریا مرا	فقیر
بساں چشم کہ گرید برائے ہر عضوے	ز غیر ہر کہ رسد می کند ملول مرا	راضی
دریں دریا نظر کن مفلس و منعم یکے بینی	گہر ہم قطرہ آسا دیدہ دارد پر آب اینجا	لا اعلم
کافر نعمت کند رزق حلال خود حرام	طفل از پستان گزیدن میکند خوں شیر را	صائب
بہ ترک عشرت امروز چوں کنم کہ کسے	ضماں نمی شود از من حیات فردا را	جامی
ایام تنگدستی در عیش کوش و مستی	کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را	حافظ
ز الدام ہرگز ندارم تاب احساں کسے	آب گردم گر کسے از خاک بردارد مرا	صائب
نعمتے چوں سیرچشمی نیست بر خوان وجود	بے نیازانہ بحر دارد آب ایں گوہر مرا	لا اعلم
قبول ناقصاں را شاہد ہیچو ہیرے باشد	کہ جز طفلاں خریدارے نہ بینی تیغ چوبیں را	کلیم

زبان سے بآواز بلند این حرف می گوید	که می سازد بیکدم چوب را صاحب نفس گویا	غنی
اور سب کچھ جہاں میں ملتا ہے	لیکن اک آشنا نہیں ملتا	مصحفی
زبید روان علاج درد خود جستن بدان ماند	که خار از پا برون آرد کسے از نیش عقربہا	صائب
نیفتد کارسازاں را بکس در کار خود حاجت	بخاریدن نباشد احتیاجے پشت ناخن را	غنی
خانهٔ ما زیر بار منت مخلوق نیست	نیست نقشے بیش ما خوشتر ز نقش بوریا	״
نهال دولت دنیا مذلت بار می آرد	بصد ملک شہنشاہی مده گنج قناعت را	مخفی
از صحبت خسیس حذر کن که مے شود	یک برگ کاه مانع پرواز دیده را	صائب
اختلاط ناموافق سد راه سالک ست	قفل از پرواز مانع می شود کافور را	اعجاز
آب چون در روغن افتد ناله خیزد از چراغ	صحبت ناجنس باشد متهم آزارها	علی
سخن بمردم فهمیده عرض کن صائب	بشوره زار مکن صرف آب حیوان را	صائب
از کدو بوئے شراب آید بدشواری برون	از سر بیمغز نتوان برد حُب جاه را	״
وا زرباط تن چو بگذشتی دگر معموره نیست	زاد راہے برنمیداری ازین منزل چرا	״
پیش عارف حق شناسی در لباس دیگر ست	پیر ما منماے زاهد خرقهٔ پشمینه را	وحشی
گر بپوشی بهر مکر این جامه را	عاری ست این تا فریبی عامه را	مثنوی
گوشه گیران از عبادت صید روزی میکنند	دام را خالی نمی آرند این صیادها	علی
بعصیان مگذران زنهار ایام جوانی را	مکن صرف زمین شور آب زندگانی را	صائب
نه کارے عاقبت بردم بسر نے کار دنیا را	برنگ شام ماندم درمیان امروز و فردا را	علی
عرق شرم گنه داشته ام چند سبو	چون بمیرم بہمین آب بشوئید مرا	احسان الله
سبحه برکف، توبه برلب، دل پر از ذوق گناه	معصیت را خنده می آید بر استغفار ما	قدسی
ما را در آفتاب قیامت غنی چه باک	دوزخ پرست از عرق انفعال ما	غنی
در سخن مخفی شدم مانند بو در برگ گل	میل دیدن هر که دارد در سخن بیند مرا	مخفی
الهی بیامرز این هرسه را	مولف، معلم و خواننده را	لا اعلم
صاحب سخن نه جنبد از بهر قوت هرجا	دائم بخانهٔ خود روزی رسد زبان را	غنی

نیست غم اہل سخن را از جفائے روزگار	بشکند گر ساغر گوہر نریزد آب را	علی
ز دندان ترا داده اند آسیائے	که سازی ملائم تو گفتار خود را	صائب
من آں مرغم که از گندم بصد دام بلا خود را	بیک پرواز بے ہنگام کردم مبتلا خود را	وحشی
پا منه بیرون ز حد خویش تا بینا شوی	نیست حاجت با عصا در خانهٔ خود کور را	صائب
کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن اُن کا	دو دغا بازوں کے پھندے میں ہے جوبن اُن کا	لا اعلم
سینه ہا را خامشی گنجینهٔ گوہر کند	یاد دارم از صدف این نکتهٔ سربسته را	صائب
طبع خاموشاں مکدر مے شود از گفتگو	می شود باد نفس بر دل غبار آئینه را	علی
ہمچو سوزن دائم از پوشش گریزانیم ما	جامه بہر خلق می دوزیم و عریانیم ما	غنی
عیب مردم فاش کردن بدترین عیب ہاست	عیب گو اول کند بے پرده عیب خویش را	صائب
گوہرے چوں خود شناسی نیست در بحر وجود	ما بگرد خویش مے گردیم چوں گرداب ہا	علی
ممنوں شوم ز ہر که بمن کج کند نگاه	تیر کج ست آیهٔ رحمت نشانه را	صائب
در جہاں آسایشے گر ہست در درویشی ست	خانه از کوتاہئ دیوار باشد خوش ہوا	لا اعلم
در فقر ہیچکس نبود آشنائے ما	نشسته عنبر گرد کسے در سرائے ما	غنی
کجا فقیر بدل جا دہد تونگر را	زمین فرو نبرد ہمچو قطره گوہر را	سعدی
بنود ز نقش باطل اندیشه پاک بیں را	آئینه راست خواند عکس خطِ نگیں را	شوکت
روشنی از خویش میباشد دلِ پرنور را	شعلهٔ شمع از رگ سنگ ست کوہ طور را	لا اعلم
سواد کعبه کے منظور ار باب نظر باشد	بسنگ سرمه حاجت نیست ہرگز چشم روشن را	غنی
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اہل جوہر را	لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوہر را	روح
کاہش تن لازم صاحبدلاں افتاده است	روغن از مغز ست دائم شعلهٔ ادراک را	صائب
نباشد نیک باطن در پئے آرایش ظاہر	بنقاشی احتیاجے نیست دیوار گلستاں را	″
می کند کار خرد نفس چو گردید مطیع	دزد چوں شحنه شود امن کند عالم را	″
بشوے دست ز اصلاح تن بجاں پرداز	که دل سفید نگردد ز جامه شوئی ہا	″
مکن دشوار از تن پروری آزادئ جاں را	چه محکم می کنی چوں ابلہاں دیوار زنداں را	حزیں

خودآرا این‌چنان بر جامهٔ ابریشمی نازد	که پنداری زبر دارد مقامات حریری را	صائب
بخود سازی بدل کن ای سیه‌دل خانه‌سازی را	که جز گرد کدورت نیست حاصل خاکبازی را	״
نسازد حق‌شناسان را مقید زیور دنیا	ز انگشت شهادت دست کوتاه است خاتم را	اثر
چو نبود حسن باطن زینت ظاهر چه کار آید	چرا تصویر یوسف می‌کشی دیوار زندان را	شوکت
نجات از قید محنت نیست ارباب تلون را	بلی بی‌خار هرگز کس نه بیند پای گلبن را	غنی
بغیر از زیان نیست در خودفروشی	اگر سود خواهی به بند این دکان را	صائب
دل عارف غبار آلودهٔ کثرت نمی‌گردد	نیند از دخل در وحدت آئینه صورتها	کلیم
تا خود نشود فانی صوفی نشود صافی	اثبات بخود کردم از نفی خود الا را	حزین
با صاف‌دل کسی را یارای همسری نیست	برخاک می‌نشاند آئینه آسمان را	جامی
فارغ بود از آفت گیتی دل روشن	از برق زیانی نرسد خرمن مه را	غنی
یک ترشروی برای دفع صد مهمان بس است	چین ابرو چوب دربان است صاحب خانه را	صائب
غنی از دولت دنیا نگردد عیب کس زائل	که زر نتواند از روی محک بردن سیاهی را	غنی
گر دل خود زنده خواهی خاکساری پیشه کن	به ز خاکستر لباسی نیست آتش پاره را	صائب
افتادگی برآورد از خاک دانه را	گردن‌کشی بخاک نشاند نشانه را	״
عبادتی بجهان به ز خاکساری نیست	به از وضوی عزیزان بود تیمم ما	غنی
بود نام تو روشن گر به تسلیم خم سازی	که نقش راست بنماید نگین واژگون پیدا	نادم
بود افتادگی سرمایهٔ گنج غنا دائم	نباشد احتیاجی با صبا گلهای قالی را	اعظم
خواهی عزیز دهر شوی خاکسار باش	در دیده‌ها ز سرمه شدن جاست سنگ را	اثر
آب را استادگی آئینه روشن کند	صاف می‌سازد تحمل طبع بر هم خورده را	نظامی
میتوان کردن به نرمی رام از خود رسته را	پنبه سد راه می‌گردد شرار جسته را	علی
میتواند کرد صائب روی عالم را بخود	هر که چون آئینه سازد پاک لوح سینه را	صائب
زتند باد حوادث ز پا نمی‌افتد	که دستگیری افتادگی عصاست مرا	ظهیر
بلندی یابد انسان از تواضع برگزیدنها	بچشم مردمان جا کرده ابرو از خمیدنها	״

میکند افتادگی آزاد از بند خطر	شیر با این رعب کے سازد هراسان سایه را	ظهیر
دُر شود قطره چو افتاد ز ابر نیسان	رهنما سوے ترقی ست تنزل ما را	لا اعلم
هر که چون خورشید بنماید کمال خویش را۔	در جهان هر روز می بیند زوال خویش را	قابل
هر که سازد سرکشی همچون حباب شوخ چشم۔	زود بیند از هواے خویش مدفن زیر پا	مختار
ز تعظیم و تواضعهاے خصم ایمن مشو صائب	کم خشم کردن صیاد آفتهاست مرغان را	صائب
شود گل تواضع دشمن بجز گزند	پا بوس تیشه افگند از پا نهال را	غنی
پا مکش از بزم همجنسان اگر خواهی عنا	بگسلد چون تار از تنبور گردد بے نوا	کاشی
معنی یک بیت بودم در طریق اتحاد	چون دو مصرع گرچه در ظاهر جدا بودیم ما۔	صائب
دل مکن از دوست گر خواهی بادپیوست باز	کس بگلبن باز کے بندد گل پژمرده را	کلیم
هیچگه در رنج و راحت نیست از صاحب جدا	حق صحبت کرده بس پابند احسان سایه را	لا اعلم
ماه نو بر همه روشن کند این مضمون را۔	که زوال است زپے دولت روز افزوں را	اختر
هر کمالی را که دیدم روے دارد در زوال۔	آرزو از این سبب در سینه باطل شد مرا	ظهیر
نسب صورت نه بخشد گر نداری جوهر ذاتی	که باشد بیشتر با آب نسبت تیغ چوبیں را	مخلص
روشن شود چراغ دل ما زیکدگر	چون رشته هاے شمع بهم زنده ایم ما	حافظ
دو دل یک شود بشکند کوه را۔	پراگندگی آرد انبوه را۔	نظامی
تا توانی ناتوانے را بچشم کم مبیں۔	یاری یک رشته جمعیت دهد گلدسته را	طالب
حرمت روشندلاں از زشت رویاں کم بود۔	مفت نستاند کسے در زنگبار آئینه را	حافظ
بسکه می ترسم از جدائیها۔	توبه کردم ز آشنائیها	لا اعلم
در راه وفا تجربه کردیم بسے را	هر چند دویدیم و ندیدیم کسے را	ظهیر
وحشت مالکم نگردد ز اجتماع دوستان۔	چون الف با هر که پیوندیم تنهائیم ما	صائب
که سبکروحاں بسازد برگ و ارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پرواے ساماں سایه را	رائق
گریه می آید مرا بر طالع فرزانه ها	بیغمی را مفت بردند از میاں دیوانه ها	لا اعلم
مرد کامل در وطن هرگز نمی گیرد قرار	میوه چون پخته شد از شاخ میگردد جدا	صائب

رفت عمرم در غریبی بر بساط روزگار	گرچه همچون مهرهٔ شطرنج دارم خانه‌ها	غنی
گر ندارد چشم بد در ساحل غربت نمی باشد	ز دام آزاد می سازند دور از آب ماهی را	علی
کلید و قفل چون دیدم ز یک آهن تقسیم شد	که اسباب کشایش در گره دارند مشکلها	عاقل
عروج ماه نو از باعث افزونی نور ست	ترقی می نماید از کمال البته منصب‌ها	لا اعلم
یکبار آبروی زر وئیکه ریخت ریخت	در برگ گل دو باره که آرد گلاب را	بیخود
تا رزق خود رسد بدهانت چو آسیا	دائم خموش دار زبان سوال را	غنی
آنرا که نیست وسعت مشرب درین سرا	در زندگی به تنگی قبر ست مبتلا	صائب
گوشمال آخر شود دست نوازش سازرا	سرکش گر گوشمالی میدهد دوران ترا	صائب
چو شد زهر عادت مضرت نه بخشد	بمرگ آشنا کن بتدریج جانرا	״
ندارد ره بگرد دل روح تا باشد نفس در تن	رسائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پا را	غنی
اگر نعلین جسم تیره را از پا برون آری	بچشم روشنان عالم بالا نهی پا را	حزین
اندیشهٔ مآل نیاید ز ما درست	در دست دیگریست چو سود و زیان ما	لا اعلم
گلزار از قلم و تقدیر پا برون	سر مشق خویش ساز خط سرنوشت را	غنی
بر نمیگردد برات قسمت حق خون مخور	نیست ممکن باز گردیدن به پستان شیر را	صائب
عقل دامنگیر ما را راه روزی بسته است	ورنه هر انگشت پستان ست طفل شیر را	لا اعلم
بر زبان حرف طلب هرگز نمی آریم ما	میهمان بی طلب را دوست میداریم ما	صائب
پرده دار و حاجب و دربان نمی باشد مرا	خانه چون آئینه بی مهمان نمی باشد مرا	״
تکلف مکن در سلوکی که داری	چو خواهی که از خود کنی میهمان را	״
میزبانیکه ز جان سیر کند مهمان را	چه ضرور ست که آراسته سازد خوان را	״
بر میوهٔ رسیده زدن سنگ ابلهی ست	زنهار از سوال مرنجان کریم را	علی
با بخیلان ست دائم دهر نا پاک آشنا	قحبهٔ دنیا شود با اهل امساک آشنا	حزین
شرکت روزی حریصان را بفریاد آورد	بهر نان پاره سگ دشمن بود درویش را	صائب
حکمت محض ست گر لطف جهان آفرین	خاص کند بندهٔ مصلحت عام را	لا اعلم

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں	ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا	غالب
سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری نوجوانی کا	لا اعلم
سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا	سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا	رند
طے کر گئے یاران عدم رفتہ تو منزل	سوتے ہی رہے ہم نہ کسی نے بھی جگایا	نعیم
غرض کس کو کرے ماتم ہمارا	مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا	لا اعلم
قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ	سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا	ذوق
گل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا	یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا	لا اعلم
لڑکپن سے یہ تھی سرگشتگی اپنے نصیبوں میں	ہنڈولے میں تماشا دیکھتے تھے چرخ گرداں کا	″
ما بروں را ننگریم و قال را	ما دروں را بنگریم و حال را	معنوی
موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں	ہے وہ خودبیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا	ذوق
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا تو	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا	میر
نرگس دل کو بغل میں لگا رکھ اے معروف	کبھی تو کوئی بھلا اس ستم کو پوچھیگا	معروف
وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مردہ پسند	اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدرداں پیدا ہوا	لا اعلم
ہیچ عزت بنود مردم ہرجائی را	ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را	″
ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنتا	دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا	پیکر
قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے	جس چیز کے ناسخ کوئی قابل نظر آیا	ناسخ
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا	غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	″
کوئی بنا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز	جہاں میں جب سے کہ یہ چرخ چنبری ہے بنا	لا اعلم
کب لباس ظاہری میں چھپتے ہیں روشن ضمیر	پردۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا	ذوق
فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا	کہ جس کے عوض یوں رولانے لگا .	حسن
عیب ست بزرگتر کشیدن خود را	واز جملہ خلق برگزیدن خود را	لا اعلم
شکر حق واجب بود از بہر ہر نعمت ترا	تا سبک از حق نعمت سازد ایں منت ترا	″
چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را	سعدی

اِک روز جہاں سے جان کھونا ہوگا	گھر چھوڑ کے زیر خاک سونا ہوگا	انیس
دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا	کس کا کس کا نہ یاں زمانہ دیکھا	″
برسوں رہا جنکے سر پہ چتر زریں	تربت پہ نہ ان کی شامیانہ دیکھا	″
کیوں آج دلا خیال فردا نہ کیا	بھولا جو بُرے وقت کو اچھا نہ کیا	″
تیرے قربان کے تو لایق ہوں۔	اور کاموں سے گو ہزار گیا	افسوس
عرصۂ عمر بہت کم ہے دلا گل کیطرح	چمن دہر میں دن کاٹ تو ہنسکر اپنا	″
دنیا میں نہ چین ایک ساعت دیکھا	برسوں نہ کبھی روز فراغت دیکھا	انیس
راحت کا مکاں، امن کا گھر، خانہ عیش	دیکھا تو جہاں میں کنج عزلت دیکھا	″
مرض مرگ سے عاجز ہے خدائی ساری	صد فلاطوں کو یہاں ہاتھ ہی ملتے دیکھا	لا اعلم
چو از شمع خالی کنی خانہ را	نہ بینی دگر نقش پروانہ را	″
نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند	جوانان سعادتمند پند پیر دانا را۔	حافظ
بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت بہایم۔	کہ روزی میکند از ہم جدا یاراں ہمدم را	مسرت
عوض ہے دلشکنی کا بہت محال اے یار	جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشہ کا	لا اعلم
در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را	″
بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید	کہ سالک بےخبر نبود ز راہ رسم منزلہا	حافظ
ہر کرا باشد محبت با خدا	کے بداند و اصلاحش را جدا	لا اعلم
صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا	حافظ
دولت دنیا ندارد اعتبارے پیش ما	سر بہ شاہی بر نیارد ہمت درویش ما	لا اعلم
غم عالم فراواں ست من یک غنچہ دل دارم	چساں در شیشۂ ساعت کنم خاک بیاباں را	″
دریاب گرتو عاقلی بشتاب گر صاحبدلی	باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را	″
فلک از رشک نگذارد بیکجا خود دو ہمدم را	بسنگ از یکدگر سازد جدا بادام توام را	″
غم روزی مخور بر ہم مزن اوراق دفتر را	کہ پیش از طفل ایزد پر کند پستان مادر را	″
قدر مردم کے فزاید تا بود اندر وطن	در صدف قیمت نباشد گوہر ارزندہ را	″

نہیں اک لحظہ خالی تجھ سے بیرون و درون میرا	کہ دل میں یاد ہے تیری زباں پر نام ہے تیرا	لا اعلم
اے آمدنت باعث آبادیٔ ما۔	ذکر تو بود زمزمۂ شادیٔ ما	”
آسایش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست	با دوستاں تلطف با دشمناں مدار	حافظ
خدا جب دوست ہے اے دل تو کیا دشمن سے اندیشہ	ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا	لا اعلم
چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید۔	مسیحا کے تواند کرد روشن چشم سوزن را	”
رزق ہر چند بیگماں برسد	شرط عقل ست جستن از درہا	”
اما نبود وصف اضافی ہنر ذات	ایں فتوی ہمت بود ارباب ہمم را	”
نہ ہوی کبھی مجھ سے خطا نہ ہو اکرو مجھ پر خفا	نہ دیا کرو تم گالیاں نہ کیا کرو مجھ پر جفا	طالب
مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا	طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا	ناسخ
غنیمت جان لے یہ صحبتیں آپس کی اے ناداں	دگرگوں حال ہو جاتا ہے اک دم میں زمانہ کا	سرور
رستم رہا زمیں پہ نے سام رہ گیا	مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا	سودا
معلوم ہمکو دل کے سلوکوں سے یہ ہوا	ناداں ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا	سوز
الٰہی بخت تو بیدار بادا۔	ترا دولت ہمیشہ یار بادا!	لا اعلم
یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح	کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا	غالب
لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب	زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا	آتش
یہ کہاں تھی میری قسمت کہ وصال یار ہوتا	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا۔	غالب
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا	لا اعلم
انتظاری نے تیری خوب دکھایا پہرا۔	صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا	ظفر
جو کی تقلید خسرو کی تو کارکوہ کن بگڑا۔	چلا جب چال کوا ہنس کی اسکا بھی چلن بگڑا	”
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا	میر
ہوے ہیں ایسے بھی کچھ صنعت آفریں پیدا	جنھوں نے نعل سے کی جوے انگبیں پیدا	لا اعلم
قسمت نے ساتھ چھوڑا الٹا ہوا مقدر۔	آخر کو پیش آیا لکھا ہوا جبیں کا	”
ہنگامہ گرم ہستی ناپیدار کا۔	چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا	”

جو چشم کہ بے نم ہے وہ ہو کور تو بہتر ہے	جو دل کہ ہے بے داغ وہ جل جائے تو اچھا	لااعلم
نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونوں رو دیتے	تمہیں کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا	〃
دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را	بلائے صحبت لیلای و فرقت لیلا	〃
واہ رے شان کریمی ترے صدقے قرباں	جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا	آصف
مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی	ہیولے برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا	غالب
لبالب ست ز خون جگر پیالۂ ما	دم نخست چنیں شد مگر حوالۂ ما	لااعلم
گفتا کیستی گفتم دعاگوئے شما	عزم کجا داری بگو گفتم سر کوئے شما	حافظ
بکعبہ رفتم و شوق درت فزود آنجا	بگریہ آمدم و جائے گریہ بود آنجا	آصفی
ہر کہ منظور شد سلیماں را	چوں نداند زباں مرغاں را	لااعلم
وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا	جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا	〃
اک آن میں عدم ہے بہ رنگ شمیم گل	کیا اعتبار ہستی بے اعتبار کا	〃
میں نے آکے جہاں میں کیا دیکھا	جاں کو آفت میں مبتلا دیکھا	〃
قیامت ہو گی جب خورشید نیزے پر کھڑا ہو گا	زمیں تانبے کی ہو گی آسماں فولاد کا ہو گا	〃
ایک عالم کو آزما دیکھا	اپنے مطلب کا آشنا دیکھا	〃
چڑھی جو شیخ کو افیوں تو دانہ تسبیح	سمجھ الائچی دانے تمام ٹونگ گیا	〃
کیا اصل بندے کی جو روٹی دے گا	رازق ہے کوئی اور ہی دینے والا	〃
نا اتفاقی شیوہ ہے دور خراب کا	خنداں ہے برق دیکھ کے رونا سحاب کا	〃
آدمی کا ہے آدمی شیطاں	یہ مثل سچ ہے آزما دیکھا	〃
بر تواضعہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را	غنی
بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک	ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا	غالب
جس سے ہووے ایک وقتی بھی قضا	واسطے اس کے بھی ہے دوزخ لکھا	لااعلم
اُس نے کس کے ساتھ کی اب تک وفا	لے گئے اسکندر و جم کیا بھلا	〃
جزائے حسن عمل بیں کہ روزگار ہنوز	خراب می نکند بارگاہ کسرے را	〃

چو نیت نیک باشد بادشا را	گہر خیزد بجاے گل گیا را	لا اعلم
از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدید ست صنادید عجم را	عرفی
زور بازوے جواں ہے آسرا ہر پیر کا	دیکھ لو دست کماں میں بھی عصا ہے تیر کا	وزیر
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا	آدمی بُلبُلہ ہے پانی کا	میر
کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ	ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا	غالب
اے خوش آندم کہ رسد دست اُمید	بگریبان وصال تو مرا	لا اعلم
در ریاض آفرینش لالہ ساں روئیدہ ایم	پاے در گل داغ بر دل شعلہ بر داماں ما	”
ہر لبش قفل ست و در دل رازہا	لب خموش و دل پُر از آوازہا	”
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را	مقبول نمایند از و بانگ وصدا را	”
یک جا قرار ہمت عالی نمی کند	گردش ضرورت ست سپہر بلند را	”
خلق جہاں پرستش گوسالہ می کند	مجنون ما چرا نہ پرستد غزالہ را	”
حریف بادہ کجا عاشق شراب کجا	جنون عشق کجا نشۂ شراب کجا	”
ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما	حافظ
ہوشمندی کہ بہنگامۂ مستاں اُفتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	لا اعلم
گرچہ مُلّا بفسوں دیو بہ بندد لیکن	عشق دیوے ست کہ دیوانہ کند مُلّا را	”
سر از فرماں حکمت گر بہ پیچم من دریں گلشن	بر آرند از قفایم ہمچو نافرماں زبانم را	”
عزم دیدار تو دارد جاں برلب آمدہ	باز گردد یا بر آید چیست فرمان شما	حافظ
باشاہ چہ نسبتے گدا را	بگذار مرا بمن خدا را	لا اعلم
کفر کافر را و دیں آگاہ را	ذرّہ مہرت دل ایں ماہ لا	”
اے خامہ حرف زن کہ کسے از کلام ما	شاید باہل راز رساند سلام ما	”
بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردی احسن الی من اسا	سعدی
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا	”
لنگکے زیر و لنگکے بالا	نے غم دزد و نے غم کالا	”

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را	حافظؒ
دوست دشمن پھر گیا اپنا بگانہ پھر گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا	یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا	نظیر
اے مشو مغرور بر حلم خدا	دیر گیرد سخت گیرد مر ترا	
نہیں آساں تماشا دیکھنا کچھ ملک امکاں کا	کہ یہ ہو کا مکاں ہے جس میں عالم ہے خموشاں کا	لا اعلم
ز دور چرخ گرداں ہرچہ دیدستم دریں عالم	مپرس از من کہ شرحش لال میسازد زبانم را	"
کبھی گلشن میں رہتے تھے قفس میں اب گذرتی ہے	خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا	"
جبتک کہ چشم شوق میں وحدت کا نور تھا	جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا	"
مسافرے نرسید از عدم کزو پرسم	کہ پیر چرخ کجا برد نوجواں مرا۔	"
باغباں آیا گلستاں میں کہ صیاد آیا	جو کوئی آیا مری جان کا جلاد آیا	"
دل جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی	سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا	"
ہوئی ہے غرق کیا کیا کشتی مقصد لب ساحل	ہوئے ہیں خشک بار آور نہال آرزو کیا کیا	لا اعلم
طبع و دل از رہ تقلید بہ نیکاں نرسد	یا اگر خواب کند چشم نخواند او را	عالی
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا	ذوق
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری۔	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	لا اعلم
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
انصاف کے خواہاں ہیں نہیں طالب زر ہم	تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا	مومن
ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را	ثریا وہ طارم تاک را	لا اعلم
دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان شور افزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا	"
زر سے گل کاغذ گل تر ہو نہیں جاتا	قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا	"
حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا	نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا	آتش
تعلق روح سے مجھ کو جسد کا ناگوارا ہے	زمانے میں چلن ہر چار دن کی آشنائی کا	"
گل آتے ہیں ہستی میں عدم سے ہمہ تن گوش	بلبل کا یہ نالہ ہے یہ افسانہ ہے اس کا۔	"

ہنر سے نیاریوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہم کو	مقدر میں جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا	آتش
پھول جو ہیں اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے	ہر شجر اس باغ میں لاتا ہے پھل تلوار کا	״
تواضع دشمن جاں کی زیادہ قتل کرتی ہے	خم شمشیر معشوقوں کا تھوڑا آتا ہے گردن کا	״
کرا این آگے مرداں خدا کے چل نہیں سکتا	کف داؤد میں یکساں ہے عالم موم و آہن کا	״
ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا	سنبھل سکتا نہیں اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا	״
شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چل	اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا	״
ایذا جو ہو اس خال و گیسو سے تعجب ہے	وہ افعی ہے بے دنداں بے نیش یہ عقرب تھا	״
سوائے رنج کچھ حاصل نہیں ہے اس خرابے میں	غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا	״
دوستوں سے اس قدر صدمے اٹھائے جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلا جاتا رہا	״
برہنہ آیا تھا یاں عدم سے برہنہ یاں سے چلا عدم کو	نہ بوئے کافور میں نے سونگھی نہ داغ مجھ کو لگا کفن کا	״
خراب مٹی نہ ہو کسی کی کوئی تو ہو وے دو دوستاں ہو	جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا	״
آتش نہ پوچھ حال تو مجھ درد مند کا	سینے میں داغ داغ میں ناسور پڑ گیا	״
یہ دل لگانے میں نے مزہ اٹھایا ہے	ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا	״
ماتم و ریاد لال شادی ننگ ظرفوں کی ہے	گریہ مینا ہے باعث خندہ ہائے جام کا	״
آدمی کو موت سے آنے کی لازم ہے خوشی	عید سے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا	״
دانت ہلتے ہیں ہوئے ہیں موئے سر یا لیے سفید	گور ہنستی ہے سمجھکر مجھ کو شایان مرگ کا	״
اچھا نہیں ستانا کسی بے گناہ کا	پہلا مقام عرش ہے بیکس کی آہ کا	آصف
کارساز ما بفکر کار ما	فکر ما در کار ما آزار ما	معنوی
ستم ست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درا	تو ز غنچہ کم نہ دمیدہ در دل کشا بچمن درا	بیدل
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا	آتش
از ہنر خویش کشا سینہ را	مایہ مکن نسبت دیرینہ را	لااعلم
چوں نویسم اشتیاق این دل مجروح را	از کجا آرم حیات خضر و عمر نوح را	״
اللہ دکھائے نہ الم نور نظر کا	بہہ جاتا ہے آنکھوں سے لہو قلب جگر کا	״

نہ ہو جس کام کا انساں میں بوتا۔	مناسب ہے اسے چھوڑے اچھوتا۔	لا اعلم
جسے کہتے ہیں بحر عشق اُس کے دو کنارے ہیں	ازل نام اس کنارے کا ابد نام اس کنارے کا	״
زمانے نے اونچے سے جس کو گرایا	وہ آخر کو مٹی میں مِل کر رہیگا	״
سنگین دل ست ہر کہ بنا ہر ملائم ست	پنہاں درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را۔	غنی
رسد بر اہل ایماں بیشتر آفات از دنیا	گزندے نیست از دنداں جز انگشت شہادت را	لا اعلم
واقف نہیں ہے کوئی تو اپنے راز کا۔	یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا	غالب
ہوئی ہے تقدیر سے رسائی ضرور ہے قسمت آزمائی	کرینگے اس در پہ جبہ سائی نشان جبتک رہے جبیں کا	امیر
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
مقسوم اہل علم عذابیست زیر چرخ	رسمیست در شکنجہ کشیدن کتاب را	لا اعلم
مسجد میں نہ کعبہ میں نہ بتخانہ میں دیکھا	وہ جلوہ جو اس مٹی کے کاشانے میں دیکھا	میر
مکے گیا مدینے گیا کربلا گیا۔	جیسا گیا تھا ویسا ہی چل پھر کے آگیا	تقی
بویا ستم کا جن نے اس باغ میں لگایا۔	اپنے کئے کا اُن نے ثمرہ شتاب دیکھا	״
عشق ہو انساں کا یا انس ہو حیواں کا ہو	لاگ جس کی جس سے ہو دشمن ہے اپنی جان کا	״
یار ہے بیقدر جب ہو آشنا دس بیس کا	مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا	سودا
اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا۔	تو آب و دانہ کو نیکر گہر نہ ہو پیدا	״
دوست جو اپنا تھا دشمن ہو گیا	راہبر قسمت سے رہزن ہو گیا	مصحفی
کیا کیا بہاریں آئیں کیا کیا درخت پھولے	نخل اُمید ہم نے پر بارور نہ دیکھا	״
جو ملا اُس نے بیوفائی کی۔	کچھہ عجب رنگ ہے زمانے کا	״
مجھے آتا ہے رحم اس طائر بے پر کی حسرت پر	کہ اڑ سکتا نہیں اور ہے قریب آشیاں بیٹھا	״
جیتے تو غم گردش افلاک نے کھایا	اور مر کے چھٹا اس سے تو بس خاک نے کھایا	جرائت
چشم وا کرتے ہی نرگس کی طرح کملائے	چمن دہر کا کچھہ ہم نے نظارا نہ کیا	״
نہ کوئی یار ہے غمخوار نے مونس نہ ہمدم ہے	سنا دیں کس کو ہم درد و غم و رنج و الم اپنا	״
نہ آیا چرخ دوں کو کچھ اگر آیا تو یہ آیا۔	گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجراں کا	״

وائے قسمت نہ قفس کے ہوئے نہ گلشن کے	کہ رہا اب ہمیں صیاد نے پر بند کیا	جرأت
سخت دل جو ہیں انہیں محروم رکھتا ہے فلک	بیضۂ فولاد سے بچہ کہاں پیدا ہوا	ناسخ
خاکساروں سے ملا کرتے ہیں جھک کر سربلند	آسماں پیش زمیں بہر تواضع خم ہوا	″
کچھ بھی حاصل باکمالوں کو نہیں ہے جز زوال	مورد نقصاں ہوا جب ماہ کامل ہو گیا	″
سب کے خالق نے بنائے کاسۂ سر واژگوں	آدمی اس پہ بھی پیش آدمی سائل ہوا	″
رنگ عشرت باغ عالم میں نظر آتا نہیں	گل کو گلچیں کا خطر بلبل کو غم صیاد کا	″
تمام عمر یوں ہی ہو گئی بسر اپنی	شب فراق گئی روز انتظار آیا	″
ایسا کوئی گمنام زمانے میں نہ ہوگا	گم ہو وہ نگیں جس پہ کھدے نام ہمارا	″
باراں کی طرح لطف و کرم عام کئے جا	آیا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کئے جا	آتش
فرو غصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اس نے	اسے رستم کہیں گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا	″
پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہیں	پایہ گل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا	″
کہاں کہاں تجھے ڈھونڈا ہے بدل کے بھیس اے دوست	جو شیخ کعبہ میں تو دیر میں برہمن تھا	″
شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چل	اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا	″
فزوں ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسماں کھٹکا	درخت بارور میں باندھتا ہے باغباں کھٹکا	
رنج سے راحت نصیب طبع شیریں کو ہے	بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا	
ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو	نام اک عالم میں چینی نے کیا فغفور کا	″
ٹاٹ بھی ملتے کا مرقد میں نہیں گل بہر فرش	خوش نہ ہو گو آج بندہ صاحب قالیں ہوا	″
نہیں اسرار سے آتش یہ پتلا خاک کا خالی	یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیاں ہوگا	″
روا رکھ کلفت ایام میں بھی قدر نیکوں کی	پھٹے کپڑوں میں بھی ان کو سمجھ لے لعل گودڑ کا	″
گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم	اسے گلچیں کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا	″
بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا	جوانوں میں جواں بڈھوں میں بڈھا لڑکوں میں لڑکا	″
حرص و ہوس کو سینہ میں غافل جگہ نہ دے	مذاب کو نوبت کرتا ہے کیڑا کتاب کا	″
ہمارے قبر سے آئے گی یہ صدا تا حشر	یہ مژدہ آیا کہ مجھ سے بہتر کوئی نہ آیا	″

زینت پسند وہ نہیں جو ہیں شکستہ دل	محتاج موئے چینی نہ دیکھا حضاب کا	آتش
لاتی ہے واں قضا وقدر مرغ روح کو	پانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا	״
دنیا میں نیک سے ہے فزوں بد کا امتیاز	کیا کیا گراں نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا	״
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے	دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا	״
پچھوڑیگا کسی کو آسماں بے گور میں بھیجے	سمجھ زیر زمیں اسکو جو بالائے زمیں آیا	״
ہو لے دہر گر انصاف پر آئے تو سن لینا	گل و بلبل چمن میں ہونگے باہر باغباں ہوگا	״
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا	״
ناقص ہے دوستداری میں کامل نہیں ہو تو	دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا	״
ہزار نخل خزاں دیدہ پر بہار آئی	نہ اپنا شیب سے پھر عالم شباب آیا	ظفر
پاک دنیا سے رہے اہل صفا دنیا میں	لے ظفر آب میں کب گوہر غلطاں بھیگا	״
نعمت دنیا ہے دنیا میں عجب دام فریب	آیا جو مہماں اس مہمانسرا میں پھنس گیا	״
مسافر خانۂ دنیا میں جو آیا ہو اراہی	یہ منزل آمد وشد کی ہر اسمیں ہر وطن کس کا	״
زینت ظاہری جن کو ہے وہ ہیں خالی ہاتھ	کوئی بتلادے کہ ہے پنجۂ مرجاں میں کیا	״
دو ہو جاتی حسد سے ہے محبت دیکھو	حال یوسف کا ہوا صحبت اخوان میں کیا	״
ہوتا ہے چودھویں کو ہمیشہ خسوف ماہ	جو دن کمال کا ہے وہی ہے زوال کا	״
جو گھوڑے پر ہوا کے تھا غرور شہسواری میں	زمیں پر اس کو اس گردوں نے ٹیکا الٹ مارا	״
غیر از خدا ظفر یہاں کوئی نہیں ٹھکانا	منعم کا اور گدا کا چھوٹے کا اور بڑے کا	״
یہ ساری آمد وشد ہے نفس کی آمد وشد	اسی تک آنا جانا ہے نہ پھر آنا نہ پھر جانا	״
یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی میں نہ تھا	محفل گلزار میں غیروں کو جا تھی میں نہ تھا	״
رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار	اونچے کوٹھے کیلئے چاہئے زینہ اونچا	״
لے بیخبر و دنیا یہ مزرع عقبےٰ ہے	جز تخم نکوئی کچھ تم اور نہ بو جانا	״
فرصت یہ ایک دم کی حباب اتنی کہتی	تو اعتبار سمجھے ہے کیا اس وجود کا	״
نہ کوئی یار پایا اور نہ کوئی آشنا پایا	جسے یاں دوست جانا اسکو دشمن جاں کا پایا	״

نہ یاروں میں رہی یاری نہ بھائیوں میں وفاداری	محبت اُٹھ گئی ساری عجب یہ دور آیا ہے	ظفر
تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا	״
رتبہ ملا اُسے جو وطن سے نکل گیا	وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا	آباد
قایم یہاں خزاں ہے نہ موسم بہار کا	بدرنگ رنگ ہے چمن روزگار کا۔	״
اب زمیں پر نام کو باقی نہیں اُنکا نشاں	جن کی نوبت کا بہ رنگ آسمان نقارہ تھا	״
ایک بنتا ہے بگڑ جاتا ہے فوراً دوسرا	دیکھو او ناداں تماشا گردشِ ایام کا۔	״
دل مرے سینے میں یہ کوئی ستم پیدا ہوا	جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اُسکے غم پیدا ہوا	״
کہو بلبل کو لیجائے چمن سے آشیاں اپنا	پڑھے گر صد ہزار افسوں نہ ہوگا باغباں اپنا	لااعلم
اٹھا کر لے چلی بلبل چمن سے آشیاں اپنا	کہا گل سے کہ لے لے بیوفا ہم سے مکاں اپنا	״
مرا جلتا ہے جی اس بلبل بیکس کی غربت پر	کہ گل کے آسرے پر یوں لٹا یا خانماں اپنا	״
نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغباں اپنا	چمن میں کس بھروسے پر بنایا آشیاں اپنا	״
یہ حسرت رہ گئی کس کس مزہ سے زندگی کرتے	اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا	״
فرشتوں کو کیا مات آدمی نے	قیامت کا یہ مشتِ خاک نکلا	صبا
چار دن کے لئے کیا کیا نہ ہوا دنیا میں	خاک سے آب سے آتش سے ہوا سے پیدا	״
اے منعمو سامان سواری پہ نہ بھولو۔	اڑ جائے گا اک روز ہوا دار تمہارا	״
خوشی وہ کونسی دی جس کے بعد غم نہ دیا	ہمیشہ سر پہ فلک بر سرِ حساب رہا	״
بلبل کہاں بہار کہاں باغباں کہاں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	״
خلاف بلبل گلشن سے یہ زمانہ ہوا۔	کہ بچہ ملک الموت آشیانہ ہوا	״
یہ بخل وہ ہے کہ جس کے سبب سے اے منعم۔	زمیں کے تحت میں قاروں کا خزانہ ہوا	״
آئی بہار اور نہ چھوٹا میں اے جنوں۔	کیسا تڑپ کے خانۂ زنداں میں رہ گیا	״
عاقبت تنہا گئے ملک عدم مشکل ہوا	کوئی بھی مونس نہ یار و ہمرہ منزل ہوا	״
ہمرہاں پہونچے کبھی سکے منزل مقصود کو	دو قدم چلتے ہی ہیں ہمرہاں تھک کر رہ گیا	״
کیا کوئی سر بلند کرے دعویٔ عروج	سنتا یہ ہے کہ پائمال سدا کوہسار کا	״

تنک ظرفوں سے کیا ممکن جو کوئی فیض کو پہنچے	کہ لب جام حباب بحر سے تر ہو نہیں سکتا	صبا
فرش خاکستر پہ وہ ہیہات سوتے ہیں پڑے	روز و شب رہتی تھی جن کے مسند زر زیر پا	”
سرکش کوئی ہو کر کبھی بر پا نہیں ہوتا	انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا	”
گردش سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا	کس دن تہ و بالا یہ ہنڈولا نہیں ہوتا	”
ایک عالم کو آزما دیکھا	جس کو دیکھا سو بے وفا دیکھا	سرور
حال بد کا شریک دنیا میں	نہ برادر نہ آشنا دیکھا	”
یار اغیار ہو گئے واللہ	کیا زمانے کا انقلاب ہوا	”
بسان نقش پا بیٹھے جہاں تو اس سے نہ پھر سرکے	ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بھلا ہم بے ٹھکانوں کا	”
مرا ہے دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور تو چھیڑو	پتہ خانہ بدوشوں کے نہ پوچھو آشیانے کا	”
اپنے دنیا کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا	آپ کئی روز جیا کس لئے دارا مارا	”
اپنی تو زندگی یہاں مثل حباب ہے	گو خضر لاکھ سال جیا پھر کسی کو کیا	نسیم
پاس رہتا تھا ہمارے کچھ نہ تھا ہمکو خیال	اب جدائی سے محبت کا اثر ہونے لگا	سوز
ہم نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	پر نہ قسمت کا نوشتہ کبھی ٹلتے دیکھا	لا اعلم
گر یوں ہی یہ دل درپئے آزار رہیگا	اک روز نہ اک روز یہ بیمار رہے گا	جوشش
دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا	سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا	قلندر
بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا	سوائے بیکسی اب کوئی آسرا نہ رہا	عبرت
تو نے صیاد غضب ظلم یہ اچھا کیا	بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا	غمگین
دشمن کو مری گور پہ لانا نہیں اچھا	مردے کو مسلمان کے جلانا نہیں اچھا	محمود
صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا	گر پھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا	نظیر
اوروں کو تو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام	ہم گر کبھی پڑے تو کبھی نہ ظالم نے سنبھالا	”
کج روی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار	خوب دیکھا ہار ہے انجام الٹی چال کا	نسیم
باغ میں اہل کرم ہوتے جو صبح و بیتر ہیں گے	فی الحقیقت ذکر کرتے ہیں تمام اللہ کا	اسیر
بطن میں کوئی کہ کیڑا سنگ میں پاتا ہے رزق	پرورش کرنا زمانہ کا ہے کام اللہ کا	”

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا	بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا	عاشق
چمن سے دہر کے مجھ ناتواں کی رخصت ہے	کہو گلوں سے کہ گلشن میں خار تک نہ رہا	״
ملا یا خاک میں گردوں نے کس کس نام آور کو	نشاں ملتا نہیں ہے قبر جمشید و فریدوں کا	صبا
بحر عالم میں ہے آفت لازم اہل کمال	ٹوٹنے کا خوف ہے قطرہ جو گوہر ہو گیا	اسیر
مردہ کچھ سنتا نہیں چلا کے روتے ہیں عزیز	دم میں کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا	״
موذیوں کی پرورش ہے باعث آزار خلق۔	خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا	״
خاکساری سے نہیں بہتر جہاں میں منعمی	مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا	״
پاک طینت دب چلیں ذی نخوتوں سے ذکر کیا	نور کا ہوتا نہیں زنہار مسکن زیر پا	عشقی
چشم عبرت کیوں نہ خوں روئے کہ ہنگام خرام	ہر قدم کس کس کا آجاتا ہے مدفن زیر پا	״
ہوئے ہیں خاک کے پیوند مہرباں کیا کیا	ستم سے پیر فلک کے مٹے جواں کیا کیا	عاشق
فلک کب چھین سکتا ہے بضاعت خاکساروں کی	زمیں کے تحت میں ہے تا قیامت گنج قاروں کا	امانت
رکھا کسی کو نہ محروم حق نے رحمت سے	بشر کو دیدۂ تر چرخ کو سحاب دیا	״
عبث ہے پرورش سنگدل زمانے میں	عقیق کے نہ شجر میں کسی نے آب دیا	״
دشمن بھی گر مرے تو خوشی کا نہیں مقام	کوئی جہاں سے آج گیا کوئی کل گیا	״
روشن دلوں کو باد حوادث سے کیا گزند	صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا	״
کیا جانئے گلزار پہ کیا لائے گی آفت	رونا ترا اے بلبل شیدا نہیں جاتا	״
نہ وہ آیا نہ مجھ کو بلوایا۔	اور نہ خط کا مرے جواب آیا	
وہ سدا شاد رہا جس سے خدا شاد رہا۔	وہ رہا یاد یہاں جس کو خدا یاد رہا	حلم
دانا کو تو اک حرف نصیحت ہے کفایت	نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالا	زار
باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع	خلق طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا	اسیر
ترک عزت کی تو آیا حسن کا جلوہ نظر	آبرو سے مد ہوا زائل تو ابرو ہو گیا	״
کس طرح وضع غیر محل ہو پسند خلق	دامن لپٹ کے ہاتھ میں کب آستیں ہوا	״
سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا	اے خضر پیچھے مرگ کی منزل میں رہ گیا	آتش

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگیں روح کس خاطر	ملے گا خاک میں وہ جو ہوا ہے خاک سے پیدا	آتش
ہلا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی میں پھل۔	کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا	″
جو جس کے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا۔	مجھ کو فقیر تجھ کو تونگر بنا دیا	رند
غافل مقام رشک نہیں جائے شکر ہے	سو سے برا تو ایک سے بہتر بنا دیا۔	″
صاحب کمال رکھتے ہیں اکسیر کے خواص	چٹکی اٹھا لی خاک کی اور زر بنا دیا	″
خوار کرتا ہے جو امردوں کو سفلوں کو عزیز	سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا	″
قاروں کے خزانے کا طلبگار نہیں ہیں	ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا	″
سمجھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سرائند	دھوکا ہے وطن میں غریب الوطنی کا	″
آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو	انسان کو خیال رہے گر مآل کا	″
خاکساری سرمہ ساں شیوہ کریگا تو اگر	دیدۂ اہل نظر میں تیرا گھر ہو جائے گا	″
چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی اے رند	زاغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا	″
فلک کے ہاتھ سے جس سرزمیں پر بھاگ کر پہونچا	یہی واں بھی زمیں پائی یہی واں آسماں نکلا	″
رہا تیرہ ساعت ال نیش کژدم	کبھی کچھ نہ ہم کو سیہ ہا نہ پایا۔	″
احاطے سے فلک کے کب کے ہم تو	نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا۔	ذوق
ہو پاکدامنوں کو خلش گر سے کیا خطر	کھٹکا نہیں نگاہ کو مژگاں کے خار کا	″
اے ذوق گر ہے ہوش تو دنیا سے دور بھاگ	اس میکدہ میں کام نہیں ہوشیار کا۔	″
شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر۔	لیک ناکام اسے آب بقا نے رکھا	″
برنگ غنچہ خوں نیں دل ہنسے کیا اس گلستاں میں	بھر آیا منہ میں خون اگر اک تبسم زیر لب آیا	″
جاہل ہنس کر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی۔	جہل سے بوجہل اپنے نامسلماں ہی رہا	″
آنا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت	پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا	″
جدا حبیب سے ہوں ہم نہ ہوں رقیب جدا	ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا	″
قاروں اٹھا کے سر پہ گنج لے گیا	دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لے گیا	ظفر
دل کو تو کر اپنے دولت سے قناعت کی غنی	بس بہت دست ہوس اپنا نہ اے غافل بڑھا	″

محبت جیتے جی کی ہے وگرنہ بعد مرنے کے	نہیں کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکر پھرتا	ظفر
کوئی آرام سے کیونکر زمیں پر بیٹھنے پائے	رہے جب درپئے گردش فلک آٹھوں پہر پھرتا	״
اس کو انساں مت سمجھ ہو سرکشی جس میں ظفر	خاکساری کے لیے ہی خاک سے انساں بنا	״
ہوشمندی کہ بہ ہنگامۂ مستان افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	״
عیب را ہم گر بکاوی نیست خالی از ہنر	باز می دارد تکبر از ریا مغرور را	مخلص
شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست	میل بے رہبر بدریا میرساند خویش را	صائب
نہ ہر آہے قبول افتد نہ ہر اشکے اثر دارد	یکے گوہر شود از صد ہزاراں قطرۂ نیساں را	״
از بوالہوس محبت قلبی طمع مدار	نتواں گرفت از گل کاغذ گلاب را	لا اعلم
عناں بدست فرومایگاں مدہ زنہار	کہ در مصالح خود خرج می کنند ترا	״
ہیچ عضوے بے بصیرت نیست در ملک وجود	ورنہ چوں پہلو شناسد بستر بیگانہ را	״
چو مو سفید شود دست از خضاب بشوے	نہاں مکن بشب تیرہ صبح انور را	״
چشم کرم مدار ز ابنائے روزگار	دشوار میدہند جواب سلام را	״
کاسۂ خود پر مکن زنہار از خوان کسے	داغ از احسان خورشید ست بر دل ماہ را	״
خشم ست خوردن من و عیب ست پوششم	انیست از زمانہ لباس و غذا مرا	״
غریب کوئے توام با وطن چہ کار مرا	سپردہ ام بتو خود را بمن چہ کار مرا	״
آہ ہواپرست بہ مقصد نمیرسد	نتواں زدن بہ تیر ہوائی نشانہ را	صائب
دشمن خونخوار را کوتہ ز احساں ساز دست	ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را	״
از علایق فارغ اند آزاد مرداں ہمچو سرو	خار نتواند گرفتن دامن برچیدہ را	״
ہنر شرط است اے عالی نسب بہر گراں قدری	کہ قیمت یکدرم گل بود دینار عطرش را	رائق
از حباب آموز ہمت را کہ با صد احتیاج	خالی از دریا برون آرد سبوے خویش را	خالص
اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را	ہمت نخورد نیشتر لا و نعم را	عرفی
تو جوانی بخاک می جوئیم	بے سبب نیست قامت خم ما	عارف
شناور را بہ طوفاں بلا تسلیم می باید	ہجوم موج دریا ختہ سازد سینہ وراں را	حزیں

تا بکی از بزم وصلت دور میداری مرا	تا بکی آواره و مهجور میداری مرا	لا اعلم
شد آرزوی تو از حد امیدوار افزا	چو اشتیاق مه عید روزه دار افزا	״
چه به خاطر رسید یار مرا	که به هجران سپرد کار مرا	״
احوال خویش عرض نمودن چه حاجت است	چون روشن است پیش تو ما فی الضمیر ما	״
زن خوب و فرمان بر پارسا	کند مرد درویش را پادشا	سعدی
حسودان را سکوت ما دهان یاوه گو بندد	ز خاموشی توان زد بخیه این زخم نمایان را	حزین
کدورت بیشتر آرد که جوهر بیشتر دارد	نمی باشد غبار زنگ هرگز تیغ چوبین را	حکیم
در صفائی سینهٔ خود سعی کن تا ممکن است	صاف اگر با خویش خواهی سینهٔ احباب را	صائب
اختلاط ناموافق سد راه سالک است	فلفل از پرواز مانع می شود کافور را	اعجاز
تهی دستان قسمت را چه سود از رهبر کامل	که خضر از آب حیوان تشنه می آرد سکندر را	صائب
صحبت ناجنس کامل را نزد بی دماغ	تلخی فلفل کجا ناخوش بود کافور را	موید
عجب نبود اگر فرزند بهتر از پدر گردد	که عطر صندل افزون تر ز صندل میشود بو را	فائق
خرد مشمار گنه را که گناهیست بزرگ	گندمی کرد ز فردوس برون آدم را	صائب
صائب گهر بسنگ زدن بی بصیرتیست	ضایع مکن بمردم بیهوده پند را	״
گر حق طلب کنی سگ اصحاب کهف باش	بگذار همنشینی اصحاب فیل را	متین
تا نسوزد آرزو در دل نگردد سینه صاف	زنگ از آئینه میگردد ز خاکستر جدا	صائب
ندارد با تعلق سود دست افشاندن از دنیا	که آزادی گرفتاریست مرغ رشته برپا را	״
وارثان را کرد مستغنی ز احسان اجل	هر که پیش از مرگ قسمت کرد مال خویش را	״
وقت رفتن نیست در دنبال چشم حسرتش	هر که پیش از خود فرستاده است مال خویش را	״
بزور بازوی اقبال کاری بر نمی آید	نگه دارد مگر دست دعا دامان دولت را	
ما را برای گریه چو ابر آفریده اند	نازل شده است آیهٔ رحمت بشان ما	مهربان
اندیشهٔ مآل نباید ز ما درست	در دست دیگریست چو سود و زیان ما	
براه مرگ رفتن اغنیا را سخت دشوار است	که فربهی کی باسانی نماید قطع منزلها	رائق

میکند بیدار احسان دولت خوابیده را۔	عطسه نی سازد سبک مغز گران گردیده را	بدیع
کی سبک روحان بسازد برگ وارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پروائی سامان سایه را	
وه در شود کشاده اگر بسته شد درے	انگشت ترجمان زبان است لال را	صائب
آب و نان روشندلان از سنگ پیدا میکند	گشت از آئینه فرحت این سخن روشن مرا	فرحت
ترا در بوته گل بهر آن داوند این مهلت	که سیم ناقص خود را کنی کامل عیار این جا	صائب
هر چه رفت از کف بدست آوردن او مشکل است	چون کند گرد آوری گل بوی غارت برده را	״
نیگرد با طمن اهل صفا رنگ از نظر بازی	تصرف نیست هرگز در دل آئینه صورت را	مظهر
شرکت روزی خسیسان را بفریاد آورد	بر سر نان پاره سگ دشمن شود درویش را	صائب
نیست صائب علم رسمی سینه صافان را بکار	میکند مغشوش جوهر صفحه آئینه را	״
همدم دیرینه بباشد موافق با مزاج	در سبوی کهنه طبع آب می ماند بجا	״
ز راستی نبود خجلت کشاده جبین را۔	که نقش راست نسازد سیاه روی نگین را	״
چون شکر ز راستی خویش نگزیم ۔	یاران جدا کنند اگر بند بند ما	خوشدل
دست و عصا بود سپر ناوک قضا	در کار خیر صرف کن اقبال خویش را	صائب
پیش بین بر خصم در تدبیر سبقت می برد۔	خواب تا چشمت نه بندد به که بندی خواب را	غنی
شد روشنم از شمع که در بزم حریفان۔	خاموش شدن مرگ بود اهل زبان را	لااعلم
دهر تا امن چنان گشته که چون مردم چشم	تا در خانه نه بندم نبرد خواب مرا۔	״
تن ساخته پابند درین هر جسد جان را	ساکن کند آمیزش خاک آب روان را	״
در ضلالت تا نیفتادم سعادت ره نداد	راهبر پیدا نشد تا گم نکردم راه را	״
ز اختلاف این و آن سر رشته را گم کرده ام	شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرها	ناصر علی
از پی اصلاح مردم عمر خود ضایع مکن	می شود بیکارتر سوهان ازین زنگارها	لااعلم
میدهد آرام پاس آبرو با مرد را	مشت آبے از تپیدن باز دارد گرد را	״
به پیری سعی کن گر در جوانی رفته کار از دست	زر گم گشته در آتش ز خاکستر شود پیدا	״
مشو با تنگ چشمان هم سفر گر زندگی خواهی	که رشته هر قدم کو نه شود همراه سوزنها	جامی

مشو نومید اے مخفی کہ در ہنگام نومیدی	شود لطف خداوندی پناہ بے پناہاں را	مخفی
مرگ گوارا شود موے چو گردد سفید	لذت دیگر بود خواب دم صبح را	غنی
مکن صرف خضاب اے پیر نقد زندگانی را	بموے کے تواں بر خویشتن بستن جوانی را	مخلص
آدمی در عہد پیری بے خبر گردد غنی	میشمارم طفل خود را ریخت تا دنداں مرا	غنی
درنگر پس را بعقل و پیش را	ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را	معنوی
من نہ بینم دام را اندر ہوا	گر نپوشد چشم عقلم را قضا	"
بند آہن را تواں کردن جدا	بند عیبے را نداند کس دوا	لااعلم
گر تو خواہی ہمنشینی با خدا	رو نشیں اندر حضور اولیا	"
ما بروں را ننگریم و قال را	ما دروں را ننگریم و حال را	"
ضیافتے کہ در انجا توانگراں باشند	شکنجہ ایست فقیراں بے بضاعت را	صائب
تا نخوانند مشو سبز بہار است بخمے	کہ نباشد بچمن قدر گل خودرو را	لااعلم
خندہ کردن رخنہ در قصر حیات افگندن است	میشوی از بے تمیزی ہمچو گل خنداں چرا	"
اگر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی	چنانکہ می کنی از مردماں حجاب اینجا	"
شد یدام عشق مرغ روح قید	تا نمیرد ننگرد آرام را	"
بنومیدی مدہ از دست خود داماں شبہا را	کہ از خاک سیہ گلہائے رنگیں می شود پیدا	"
از شتاب عمر گفتم غفلت من کم نشد	زیں صدائے آب سنگیں تر آخر خواب ما	"
کس وقت نزع بر سرم از بیکسی نبود	شرمندہ ام ز عمر کہ آمد بسر مرا	غنی
ریشہ نخل کہن سال از جواں افزوں تر است	بیشتر دلبستگی باشد بدنیا پیر را	صائب
پیوستہ زمانہ در پناہت بادا	نہ طاق سپہر بارگاہت بادا	لااعلم
ہر دولت بیدار کہ در عالم ہست	پروانہ و شمع خوابگاہت بادا	"
ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا	آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا	"
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے	انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا	"
اب تو جاتے ہیں اپنے گھر کو ہم	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	"

ہر کہ پابند وطن شد می کشد آزارہا	روئے گل اندر چمن دائم پراست از خارہا	
زبید رداں علاج درد خود جستن بداں ماند	کہ خار از پا بروں آرد کسے با نیش عقربہا	
مشکل بود گرفتن چیزے ز تنگ چشم	گرفتہ ست بخیہ ز سوزن قبائے ما	غنی
در قبض است نشیں از کشایش ناامید اینجا	بہ رنگ دانہ از ہر قفل می روید کلید اینجا	
ایں جہاں کوہ است و فعل ما ندا	سوئے ما آید ندا ہا را صدا	مولانا روم
باوجودیکہ پروبال نہ تھے آدم کے	وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا	
سودا سنبھال سکھ نہ کر اب خوف حشر کا	پیمانہ تیری عمر کا لبریز ہو گیا	سودا
مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا	ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا	درد
زنگی کو نارنگی کہیں بنے دودھ کو کھویا	چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا	لا اعلم
کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو	جس کو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا	،،
مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹا	ہاتھ ملے سر دھنے لالچ بری بلا	،،
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا	،،
تن عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا	،،
افشائے راز میں گو ذلیت سہی	لیکن اوسے چھپا تو دیا جان تو گیا	،،
نمی بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را	،،
رات دن گردش میں ہیں سات آسمان	ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا	،،
عیب است بزرگ بر کشیدن خود را	وز جملہ خلق برگزیدن خود را	،،
از مردمک دیدہ بباید آموخت	دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را	،،
پیارا نہیں پیاری کا ہے پیارا	رنج اس کا ہو کس طرح گوارا	،،
گر تو خواہی تا نیفتی در بلا	گو مگو اسرار سلطاں برملا	،،
گیا حسن خوباں دل خواہ کا	سدا نام رہتا ہے اللہ کا	،،
رات کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا شتاب	دولت و راحت بڑھا دے عقل کو [illegible]	،،
چنانکہ شیر کند خواب طفل را شیریں	فزود غفلت ما از سفید موئے ما	صائب

از راستی تیر کماں راست نگردد	من چوں ز عصا راست کنم پشت دوتارا	اعظم
چنانکه از نمک افزوں شود جراحت ها	یکے هزار ز پرسش شود مصیبت ها	صائب
از زخم زباں نیست گریز اهل قلم را	بیچاک که دیده است گریباں قلم را	״
گنهگار اندیشناک از خدا	به از پارسائی عبادت نما	سعدی
کریماں با توانگر هم باحساں پیش می آیند	نباشد چشم برساماں دریا ابر نیساں را	ناصر علی
نیک و بد را امتیازے نیست در بازار دهر	می شود در هر ترازو سنگ با گوهر طرف	غنی
پابند هوس حاجت زنجیر ندارد	دام است همیں موج عسل پائے مگس را	ناصر علی
آسیب جهاں کم نکند رتبۂ ذی قدر	قیمت نشود کم چو گدازند طلا را	قدیر
انتقام هرزه گویاں را بخاموشی گزار	تیغ می گوید جواب مرغ ناهنگام را	صائب
چوں سگ گزیده که نیارد بآب دید	آئینه می گزد من مردم گزیده را	لااعلم
برمیوه گزیده زدن سنگ ابلهی ست	زنهار را ز سوال مرنجاں کریم را	״
عید نوروز من اینست که پیشم باشی	چوں نباشی توچه عیدست وچه نوروز مرا	״
گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاراں را	چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواراں را	ناصر علی
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اهل جوهر را	لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوهر را	روحی
چشم در نسخ الهی باز کن لب را ببند	بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را	صائب
زبد گوهر نیاید هیچگه ترک بدی کردن	نگردد کند دنداں از گزیدن مار افعی را	ناصر علی
نتواں شناخت نیک و بد هر سرشت را	هرگز کسے نخواند خط سرنوشت را	شفیع
دعوی حق را کند باطل گواه بے شعور	عذر نامقبول ثابت می کند تقصیر را	لااعلم
عزت بکیمیا ندهی آبروئے خویش	آب گهر بخاک فروشد کسے چرا	عزت
هر سرے دارد دریں بازار سودائے دگر	هر کسے بندد بآئین دگر دستار را	صائب
تند نفس بدگهر زند را گزنده تر	ز احساں نمی شود سگ دیوانه آشنا	״
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست	بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روئے زیبا را	لااعلم
توکل پیشه را روزی بدست خویش می باشد	مکد انگشت خود کودک چو نبود شیر پستاں را	غنی

بیکاری و توکل دورست از مروت | بر دوش خلق مفگن زنهار بار خود را | صائب
سپردم بتو مایهٔ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را | نظامی
زآب موختم در رہ ہر رسم آشنائے را | که در ہر رنگ شامل میشود بنگر صفائے را | نحیف
گفتگوئے کفر و دیں آخر بیک جامی کشد | خواب یک خواب ست و باشد مختلف تعبیرہا | صائب
تو در بتخانهٔ اندیشهٔ دینی نمیشد انی | که عارف کعبه می داند دل گبر و مسلمان را | حزیں
نیست غیر از یک صنم در پردهٔ دیر و حرم
کے شود آتش دو رنگ از اختلاف سنگہا | ناصر علی
ساکن گلخن شدم تا صاف کردم سینه را | وا دم از خاکستر گلخن صفا آئینه را | وحشی
با صاف دل کسے را یارائی برتری نیست | برخاک می نشاند آئینه آسماں را | جامی
بحسن خلق تواں کرد صید اہل نظر | به بند و دام نگیرند مرغ دانا را | حافظ
خشم است خوردن من و عیب است پوششم | صائب
این ست از زمانه لباس و غذا مرا | ״
عدالت کن که در عدل یک ساعت بدست آید | میسر نیست در ہفتاد سال اہل عبادت را | ״
باندک اوج سبقت بر بزرگاں سفله کی یابد | اگر بر روئے شاہاں پشت باشد نعل پانا را | غنی
شود نام تو روشن گر بسر تسلیم خم سازی | که نقش راست بنماید نگین واژگوں پیدا | نادم
حاصلش چوں خندهٔ برق است اشک بیشمار | آنچه صرف عیش زایام جوانی شد مرا | صائب
نشهٔ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا | سر پہ شیطان کے ایک اور بھی شیطان چڑھا | لااعلم
فساد روئے زمیں از شراب می زاید | کدام دیو که در شیشه نیست صہبا را | ״
آتشنم با ہیچ کس چیں برجبیں ہرگز نیم | شادمی گردم چو ابرو خار دشمن زیر پا | فرحت
باہی میتواں از خود برآوردن جہانے را | که یک بمنزل میرساند کاروانے را | صائب
از کدو بوئے شراب آید بدشواری بروں | از سر بیمغز نتواں برد حب جاه را | ״
دنیا باہل خویش ترحم نمی کند | آتش اماں نمیدہد آتش پرست را | ״
جہاں استخوانیست بے مغز صائب | به پیش سگ انداز ایں استخواں را | ״

دل بدنیای دنی دادن نه کار عاقل است	میدهی یوسف بسیم قلب ای نادان چرا	
گل هرزه خند و بلبل بیدار و هرزه نال	دل چون شود شگفته درین گلستان مرا	صائب
زیر گردون گر یکی نشا واست می سوزد دگر	عید بلبل گشت صبح و مرگ شد پروانه را	”
بر اه مرگ رفتن اغنیا را سخت دشوار است	که فربه کی به آسانی نماید قطع منزلها	”
هما از سایهٔ بال هما نور سعادت را	که نگیں میکند این بالش پر خواب غفلت را	”
انا الحق گفتن منصور تا ویلی نمی خواهد	گدا گم می کند خود را چو دولت می کند پیدا	آزاد
هرگز نبرد فیض ز خود صاحب دولت	بر خویش نینداخت هما سایهٔ خود را	باقر
آیه بطلاں لبشان از پرستان آمده	با طلا صاحب طلا مصداق هذا باطلا	نجات
مگس را بے ترد عنکبوت آرد بدام خود	ید طولست در تحصیل روزی گوشه گیرانرا	لا اعلم
مرغ زیرک در قفس صائب دل خود میخورد	بیش باشد وحشت از دنیا دل آگاه را	”
راز درون پرده ز رندان مست پرس	کیں حال نیست زاهد عالی مقام را	”
کریں جدائی کا کس کس کی رنج هم اے ذوق	کہ ہونیوالے ہیں هم سب سے عنقریب جدا	ذوق
طاعت کند سرشک ندامت گناه را	بارش سفید می کند ابر سیاه را	صائب
چوں شود دشمن ملایم احتیاط از کف مده	مکرها در پرده باشد آب زیر کاه را	”
در بهشت برین گر کشاده می خواهی	بکن برودم محتاج در فراز اینجا	”
شرکت روزی خسیسان را بفریاد آورد	بر سر نان پاره سنگ دشمن بود درویش را	لا اعلم
نیست غم اهل سخن را از جفائے روزگار	بشکند گر ساغر گوهر نریزد آب را	ناصر
یک زمانے صحبت با اولیاء	بهتر از صد ساله طاعت بے ریا	مغربی
اسپ بے راکب چه داند رسم راه	شاه باید تا بداند شاه را	”
کج را به تکلف نتوان راست نمودن	کے تیر توان ساختن از چوب کمانها	غنی
صاحب سخن نه جنبد از بهر قوت هر جا	دائم بخانه خود روزی رسد زبان را	”
کار فردا نشد تمام امروز	کار امروز بر فردا	امید

زسختی ہائے دوراں قانعاں راحت لذتہا	ہمارا استخواں در لقمہ باشد مغز نعمتہا	
زیر گردوں گریکے شادست می سوزد دگر	عید بلبل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را	
میکند ویراں تمول خانۂ معمور را	انگبیں سیلاب باشد خانۂ زنبور را	غنی
ز دولت نیست جز تشویش خاطر حاصلی دیگر	بزرگی مایۂ طوفاں بود پیوستہ دریا را	شہیدی
آنکھ میں انجن دانت میں منجن نت کرائے بابا	کان میں انگلی ناک میں انگلی مت کرائے بابا	
کتابت کے تواند داد داد بیقراراں را	سحاب خشک حسرت مشتاق باراں را	
اے خارخس بجز ثنائے تو سخن ہا	گنجینہ گوہر ز مدیح تو دہن ہا	صائب
خرق عادت کے بکار آید دل افسردہ را	گرد و برآب نتواں معتقد شد مردہ را	غنی
چناں گرد کدورت ریخت بر خلق آسماں اینجا	کہ نتوانست دیدن یک دگر را دوستاں اینجا	
گفتگو یکرنگ نبود غافل و ہشیار را	در نفس باشد تفاوت خفتہ و بیدار را	غنی
نیست در سر فکر روزی صاحب شمشیر را	باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را	قبول
زشت روچوں سازد از خود دور خوئے زشت را	لازم افتادہ است خوئے زشت روئے زشت را	صائب
ہم ضلال از علم خیزد ہم ہدا	ہمچنانکہ تلخ و شیریں از ندا	معنوی
سعدیا دی رفت و فردا ہمچناں موجود نیست	درمیان این و آں فرصت شمار امروز را	سعدی
اگر فولاد جوہر دار باشد تیغ می گردد	زمردی سکہ بہتر نباشد بادشاہاں را	سالک
تو در بت خانہ اندیشۂ دینی میندانی	کہ عارف کعبہ میداند دل گبر و مسلماں را	حزیں
عیاں گردد بروز مرگ چوں بیدار خواہی شد	نباشد حاجت تعبیر خواب زندگانی را	
عالمے بیگانہ ویک آشنا داریم ما	اینکہ می گوئی کرا داری ترا داریم ما	
باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع	خلق طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا	اسیر
آج آفت سے بچی جان تو کل خبر نہیں	ایسے ناداں کا مشکل ہے سلامت رہنا	اسمٰعیل
کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا	״
کرنے دو بدی کرے جو کوئی	اس سے بھی خدا بھلا کرے گا	״

قدمے رنجہ نما چشم براہت دارم	اے فدائے کف پائے تو سرو منزلہا	
نہیں دیکھ بہتر ستانا کسی کا	جلانا کسی کا کڑھانا کسی کا	
ہمہ بادہ ہمہ ساغر ہمہ جام ست اینجا	آنکہ دارد خبر از خویش کدام ست اینجا	
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
حق کا اقدام مددگار رہا کرتا ہے	اہل باطل کی طرف رو نے ظفر کیا ہوگا	ظفر
اس رشک گل کے جاتے ہی بس آگئی خزاں	ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا	
فروغ شعلہ دراک دریں پیری ست کم پیدا	بود ایں معنی پنہاں ز شمع صبحدم پیدا	
شست و شو سے گو ہوا اجلا ز دیل	جامہ اصلی پہ دھبا رہ گیا	
خضر رہ باشد نصیحت ہر دل آگاہ را	می کند تکلیف راہ راست ہر گمراہ را	
وہ آبائی جب حوصلہ ہم نے چھوڑا	تو پھر کیا کریں لیکے بندوق گھوڑا	
ذی لیاقت ہزار ہو یا با	ابھی ناکردہ کار ہو یا با	
تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی	تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را	
بہار عمر ملاقات دوستداران ست	چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا	
قیامت کرے گی جوانی تمہاری	کہ فتنہ ابھی سے ہے بچپن تمہارا	
اب جو کرنا ہے وہ کر لو تم ستم	بعد کو انصاف دیکھا جائے گا	
دکھا کر باغباں گلشن کو حسرت سے یہ کہتا تھا	ابھی کچھ دن ہوئے ہیں اس جگہ غنچہ تھا گل تھا	
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل	کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را	حافظ
بلوح دل نوشتم حرف بسم اللہ مجریہا	توکل کردہ افگندم بہ بحر عشق موج افزا	
دل ہمارا اب وطن سے اٹھ گیا	آب و دانہ اس چمن سے اٹھ گیا	
شد منور از فروغت خانہ ویران ما	رشک صحن طور گشتہ کلبہ احزان ما	
تجھ سے بیزار ہوں جاتا ہوں اب سوئے خدا	منہ نہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا	
نمایم جو و گندم آرم بجا	نہ چوں جو فروشان گندم نما	
مرے دل سے کوئی پوچھے ترے تیر نیم کش کو	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	غالب

سہل ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے	کام دشوار وہ نکلا جسے آساں سمجھا	لا اعلم
ہراس عشق و محبت میں دل لرزا کیسا	خدا پرا ہی نظر ہے تو ناخدا کیسا	״
بت میری سنیں یا نہ سنیں غم نہیں مجھ کو	رونا تو اسی کا ہے خدا بھی نہیں سنتا	״
رات دن صدمے وہ ڈھائے جائے فلک	ہم نے بھی چھاتی پہ پتھر دھر لیا	״
خدا پر ہے بھروسہ ناخدا کیا	لگا دے گا وہ بیڑا پار میرا	״
نہیں سوزش غم سے دل کا نشاں	جلا اور جل کر بھسم ہو گیا	״
ہوئے ہیں عشق میں عشاق رسوا چار سو کیا کیا	مٹی ہے آبرو والوں کی اس میں آبرو کیا کیا	״
ناصحا خاموش ہو بک بک نہ کر	سر مرا چکرا گیا بھنا گیا	״
احباب ڈھونڈتے ہیں پریشان ہیں رفیق	دیوانہ میکش آج کدھر کو نکل گیا	میکش
دل کو ہم نے اپنے بس میں کر لیا	چل چکا بس اس پہ قابو آپ کا	لا اعلم
ناصح تو بات بات میں بڑ مارتا ہے کیا	دیوانہ ہو گیا ہے کہ مجذوب ہو گیا	״
تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہاں پھونکا	زمیں کیا آسماں پھونکا مکاں کیا لامکاں پھونکا	״
خمیدہ پشت کے گردند پیراں در جہاں صائب	مگر در خاک می جویند ایام جوانی را	صائب
جزائے حسن عمل بیں کہ روزگار ہنوز	خراب می نکند کارگاہ کسری را	لا اعلم
بترس از حاکم عادل کہ عدلش اینچنیں باشد	بجائے خر دہاند ز وجہ دہقان گاو زر را	״
دوست گر دشمن شود وجہ ہلاکت می شود	خون آہو رہبریہا می کند صیاد را	״
سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گنہ	معصیت را خندہ می آید ز استغفار ما	״
شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا	حافظ رح
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق	ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما	״
چمن میں گل نے جو کل دعوی جمال کیا	صبا نے مار طمانچے منہ اس کا لال کیا	لا اعلم
آب چوں در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ	صحبت ناجنس باشد ثمرۂ آزار ہا	״
آج یہ شکل ہے کل اور ہی صورت ہوگی	میں بھی اک رنگ زمانہ ہوں بدل جاؤنگا	״

دیکھو تو کہاں آکے ہیں دل نے دغا دی	سچ ہے یہ مثل کوئی کسی کا نہیں ہوتا	میکش
گو لاکھ بناوٹ کرے ناقص نہ ہو کامل	ہر گھاس کا تنکا کبھی طوبیٰ نہیں ہوتا	״
شریف مرد شرافت سے منہ نہ پھیریں گے	وفا کے بدلے جفا کام ہے رذالوں کا	״
رشتہ زیست کے رشتہ ہیں عزیز و ورنہ	اپنا کہتے ہیں کسے ہوتا ہے کیسا اپنا	ماہ
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا	میر
دنیا کی ہوس بھی تجھے عقبےٰ کی بھی ہے چاہ	اے بوالہوس اس طرح گزارا نہیں ہوتا	مہر
اچھوں کو برا اور بروں کو بھی برا	کہتے آئے ہیں لوگ دنیا کے سدا	״
دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ	وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا	ناسخ
ہمیشہ جنس کو رہتا ہے میل جانب جنس	خیال ہے مرے دل کو مدام شیشہ کا	״
نہ ہو نساخ کبھی جوہر ذاتی زائل	لعل سے کر نہیں سکتا ہے کوئی آب جدا	نساخ
پہلے اپنی بات کا پیدا تو کرے اعتبار	پھر اگر جھوٹوں بھی کہدیگا یقیں ہو جائیگا	نظم
تلخکامی کی حلاوت کو نہ پوچھو ہم سے	اس سے بڑھ کر مزہ قند و عسل کیا ہوگا	״
یہ سچ ہے وقت پہ بے رونقی بھی کام آتی ہے	نہال خشک کو کھٹکا نہیں ہوتا ہے پت جھڑ کا	نسیم
چاہیئے صاحب اسلام میں تسلیم کی خو	کہ مسلم ہو مسلماں کا مسلماں ہونا	وحشت
اے اہل وفا خاک بنے کام تمہارا	آغاز بتا دیتا ہے انجام تمہارا	״
ہوں اب یہ سیاہ کہ دنیا کا غم نہیں	وہ دن گئے کہ جب مجھے دنیا کا غم نہ تھا	״
دیر ملا تھا راہ میں کعبہ کو ہم نکل گئے	جذبہ شوق میں دماغ کس کو امتیاز کا	״
زن و آئینہ و اطفال [illegible] شعر و گرمیں	نہا [illegible] کا	״
جو ہاتھ سے جاتی ہے [illegible]	[illegible] گیا	[illegible]
اکھڑا کوئی دل دل سے اگر پھر نہیں لگتا	[illegible]	״
کسی کو جوہر ذاتی نظر نہیں آتا	مگر نہ [illegible]	״
جن میں کھانیکا ہو کام فرو [illegible] ارکا	[illegible] سب مجھ پر کھلا ہے [illegible] کا	״
سبکساری بھی دریائے جہاں میں باوجاہت ہے	حباب ایسا نہیں جو صاحب افسر نہیں ہوتا	ہمدم

عاقبت دنیا و دیں دونوں کرتا ہے خراب	جو برا غائب کہے یوں جدا ور منہ پر بھلا	״
جو سیر چشم ہیں کرتے نہیں طلب وہ کبھی	ادا کھولب ساحل سے کب سوال ہوا	ہوش
وہ ناداں ہیں کہ قول و فعل پر جنکے ہنسیں مردم	وہ سمجھے ایک سا ہی حال ہر اک نیک کا بد کا	״
گل کھل کھلا کے صحن چمن میں جو ہنس پڑا	سینہ کے ٹکڑے اڑ گئے داغی جگر ہوا	ہنر
آتش مزاج من بگذار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندیدہ کسے آفتاب را	لاعلم
حافظ گرت ز پند حکیماں ملالت ست	کوتہ کنیم قصہ طول کلام را	حافظ
کم نگردد تابش خورشید اگر	در بدخشاں لعل سازد سنگ را	لاعلم
آگاہ نئی تپ درون را	نشتر چہ زنی رگ جنون را	״
کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را	״
ہزار نعمت و اقبال تندرستی ہے	فدائے یکدم آرام و تندرستی ہے	״
گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را	تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را	״
گناہ آئینہ عفو و رحمت است اے شیخ	مبیں بچشم حقارت گناہ گاراں را	״
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	״
دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	با پیمبر در جناں ہمسایہ بینی خویش را	״
عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا	درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا	غالب
قریب آیا ہے روز محشر چھپے گا کشتہ کا خون کیونکر		لاعلم
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا		״
آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را	پیوند می کنم جگر پارہ پارہ را	״
کشتی نشستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را	حافظ
ہم نہ سمجھے تھے یہ ظاہر داریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	لاعلم
دیر ست کہ آوازۂ منصور کہن شد	تو بار دگر تازہ کنی دار و رسن را	״
ہو گئے دفن ہزاروں ہی گل اندام اسمیں	اس سر خاک سے ہوتے ہیں ہزاروں پیدا	״
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	״

اہل بدعت کو کہاں خوف خدا شرم رسول	کوئی بن بیٹھا خدا کوئی پیمبر ہوگیا	بحر
دل شکنی نہ کر جان کہ دل گھر ہے خدا کا	زنہار کسی دل کو تو ناشاد نہ کرنا	تراب
معائب سے ہمیشہ اہل جوہر پاک رہتے ہیں	دھواں دیتا نہیں شعلہ کبھی لعل بدخشاں کا	جاہ
دین و دنیا سے تعلق نہیں رہتا اسمیں	عشق کے نام سے کانپے گا جو عاقل ہوگا	حیرت
خبط ہے اک غم کو کہہ دوں گر برا مانو نہ تم	آپ ہی بیمار اور اوروں کو دیتے ہو دوا	حالی
اے عشق تو نے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا	جس گھر سے سر اٹھایا اس کو بٹھا کے چھوڑا	〃
بن آئیگی ہرگز نہ یہاں بیٹھے کئے بن	جو کچھ کہ تمنا ہے تو بونا پڑے گا	〃
ہنس کی چال حماقت سے چلا جو کوا	اپنی بھی چال گیا بھول بقول حکما	〃
گھر چھٹا یار چھٹے خویش و بیگانہ چھوٹا	ایک ذلت ملی اور سارا زمانہ چھوٹا	〃
نخل عمر اپنا کٹا جاتا ہے ہر ہر دم میں	ہم نے انفاس کو اک آرۂ براں دیکھا	خلیق
دنیا کے کام پورے انسان سے ہوں کیونکر	یہ تو وہی مثل ہے یک سر ہزار سودا	داغ
دین و ایماں ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس وقت میں	اب تو کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا	ذوق
کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا	جو خود ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا	ذوق
آسودگان خاک بھی سوئے نہ چین سے	کھٹکا نہیں لگا رہا امید و بیم کا	ذاکر
سنو تو تم نے کبھی ہم کو یاد بھی نہ کیا	کبھی پیام و کتابت سے شاد بھی نہ کیا	سوز
برا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو	خبر نہیں کہ تمہارا مآل کیا ہوگا	سخن
جاتے ہیں نہیں ساتھ زن و مال و اقارب	ہمراہی کو توشہ ہے عمل کا بہت اچھا	سعید
خلد سے آدم کو شیطاں نے نکلوا ہی دیا	راہ سے بے راہ ہو انسان بہکایا ہوا	〃
چاہیے جیسی نہ کی ماں باپ کی قدر اے سراج	حق خدمت یہ ہر اک اولاد پر باقی رہا	سراج
فارغ ہوئے دو جہاں سے پھر بھی	حاصل نہ ہوا فراغ دل کا	
خدائی میں خدا کی دعوے بادشاہی کا	بشر کے ہاتھ میں خود ہاتھ ہے کاسہ گدائی کا	شریف
جو کہ خونخوار خلائق ہیں وہ خوش رہتے ہیں	لب سوفار کو کس وقت نہ خنداں دیکھا	شرم

جو حکم خدا کا ہے وہی حکم ہے ناطق	دخل اس میں سر مو نہیں زنہار کسی کا	شائق
بزرگی دے نہیں سکتی ہے ہمنامی بزرگوں کی	ید بیضا سے کچھ نسبت نہ رکھے پنجہ مریم کا	صابر
جو ہیں نیک انکی سختی میں بھی نرمی پائی جاتی ہے	ہوا آہن کی سی کب برشش اگر خنجر بنے زر کا	
کسی کے دل میں گھر کرنا بہت دشوار ہے صابر	بہت آسان ہے قبضہ میں آنا تیغ مسکوں کا	صابر
اصل سے اپنے نہیں ہوتی کسی شئے کو گریز	خاک سے تھا خاک ہی پھر مسکن آدم ہوا	''
لطافت طبع کی کیونکر اٹھائے سختی دوراں	ہوا پہ ضم نہیں سکتا کبھی پتھر فلاخن کا	
نہ ہوتی عقل تو عصیاں بھی ہوتا فطرۃً ظاہر	جو رہبر ہے تو لازم پھر نہیں ہے رہزنی کرنا	صدر
خدا نے عقل دی ہے نیک و بد پہچاننے والی	سکھایا عقل کو انساں کی سچی رہبری کرنا	''
ہے بجا متکلف کا پسندیدہ احمق	ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا	ظفر
راز دل جس سے کہا دوست سمجھ کر اپنا	ہوگیا دشمن جانی وہی سنکر اپنا	عالم
عشق وہ کافر ہے جس کے ظلم کا پایاں نہیں	کعبۂ دل کو ہمارے بے سبب ڈھانے لگا	''
اپنے اپنے وقت پر ہر اک فنا ہو جائے گا	دیکھ لینا چار دن میں کیا سے کیا ہو جائیگا	عزیز
ذی جوہروں سے اہل غرض بے نصیب ہیں	آب گہر سے کام نہ ہو تشنہ کام کا	فیض
کوئی کسی سے برائی کرے تو کیا ہوگا	نہ ہوگا کچھ بھی جو چاہے مگر خدا ہوگا	فاخر
بدی کو بس بدی زیبا ہے اور نیکی کو نیکی زیب	ہیں اپنے دوست کا ہوں دوست دشمن ہوں دشمن کا	قطب
مجھ کو ہنستے دیکھ کر روتے ہیں اعدا رشک سے	میں خدا کے فضل سے خنداں و شاداں ہی رہا	''
سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز	خس و خاشاک کبھی سنبل ریحاں نہ ہوا	گویا
انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا	جس سینہ میں ہو کینہ وہ سینہ نہیں اچھا	لاعلم
سزا اعمال بد کی جب کسی کو ہے خدا دیتا	تو لڑکا نا خلف ہوتا ہے یا زن فاحشہ دیتا	لاعلم
اپنی تو اس چمن میں عمر اس طرح سے گزری	یاں آشیاں بنایا واں آشیاں بنایا	مصحفی
منزل مقصود تک اس کا پہنچنا ہے محال	پہلی منزل میں جدا جو کارواں سے ہو گیا	''
ممکن نہیں جہاں میں زائل ہو تخم تاثیر	جیسا درخت ہوگا ویسا ثمر ملے گا	محروم

راه و رسم ست دوستداراں را	که بیاد آورند یاراں را	لا اعلم
ساقی زیک پیاله خزانم بهار کرد	عمرے دوباره داد شراب دو ساله را	"
نه هوائے باغ سازد نه کنار کشت ما را	تو بهر کجا که باشی بود آں بهشت ما را	"
چند بسینه در کشم آه جگر شگاف را	ضبط چساں کند کسے خنجر خوش غلاف را	"
بسکه دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
اس دار مکافات میں سن اے غافل	بیداد کریگا آج کل پائے گا	لا اعلم
اے بے خبری ہوش میں آنا نہیں اچھا	دنیا یہ بری ہے یہ زمانہ نہیں اچھا	"
ندانم که سنگ سپهر قضا	ترا بشکند یا شیشه یا مرا	"
آشیانہ نہ چمن میں نہ قفس میں پایا	آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا	"
آگاه نه تپ درون را	نشتر چه زنی رگ جنوں را	"
در فیض ست نشیں از کشایش ناامید اینجا	برنگ دانه از هر قفل میروید کلید اینجا	"
زاہدا ہم جانتے ہیں عشق بازی ہے گناہ	گھر لٹایا ہے جو وحشت میں وہ کفارہ ہوا	"
یاں خوف کچھ نہیں ہے حساب و کتاب کا	نے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا	"
جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہوائے غم کے	رہ گیا جھلکے چراغ دل روشن کیسا	"
کہیں کیا جنوں میں جو حال ہے کسے پیرہن کا خیال ہے	جو کہیں لاکے پہنا دیا وہیں پرزے پرزے اڑا دیا	"
سختی عشق جھیل لی اے دل	واہ رے بردبار کیا کہنا	"
مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا	وہی تیور رہیں یار کیا کہنا	"
نہ کر حسن دو روزہ پر غرور اے ساقی مہوش	چھلک جاتا ہے بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا	"
جو عالی مرتبہ ہیں ان کو پستی اور کرتا ہے	فرشتوں کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا	"
گر ہجر و وصال اختیاری ہوتا	کیوں دیدۂ تر سے اشک جاری ہوتا	"
کچھ انتہا بھی ترے ظلم کی ہے اے ظالم	ہمارے ضبط سے بھی جبر بڑھ گیا تیرا	"
دیوانگان دشت سے پوچھا جو میں پتہ	اک مشت خاک لے کے صبا نے اڑا دیا	"

جو نہ ہونا تھا ہوا ہم پر تمہارے عشق میں	تم نے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا	لا اعلم
چال ہے مجھ ناتواں کی مرغِ بسمل کی تڑپ	ہر قدم پر ہے یقیں یاں رہ گیا واں رہ گیا	″
گرچہ بدنامی ست نزدِ عاشقاں	ما نمی خواہیم ننگ و نام را	″
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	″
خار جس ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سرو گل	کیا چمن میں اختلافِ آب و ہوا کا ہوگیا	″
در غریبی ہمہ کس می شود انگشت نما	ہر گلے بر سرِ دستار نماید خود را	″
لبِ لعلیں پہ اُس کے یہ نہیں ہے پان کا لاکھا	نکل آیا ہے کھا کر جوش خوں لعلِ بدخشاں کا	″
پر شدہ از جوہرِ دل جامِ ما	خندہ زند بر صبحِ روشن شامِ ما	″
دل لیا ہے تو جان بھی لے لو	ہم سے بیدل رہا نہیں جاتا	″
بے گلعذار جا کے گلستاں میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغِ کہن کو نیا کیا	″
خلقت کا مرد و زن کی بھی کچھ حال ہے سنا	شہوانی مادہ ملا عورت کو آٹھ گنا	″
دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر	لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا	″
کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا	″
برق چشمک زن ہے ساقی ابر ہے چھایا ہوا	جام مے دے تو کدھر جاتا ہے مچلایا ہوا	″
نہیں معلوم دیکھا دیکھ کر یہ چاند منہ کس کا	ہوئی ہے عید غیروں کو ہمیں ہے چاند خالی کا	″
تو چہ دانی زبانِ مرغاں را	چوں ندیدی گہے سلیماں را	″
اجل خفا ہے فلک مدعی زمیں دشمن	مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا	″
کیمیا و سیمیا و ریمیا	این نباشد جز بذاتِ اولیا	″
میری خاموشی ہے گویا دردِ پنہاں کی دلیل	منعِ ضبطِ بے قراری نے مجھے رسوا کیا	″
کہیں تجھ کو نہ پایا گرچہ ہم نے اک جہاں ڈھونڈا	پھر آخر دل ہی میں دیکھا بغل ہی میں سے تو نکلا	″
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا	میر
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر	پھر وہی محفل وہی تیرا شبستاں غم نہ کھا	

عالمے بیگانہ ویک آشنا داریم ما	ایکہ می گوئی کرا داری ترا داریم ما	لاعلم
دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدارا	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا	״
خسروا در عشقبازی کم ز ہندو زن مباش	کز برائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را	خسرو رح
بعد مدت کے خیال دل ناشاد آیا	آج بھولا ہوا اک دوست مجھے یاد آیا	لاعلم
سر بریدن لازم ست ایں مرغ بے ہنگام را	آں پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را	״
وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی	اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا	״
آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا	معجزہ ہاتھ آگیا لو دست موسے ہوگیا	״
در قفس بسیار ناشادیم ما	از فراموشان صیادیم ما	״
تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی	تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را	״
نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا	پل بنا چاہ بنا مسجد و محراب بنا	״
بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا	مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے پایا	״
آگ ہیں کود کے پروانہ جو بے ہوش ہوا	جسکی الفت میں جلا اس سے ہم آغوش ہوا	״
معلوم ہوگا حشر میں پینا شراب کا	دفتر کھلے گا جب کہ حساب و کتاب کا	״
ز تو ناز و عتاب و عشوہ و نامہربانی ہا	ز من عجز و نیاز و بندگی و جاں فشانیہا	״
نگزار پیش مردہ دلاں سر بروئے خاک	بے سجدہ می کنند نماز جنازہ را	״
حسن وہ چیز ہے طالب ہے خدا بھی جسکا	ورنہ ہر شئے میں نہ اک ہوتی یہ صورت پیدا	״
دیکھا جو برق طور کو موسے نے غش کیا	آساں نہیں ہے جلوہ دیدار دیکھنا	״
سرکش کوئی ہوکر کبھی برپا نہیں ہوتا	انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا	״
نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی سے	جز ذات خدا کوئی کسی کا نہیں ہوتا	״
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	سعدی رح
جتنا ہو زار اتنی ہی امید کر قوی	عاجز نواز نام ہے رب جلیل کا	لاعلم
کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہوجائیگا	یار کا ملنا نصیب دشمناں ہوجائیگا	״
نیش کب مارے ہے عقرب آپ سے	ہے طبیعت کا یہ اوس کی مقتضا	״

اندوہ دل وضعف تن وطعنہ اغیار	این ہا ہمہ سہل است اگر یار بود یار	لا اعلم
جس توقع پہ تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی	جو بھروسا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا	〃
جو مزہ انتظار میں دیکھا	نہ کبھی وصل یار میں دیکھا	〃
ہر کہ خواہد تا نیفتد در بلا	گو نگو اسرار سلطاں برملا	〃
جو انہی کو تشریف لاتے جو دیکھا	اٹھا بہر تعظیم جوبن کسی کا	〃
کل تک جو سوئے بہ چین سے مخمل کے فرش پر	گٹھا نصیب آج نہیں ہے پیال کا	〃
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا	〃
زاہد کے میں ضرور ڈرانے سے ڈر گیا	جام شراب لائے بھی ساقی کدھر گیا	〃
محبت جادۂ دارد نہاں در خلوت دلہا	چو تار سبحہ گم گردید این رہ زیر منزلہا	علی
ستم ست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن در آ	تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن در آ	لا اعلم
امشب بیا تا در چمن سازیم پیمانہ را	تو شمع و گل را داغ کن من بلبل و پروانہ را	〃
وحشت نہیں ہوتی ہے کہ سودا نہیں ہوتا	دل جبکہ الجھتا ہے تو کیا کیا نہیں ہوتا	〃
ہوشمندے کہ بہ ہنگامۂ مستاں افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	〃
چوں ذرا گر نیم شد بیش بود بہائے او	زانکہ خرد فزوں نہد ذرہ یتیم را بہا	〃
بتوں کو جو دیکھا گنہ کیا ہمارا	خدا کی خدائی تماشا ہمارا	〃
از ہجر وزم قمر شد دل چوں کماں تن تیر شد	یعقوب مسکیں پیر شد اے یوسف برنا بیا	〃
حقیقت چاہ بابل کی ذرا کر یاد اے زاہد	فرشتوں پہ فریب حسن چل جاتا ہے انساں کا	〃
زاہد شراب پینے سے کافر میں کیوں ہوا	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	〃
مزہ وصال صنم کا اٹھائے گا پھر کیا	ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا	〃
سختیاں ایسی اٹھائیں ان بتوں کے ہجر میں	رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا	〃
از خیال این و آں سر رشتہ را گم کردہ ام	شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا	〃
صحبت عالم بود چوں کیمیا	زاں مس اعمال تو گردد طلا	〃
خواب و خیال ہو گئیں ساری حکایتیں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	〃

تونے ہمیں بے گناہ مارا	بیساختہ دل یہی پکارا	لااعلم
وقف ست ہمہ بہر ہواخواہی احباب	علم و ہنر و سیم و زر و جان و دل ما	"
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو	ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپرکھٹ کا	"
کہاں سے لاؤں صبر حضرت ایوب اے ساقی	خم آئیگا، صراحی آئیگی، پھر جام آئیگا	"
ستم ہی مجھ پہ کیا او بانی بیداد کرنا تھا	کبھی کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرنا تھا	"
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ الٹا	سچ ہے صاحب روش الٹی ہے زمانہ الٹا	"
ہاتھ سے کچھ نہ ترے اے مہ کنعاں ہوگا	ہاں جو ہوگا تو مری موت کا ساماں ہوگا	"
لیا جو ایک دل اوس نے تو دودئے بوسے	ہزار شکر یہ سودا بہت گراں نہ رہا	"
بعد مرنے کے جہنم جائے گا	ہے یہی ایذا رسانی کی سزا	"
یاد آتی ہے دم بہ دم اوس کی	دھیان آتا ہے ہر گھڑی اس کا	"
دل متحیر کہ چہ داند ورا	عقل دراں گم کہ چہ خواند ورا	"
اب یہ سمجھے کہ اسے کہتے ہیں جانا دل کا	ہم تو سمجھے تھے کہ ہے کھیل لگانا دل کا	"
زمیں چھان ماری فلک ڈھونڈھ مارا	ملا پر نہ ہرگز ٹھکانا کسی کا	"
گل نہیں ہے داغ حسرت بوستان دہر میں	طور ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا	"
دیر کو چھوڑ کے کعبے کو چلا ہے زاہد	منہ لگایا نہ بتوں نے تو خدا یاد آیا	"
انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا	جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا	"
تاب نظارۂ خورشید ندارد شبنم	شبنم تشنہ کجا چشمۂ خورشید کجا	"
مجھکو افسوس نہ کیونکر ہو وطن چھٹنے کا	غم ہوا کرتا ہے بلبل کو چمن چھٹنے کا	"
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را	حافظ رح
برنگ غنچہ ام جز بوئے تو در دل نمی گنجد	بود ایں خانہ را از تنگی خود قفل بر درہا	لااعلم
کتنے نادان ہیں یہ اہل فرنگ	بت سیمیں کا نام مس رکھا	"
اس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا	دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا	"
پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا	اسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا	"

ساتھ چھوڑینگے نہ سایہ کی طرح	ہم بھی جائینگے جدھر جائیگا	
دوست غمخواری میں میری سعی فرمائینگے کیا	زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا	غالب
زلیب ترو تشیش کو دکھ سکھ سے واسطہ	دنیا رہے کہ جائے جہنم میں ان کو کیا	لااعلم
نہ پکڑیں دامن الیاس گرداب بلا میں ہم	کہ بدتر ڈوب کر مرنے سے ہی جینا سہارے کا	″
من نہ گویم کہ یار گشت مرا	دل بے اختیار گشت مرا	″
رہ اون کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی	آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا	″
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہم نے کوئی ساغر پایا	ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا	″
کیا حال ہو گیا ہے دل بیقرار کا	آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا	″
بہار آئی جھکائے سر گلوں نے کیف مستی سے	پڑا ہے گردن ہر شاخ تر میں ہاتھ گلچیں کا	″
گر زندگی رہے تو خدا پھر ملائے گا	صورت حضور کی ہمیں لا کر دکھائے گا	″
جو حال ہے دل کا وہ بیاں ہو نہیں سکتا	جو درد ہے دل کا وہ نہاں ہو نہیں سکتا	″
بھرا جہاں میں دم جس کی آشنائی کا	دیا اُسی نے ہمیں داغ بے وفائی کا	″
دل جس پہ ہے قربان وہ دلبر نہیں ملتا	سب ملتے ہیں اپنا مہ انور نہیں ملتا	″
ہم نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	پر نوشتہ نہیں تقدیر کا ٹلتے دیکھا	″
ہوئے بے خود غم تنہائی سے	کہئے کس سے ہمیں کیا یاد آیا	″
ہو چکا آج جو کہ تھا ہونا	اب بتائیں گے قبر کا کونا	″
یار اغیار ہو گئے اللہ	کیا زمانے کا انقلاب ہوا	″
خفا کیوں تم ہوئے ہم سے ہوا کیا	مری تقصیر کیا میری خطا کیا	″
ہم بھاڑ جھونکنے لگے اک بت کے واسطے	یارب برا ہو عشق کا الفت کا چاہ کا	″
اچھی صورت کو دیکھتے ہیں سبھی	ہم نے دیکھا تو کیا گناہ کیا	″
اوسے عیار پایا یار سمجھے ذوق ہم جسکو	جسے یاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عدو نکلا	ذوق
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا	وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا	لااعلم
من بقربانت روم کن زود قربانی مرا	تیغ جوہر دار یا شد جبین پیشانی مرا	″

طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال	ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا	لا اعلم
مدہوش مجھ کو نشۂ الفت نے کر دیا	اب خوف کچھ نہیں ہے حلال و حرام کا	”
اشکم بروں می افگند راز درون دیدہ را	آرے شکایت ہا بود از خانہ بیروں رفتہ را	”
رنج و راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا	مشعل راہِ عدم داغ عزیزاں ہوگا	”
زلف شبگوں کا ہمارے دل کو سودا ہو گیا	کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہو گیا	”
سودا شراب عشق نہ کہتے تھے ہم نہ پی	آخر مزہ نہ پایا اب اس کے خمار کا	سودا
آساں نہیں ہے رشتۂ الفت کو توڑنا	مشکل ہے بالے پن کی محبت کو چھوڑنا	”
صبح گذری شام ہونے آئی میر	تم نہ جاگے اور بہت دن کم رہا	میر
الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	آخر اس بیماریٔ دل نے اپنا کام تمام کیا	”
سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا	کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا	آتش
اے اجل کچھ تو میں نظارۂ قاتل کر لوں	ایک دم اور ٹھہر جا ترا احساں ہوگا	لا اعلم
دل کو برماتا ہوا صاف جگر سے نکلا	ایک تیر نگہ یار نے توڑا کیا کیا	”
کوئی ہم سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا	ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا	”
بنایا صانع قدرت نے جب پتلا مرے گل کا	بجائے روح بخشا عشق اک زہرہ شمائل کا	”
گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی	یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائینگے کیا	”
دوستوں سے ہم نے وہ صدمے اٹھائے جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا	”
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا	وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا	”
تر نگرد د کام من گر ہفت دریا در کشم	شربت دیدار باید تشنۂ دیدار را	”
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	”
محو ابرو کے لئے خنجر فولاد آیا	ذبح کرنا بھی نہ تجھ کو مرے جلاد آیا	”
دل کو ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں	کوئی لے لیتا ہے جو نام ترا	”
پھولوں میں ہے شہرہ تری گل پیرہنی کا	غنچوں میں ہے چرچا تری نازک بدنی کا	”
کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے	کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیا دیا	”

پھر آج سامنا ہے کسی ماہ عید کا	تارا چمک گیا مرے بختِ سعید کا	لا اعلم
دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے	بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا	〃
کسی صورت سے دل کو شاد کرنا	ہمیں دشمن سمجھ کر یاد کرنا	〃
اے صبا جذب پہ جس دم دلِ ناشاد آیا	اپنے آغوش میں اڑ کر وہ پری زاد آیا	〃
پیشانیٔ عفو ترا پر چیں نسازد جرم ما	آئینہ کئے برہم خورد از زشتی تمثالہا	〃
وہ درد دیا تم نے کہ پایاں نہیں جس کا	وہ درد دیا دل کو کہ درماں نہیں جس کا	〃
غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را	حافظ
بلبل کو دیا درد تو پروانے کو جلنا	غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	〃
دلق تقوے گرد بادہ و جام ست اینجا	سخنے لبِ مئے و معشوق حرام ست اینجا	〃
نوشتہ سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم	جو پیشانی میں لکھا تھا مری وہ پیش سب آیا	〃
اس دہر میں الٰہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اس نے مروت کو کیا ہوا	〃
زشت باشد دبیقی و دیبا	کہ بود بر عروس نا زیبا	〃
انساں کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا	یہ کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا	〃
ہر مرض کی دوا مقرر ہے	مرضِ عشق لا دوا دیکھا	〃
بھرا کسی نے جو دم ان کی آشنائی کا	دیا اونھوں نے اوسے داغ بیوفائی کا	〃
اے خوشا ہنگامہ ہائے خانہ بربادیٔ ما	نوحۂ غم شد صدائے نغمۂ شادیٔ ما	〃
مژدۂ وصل سنانے لگا اب تو قاصد	یہ کچھ نصیب نظر آتا ہے سکندر اپنا	〃
آج کل جنسِ محبت ہوئی اتنی نایاب	نام باقی نہیں الفت کے خریداروں کا	〃
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت	یہ نازوں کا پالا لڑکپن کسی کا	〃
اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن	یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا	〃
سمجھ کے رکھئے قدم وادیٔ محبت میں	یہ راہ وہ ہے جہاں خضر بھی خراب رہا	〃
ہم نہ سمجھے تھے یہ ظاہر داریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	〃
جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں	سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا	〃

جو مزہ انتظار میں پایا	وہ نہیں وصل یار میں پایا	لااعلم
ما بروں را ننگریم وقال را	ما درون را بنگریم وحال را	"
دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا	پہونچے کب اوس کو ہاتھ ہمارے غبار کا	"
آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور چیز	لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	"
در دست اجل کہ نیست درماں اورا	بر شاہ و گدا است حکم و فرماں اورا	"
بدہ ساقی آں جوہر روح را	دوائے دل ریش مجروح را	"
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا	"
ہردم از فغان و آہ آتشین و چشم تر	رعد نالاں برق سوزاں ابر گریاں نسیم ما	"
راہ اون کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی	آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظ	"
حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ	کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ سمجھائیں ـــ	۵
گیا ہے عرش معلی پہ شور نالوں کا	خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا	۱
محتاجی سے کم رتبہ عالی نہیں ہوتا	عزت وہ خزانہ ہے کہ خالی نہیں ہوتا	"
زمیں بدلی زماں بدلا مکیں بدلے مکاں بدلا	تغیر یہ ہوا پیدا کہ رنگ عاشقاں بدلا	"
ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقر میں	قاقم و سنجاب و دیبا ہو گیا	"
کھو دیا حسن مدک نے ستم ایجادوں کا	اڑ گیا رنگ دھواں بن کے پریزادوں کا	"
شوق کہتا تھا اب حجاب ہے کیا	شرم مانع کہ اضطراب ہے کیا	"
شب چو آمد ماہ ما بر بام ما	خندہ زد بر صبح روشن شام ما	"
یکے زبان و ہزاراں شکایت ست مرا	تو شاد زی کہ غم بے نہایت ست مرا	"
شیخ کعبہ میں تم نے کیا دیکھا	ہم بتوں سے ملے خدا دیکھا	"
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا	یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا	"
محبت مے و معشوق ترک کر آتش	سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا	آتش
سینہ صافاں را غبار کینہ نیست	گل نباشد چشمہ خورشید را	لااعلم
جسے سمجھتے ہیں سب محبت وہ ہے حقیقت میں عین ذلت	کسی کو شیدا کسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا	"

صیاد نے تسلیٔ بلبل کے واسطے	کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا	لااعلم
دلربا سینکڑوں ملے لیکن	کوئی معشوق باوفا نہ ملا	״
گناہ آئینۂ عفو و رحمت ست اے شیخ	مبین بچشم حقارت گناہگاراں را	״
بسکہ باریک تر از موئے میانست او را	برکمر بار کمربند گرانست او را	״
پھینکدینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا	اوس پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا	״
اٹھ گیا دیدۂ دل سے جو دوئی کا پردہ	ایک ہی نور ہوا ارض و سما سے پیدا	״
دوست دشمن پھر گیا اپنا بیگانہ پھر گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	״
ایں چہ بزم ست کہ لب بر لب جام ست اینجا	بادہ خورشید و قدح ماہ تمام ست اینجا	״
دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	باپیمبر درجناں ہمسایہ بینی خویش را	״
اب تو جاتے ہیں بتکدے سے میر	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	״
اے آفتاب من بگزار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندید کسے آفتاب را	״
نہ داغ یاس سے گھبرا بر آئیگی امید	گلوں کے بعد ہوا کرتے ہیں ثمر پیدا	״
کمند جلوۂ ناز تو جذبۂ دارد	کز آسماں بزمیں آورد مسیحا را	״
ہاں جی ہاں غیر سے کی ہم نے محبت تمہیں کیا	اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمہیں کیا	״
دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدا را	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا	״
فراق یار میں بیکار سب ہیں اے ساقی	پیالہ شیشہ گزک میکدہ شراب گھٹ	״
فرقت میں ضبط نالہ ہم سے نہ ہوسکے گا	قابو میں دل نہ ہوگا جب اضطراب ہوگا	״
شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا	قیس تصویر کے پردہ میں بھی عریاں نکلا	״
کردی میرے راز کی سب کو خبر	خوب تو نے درد دل رسوا کیا	״
عشق رخ تو ایجاں نتواں نہفت در دل	آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا	״
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا	״
نہ ہو کیوں اشک ریزاں وقت لکھنے کے قلم میرا	قیامت کا اثر رکھتا ہے مضمون الم میرا	״
اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا	درد اٹھ اٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا	״

غمزه آموز بخشش شیوهٔ بیداد را	طرفه شاگردے که می گوید سبق استاد را	لا اعلم
حال بد کا شریک دنیا میں	نہ برا اور نہ آشنا دیکھا	〃
ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی	زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا	〃
تا قیامت شکر گویم کردگار خویش را	آہ اگر من باز بینم روئے یار خویش را	〃
بدن ہے لاغر جگر فسردہ دماغ خشک دل ہے مردہ	الٰہی آجائے کوئی جھونکا کسی نسیم مسیح دم کا	〃
واقف ہی تو نہیں ہے نوا ہائے راز کا	یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا	〃
فراق یار میں جھیلیں مصیبتیں کیا کیا	گزر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا	〃
جدائی آتش تیز است می سوزد دل و جاں را	خدا ہرگز نصیب کس نسازد شام ہجراں را	〃
اے بتو کل کو ہے اللہ کو منہ دکھلانا	آج منہ ہم کو دکھاؤ گے تو احساں ہو گا	〃
اے مشو مغرور بر حلم خدا	دیر گیرد سخت گیرد مر ترا	〃
آج کل سے ہیں نہیں ملک جنوں زیر نگیں	اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا	〃
گوارا نہیں ہے جنہیں بات کرنا	سنیں گے وہ کاہے کو قصہ ہمارا	〃
بے گلعذار جا کے گلستاں میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا	〃
چو خلاف عقل دیدم رہ و رسم کار خود را	بخدائے خود سپردم ہمہ اختیار خود را	〃
وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی	اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا	〃
ہے قول اک حکیم ستودہ صفات کا	لازم ہے پہلے سوچ لو انجام بات کا	〃
سراسر ہمچو مہر و ماہ گردیدیم دنیا را	ندارد منزل آسائشے دیدیم دنیا را	〃
اب چین نہیں سینہ میں دل کو کسی پہلو	وزدیدہ نگہ لے گئی آرام کسی کا	〃
لئے جاتا ہے نامۂ بے کس	بال بیکا نہ ہو کبوتر کا	〃
کند جلوہ ناز تو جذبۂ وارد	کز آسماں بزمیں آورد مسیحا را	〃
بتوں کی گلی چھوڑ کر کون جائے	یہیں سے ہے کعبہ کو سجدہ ہمارا	〃
ہوں وہ بلبل کہ خریدار نے منہ پھیر لیا	دام مجھ پر نہ لگانے کوئی صیاد آیا	〃
گر آج ہے زندہ تو بھروسا نہیں کل کا	چکھے گا ہر اک ذائقہ تلخی اجل کا	〃

قلقل شیشہ سے بلبل کی صدا سے پیدا	نشہ ہوتا ہے گلستاں کی ہوا سے پیدا	لااعلم
آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما	بس نازک ست شیشۂ دل در کنار ما	״
خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا	ادھر دیا کہ ادھر داخل خزانہ ہوا	״
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	״
بعد از فنا بہیں اثر انتظار ما	نرگس دمید از سر لوح مزار ما	״
کیا کیجے ہمیں ناز اٹھانا نہیں آتا	روٹھے کو منانے پہ منانا نہیں آتا	״
سمجھے تھے میراب کوئی سرکوب ہی نہیں	فرعون کے لیئے کوئی موسے نہ آئیگا	״
سودائے عشق میں نہ رہی شان خواجگی	محمود بندہ بن گیا حسن ایاز کا	״
کف افسوس ملواتی ہے تیری پاکدامنی	پہنا کر شاہد عصمت پہ جوڑا پارسائی کا	״
کھل گیا جب راز تو پردہ کئے سے فائدہ	کھل گئی چوری تو پھر کیا سود بنا شاہ کا	״
ما بر تسیم و تو دانی و دل غم خور ما	بخت بد تا بکجا می برد آبشخور ما	״
جہاں جاتے ہوئے پیک صبا کے ہوش اڑتے ہیں	لفا نو لے چلا ہے جو صنہ دیکھو کبوتر کا	״
نسب چہ سود دہد چوں تو بے ہنر باشی	زآب جو چہ پرسش تیغہائے جوشن را	״
تحصیل علم جور و جفا خوب کردۂ	ظالم وفا و مہر نیاموختی چرا	״
آں روز کہ تعلیم تو می گفت معلم	بر لوح تو ننوشت مگر حرف وفا را	״
قاتل جو کہا میں نے تو شرما کے وہ بولے	للہ نہ بدنام کرو نام ہمارا	״
اے باد صبا محفل احباب میں کہیو	دیکھا ہے جو کچھ حال تہ دام ہمارا	״
راز درون پردہ ز رندان مست پرس	کیں حال نیست صوفی عالی مقام را	״
سب سے یہی شیوہ ہے جہان گزراں کا	دیکھے گا لحد جس نے شکم دیکھا ہی ماں کا	״
دیر و کعبہ میں ہے جلوہ بت پرفن تیرا	دو گھروں میں ہے چراغ اک رخ روشن تیرا	״
دی موذن نے شب وصل اذاں پچھلی رات	ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا	״
شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا	بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا	״
فقر یقین کے ہوئیں بستر جدا	کہ بیوی الگ سوئے شوہر جدا	״

فقیری میں وزیر آ کے پریاں پاؤں پڑتی ہیں	یہ نقش بوریا اپنے لئے ہے نقش عامل کا	لا اعلم
ساحل سمجھتے ہیں تہ دریائے عشق کو	طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا	''
تیرگی دور ہوئی بخت ہمارا چمکا	آپ کیا آئے کہ قسمت کا ستارا چمکا	''
کیونکر اب اس نگہ ناز سے جینا ہوگا	زہر دے اس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا	''
کوئے پری رخاں میں تو جاتا ہے شاد شاد	برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا	''
عیش کر دنیا میں غافل زندگانی پھر کہاں	مال و زر رہ جائے گا تو ایکدن مر جائیگا	''
اگر ہے آنکھوں میں آنسو تو دل ہے غم سے بھرا	جگر میں درد ہے تو ہے زبان پہ واویلا	''
تو عزم سفر کردی و خستی جگر ما	بستی کمر خویش و شکستی کمر ما	''
ندانم کہ تیر خدنگ قضا	مرا بشکند بیشتر یا ترا	''
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا	''
مرا سر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری تم جوانی کا	''
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	''
خیال خام ہے اپنوں سے فائدہ پانا	صدف کے کام کسی دن گہر نہیں آتا	''
چلے گا مفلسی سے کام اس دنیا میں کیوں اپنا	امیروں نے سمجھ رکھا ہے پیسے کو خدا اپنا	''
گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما	رشک گلزار شود از قدمت خانۂ ما	''
دل کسی کا ہاتھ میں لانا ہے دولت کی دلیل	یہ نگینہ جس کے ہاتھ آیا سلیماں ہوگیا	''
کون پرساں ہے حال بسمل کا	خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا	''
درد دل۔ پاس وفا۔ جذبۂ ایماں ہونا	آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا	''
مدد از مطرب و مے جوے و راز از دہر کمتر گو	کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را	حافظ
مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹا	ہاتھ ملے۔ سر دھنے۔ لالچ بری بلا	لا اعلم
گرا جو دامن گلچیں میں گل تو رو کے کہا	کہ میری جان کا دشمن ہے رنگ و بو میرا	''
ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی	کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را	''

نکلواتے ہو ہم کو بے خطاب اپنی محفل سے
وہی ہم ہیں جسے تم پیار کرتے تھے کبھی دل سے — لا اعلم

نہ رہی دل میں اگر تیری محبت تجھے کیا
اپنا جی - اپنی خوشی - اپنی طبیعت تجھے کیا — ״

بشر نے خاک پایا لال پایا یا گہر پایا
مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے بھر پایا — ״

اہل دولت سے کوئی نزع میں اتنا پوچھے
ساتھ کیا کیا لیا اس وقت میں چھوڑا کیا کیا — ״

در ضلالت تا نہ افتادم سعادت رہ نداد
راہبر پیدا نشد تا گم نہ کردم راہ را — ״

وہ بھی دن ہوگا خدایا کہ بر آئے گی امید
وہ بھی دن ہوگا کہ کوئی میرا مہماں ہوگا — ״

حسن سے عشق نہ ہو جس کو وہ انساں کیا
منکر قدرت حق صاحب ایماں کیا — ״

آہ ہوتی میرے لب پر نہ یہ نالہ ہوتا
ایک بھی تو نے جو ارمان نکالا ہوتا — ״

گیا حسن خوبان دل خواہ کا | ہمیشہ رہے نام اللہ کا — ״

دل عجب شہر تھا خیالوں کا | لوٹا - مارا ہے حسن والوں کا — ״

اے دوست کسی کو بھی جو کلپاویگا | یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا — ״

اس دیر مکافات میں سن لے ظالم | جو آج کرے گا آپ - کل پاوے گا — ״

کنکر چن چن محل بنایا - لوگ کہیں گھر میرا
نا گھر میرا - نا گھر تیرا چڑیا رین بسیرا — ״

مسجدے ہست اندرون اولیاء | سجدہ گاہ جملہ است آنجا خدا — ״

پچھتاوے گا
از ضرب المثل

رقیبوں سے وہ خوش رقیب ان سے راضی	بُرا کہتے ہیں کیوں ہوں دشمن کسی کا	لا اعلم
جس نے کچھ احسان کیا ایک بوجھ سر پر رکھدیا	سر سے تنکا کیا اُتارا۔ سر پہ چھپر رکھدیا	״
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	بس ہجوم یاس سے جی گھبرا گیا	״
جب کبھی اندازۂ دنیا کیا	غم بقدر آرزو پیدا کیا	״
اے نور خدا در نظر آر روئے تو ما را	بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را	״
جز خار غم نہ رُست ز گلزار بخت ما	آں ہم خلید در جگر لخت لخت ما	״
لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا	کسی کے درد کو ہمدم مٹا نہیں سکتا	״
سخن از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو	کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمہ را	״
اے دل پھنسے گا ناحق دنیا کے مخمسوں میں	اس دہر غمکدہ میں بیدار رہ نہ سو جا	״
غضب کیا ترے وعدہ پر اعتبار کیا	تمام رات قیامت کا انتظار کیا	״
قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند	دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا	״
شب کو یاد آتا ہے جب وہ مہ انور اپنا	چاندنی میں بھی بچھا لیتا ہوں بستر اپنا	״
جلوہ دیکھا تری رعنائی کا	کیا کلیجہ ہے تماشائی کا	״
ہمنشینی ساعتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا	״
کوئی سنگی ؎ سہارے نہیں ہے۔ تو کرے میرا تیرا	میرا تیرا بھول بھرم ہے۔ بھرم کا کیوں اپنا چیرا	״
دولت جاوید یافت ہر کہ نکونام زیست	کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را	سعدی
چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را	״
نمی بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را	״
رزق ہر چند بے گماں برسد	شرط عقل ست جستن از درہا	״
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا	״
تواضع زیادت کند جاہ را	کہ از مہر پر تو بود ماہ را	
ہے زبان اسلئے تا اس سے کریں ذکر خدا	نہ کہ ہو تذکرۂ ماہ رخاں ورد سدا	״

؎ چیلا

ب

نہ ہرگز کبھی ایسی پڑھیے کتاب	طبیعت ہو جس سے کہ اپنی خراب	لااعلم
آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید ازوے رو متاب	〃
خدا بھی دیتا ہے اک بار پھر نہیں دیتا	اسی کو کہتے ہیں عصمت کو گوہر نایاب	〃
باغباں بے درد ہے گل بیوفا گلچیں رقیب	کون سنتا ہے چمن میں نالہ ہائے عندلیب	〃
دانی چہ گفتہ اند بنی عوف در عرب	نسل بریدہ بہ کہ موالید بے ادب	〃
جو ہیں راستی میں یہاں کامیاب	نہیں اُن کے دل کو یہاں پیچ و تاب	〃
ہر دشمنے کہ ہست قوی بایدش شمرد	گر پشہ ضعیف بود پیل در عذاب	〃
لائے تھے جس کا مال اُسے دیجئے شتاب	خائن جہاں میں آپ نہ کہلائے جناب	〃
چو انساں نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	〃
گر پسر شد بہ از پدر چہ عجب	لعل از سنگ می شود دریاب	〃
از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	〃
اہل دنیا را ز غفلت زندہ دل پنداشتم	خفتہ دائم مردگاں را زندہ می بیند بخواب	〃
بہ نطق آدمی بہتر ست از دواب	دواب از تو بہ گر نگوئی صواب	〃
پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت	چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب	〃
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب	〃
پڑھو گے، لکھو گے تو ہو گے نواب	جو کھیلو گے کودو گے ہو گے خراب	〃
چنیں ست رسمے برائے فریب	کہ گہہ در فراز و گہے در نشیب	〃
اگر برکہ پُر کُنند از گلاب	سگے در وے افتد کُند منجلاب	〃
کسے کو نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	〃
تار باقی میکند بر کاخ کسریٰ عنکبوت	بوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب	〃
قاریا بر من مکن چندیں عتاب	گر خطائے رفتہ باشد در کتاب	〃

هر که تامل نه کند در جواب	بیشتر آید سخنش ناصواب	سعدی
بنطق آدمی بهتر است از دواب	دواب از تو به گر نه گوئی صواب	״
تشنه گاں را نماید اندر خواب	همه عالم به چشم چشمهٔ آب	״
سخن بر بدیهی نیاید صواب	بوقت خودش داده باید جواب	نظامی
جهل که عمر به بیهوده بگذرد حافظ	بگوش جاهل عمر عزیز را دریاب	حافظ
حارصاں را حرص زر باقیست تا روز حساب	تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب	لا اعلم
از خدا خواهیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	معنوی
نیست خفاشک عدوے آفتاب	او عدو خویش آمد در حجاب	شوکت
هست بر ذرات یکساں پرتو خورشید فیض	لیک باید جوهر قابل که گردد لعل ناب	״
آزاده دل اسیر تکلف نمی شود	حاجت بفرش نیست به کاشانهٔ حباب	فائق
نیست قدر هیچ کس را در دیار خویشتن	آب تا در گل بود آب ست در مینا گلاب	قاسم
خودنمائی کے کند آنکس که واصل شد بدوست	چوں نیاید مه که گردد متصل با آفتاب	وحشی
شام کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا شتاب	جسم کو دے تندرستی عقل کو دے آب و تاب	
عیبها رنگ هنر گیرد چو دل روشن شود	صبح نورانی بود دود چراغ آفتاب	ناصر علی
عالمے را می تواں از خلق خوش تسخیر کرد	بوئے گل زنجیر می گردد بپائے عندلیب	والا
خون دل در جام دیدم از شراب	آبرو بر باد دادم از شراب	حافظ
نیست سیرابی ز خون خلق ظالم را بمرگ	هر که خسپید تشنه لب آب رواں بیند بخواب	صائب
خشم مرداں خشک گرداند سحاب	خشم دلها کرد عالم را خراب	معنوی
اہل دنیا را ز غفلت زنده دل پنداشتم	خفته دائم مردگاں را زنده می بیند بخواب	ناصر علی
پوشیده است عیب توانگر ز مال خویش	چوں کوزهٔ شکسته که باشد میان آب	
گر پسر شد به از پدر چه عجب	لعل از سنگ می شود دریاب	
می شود تبدیل خوئے بد ز صحبتهائے نیک	سرکه می گردد اگر افتد نمک اندر شراب	احقر
گر علو قیمت خواهی از دیانت رخ متاب	با تو گفتم گفتنی والله اعلم بالصواب	

دور کن از دل خود گرد و غبار ہستی	بر درِ خانۂ نا رفتہ تو مہماں مطلب	لا اعلم
مشرق ور شنبہ، دوشنبہ، جمعہ، یکشنبہ غروب	سہ چہار اندر شمال و پنجشنبہ ور جنوب	״
از زیادت طلبی کار تو آید بزیاں	سود اگر خواہی از اندازہ زیادت مطلب	״
ذکر نیکو رفتگاں دارد ثواب	عاصیاں را میرہاند از عذاب	״
چو انساں نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	״
دیدہ ام در علم صحبت ہائے رنگیں صد کتاب	کردہ ام ایک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب	״
فرو ماندگاں را برحمت قریب	تضرع کناں را بدعوت مجیب	״
ٹھاکر دوارے ٹھگ بسیں او چکلے بسیں سیٔت	جس پوجا سے ہر ملیں وہ پوجا کسے نصیب	تلسی داس
گزرا کسے جہاں میں خوشی سے تمام روز	کھٹکی کٹی زمانے میں بے غم تمام شب	میر تقی
کام آتے ہیں بندوں کے نیک بعد مرگ بھی	طعمۂ زاغ و زغن ہے استخوان عندلیب	״
سانچ برابر تپ نہیں اور جھوٹ برابر پاپ	جاکے من میں سانچ ہے واکے من میں آپ	لا اعلم
اگر برکہ پر کنند از گلاب	سگ در وے افتد کند منجلاب	سعدی

پ

دیکھ لیں چاک اگر اس دلِ ناکام کے آپ
میرا ذمہ جو نہ رہ جائیں جگر تھام کے آپ

جہاں دیا۔ تہاں دھرم۔ جہاں لوبھ تہاں پاپ
جہاں کرودھ۔ تہاں کال ہے۔ جہاں چھما۔ تہاں آپ

انت کا بھلا نہ برسنا انت کی بھلی نہ دھوپ
اَت کا بھلا نہ بولنا اَت کی بھلی نہ چپ

ت

هوا خوش ست و حریفان خوش و بهار خوش ست	بنوش جام و طرب کن که روزگار خوش ست	لا اعلم
هلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت	مبارکباد بر تو عید بر من دیدن رویت	״
در دست طبیب است علاج همه دردے	دردیکه طبیب دهد آنرا چه علاج ست	״
شمع میگوید باهل بزم با سوز و گداز	سر بریدن پیش این سنگیں دلان گلچیدنیست	״
ظهوری شکوه ات از یار بیجا ست	تو بے طالع فتادی جرم او چیست	ظهوری
شوق مشتاق آرزو مشتاق جان	چشم مشتاق آشکارا دل نهان مشتاق تست	لا اعلم
هرآنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست	״
سگے را چوں کلوخے بر سر آید	ز شادی بر جهد کان استخوان نیست	״
رشتهٔ در گردنم افگنده دوست	می برد هر جا که خاطر خواه اوست	״
چوب تر را چنانکه خواهی پیچ	نشود خشک جز بآتش راست	״
تا خود نرسد وعده هر کار که هست	سودے نکند یاری هر یار که هست	״
داد حق را قابلیت شرط نیست	بلکه شرط قابلیت داد اوست	״
عیب نادان در زبان خامشی گویا ترست	پستهٔ بیمغز در لب بستگی رسوا ترست	صائب
می برد دل بے خرد را بر اوج اعتبار	طفل نا افتاده را اندیشهٔ از بام نیست	کلیم
هر دلیل بے نصیب ترا نگردد خضر راه	کورکے روشن شود گر صد عصا آرد بدست	تقی
اطفال غنچه را خبر از گوش مال نیست	آنجا که عقل نیست گزند ملال نیست	حزیں
قرب سرداران برائے خاکساران کیمیاست	میرسد تا بر جبینی صندل نامش طلاست	تاثیر
دریاب دمے صحبت نیکاں که دگر بار	چوں رفت نیاید بکمند آندم و ساعت	سعدی
زهر ماران مار را باشد حیات	نسبتش با آدمی باشد ممات	معنوی
هرکه غافل را نصیحت میکند دیوانه است	خواب غفلت برده را طبل رحیل افسانه است	صائب
بیهوده مکن سعی که محنی نه کند سود	آنرا که ز نقد ازل بخت زبون ست	مخفی

سبوئیکه سوراخ دارد نخست	بموم و سریشم نگردد درست	مخفی
مکن با بدان نیکی اے نیک بخت	در شوره نادان نشاند درخت	"
در جنگ میکند لب خاموش کار تیغ	دادن جواب مردم نادان چه حاجت است	صائب
هرکه پیوندد باهل حق ز مردان خداست	آهن پیوسته با آهن ربا آهن رباست	"
همچو ماهی فلس کردن جمع در بحر وجود	بهر قتل خویشتن انشائے محضر کردن ست	"
چو خطائے از تو سرزد در پشیمانی گریز	از خطا نادم نگردیدن خطائے دیگر است	"
در جوانی توبه کن تا از ندامت برخوری	نیست چون دندان لب خود را گزیدن مشکلست	"
سخن شمرده وسنجیده گوئے بے سوگند	که شاهد سخنان دروغ سوگند ست	"
صائب چرا لب نه نهد مهر خاموشی	نگین دل اند مردم و گفتار نازک ست	"
چشم را از عیبهائے خلق پنهان کردنیست	آتش سوزنده را بر خود گلستان کردنیست	"
هیچ نقشے نیست کز آئینه رو پنهان کند	دل چو روشن شد کتاب و دفتری درکار نیست	"
هرکه هرچه دهی نام او مبر صائب	که چیز خود طلبیدن کم از گدائی نیست	"
در پایهٔ خود هیچ کسے خورد نباشد	تا جغد بود ساکن ویرانه بزرگ است	"
یوسف مصر شنیدی که اخوان چه کشید	چه توقع ز عزیزان دگر باید داشت	"
اتفاق دوستان باهم دعائے جوشن است	سختی از دوران نه بیند دانه تا در خرمن است	"
هوائے عالم آزادگیست بر یکحال	ز برگ ریز خزان سرو فارغ البال است	"
مرد عاقل در وطن هرگز نگیرد اعتبار	گل چو از گلشن برون افتاد جایش بر سر است	"
بمردی شود کار مردان درست	ز سستی شود عاقبت کار سست	"
از عمر رفته حاصل من آه حسرت ست	جز رنگ از شمردن این زر بدست نیست	"
مریز آب رخ خود برائے نان صائب	که آبرو چو شود جمع آب حیوان ست	"
رزق می رسد ز عالم بالا بپائے خویش	صائب بکیسهٔ همچون صدف پاک طینت ست	"
در رسم اطفال از تحصیل روزی فارغ اند	مانع رزق مقدر رخنهٔ در بسته نیست	"
تا دهن باز است روزی میرسد از خوان غیب	عقد دندانها کلید رزق را دندانه نیست	"

ارباب ہمم را چہ غم از بے پر و بالیست	بال و پر و ایں طائفہ از ہمت عالیست	صائب
ہیچ است گنج عالم اگر است دل غنی	دل چوں توانگر است بدنیا چہ حاجت است	״
در بساط خاک گنجے را کہ می باید نہفت	ریزش خود را ز چشم خلق پنہاں کردنست	״
ہمیں بس ست ز قہر خدا سزائے بخیل	کہ فقر دارد و از مجد فقیر نومید ست	״
پے نیک مرداں بباید شتافت	کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت	״
دو چشم از پے صنع باری نکوست	ز عیب برادر فرو گیر و دوست	سعدی
شب ہر توانگرے بہ سرائے ہمی رود	درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست	״
عارفان درویش صاحب درد را	بادشاہ خوانند اگر نانیش نیست	״
طریقت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست	״
خوردن برائے زیستن و ذکر کردنست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن ست	״
سعدیا چوں بت شکستی خود مباش	خود پرستی کمتر از اصنام نیست	״
مارا بہشت صحبت یاران ہمدم است	دیدار نا مناسب جہنم است	״
بشو گند گفتن کہ زر مغربیست	چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست	״
منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت	״
بگرگی ز گرگاں توانیسم رست	کہ بر جہل جز جہل نارد شکست	نظامی
زن ار سیمتن گرچہ روئیں تن است	ز مردی چہ لافد کہ زن ہم زن است	״
جز ایں نیستم چارہ در سرشت	کہ سر بر نگردانم از سرنوشت	״
فرض ایزد بگزاریم و بہ کس بد نکنیم	وانچہ گویند روا نیست نگوئیم رواست	حافظ
حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام	ز خاک مکہ ابو جہل ایں چہ بوالعجبیست	״
ز قسمت ازلی چہرۂ سیہ بختاں	بشست و شوئے نگردد سفید ایں مثل ست	״
دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال	بے تکلف بشنو دولت درویشانست	״
مزن ز چون و چرا دم کہ بندۂ مقبل	قبول کرد بجاں ہر سخن کہ جاناں گفت	״
بہ دُرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش	کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطافست	״

رضا بداده بده وز جبین گره بگشای	که بر من و تو در اختیار نگشاد است	حافظ
مستمع چون نیست خاموشی به است	نکته را از نااهل گر پوشی به است	کلیم
دل بزیب و زینت گیتی هنرپرور نبست	غیر نقش بوریا بر خویشتن زیور نبست	"
خون حیا بگردن اهل طلب بود	قتل گدا بقصد قصاص حیا رواست	"
بحر زیست زندگی و نهنگش حوادث است	تن کشتی است و مرگ بساحل رسیدن است	"
بر توسن ارادهٔ خود کس سوار نیست	در دست اختیار عنان گسسته است	"
روزی طلب مکن تو چه دانی که آن کجاست	تیر از چه افگنی چو نیابی نشان کجاست	لا اعلم
انگور خوش است آب انگور خوش است	آواز دهل شنیدن از دور خوش است	"
بر نه دارد میوه تا خام است دست از شاخسار	زاهد ناپخته را از خود بریدن مشکل است	"
از کرامات پیر ما چه عجب	گربه شاشید و گفت باران است	"
سخاوت بخشایش داور است	نه در جنگ و بازوی زورآور است	"
لب خامشی بود دلیل کمال	قفل بر در نشان اسباب است	"
هر که رو در خلق میگردد قبول خاطر است	وقت آنکس خوش که ما را از نظر افگنده است	"
در نگارستان دنیا آنچه می باید گرفت	شاهباز دیدهٔ روشندلان را عبرت است	"
مرید نفس دون گردیدن از چیست	ندانم سگ پرستی مذهب کیست	"
ز دوست دوست نه رنجد به هیچ تقصیری	اگر برنجد و گوید که دوستم غلط است	"
هر کمالی را زوالی هست در زیر فلک	ماه ناقص بدر تا گردید کاهیدن گرفت	"
مبین حقیر کسی را که شمع در شب تار	به از عصای بلند است گرچه کوتاه است	"
دنیا خوش است مال عزیز است و جان شریف	لیکن رفیق بر همه چیزی مقدم است	"
آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد هیزم است	"
پروانه را بشمع دلالت که می کند	در کاروان شوق همه شوق رهبر است	"
در جهان نتوان نشان سیرچشمی یافتن	چشمهٔ خورشید هم محتاج آب شبنم است	"
از چرخ همین نالی اگر بخت نداری	بی طالعی طفل ز تقصیر پدر نیست	"

نیست پروائے عدم دل زدهٔ هستی را	از قفس مرغ بهر جا که رود بستان است	لا اعلم
در راهِ فنا قافلهٔ اهل جهان را	دیر ماندن دنیا همه یکروزه مقام است	〃
فزون چون ز قسمت نیاید بدست	زنی بر بهم گرچه بالا و پست	〃
سرنوشت ما ز دست خوش نویس	خوش نویس است نخواهد بد نوشت	〃
با کمال احتیاج از خلق استغنا خوش ست	با دهان تشنه مردن بر لب دریا خوش ست	〃
اهل همت را نباشد تکیه بر بازوے کس	خیمهٔ افلاک بے چوب و طناب استاده است	〃
امروز بخشش از پے فردا خزانه ایست	دستِ کرم براهِ فنا پیش خانه نیست	〃
بے ریاضت نبود در دل سالک بجوشد راز عشق	طبل را تا پوست باشد تازه خالی از صدا است	ناصر علی
صحبت صاحبدلان اکسیر قلب عیبها ست	بر درِ شاهان تکبر در فقیران کبریاست	〃
چون از قضا گریز تواند کسے که بود	دستِ قضا عنان کش او هر کجا گریخت	جامی
سیل چون آمد بدریا بحر گشت	دانه چون آمد بمزرع کشت گشت	معنوی
زاهدان را بدر ارباب معنی راه نیست	طاعت اهل ریا مقبول این درگاه نیست	〃
ابر بر ناید پے منع زکات	وز زنا افتد وبا اندر جهات	〃
جامه پوشان را نظر بر گازر است	جانِ عریان را تجلی زیور است	〃
دشمن از چه دوستانه گویدت	دام دان گرچه ز دانا گویدت	〃
مرد گر لاف اب و جد میزند بے مشربست	زانکه ابجد در حقیقت بهر طفل مکتب ست	نعمتخان عالی
آبرو را گر طلب داری مرو از جاے خویش	آنچه گل را در چمن آب است در بازار نیست	نادم
آخر مآلِ کار ترقی تنزل ست	جز کاستن بطالع ماه تمام نیست	باقی
گویم آئین وفا در مردم عالم کم است	باز میگویم که شاید بوده باشد عالم است	صائب
تا به سنگ اندرون بود گوهر	کس چه داند که قیمتش چند ست	صابر
گرچه از افتادن دندان شود گفتار سست	چو دندان طمع کندی سخن گوئی درست	اثر
پنجهٔ اهل سخا بر جانب اهل طلب	وقت رفتن غنچه و در وقت برگشتن گل ست	شیدا
جهان از پے شادی و دل خوشی ست	نه از بهر بیداد و محنت کشی ست	نظامی

عمر اگر خوش گزرد زندگیِ خضر کم ست	ور به تلخی گزرد نیم نفس بسیار است	رفیع
هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست که انجام کار چیست	حافظ
مایهٔ آسودگی از خلق ترک حاجت ست	زیر سر بگذار دستے را که زیر منت ست	حزین
خرمن عمرش تلف شد هر که از کس زر گرفت	داد سر بر باد چون در شمع آتش در گرفت	
آزادگی ز منت دوناں رمیدن ست	قطع امید دست طلب را بریدن ست	کلیم
نان جو خور در بهشت بے چشمی سیر کن	گرد خجلت بهر گندم بر رخ آدم نشست	صائب
اے قناعت توانگرم گرداں	که ورائے تو هیچ نعمت نیست	سعدی
هر سفلهٔ پے بگنج قناعت کجا برد	ایں نقد در خزانهٔ ارباب همت ست	جامی
تشنه چشماں را به نعمت سیر کردن مشکل ست	دشت گر دریا شود ریگ رواں سیراب نیست	صائب
ناکس پذیرد اثر از تربیت کس	هرچند عصا راه رود پا شدنی نیست	
شوق مشتاق آرزو مشتاق جان مشتاق تست	چشم مشتاق آشکارا دل نهان مشتاق تست	
آرے اساس خانهٔ عمر استوار نیست	دار فنا محل ثبات و قرار نیست	
رفت هر کس را بپا خارے کند سوزن علاج	می خورد خوں بیشتر هر کس که او بیخار زیست	
مس را چو زر بروئے محک کس نمی کشد	سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست	
از گرفتاری خلاصے نیست اهل عقل را	هست اگر آزادے زیر فلک در مکتب ست	صائب
اهل فطرت را سبک کے می کند دست تهی	ظرف چینی گر همه خالی ست بے مقدار نیست	
چه یارا زباں را چو دل یار نیست	چو دل تنگ شد جائے گفتار نیست	
بر روئے زمیں هیچکس آسوده نباشد	گنجے بود آرام که در زیر زمیں ست	
هلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت	مبارکباد بر تو عید و بر من دیدن رویت	
زیک شاخیم اگر شیریں و گر تلخ	زیک بزمیم اگر هشیار و گر مست	
اهل بصیرت از سخنے رنج می برند	مو در میان دیده کم از نوک خار نیست	والا
مقام عیش میسر نمی شود بے رنج	بلے بحکم بلا بسته اند روز الست	حافظ
هر عدو باشد همیں احسان نکوست	که باحساں بس عدو گشته است دوست	معنوی

هر یکے را دادہ حق در مرتبت	صد ہزاران حشمت و رسم مکرمت	معنوی
زندگی در مردن و در محنت ست	آب حیواں در درون ظلمت ست	״
اے بسا کاریکہ اول صعب گشت	بعد ازاں بکشاد و سختی در گذشت	״
کار بخت ست آں و آنہم نادرست	کسب باید کرد تا تن نادر است	״
وز طلب زن دایما تو ہر دو دست	کہ طلب در راہ نیکو رہبر ست	״
وقت آں کس خوش کہ چوں برق از گریبان وجود	سر برون آورد بر وضع جہاں خندید و رفت	״
نہ ہر سر تاج و تخت و سروری یافت	نہ ہر اسکندرے پیغمبری یافت	״
ترک گویائی ز دخل نکتہ گیراں رستن است	بستن لب از سخن خوشتر ز مضمون بستن است	غنی
دل آنکہ داناست از مغز و پوست	شناسد بد از نیک دشمن ز دوست	״
زور بازو مرد را وابستہ مشت زر است	دست خالی در حقیقت آستینی بیش نیست	״
ز شرم انگشت دارد در دہن طفل	سر پستاں گرفتن ہم گدائیست	״
عدو شود سبب رزق گر خدا خواہد	خمیر مایۂ دوکان شیشہ گر سنگ است	״
اطفال غنچہ را بجز از گوشمال نیست	آنجا کہ عقل نیست گزند ملال نیست	حزیں
ز دانندہ کم گفتن اکنوں نکوست	جہاں پر ز ناداں بسیار گوست	״
مردمی باید کہ گیرد دست صاحب جوہری	تیغ را بے قوت بازو کشیدن مشکل است	آفریں
با کوری باطن چہ کند دیدۂ ظاہر	نرگس ہمہ چشم آمدہ بینا شدنی نیست	امین
در شکست خویش کوش از عزت افزوں بایدت	بر سر خوباں و ہند ش جا چو گل از پا شکست	״
ہر سبز بخت شاد شود بہر شکست خود	در گوشم ایں سخن لب خنداں پستہ گفت	ظہیر
گیرد شکار دام زمیں گیر چوں شود	تسخیر جز نیاز دریں روزگار نیست	״
مردم از نادانی از گردوں شکایت میکنند	قبض و بسط کارہا در پنجۂ افلاک نیست	״
بغیر اہل کرم نام او مبر زنہار	چرا کہ بہتر ازیں مرد را کمالے نیست	״
زاہد نہ داشت تاب جمال پری رخاں	کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت	میلی
قیمت نیشکر و بید مساویست زابر	نیک و بد در نظر اہل کرم ہر دو یکیست	وحید

مفلس ترشح ز توانگر ندیده است	کس رشته را به آب و گهر تر ندیده است	طاهر
چون حل نمی‌شود به سخن مشکلات من	در حیرتم که فائدهٔ قیل و قال نیست	هلالی
در دوستی ملاحظهٔ مرگ و زیست نیست	دشمن به از کسیکه نمیرد برای دوست	″
سیاه رو شود آن کس که عیب‌بین گردد	چو جامه بر سخن هیچ کس مدار انگشت	فائق
بسکه از وضع جهان بیگانگی مارو نماست	هر کرا دیدیم چون آئینه صورت آشناست	″
تو از خرابی خود مفلسی چنین دانه	چه گنجها که درین کنج محنت آباد است	صافی
نصیب ما ز ازل کاتب قضا و قدر	چه جای جنگ و جدال خوش و لیم هرچه نوشت	″
هر که همت گمارد آخر کار	تا بانجا رسد که همت اوست	″
پیش ما چیزی گرفتن با توکل دشمن است	پس بود کز دوستان گاهی خبر باید گرفت	نعمت‌خان عالی
خواهی بکعبه رو کن و خواهی بسومنات	از اختلاف راه چه غم رهنما یکیست	صائب
در دل آئینه باشد راه خوب و زشت را	هیچکس در مشرب اهل صفا بیگانه نیست	بینوا
چراغ بتکده و شمع خانقاه یکیست	اگرچه دیده دو آمد ولی نگاه یکیست	
خود حسد نقصان عیب دیگر است	بلکه از جمله کمیها کمتر است	معنوی
چه گفت دهقان حسد بد پیشت	که سوهان روح است خوی درشت	حزین
تا توانی از کدورت لوح دل را پاک کن	زانکه این آئینه را از غیر تاب آه نیست	
گفتگوی اهل عالم بر سر دنیا بهم	جمله بی‌اصل است و جنگ طفلهای مکتب است	کلیم
موی سفید و روی سیه عیب مشک نیست	با خلق خوش بصورت زیبا چه حاجت است	صائب
ای که عزم کعبه داری گر بدست آری دلی	منزل مقصود نزدیک است و چندان دور نیست	
مکن ذخیره که در رفتن است عمر عزیز	بخور که روزه گرفتن حرام در سفر است	اثر
کی به خلق میتوان شد با تن تنها طرف	ملک گیری سهل باشد گوشه‌گیری مشکل است	غنی
چه شد که شاه برافروخت شمع کافوری	چراغ خانهٔ درویش ماه تابان است	ناصرعلی
در طریقت هرچه پیش سالک آید خیر اوست	در صراط المستقیم ای دل کسی گمراه نیست	حافظ
ما شباتی رنگ بپید اگر عشرت هم غم است	چون حنا رنگ سیاه گیرد لباس ماتم است	

نشاط عیش چو برچیده می‌شود آخر	به پیش جام زر و کاسهٔ سفال یکیست	قابض
فکر شنبه تلخ دارد جمعهٔ اطفال را	عشرت امروز بی اندیشهٔ فردا خوش است	صائب
عیش دنیا را بقائی نیست دیدی غنچه را	یک تبسم کرد عمرش در پریشانی گذشت	طالب آملی
مبر رقصی از نشاط می ناب غافلی	کین رقص با طپیدن بسمل برابر است	صائب
نقد دلیکه بود مرا صرف باده شد	قلب سیاه بود از آن در حرام رفت	حافظ
میازار موری که دانه‌کش است	که جان دارد و جان شیرین خوش است	فردوسی
بغیر ظلم توقع مدار از ظالم	که نخل شعله اگر بار میدهد شرر است	شهرت
از شکست خاطر نازک دلان ایمن مباش	شیشه را چو بشکنی هر ذرهٔ آن خنجر است	
مردم آزار از جاهل روز پیری بدتر اند	افعی قاتل بعهد کهنه سالی اژدر است	ظهیر
مردم آزار از حماقت مال مردم میخورند	مار را خوردن به از مغز سر ضحاک نیست	〃
بد اختر تر از مردم آزار نیست	که روز مصیبت کشش یار نیست	سعدی
ظاهر آلوده را با فیض باطن کار نیست	پیرهن چون بی نماز افتاد طاعت ناروا است	ناصر علی
جهان ای پسر ملک جاوید نیست	ز دنیا وفاداری امید نیست	سعدی
مهر از جهان مبر که غذائی لطیف او	خون است در لباس اگر شیر مادر است	صائب
با آب و خاک زبان و دل مبند و غره مشو	که عمر شمع درین جهان چون گذرگه باد است	صافی
هر روز ز اختیار جهان پیش دیگر است	دنیا مگر گدا است که هر روز بر در است	درویش
آفت دولت با بنای زمان معلوم نیست	لقمه چون افتاد فربه استخوان معلوم نیست	صائب
چند مغرور درین مسکن دنیا باشی	خیز اسباب سفر ساز که این منزل نیست	یمین
بارها دیدیم وضع دهر را دیدن نداشت	جز گل عبرت درین بستان سراچیدن نداشت	کاشی
هرگز مبند دل بفریب جهان حزین	دنیای سفله دشمن مردان عالم است	
داند کسیکه محنت دنیا کشیده است	درد وی تیز تر ز درد سر روزگار نیست	حزین
جهان منزل درد و جای غم است	درین دام که شادمانی کم است	حافظ
طفل داند دایه را چون بهشت و جوی شیر	زشتی زال جهان بی نافضا معلوم نیست	صائب

گویند زمین بر سر گاوست بلی	گاوست کسیکه بار دنیا بر داشت	بیخود
زانبای دهر وقت کسی خوش نمی شود	خوش وقت آنکه معتکف کنج عزلت است	جامی
بر نمیدارد لباس عاریت طبع غیور	جمع کردن دل ز اسباب جهان سامان ماست	ناصر علی
جمع خواهی دلت اسباب جهان تفرقه کن	تخم جمعیت دل تفرقهٔ اسباب است	
چو بر تخت جاوید نتوان نشست	ازین بیشتر تخت باید شکست	نظامی
در زندگی بکوش که فرصت همین دم است	زیرا که روز مرگ بکس آشکاره نیست	
چنان میر که چیزی نماند از تو بجای	بغیر نام نباید بیادگار گذاشت	کلیم
راز ما از راستی فواره سان مستور نیست	بر زبان ماست جاری آنچه ما را در دلست	
راستی موجب رضای خداست	کس ندیدیم که گم شد از ره راست	سعدی
باصدق ز دوری مکن اندیشهٔ دریش	تیری که بود راست در آغوش نشان است	صائب
میتوان از شست پیوند آن بآسانی برید	در جوانی از دهن دندان کشیدن مشکل است	صائب
کلید ظفر چون نباشد بدست	ببازو در فتح نتوان شکست	
چه داند مردم که در جامه کیست	نویسنده داند که در نامه چیست	سعدی
پسر کو میان قلندر نشست	پدر گو ز خیرش فرو شوی دست	سعدی
محاسن چو مردان نداری بدست	نه مردی بود پیش مردان نشست	״
کسی قول دشمن نیارد بدوست	جز آنکس که در دشمنی یار اوست	״
نظر بعیب کسان از کمال بی‌بصریست	بعیب خویش نظر کن که عین بینائیست	مخفی
سخن گفتن و بکر جان سفتن است	نه هر کس سزای سخن گفتن است	نظامی
نگه دار فرصت که عالم دمیست	دمی پیش دانا به از عالمیست	
قابل درین زمانه ز آدم نشان مخواه	چندین هزار سال ز آدم گذشته است	قابل
یک اهل دل که مرهم داغ درون شود	در هیچ شهر و هیچ ولایت نمانده است	صائب
مردم منعم کی بتعظیم گدا خیزد ز جا	دامنش گوئی بزیر سکهٔ زر مانده است	واعظ
هنوز آن ابر رحمت در فشان است	خم و خمخانه با مهر و نشان است	

دنیا خوش است لیک باندازهٔ وجود	پیراهن زیاده ز قامت برید نیست	
نیست جز ترک تکلف زینت روشن دلان	گر لباس اطلس است آئینه عریان بهتر است	
جنگ و زور آوری مکن با مست	پیش سرپنجه در بغل نه دست	سعدی
آنکه در راحت و تنعم زیست	او چه داند که حال گرسنه چیست	״
آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه	کانچه از روزن او میگذرد دود دلست	״
الا نخواهی بلا بر حسود	که آن بخت برگشته خود در بلاست	״
جوان گوشه نشین شیر مرد راه خداست	که پیر خود نتواند ز گوشهٔ برخواست	״
خدا که با عقوبت دوزخ برابر است	رفتن به پای مردی همسایه در بهشت	״
خوردن برای زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد که زیستن از بهر خوردن است	״
معده چو گر پر گشت و شکم درد خاست	سود ندارد همه اسباب راست	״
مرغ بریان بچشم مردم سیر	کمتر از برگ تره بر خوان ست	״
منعم بکوه و دشت بیابان غریب نیست	هر جا که رفت خیمه زد و خوابگاه (یا بارگاه) ساخت	״
چون مرد بر افتاد ز جای و مقام خویش	دیگر چه غم خورد همه آفاق جای اوست	״
شب هر توانگری بسرای همی رود	درویش هر کجا که شب آمد سرای اوست	״
از خدا دان خلاف دشمن و دوست	که دل هر دو در تصرف اوست	״
برادر که در بند خویش است	نه برادر ست و نه خویش است	״
ای پسر ترا پرسند روز قیامت	که هنرت چیست و نگویند که پدرت کیست	״
هر که آمد در جهان ز اهل فنا ست	لایزال و لم یزل فرد آن خداست	״
سعدی حجاب نیست تو آئینه صاف دار	زنگار خورده کی بنماید جمال دوست	״
مرد عالم گر پریشان حال باشد عیب نیست	قدر مصحف کم نگردد گر سراسر ابتر ست	مظهر
آهی که غم ز دل نبرد ناکشیدنی ست	مرغیکه نامه بر نبود پر بریدنی ست	صائب
مشو بمرگ ز امداد اهل دل نومید	که خواب مردم آگاه عین بیداری ست	
دران رهی که بمستی توان سلامت رفت	قدم شمرده نهادن دلیل هشیاری است	

کیست از دوش کسے بارے تواند برگرفت	گر ہمہ عیسی ست در بند خر و بار خود ست	
ترک دنیا حق پرستی از برائے آخرت	از ہوائے نقل کردن در ہوائے دیگرست	
از تہ دیوار آسان ست بیروں آمدن	دامن از دست گران جانان کشیدن مشکل ست	
اہل دل را بدل و اہل نظر را بہ نظر	دوستداران زبان را بزبان باید جست	
از خوشامد می فزاید در متکبران غرور	شیشہ ہا را بے نفس سامان بالیدن کجاست	
ز سادگی ست بفرزند ہر کہ خورسند ست	کہ مادر و پدر غم وجود فرزند ست	
حرف بد گو باز میدار از بدکردن مرا	میکند ہموار سوہان گرچہ خود ہموار نیست	
چوں بلائے می شود نازل مزن چیں بر جبیں	در بروئے میہمان غیب بستن خوب نیست	
قوت بازو نیاید بے صفائے دل بکار	تیغ تا در زنگ باشد برگ بیدی بیش نیست	غنی
نیست تا پاک از غرض ہا در سخاوت سود نیست	در تلاش نام سیم و زر فشاندن جود نیست	صائب
چوں محبت در میاں باشد تکلف گو مباش	شیر مادر در حلاوت بے نیاز از شکرست	غنی
بروز ابر کہ چوں وقت می پرستان ست	بیار بادہ کہ امروز روز مستان ست	
گر بود رہ یک قدم بے رہنما دور ست دور	بے اجل نتواں رسیدن گرچہ منزل زیر پاست	واحد
دیوانۂ خموش بہ عاقل برابرست	دریائے آرمیدہ بساحل برابرست	صائب
در مقام حرف بر لب مہر خاموشی زدن	تیغ را زیر سپر در جنگ پنہاں کردن ست	
روئے کزو دے نکشاید ندیدنی ست	حرفے کہ مغز نیست درو ناشنیدنی ست	
چوں شکم نامرد را پر شد تواضع را گزاشت	زن چو آبستن شود او را خمیدن مشکل است	عالی
دنیا خوش ست لیک باندازۂ وجود	پیراہنے زیادہ ز قامت بریدنی ست	
سفلہ را منظور نتواں ساختن گو خوبروست	میخ را در دیدہ نتواں کوفتن گو از زرست	فرید
ز دوستان زبانی مدار چشم وفا	ز برگ بید محال ست بر توانی یافت	صائب
قابل دریں زمانہ ز آدم نشاں مخواہ	چندیں ہزار سال ز آدم گزشتہ است	قابل
ہر کہ خود تربیت خود نکند آدم نیست	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	آرزو
بسرد و گرم جہاں خاطرت چو راضی شد	تمام عمر ترا آب سرد و ناں گرم ست	سلیم

از خس و خار غرض گر بپاک باشد سینه ها	هیچ باغ دلکشا چون دیدن احباب نیست	صائب
ناید بکف چو طائر عشرت ز دست رفت	رنگی ز رخ پریده کسی را شکار نیست	فرحت
هرچه باید آدمی با خویشتن آورده است	خواب چون افتاد سنگین بستری درکار نیست	صائب
بد از رفاقت نیکان نکو نخواهد شد	سموم را سر همراهی صبا عبث ست	حزین
تاب بو کردن ندارم طاقت چیدن کراست	باغبان بیهوده بر رویم در گلزار بست	
زبان تیغ به نرمی نمی شود کوتاه	ملایمت به حریفان بی حیا عبث ست	حزین
پیوند عمر بسته بموئیست هوشدار	غمخوار خویش باش غم روزگار چیست	حافظ
دور نشاط زود بانجام می رسد	یک هفته شادمائی گلزار بیش نیست	صائب
هیچ کاری گرچه صائب بی تامل خوب نیست	بی تامل آستین افشاندن از دنیا خوش ست	״
از بهر قطع کردن نخل حیات من	چون اره دو سر نفس اندر کشاکش ست	
دستی که ریزشی نکند شاخ بی بر ست	نخلیکه میوه نه دهد خشک بهتر ست	
شکایت از ستم چرخ ناجوانمردی ست	که گوشمال پدر خیر خواهی پسر ست	
قرض از کریم کن که وفایش گرفتن ست	مانند قرض روزه ادایش گرفتن ست	
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست	این رشته را مسوز که چندین دراز نیست	
هر که آمد عمارتی نو ساخت	رفت و منزل بدیگری پرداخت	
چشم همت داشتن از سفرهٔ گردون غلط	نان خشکی دارد آنهم صبح هست و شام نیست	عرفی
تواضع ز گردن فرازان نکوست	گدا اگر تواضع کند خوی اوست	سعدی
دل منه بر الفت دنیا که تا گرم است آب	گر بهیچ شد با آتش لیک با او دشمن ست	غنی
علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد	دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست	
کسری نماند قصر ایوان او نماند	نعمان برفت و ذکر خورنق هنوز هست	
تنگدستی فی الحقیقت مایهٔ دیوانگی ست	بید از بیحاصلی در باغ مجنون گشته است	
گر عظیم ست از فرودستان گناه	عفو کردن از بزرگان اعظم ست	
هر سری که یافت افسری از گوهر ثبات	در اقتدار بگذارد از چرخ ناثبات	

خوبیٔ اخلاق کاں دنیا و دیں را زیور است — یا فقیری خوش بود یا پادشاهی خوشتر است

بشمشیر یکے تا صد تواں کشت — به رائے لشکرے را بشکنی پشت

دگر گوئے که درویش در پناه کسے است — که پادشاه جهاں در پناه درویش است

از دستِ تو صد شربت شیریں بچشیدم — یک شربت تلخ از کف چشم باک نیست

مال دهی مرد بدست آیدت — ور نه دهی زود شکست آیدت

از وزیرے که او نکو سیرت — ملک را زیب و زینت دیگرست

رسول توانا توانا فرست — بدانا هم از جنس دانا فرست

هر خار که سر بر زند از گلشن ملک — فی الحال سرش به تیغ بر باید داشت

هندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست — پوجیں ہیں ہم اسی کو جو ہیں میکدہ پرست

کس در وفائے وعده چو آں شوخ سست نیست — لکنت گواهِ اوست که قولش درست نیست

کام تو موقوف زاریٔ دل ست — بے تضرع کامیابی مشکل ست — معنوی

دوستی با دشمن دانا نکوست — دشمن دانا به از نادان دوست

در عیادت رفتن تو فائده است — فائده آں باز با تو عائده است

شب زنده دار باش کزیں باغ دلفریب — آں غنچه فیض برد که پیش از سحر شگفت — صافی

خوابِ راحت در حقیقت مایهٔ دردسرست — هر که دارد ایں مرض پیوسته صاحب بستر است

حاجت بدور باش ندارد حریم تو — شرم تو با هزار نگهباں برابر ست — صائب

در مجالس حرف سرگوشی زدن بایکدگر — در زمین سینه ها تخم نفاق افشاندن ست

هیچکس یارب اسیر جذبهٔ الفت مباد — مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست — عاقل

عنانِ نفس کشیدن جهاد مردان ست — نفس شمرده زدن ذکر اهل عرفان ست — صائب

صبر بهتر مرد را از هر چه هست — تا بیابد بر مراد خویش دست

پند حکیم صیقل آئینه دل ست — مقصود هر دو عالم ازاں پند حاصل ست

صف شکن قلب سپاهی حیا ست — راهزن خیل ملاهی حیا ست

غفلت نگشت مانع تعجیل عمر را — در خواب نیز قافلهٔ ما روانه است

بے درد و انشد دل غفلت گرفتہ ام	قفلے کہ زنگ بست شکستن کلید اوست	ناصر علی
ز روزگار جوانی خبر چہ می پرسی	چو برق آمد و چوں ابر نوبہار گذشت	
ہشیار باش خواجہ کہ از مرگ چارہ نیست	غافل مشو کہ عمر عزیزت دوبارہ نیست	صائب
قبول خاطر معشوق شرط دیدار است	بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبیست	
نامہ ام را میبری قاصد زبانی ہم بگو	خامہ گشت فرسودہ ورنہ شکوہ پا یانے نداشت	صائب
دوستی و دشمنی با خلق صائب آفتست	از جدل آسودہ شد ہر کس ز مہر و کیں گذشت	سعدی
ترا ایں قدر تا بمانی بس ست	چو رفتی جہاں جائے دیگر کس ست	سعدی
خدا دوست را گر بدرند پوست	نخواہد شدن دشمن دوست دوست	
بسا اہل دولت ببازی نشست	کہ دولت ببازی برفتش ز دست	
گرچہ دست اہل دولت ہست در ظاہر بلند	دست ارباب دعا بالاترین دستہاست	صائب
چرخ را جام نگوں داں کز مے عشرت تہی ست	بادہ از جام نگوں جستن نشان ابلہی ست	جامی
فردا چو غم زیادہ ز امروز می رسد	امروز خوردن غم فردا چہ حاجت ست	صائب
خوئے بد در طبیعتے کہ نشست	نرود تا بوقت مرگ از دست	سعدی
در یک سخن حقیقت ہر کس عیاں شود	بہر نمونہ از صدفے یک گہر بس ست	صائب
بشوائے خردمند از اں دوست دست	کہ با دشمنانت بود ہم نشست	سعدی
نے تار عمر محکم و نے تار دوستی	افسوس زیں دو رشتہ کہ بسیار نازک ست	صائب
دست کوتہ را مکش از آستیں	پائے چوں شد لنگ در داماں خوش ست	
فریاد دوستاں ہمہ از دست دشمن است	فریاد سعدی از دل نامہربان دوست	
امروز عجب مضطربم بے سببے نیست	گر یار بسر وقت من آید عجبے نیست	
نماز پارسا بے مطلبی نیست	سلام او سلام روستائی ست	غنی
ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت	سعدی
برگ عیش بگور خویش فرست	کس نیارد ز پس تو پیش فرست	سعدی
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت	کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت	سعدی

همراه اگر شتاب کند همره تو نیست	دل در کسی مبند که دل بستهٔ تو نیست	سعدی
خوی بد در طبیعتی که نشست	نرود جز بوقت مرگ از دست	"
پشه چو پُر شد بزند پیل را	با همه مردی و صلابت که اوست	"
مورچگان را چو بود اتفاق	شیر ژیان را بدر آرند پوست	"
زخم دندان دشمنان تیز است	که نماید بچشم مردم دوست	"
هنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی ست	گلست سعدی و در چشم دشمنان خار ست	"
دانا را از نادان نفرت ست	نادان را از دانا وحشت ست	"
خاکساری پیشه کردن هیچ میدانی که چیست	مشت خاکی را بچشم دشمنان افگندن ست	ناصر علی
بهره بردار ز فقیری از توانگر مشکل ست	بهر گرد ز خرمن گوهر فندی حاصل ست	
همان کس بدانی نکوخواه تست	که گوید فلان خار در راه تست	سعدی
چو دل بیناست بکشا دیده از هم	نگاه تند را عینک حجابست	ناصر علی
شهرت نام آوری سرمایهٔ آرام نیست	جز خراش دل نگین را حاصلی از نام نیست	نصرت
بعهد ما تحمل پیشه خوار ست	بود حمال هر کس بردبار ست	حزین
مرگ هر کس در حقیقت نقش حال زندگی ست	هر چه کس بیند به بیداری همان بیند بخواب	
ناکسی گر با کسی بالا نشیند عیب نیست	خس بود بالای دریا زیر دریا گوهر ست	مظهر
سفلهٔ زرپوش را در مجلس خود جا مده	کفش زرین گر بود بر سر نمی باید گذاشتن	سعدی
چو بینی زبردست را زور دست	نه مردی بود پنجهٔ خود شکست	
چو پنجاه ساعت برون شد ز دست	غنیمت شمر چند روزی که هست	
ز هجران طفلی که در خاک رفت	چه نالی که پاک آمد و پاک رفت	
ظهور خشم بزرگان تهی ز رحمت نیست	غبار چهرهٔ گردون دلیل باران نیست	راسخ
هر که خواهد گو بیا و هر که خواهد گو برو	گیر و دار حاجب و دربان بدین درگاه نیست	
گفتی برو بجوی دگر کس قرار گیر	در عهد نامهٔ من و تو این قرار نیست	
ز ابلهی مکن اشعار را وسیلهٔ رزق	ببین زمین سخن قابل زراعت نیست	سعدی

چون مرد بیفتاد ز جای و مقام خویش	دیگر چه غم خورد همه آفاق جای اوست	
قیمت هر کاله میدانی که چیست	قیمت خود را ندانی احمقی ست	معنوی
در گذر از نام و بنگر در صفات	تا صفاتت راه نماید سوی ذات	
فضل مردان بر زن ای عالی پرست	زان بود که مرد پایان بین ترست	
مخور فریب صلاح توانگران صائب	که روزه داشتن ستلزم صرفهٔ نان ست	صائب
دلا از بزرگی نیاری بدست	بجای بزرگان نباید نشست	نظامی
غرور جوانی چو از سر گذشت	ز گستاخ کاری فرو شوی دست	
سر گران مردم از مردمی ست	وگرنه همه آدمی آدمی ست	
میان دو کس جنگ چون آتش ست	سخن چین بدبخت هیزم کش ست	سعدی
چو شد جامه بر قد فرزند راست	نباید دگر مهر فرزند خواست	نظامی
همه چیز را اصل باید درست	که باشد خلل در بنای سست	لاارعلم
زمانه به نیک و بد آبستن ست	ستاره گهی دوست گه دشمن ست	
رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست	کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست	
ناصحا بیهوده میگوئی که دل بردار ازو	من بفرمان دلم یا دل بفرمان منست	
سر مار را کوفتن طاعت ست	ز ره خار و خس رفتن حکمت ست	حزین
هر که چشم رغبت از نظارهٔ مرغوب بست	بر دل آسوده راه یک جهان آشوب بست	صائب
ترا برتر از حد خود راه نیست	که نقش از نگارنده آگاه نیست	حزین
با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین	زانکه شاهنشاه عادل را رعیت لشکرست	سعدی
بعده دانش خود در زمانه دانستم	که استراحت دنیا بقدر نادانی ست	شامی
زکار بستهٔ میندیش و دل شکسته مدار	که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکی ست	سعدی
بعذر توبه توان رستن از عذاب خدای	ولیک می نتوان از زبان مردم رست	
بسکه نادیدنی از مردم عالم دیدم	روشنم گشت که آسایش نابینا چیست	کلیم
از نور خرد کس نرسید ست بجائی	این عقل چراغیست که در خانه تمام ست	لاارعلم

در کارخانهٔ دهر چیزی بد عا نیست	نعمت بود فراوان جائیکه اشتها نیست	حزین
باچشم سیر نعمت دنیا بهم حاجت ست	تا آبرو بجاست بدریا چه حاجت ست	
در حشمت ار حقیر بود صورت فقیر	کوته نظر مباش که در سنگ جوهر ست	سعدی
گناه اگرچه نبود اختیار ما حافظ	تو در طریق ادب کوش و گو گناه من است	حافظ
بجیب زخم که چه ستم کرده ام که هیچ جو بو	درین دیار که بوی ز آشنائی نیست	
حقا که با عقوبت دوزخ برابر ست	رفتن بپای مردی همسایه در بهشت	سعدی
رسیده بلب گور کجروی بگذار	نگشته راست بسوراخ هیچ مار نرفت	صائب
بر نیاید روغن از چوبی که بیمغز او فتاد	خوابهای پوچ را تعبیر کردن مشکل ست	
بر بلندان سخن بسوی خود ست	تف بروی فلک بروی خود ست	حزین
باین تخت فیروزه زرکیست	باین چرخ دزد همه دزد کیست	حافظ
چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست	سخن شناس نه دلبرا خطا اینجاست	
آبرو یک قطره آبیست چو از چهره بریخت	پایهٔ ایوان عزت را کم از سیلاب نیست	وحید
تکیه بر خلق زنده را عار ست	مرده بر دوش مردمان بار ست	
آسمان را غم ز مردان بیکاران نیست	نخل بی بار بدوش چمن آرا بار ست	صائب
جام جهان نماست ضمیر منیر دوست	اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجت ست	حافظ
بنامه وصف تو گفتن نه حد امکان ست	چه آنکه وصف تو بیرون ز حد اوصاف ست	
دارند بسکه خلق بصاحب زر اعتقاد	هر کس که مالک دو درم شد ابو زر ست	اثر
هزاران همچو بلبل مدح خوانند	چو گل تا در کف مشت زری هست	صائب
زبس آتش نهفته که در سینهٔ منست	خورشید شعله ایست که در آسمان گرفت	
شهر در دمن بعالم رفت	آن جفا جو هنوز بیخبر ست	
بیگانه را برسم تکلف کنند دوست	جائیکه دوستی ست تکلف چه حاجت ست	یمین
بندهٔ عشق شدی ترک نسب کن جامی	که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست	جامی
هر آن چیزی دایم در دل تست	همان هشدار آخر حاصل تست	

حق از بہر باطل نشاید نہفت	شیر قالین دیگر و شیر نیستان دیگر ست	لا اعلم
ازل سے جو جوڑی ملائی گئی ہے	یہ اوس کو سلامت وہ اس کو سلامت	"
گزید ند فر انگا دست فوت	کہ در طلب ندید ند دار وے موت	"
مباش غرہ و ہرگز درون کس مبادر	کہ در طریقت ما نہیچ ازیں گناہے نیست	"
یک سجدہ مستانہ و صد سالا عبادت	فہمیدن آن مسئلہ موقوف دو جام است	"
ہمچو ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست	سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست	"
کہ بچشمانِ دل مبیں جز دوست	ہر چہ بینی بداں مظہر اوست	"
بلبل سنے قفس میں نہ کبو نکہ چمن کی بات	آوارہ وطن کو لگے خوش وطن کی بات	جرأت
معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت	لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت	ذوق
رہا گر کوئی تا قیامت سلامت	پھر ایک روز مرنا ہے حضرت سلامت	غالب
سنتا ہے دلا اہل جہاں کی ہے یہ عادت	منہ پر تو خوشامد کریں تحقیر پس پشت	لا اعلم
اشتیاق شوق را تحریر کردن مشکل است	بحر را از موج در زنجیر کردن مشکل است	"
شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گل ہمہ پروردۂ تست	"
آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے کیوں نہ ہیت	اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت	لا اعلم
مایہ کو مایہ ملے کر کے لمبے ہاتھ	تلسی داس غریب کو کوئی نہ پوچھے بات	تلسی داس
پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است	لا اعلم
ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است	"
در بہاراں زاد و مرگش در دے است	پشہ کے داند کہ ایں باغ کسے است	"
راست میگویم و یزداں نہ پسند جز راست	حرف ناراست سر دوں روش اہرمن است	"
فقیہ مدرسہ دے دست بود و فتویٰ داد	کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف است	"
کریماں را بدست اندر درم نیست	خداوندانِ نعمت را کرم نیست	"
گر جان طلبی مضائقہ نیست	زر می طلبی سخن درین است	"
نیست در قانونِ حکمت ضعف قسمت را علاج	طشت فکر بو علی اینجا ز بام افتادہ است	"

ہو تجکو مری ناصح بیدرد کیا شناخت	رکھتا ہے دردمند کی درد آشنا شناخت	لا اعلم
سحرگاہ چو آں شاہ فلک تاراج داشت	سحر شد نہ سر تن بہ سر تاج داشت	”
در دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحہ و صد دانہ کدام است	”
کہ کس بہ منزل مقصود رہ نمی یابد	مگر بہ سعی تمام و دگر بہ عزم درست	”
حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش	آنچہ ما در کار داریم اکثر درکار نیست	”
بے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردم	یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت	”
دل کہ رنجید از کسے خرسند کردن مشکل است	شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است	”
سنگے و گیاہے کہ درو خاصیتے ہست	از آدمی بہ کہ درو منفعتے نیست	”
رشتۂ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	”
یکے را بسر بر نہد تاج بخت	یکے را بخاک اندر آرد ز تخت	”
سرارادتے ما آستان حضرت دوست	کہ ہر چہ بر سر ما رود ارادت اوست	”
دریا دلیم سینۂ ما معدن در است	گر دست ما تہی ست ولے چشم ما پر ست	”
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست	کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست	”
اعتبارے نیست ہرگز طائر اقبال را	ایں کبوتر روز و شب مشتاق بام دیگرست	”
سلطنت سلطاں کند فریاد بر جلاد چیست	مرغ را دانہ بلا کند طعنہ بر صیاد چیست	”
تو بجائے پدر چہ کردی خیر	تا ہماں چشم داری از پسرت	”
حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ	قبول خاطر و لطف سخن خدا داد ست	حافظ
ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار و چہ مست	ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد و چہ کنشت	
ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش	ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست	”
ہر آں کر نیکہ در گندم نہان ست	زمین و آسمان او ہما نست	”
کہ سہل است لعل بدخشاں شکست	شکستہ نشاید و گر بارہ بست	”
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	”
ذات متکلم از کلامش پیدا است	از کوزہ ہماں برون تراود کہ در دست	”

این هم رفت آن هم رفت	در پئے جانان جان هم رفت	
قارون هلاک شد که چهل خانه گنج داشت	نوشیروان نمرد که نام نکو گذاشت	
کسے را که طرز بیانش نمکش است	دهد گرچه دشنام هم دلکش است	
نه در هر سخن بحث کردن رواست	خطا بر بزرگان گرفتن خطاست	سعدی
هر که در خردیش ادب نکنی	در بزرگی فلاح از و برخاست	〃
چوب تر را چنانکه خواهی پیچ	نشود خشک جز به آتش راست	〃
منت منه که خدمت سلطان همی کنی	منت شناس ازو که بخدمت بداشتت	〃
هر که پرهیز و علم و زهد فروخت	خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت	〃
بیفائده هر که عمر در باخت	چیزے نخرید و زر بینداخت	〃
سخنے در نهان نباید گفت	که بهر انجمن نشاید گفت	〃
امروز بکش چو میتوان کشت	کآتش چو بلند شد جهان سوخت	〃
کریمان را بدست اندر درم نیست	خداوندان نعمت را کرم نیست	〃
گر بے هنر بمال کند کبر بر حکیم	کون خرش شمار اگر گاو عنبر است	〃
بشوئے خردمند زان دوست دست	که با دشمنانت بود هم نشست	〃
چو دست از همه حیلتے درگسست	حلال ست بردن بشمشیر دست	〃
درشتی و نرمی بهم در به است	چو رگ زن که جراح و مرهم نه است	〃
بروز معرکه ایمن مشو ز خصم ضعیف	که مغز شیر برآرد چو دل ز جان برداشت	〃
بیا مهر ترا ز مردم آزار نیست	که روز مصیبت کسش یار نیست	〃
میان دو کس جنگ چون آتش است	سخن چین بدبخت هیزم کش است	〃
ایمان کا گلا کاٹے وہ شمشیر ہے رشوت	چھیدے جگر عدل کو وہ تیر ہے رشوت	
فرزند اگرچه عیب ناک است	در چشم پدر ز عیب پاک است	
گر آب چاه نصرانی نه پاک است	جهودے مرده می شویم چه باک است	
با دل فارغ چو باشی تندرست	دیگر از دنیا نباید هیچ جست	

بران عقل و دانش بباید گریست ‌‌ — ‌ که پیدا کند نوزده خنج بست

خط خوش اے برادر دلپذیر است — چو روح اندر تن برنا و پیر است

هر آنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت — دماغ بیهوده پخت و خیال باطل بست

چو دانا همچو نادان گشت غرقست — ز دانش تا بنادانی چه فرقست — جامی

درین ره حاصلے جز یکدلے نیست — دو دل بودن درین جز بے حاصلے نیست — ״

ادیم زمین سفرهٔ عام اوست — برین خوان یغما چه دشمن چه دوست — سعدی

میفکن گول گرچه عار آیدت — که هنگام سرما بکار آیدت — نظامی

بے حکم شرع آب خوردن خطاست — وگر خون بفتوی بریزی رواست — سعدی

دور مجنوں گذشت و نوبت ماست — هر یکے پنج روز نوبت اوست

برائے خدمت آنکس که نشناسد حق خدمت — مکن اوقات خود ضائع که نے سر و نے منت

بدریا در منافع بے شمار است — اگر خواهی سلامت بے کنار است

چراغے که بیوه زنے بر فروخت — بسے دیده باشی که شهرے بسوخت

عزیزیکه از درگهش سر بتافت — بهر در که شد هیچ عزت نیافت

کھونا تو کارنا ثواب میں وقت — زندہ در گور کرنا خواب میں وقت

گرامی داشتم اے نفس از آنت — که یکساں بگذرد بر دل جهانت

گنج صبر اختیار لقمان ست — هر کرا صبر نیست حکمت نیست

قناعت بهر حال اولیٰ ترست — قناعت کنید هر که نیک اختر است

ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت — ملتی ہے قضا و قدر سے دولت

هوس از سرم یک سر مو نرفت — سیاهی ز مو رفت و از رو نرفت — سعدی

آهسته خرام بلکه مخرام — زیر قدمت هزار جان ست

آنچه بجستیم و کم دیدیم بسیار ست نیست — نیست جز انساں درین عالم که بسیار ست و نیست

منت منه که خدمت سلطاں همی کنم — منت شناس ازو که بخدمت بداشتت

اگر به سیر چمن میروی قدم بردار — که همچو رنگ حنا میرود بهار از دست

از خداوان خلاف دشمن دوست	که دل هر دو در تصرف اوست	لااعلم
نفس اژدهاست او کی مرده است	از غم بی آلتی افسرده است	״
بس کنیم و زیرکانرا این بس ست	بانگ دو کردیم اگر در ده کس ست	״
این قدرها که دیده جزو نیست	کار کلی هنوز در قدرست	״
دریاب کنون که دولتست هست بدست	کاین دولت و ملک میرود دست بدست	״
بخشی خیز و با زمانه بساز	ورنه خود را نشانه ساختن ست	عطا
زیرکان زمانه میگویند	زیرکی با زمانه ساختن ست	لااعلم
آنرا که عقل و همت و تدبیر رائی نیست	خوش گفت پرده دار که کس در سرای نیست	״
چون طفل نی سوار بمیدان کارزار	دارم عنان بدست و بدستم اراده نیست	״
حدیث همین بس که سوختم بی تو	سخن یکیست دگرها عبارت آرائیست	״
از زبان دیگران پیغام زهرآلود چیست	مدعا معلوم شد این حرف دو داند و چیست	״
راه راست برو اگرچه دور است	زن بیوه مکن اگرچه حور است	״
رهروان را خستگی راه نیست	عشق هم راه است و هم خود منزل است	״
بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش	که هرچه ساقی ما ریخت عین الطاف است	״
چو خرما شیرینی اندوده پوست	چو بازش کنی استخوانی درو ست	״
آری اساس خانه عمر استوار نیست	دار فنا محل ثبات و قرار نیست	״
بس کنم خود زیرکانرا این بس ست	نکته کافیست گر سامع کس است	״
مکن جمع کتب کاین نا صواب است	که دل اندر برات ام الکتاب ست	״
دریا بوجود خویش موجی دارد	خس پندارد که این کشاکش بادست	״
غم فرزند و نان و جامه و قوت	باز دارد ز سیرت ملکوت	״
ای نغمه بسی دل که کباب از تو شدست	وی عشق بسی خانه خراب از تو شدست	״
سبز بختی لازم خاموشی ست	کی زبان پستها در گفتگوست	״
تمباکو نوش را سینه سیاه است	وگر باور نداری نی گواه است	״

ما تنگ ظرفان حریف اینقدر رنجے نہ ایم	دانہ اشکیم مارا گردش چشم آسیاست	لااعلم
من کجا و سیر باغ و بوستان و راغ و کوہ	نالۂ بلبل مرا اینجا بزور آوردہ است	״
بر وضع ما بچشم حقارت نظر مکن	مارا بخاک تیرہ محبت نشاندہ ہست	״
نوروز و نوبہار و می لالہ فام ہست	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست	״
تا خود نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست	سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست	״
خدائے جہاں را جہاں تنگ نیست	کمیت مرا نیز پا لنگ نیست	״
دروازۂ شہر می توان بست	نتواں دہن مخالفاں بست	״
مسکین خر اگرچہ بے تمیز است	چوں بار ہمی برد عزیز است	״
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت	کہ او چوں تو بسیار پرورد و کشت	״
میان عاشق و معشوق رمزیست	کرام کاتبیں را ہم خبر نیست	״
نہ در ہر سخن بحث کردن رواست	خطائے بزرگاں گرفتن خطاست	״
نیش عقرب نہ از پئے کین ست	مقتضائے طبیعتش این ست	״
ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست	ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست	״
ہر کجا در جہاں فلک زدہ ایست	کار او شاعری در مالیست	״
ہر کہ او روے بہ بہبود نداشت	دیدن روئے نبی سود نداشت	״
ہمہ اندرز من بتو این است	کہ تو طفلی و خانہ رنگین ست	״
چو شمع از پئے علم باید گداخت	کہ بے علم نتواں خدارا شناخت	״
سنگ اسود کا لیا بوسہ بتوں کی یاد میں	ہم نہ بھولے جا کے تبخانہ میں کبھی بتخانہ کی بات	״
از فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست	״
دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است	״
بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست	بس جاں بلب آمد کہ بر وکس نگریست	
در بیضہ نمی کنند مرغاں فریاد	ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ تر است	طالب آملی
بکوئے یار بریز اشک و حاصلے بردار	پئے زراعت تخم امل زمین این ست	

آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد هیزم است	لااعلم
آنچه در طبع تو نیاید راست	تو نفهمیده مگو که خطاست	〃
هر کرا بر سماط بنشینی	واجب آمد بخدمتش برخاست	〃
هر کرا زر در ترازو اوست	زور در بازو اوست	〃
آنکه در راحت و تنعم زیست	او چه داند که حال گرسنه چیست	〃
تو بر اوج فلک چه دانی چیست	چون ندانی که در سرائے تو کیست	〃
سخاوت مس عیب را کیمیاست	سخاوت همه دردها را دواست	〃
شتر را که شور طرب در سراست	اگر آدمی را نباشد خراست	〃
عشق چه آسان نمود آه چه دشوار بود	هجر چه دشوار بود یار چه آسان گرفت	〃
باپ بیچارے نے مر مر کے کمائی دولت	ناخلف بیٹے نے دو دن میں اڑائی دولت	〃
آن جان جهان بجان نهانست	وان روح روان انس و جان ست	〃
مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت	مثل ہے جوگی ہوئے کسکی میت	〃
بخانه آمدنت عید عشرت افروزست	مبارک ست که امروز روز نوروزست	〃
روئے مقصود که شاهان بدعا می طلبند	سیمش بندگی حضرت درویشان ست	〃
بے سر بلندم ز احسان دوست	دل و جان من هر دو قربان دوست	〃
شکر فیض تو چمن چو کند اے ابر بهار	که اگر خار و گر گل همه پرورده تست	〃
مجردان طریقت بنیم جو نخرند	قبائے اطلس آنکس که از هنر عاری ست	〃
در مشرب دوستی پسند ست همین	خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکی ست	〃
ما بیاد تو سلامت بخیال تو خوشیم	غیر نادیدن تو هیچ پریشانی نیست	〃
برین مژده گر جان فشانم رواست	که این مژده آسایش جان ماست	〃
آنکس که اولش عدم و آخرش فناست	در حق او گمان ثبات و بقا خطاست	〃
در حیرتم که دشمن کفر و دین چراست	از یک چراغ کعبه و بتخانه روشن ست	〃
بغیر سبزه نپوشد کسے مزار مرا	که قبرپوش غریبان همین گیاه بس است	نورجہاں

هزار بار بشویم دهن ز مشک و گلاب	هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست	نورجہاں
بظاہر منگر گرچہ سرو سبزم	مگر چوں رنگ حنا باطنم پر از خون ست	لااعلم
جز آستان توام در جہان پناہے نیست	سر مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست	״
نمیدانم حدیث نامہ چون ست	ہمیں بینم کہ عنوانش بخون ست	״
چنین ست رسم جہان درشت	گہے زیں بہ اسپ و گہے زیں بہ پشت	״
سہ شنبہ، چہارشنبہ شمالی خطاست	بہ پنجشنبہ رفتن جنوب بلاست	״
زانکہ اگر از پنجہ پنجہ بہ جست	عاقبت الامر در افتد بشست	״
سفر کن چو جایت ناخوش بود	کزیں جائے رفتن بدان ننگ نیست	״
دولت اگر دولت جمشید نیست	سوئے آیت تومید نیست	״
شخصے ہمہ شب بر سر بیمار گریست	چوں روز آمد بمرد و بیمار بزیست	״
دہل در فغانست دایم و لے	چہ حاصل چو اندر میانش ہیچ نیست	״
سخن تا نگفتی توانیش گفت	و لے گفتہ را باز نتوان نہفت	״
منزل یار قرین ست چہ دوزخ چہ بہشت	سجدہ گر بہ نیاز ست چہ مسجد چہ کنشت	خواجہ
ہمراہ اگر شتاب رود ہمرہ تو نیست	دل در کسے مبند کہ دل بستہ تو نیست	״
ہیچ کارے بے تامل گرچہ صائب خوب نیست	بے تامل آستیں افشاندن از دنیا خوش است	صائب
اندر سفر مشقت و دل ملامت است	گر نیست خوش دلی و فرح در اقامت است	״
سفر اہل ایں جہان سقر است	زاں سبب صورت سفر سقر است	
بعد از وفات تربت ما در زمین مجو	در سینہ ہائے مردم عارف مزار ماست	جلال الدین رومی
حجت ابلہا چو دیگ تہی است	کز درون خالی از برون سیہ ست	
مورچگاں را چو بود اتفاق	شیر ژیاں را بدرآرند پوست	سعدی
بگذر ز طمع کہ آفت جان و دل ست	طامع ہمہ جا در ہمہ کس منفعل است	״
سفر بہتر از آنکہ در جائے خویش	دلش از غم ایں و آں ابتر ست	״
پشہ چو پر شد بزند پیل را	با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست	״

تا دم نخورد دور دنیفزود قدر مرد	تا لعل خون نگردد جگر قیمتی نیافت	لا اعلم
ملت عاشق ز ملت ها جدا است	عاشقان را مذہب و ملت خدا است	〃
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست	این رشته را مسوز که چندین دراز نیست	〃
شخصے که ازو نفع نه دنیا و دین ست	ہیچ است اگر بادشه روئے زمین ست	〃
مرا ز تجربه کاری شد این سخن معلوم	که ہیچ عشق بعالم بلائے دیگر نیست	〃
ہر چه ہست از قامت ناساز و بد اندام ماست	ورنه تشریف تو بر بالائے کس کوتاه نیست	〃
با مخالف مشربان یکجا نشستن خوب نیست	این غلط مجموعه را شیرازه بستن خوب نیست	〃
ابر ناید از پئے منع زکات	از زنا افتد وبا اندر جہات	مولانا روم
ہمه تن خون شوم ز دیدہ چکم	گر بدانم که گریه را اثر ست	لا اعلم
ہیچ کس بر قدرت اسرار او آگاه نیست	در حریم کبریائی عقل و جان را راه نیست	〃
این مراتب که دیدۂ جزویست	کار کلی ہنوز در قدر ست	〃
شکر خدا که از مدد بخت کارساز	بر حسب آرزو ست ہمه کار و بار دوست	〃
اگر جز تو داند که راز تو چیست	برین عقل و دانش بباید گریست	〃
عنایت کن و ما را بکار ما بگذار	که کار ما ہمه موقوف بر عنایت تست	〃
مجروان طریقت به نیم جو نه خرند	قبائے اطلس آنکس که از ہنر عاری ست	〃
ما تنگ ظرفان حریف اینقدر سختی نه ایم	دانه اشکیم ما را گردش چشم آسیا ست	〃
زمین و آسمان تا بر قرار ست	بدنیا نام نیکو یادگار است	〃
شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار	که اگر خار و گر گل ہمه پروردۂ تست	〃
اے برادر نقد را بر طاق نسیان در منه	یاوه گوئی فرع نادانیست اصلش ہیچ نیست	〃
خطا زند به نمک ہر که اصل او ز خطاست	ببین بلفظ حلال و حرام را ہمراست	〃
توبه ہمے که در آئی نخست	رخنه بیرون شدنش کن درست	〃
یوسف از بیمہری اخوان بچاه افتاده است	بیحسد نبود برادر گر پیمبر زاده است	صائب
صاف چون آئینه می باید شدن با نیک و بد	ہیچ چیز از ہیچ کس در دل نمی باید گذاشت	〃

قوت بازو نیاید بی صفائی دل به کار تیغ تا در زنگ برگ بیدے بیش نیست صائب

ایک اہل دل که مرہم داغ درون شود در ہیچ شہر و ہیچ ولایت نمانده است ״

نیست غافل را کمالے بہتر از اظہار عجز دست گیر ناشناور دست و بالا کردن ست ״

از آمد و رفت نفس آگه نمی گردد کسے زیں کاروان بیخبر بانگ درآئی برنخواست حزیں

غرض از ظرف اگر خوردن آبست و طعام
کاسهٔ چوب من و کاسهٔ فغفور یکیست لا اعلم

آب دریا زیر کشتی پشتی ست آب در کشتی ہلاک کشتی ست ״

از احمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت صحبت احمق بسے خونہا بریخت ״

ترا چو من ہزاراں بندگانند مرا جز کوئے تو راه دگر نیست ״

خوشتر بجہاں ز بیغمی نیست دردا که بہیچ آدمی نیست ״

نماز عاشقاں ترکِ وجود ست نماز جاہلاں سجده سجود ست ״

درباب کنوں که دولتت ہست بدست ״
کیں دولت و ملک میرود دست بدست ״

عبادت باخلاص نیت نکوست وگرنه چه آید ز بے مغز پوست ״

اہل ہمت را نباشد تکیه بر بازوے کس خیمهٔ افلاک بے چوب و طناب استاده ست ״

چشمت نگراں و دل بخوابست در دست چه شد اگر کتاب ست ״

کینه بہر سینه که بنہاد رخت دل شود از تپش آزار سخت ״

چوں ز دشمن کسے فراغت یافت جانب خوشدلی عناں برتافت ״

تیمار غریباں سبب ذکرِ جمیل ست جاناں مگر ایں قاعده در شہر شما نیست ״

از ورطهٔ ما خبر ندارد آسوده که بر کنارِ دریاست ״

اگر بلطف بخوانی مزید الطافست وگر بقہر برانی درون ما صافست ״

مجو درستی عہد از جہان سست نہاد که ایں عجوزه عروس ہزار داماد ست ״

گیرم به یار نامه نویسم برنده کیست جز رنگ آفتاب بکویش برنده نیست ״

مے خوردن و خوش زیستن و توبہ شکستن | این ہا ہمہ در مذہب رندانہ ضرورست | لااعلم
ہر کہ از تقصیر خود شد منفعل | آب رحمت از جبین خویش یافت | ״
رفتم اندر تہ خاک انس بتانم باقیست | عشق جانم بربود آفت جانم باقیست | ״
بنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد | برگردن او بماند و بر ما بگذشت | ״
از کرشمہ ہا جانم تیر زد بمژگانم | چون نہ مرحبا خوانم وقت مرحبا اینست | ״
نرسد عاشقی بہ بو الہوسان | عاشقی دیگر و ہوس دگرست | ״
عیدست و نشاط و طرب و زمزمہ عامست | مے نوش گنہ بر من اگر بادہ حرامست | ״

عشق تا خامست بستہ ناموس و ننگ
پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست | ״

ہوشیار اے شیشہ رہ پر سنگہاست | ایکقدم زین رہگذر فرسنگہاست | ״
شب وصال رکھے خیال معصیت | کریں نہ آپ خدارا گناہ بے لذت | ״
تھام لیتا ہے کلیجہ منہ سے کچھ کہتا نہیں | نامہ بر سے پوچھتا ہوں جب نشان کوئے دوست | ״
بیا بیا کہ دگر طاقت و قرارم نیست | بیا بیا کہ دگر تاب انتظارم نیست | ״
زخم دل مجروح جگر سوختگان را | سازندہ تر از صبر دوائے دگرے نیست | ״
دریں سرائے کہن خوئے کن بخوش سخنی | کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست | ״
گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست | ور نیز بدست بہ تقصیر تو نیست | ״
دریں حدیقہ بہار و خزان ہم آغوشست | زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوشست | ״
خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست | ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست | ״
این نکتہ سربستہ بیادم ز حباب ست | کاین عمر بیک چشم زدن نقش بر آبست | ״
مارا ہوائے گلشن و باغے نماندہ است | اے بوئے گل برو کہ دماغے نماندہ است | ״

راست میگویم من و از راست سر نتوان کشید
ہرچہ در گفتار فخر تست آن ننگ نیست | ״

افسوس کہ عمر رفت و ہوشیاری نیست | دردا کہ خیال خویشتن داری نیست | ״

روئے مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند	مبیش بندگی حضرتِ درویشان ست	لااعلم
آگاہ بود خضر ز آفات زندگی	دانستہ آب را ز سکندر دریغ داشت	″
آن شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب ست	یا رب این تاثیر دولت از کدامی کوکب ست	″
جہان و حیات این سپے وفاست	فنا را طلب کن کہ آخر فناست	″
شراب کہنہ کہ روشن گر روانِ منست	مصاحب من و پیر من و جوانِ منست	″
تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست	سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست	″
از سرِ بالین من برخیز اے نادان طبیب	دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست	″
اے ترک شوخ این ہمہ ناز و عتاب چیست	با دل شکستگان ستم بے حساب چیست	″
دگر تنگ باشد ترا جائے گاہ	خدائے جہان را جہان تنگ نیست	″
چو نتوان عدو را بہ قوت شکست	بہ نعمت بباید درِ فتنہ بست	″
مہر از جہان ببر کہ غذائے لطیف تو	خون ست در لباس اگر شیر مادر ست	″
غافل مرو کہ منزل بیت الحرام عشق	صد منزل ست و منزل اول قیامت ست	″
اے آنکہ باقبال تو در عالم نیست	گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست	″
برائے یکدمہ شہوت کہ خاک بر سر آن	زبون زن شدن آئین شیر مردان نیست	″
این ہستی تو ہستی ہست دگر ست	این مستی تو مستی مست دگر است	″
از فروغ عشق جان تابندہ است	جسم عالم زین حرارت زندہ است	″
اے سیر ترا نانِ جوین خوش نہ نماید	معشوق منست آنکہ بنزدیک تو زشت ست	″
در زندگی بکوش کہ فرصت ہمین دم ست	زیرا کہ روز مرگ بکس آشکار نیست	″
روئے تو گل و لب تو قند ست	گلقند علاج دردمند ست	″
زپارہ دل ما ہیچ گوشہ خالی نیست	کدام سنگدل این شیشہ بر زمین زدہ است	″
اغنیا سازند گنبد از طلاء و سیم و زر	بر سر گور غریبان گنبد گردون بس ست	″
ہمہ کار ما پر ز عیب و خطاست	کہ بے عیب ذات خداوند ماست	″
افروختن و سوختن و جامہ دریدن	پروانہ ز من شمع ز من گل ز من آموخت	″

توبه زمے کردم و آمد بہار	ساقیا توبہ شکنم آرزوست	لا اعلم
عشق جاں را سوئے جاناں رہبرست	درمیان جزو کل پیغمبرست	״
وامش مده آنکه بے نمازست	گرچه دہنش ز فاقه بازست	״
خوش کنی خاطر وحشی به نگاہے سہل ست	سوئے تو گوشه چشمے ز تو گاہے سہل ست	״
بر تنم ہر مو زبانے جز بیاد یار نیست	مو بمو ظاہر نماید حاجت گفتار نیست	״
وفاداری آئین شاہنشہی ست	غم عہد خوردن ز کار آگہی ست	״
صوفی از پے توہمے راز نہانی دانست	گوہر ہر کس ازیں لعل توانی دانست	״
حاصل ز گریه اے دل خانه خراب چیست	آخر ترا چه می شود ایں اضطراب چیست	״
ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست	در حضرت کریم تمنا چه حاجت ست	״
صحبت آنکس که بصدق و صفاست	دامن او گیر که ز اہل وفاست	״
خرے را که تیمار خر بنده کشت	سه جو در شکم به که سی من به پشت	״
قطع صحبت کردن از یاران صوری خوشترست	کز حضور ناموافق بیحضوری خوشترست	״
دست طلب از دامن صحبت مگسل	تنہا نشین که بیم دیوانگی ست	״
که کس بمنزل مقصود ره نمے یابد	گر بسعی تمام و دگر بعزم درست	״
سخن تا نگفتی توانیش گفت	ولے گفته را باز نتواں نہفت	״
جنت که رضائے مادران ست	اندر ته پائے مادران ست	״
زاہد نداشت تاب جمال پریرخاں	کنجے گرفت و یاد خدا را بہانه ساخت	״
شرف آدمی چو از ہنرست	ہر که دانا ترست بالاترست	״
ما ز دریائیم و دریا ہم ز ماست	ایں سخن داند کسے کو آشناست	״
عنان عزم بہر جانبے که بر تابی	مکن بدست تردد عنان خود درست	״
که کرد قطع تعلق کدام شد آزاد	بریده ز ہمه با خدا گرفتارست	״
روئے دل از دو طائفه بر تافتن نکوست	از دوستان دشمن و از دشمنان دوست	״
ز کید زناں پر حذر بایدت	ز الطاف ایشاں خطر بایدت	״

پرتو نیکان نگیرد آنکه بنیادش بد است	تربیت نااهل را چون گردگان بر گنبد است	سعدی
توانم آنکه نیازارم اندرون کسے	حسود را چه کنم کو ز خود برنج در است	〃
بادشاہے که روا دارد ستم بر زیر دست	دوستداش روز سختی دشمن زورآور است	〃
با رعیت صلح کن در جنگ خصم ایمن نشین	زانکه شاهنشاه عادل را رعیت لشکر است	〃
اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید	معشوق من است آنکه به نزدیک تو زشت است	〃
حوران بهشتی را دوزخ بود اعراف	از دوزخیان پرس که اعراف بهشت است	〃
نه نرسد آنکه برافتادگان نه بخشاید	که گر ز پائے درآید کسش نگیرد دست	〃
ببازوان توانا و قوت سر دست	خطاست پنجهٔ مسکین ناتوان بشکست	〃
هر آنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیهوده پخت و خیال باطل بست	〃
ز گوش پنبه برون آر و داد خلق بده	و گر تو می ندهی داد روز دادے هست	〃
راستی موجب رضائے خدا است	کس ندیدم که گم شد از راه راست	〃
بدریا در منافع بے شمار است	اگر خواهی سلامت بر کنار است	〃
ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار	که آب چشمه حیوان درون تاریکی است	〃
قارون هلاک شد که چهل خانه گنج داشت	نوشیروان نمرد که نام نکو گذاشت	〃
مسکین خر اگرچه بے تمیز است	چون بار همی برد عزیز است	〃
گوسپند از برائے چوپان نیست	بلکه چوپان برائے خدمت اوست	〃
دریاب کنون که نعمت هست بدست	کیں دولت و ملک میرود دست بدست	〃
اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست	که زندگانی ما نیز جاودانی نیست	〃
بخت و دولت بکاردانی نیست	جز بتائید آسمانی نیست	〃
عابدان جزائے طاعت خواهند	بازرگان بهائے بضاعت	〃
چه دانند مردم که در جامه کیست	نویسنده داند که در نامه چیست	〃
صورت حال عارفان دلق است	این قدر بس که روئے در خلق است	〃
بعذر توبه توان رستن از عذاب خدائے	و لیک می نتوان از زبان مردم رست	〃

گر آدمی صفتی ز ملک گرو ببری	که سجده گاه ملک خاک آدمی زادست	لااعلم
بے تکلف در بلا بودن به از بیم بلاست	قعر دریا سلسبیل و روئے دریا آتش ست	〃
احوال پریشانیم اندازهٔ کس نیست	اجزائے مرا نسبت شیرازهٔ کس نیست	〃
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیکن کس را دید جان دستور نیست	〃
هرچه آمدت بدست بدادی تو پیش ازاں	ایں جود آں کس ست که از فقر عار نیست	〃
خلق میگوید که خسرو بت پرستی میکند	آرے آرے میکنم با خلق عالم کار نیست	〃
چیست هندو یا مسلماں کوزهٔ یک کوزه گر	گرچه کوزه دو شمار آید ولیکن گل یکی ست	〃
کمر سلطنت نباید بست	هر کرا رغبت تن آسانی ست	〃
کینه بهر سینه که تنها درخت	دل شود دشمن از پئے آزار سخت	〃
شتاب و تندی کار آهرمن ست	پشیمانی بجان و رنج و تن ست	〃
بردباری خزینهٔ خرد ست	هر کرا حلم نیست دیو و دد ست	〃
گر حیا نبود برافتد رسم عصمت از میاں	در حجابے در میان ست از تقاضائے حیات	〃
صف شکن قلب مناهی حیاست	راهزن خیل ملاهی حیاست	〃
سعی مفلس کجے بجائے میرسد	آدم بے برگ تیر بے پر ست	〃
شاخ گل هر جا که میروید گل ست	خم مل هر جا که میجوشد مل ست	〃
ما غریباں را تماشائے چمن درکار نیست	داغهائے سینهٔ ما کمتر از گلزار نیست	〃
ملت عشق از همه ملت جداست	عاشقاں را مذهب و ملت خداست	〃
خوش ست سرود لیکن بدل فراغ کجاست	دل از گلے که تسلی شود بباغ کجاست	〃
چو خوں بها طلبند از نو کشتگاں در حشر	بتبسمے کن و بگذر ز همیں ادا کافی ست	〃
شاد باش اے دل که فردا روز بازار جزا	مژدهٔ قتل ست گرچه وعدهٔ دیدار نیست	〃
هیچ از تقوائے نشد حاصل بجز افسردگی	کلفت چل ساله من یک جام باده رفت	〃
اندر سفر مشقت و ذل و ملامت ست	گر هست خوشدلی و فرح در اقامت ست	〃
نه هر بازیچه رمزے می تواں خواند	ز هر افسانه فیضے می تواں یافت	〃

ثواب یک نفس عدل شاہِ خیراندیش — بہ از عبادتِ ہفتاد سالِ عابد ست
کار امروز نیندازی بفردا از نہار — کہ بفردا چو رسی نوبت کار دگر ست
براحوال آنکس بباید گریست — کہ آمد بود نوزدہ خرج بیست
با بخت نیک ہیچ کسے را ستیز نیست — ہر عروسِ ملک بہ از تیغ تیز نیست
زندگی مقصود بہرِ بندگی ست — زندگی بے بندگی شرمندگی ست
ملاحت آں قدر ہا داشتن ساقی — کہ مَے خوردن ز دستِ او حلال ست
لذتِ دنیا بکام ہیچ کس پایندہ نیست — چوں زبان قحبہ ہر دم در دہانِ دیگر ست
لفظ عبادت ارچہ بشکل عبادت ست — لیکن بنقطۂ ز عبادت زیادت ست
لذتِ دردِ محبت را زبیدرداں مپرس — قدرِ صحت را ندانند ہرکہ او بیمار نیست
کور چشماں دل مبین جز دوست — ہر چہ بینی بدانکہ مظہرِ اوست
روئے خوبست و کمالِ ہنر و دامن پاک — لاجرم ہمتِ پاکانِ دو عالم با اوست
مسلمانی اگر کعبہ پرستی ست — پرستاران بت را طعنہ از چیست
در نومیدی بسے امید ست — پایانِ شبِ سیہ سفید ست
آنکہ عیب تو گفت یار تو اوست — وانکہ پوشیدہ داشت مار تو اوست
خوبتر بر چہرۂ قدرت نماید خال زہد — خلعت عفت بقدر کامگاری خوشتر ست
یک جاں چہ متاع ست کہ سازیم فدایت — الا چہ تواں کرد کہ موجود ہمیں ست
بہتری در قبولِ فرمان ست — ترکِ فرماں دلیلِ حرمان ست
معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت — لیتے نہ کبھی بھول کے بھی نام محبت
من چہ اگر یہ کنم از سبب شومی بخت — بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت
دولت اگر دولتِ جمشیدی ست — موئے سفید آیت نومیدی ست
بہر گوشہ افتم ثنا خوانمت — بہر جا کہ باشم خدا دانمت
پیماں شکن کہ ہر کہ پیماں بشکست — از پائے در افتاد بروں رفت ز دست
ہاتھ یاں آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت — بلکہ ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت

همیشه از لب فواره این سخن جاریست — که اوج منصب دنیای دون نگونساریست — لاأعلم
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست — هر رگ من تار گشته حاجت زنار نیست — ״
سر احقر باوج عزت افراشت — ز دست مرحمت از خاک برداشت — ״
جس شہ کے تاج شاہی میں ہوں گوہر ثبات — اُن کی چمک دمک سے منور ہو کائنات — ״
صدف چرا نکند سینه چاک ای صائب — درین زمانه که گوهرشناس کمیاب ست — صائب
دعوی محبت ظهوری را — ثابت شده مدعی گواه است — لاأعلم
هر جا نجابت ست تواضع دلیل اوست — تیغ اصیل را نجمیدن توان شناخت — ״
گر زهر دهی شکر توان گفت — ور سنگ زنی ثمر توان گفت — ״
چون رد و قبول همه در پرده غیب ست — زنهار کسی را مکنی عیب که عیب ست — ״
سخن نزد خردمندان برابر جان ست — حدیث نیک بجان گر خرند ارزان ست — ״
کشتگان خنجر تسلیم را — هر زمان از غیب جان دیگرست — ״
جستن گوگرد احمر عمر ضائع کردن ست — روی بر خاک سیه آور که اکسیر کیمیاست — ״
حق پرستی قطره را دریا کردن ست — خودشناسی بحر را در قطره پیدا کردن ست — ״
هیچ کار زاهد ما حسبة لله نیست — این ریاضت ها که می بینی برای مطلب ست — ״

هر کرا پرورد گیتی عاقبت خونش بریخت
حال آن فرزند چون باشد که خصمش مادرست — ״

دل اگر دانا بود در هر سخن اسرار هست — چشم گر بینا بود یوسف بهر بازار هست — ״
پند حکیم صیقل آئینه دل ست — مقصود هر دو عالم از آن پند حاصل ست — ״
بیفائده ہیں چاره گروں کی مشقتیں — ہوتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست — ״
خوش ست عهد محبت بدوستان بستن — ولی چه سود که آن عهد را وفا نیست — ״
مشو ایمن از زن که زن پارساست — که خر بسته به گرچه دزد آشناست — ״
مطرب و باده و گل جمله مهیاست ولی — عیش بی یار مهیا نشود یار کجاست — ״
مه نور فشاند و سگ بانگ می دهد — سگ را بپرس خشم تو با مهتاب چیست — ״

غضب از شعلہ ہائے شیطانی ست	عاقبت موجب پشیمانی ست	لاأعلم
بیرون زگور لاف کرامت چہ می کنی	ایمان اگر بگور بری صد کرامت ست	〃
چو عیسیٰ تا توانی خفت بے جفت	مدہ نقد تجرد را زکف مفت	〃
ہر کہ خود تربیت خود نکند حیوان ست	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	〃
در دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحہ صد دانہ کدام ست	〃
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ است	سجدہ گاہ ملک روضہ شاہنشاہ است	〃
بیش معشوق شد و شوہر ہشت	زن زیبا چہ کند شوہر زشت	〃
از سلوک صاحب باطن کسے آگاہ نیست	میرود در آب و نقش پائے او در راہ نیست	〃
زباں کو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت	ہجوم بوسہ لب نے دہ دی اک بات کی مہلت	〃
من بایں رفتار شیریں عمر خود در باختم	عمر من میرفت و من پنداشتم رفتار اوست	〃
خیریت چاہے تو سیدھی چال چل او یار ست	گرتے ہیں رستہ میں چلتے ہیں اگر ٹیڑھا رستہ	〃
تعلیم ناز چند وہی چشم مست را	دل آنقدر بہ برکہ توانی نگاہ داشت	〃
عالم یاس میں گھبرائے نہ انسان بہت	دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت	〃
ابلہے را کہ تخم حنظل کاشت	طمع نیشکر نباید داشت	〃
ستیزندگی با خداوند بخت	ستیزندہ را سر برد چون درخت	〃
نعمت دہر گرچہ بسیار ست	نعمتے بہتر از رفیق کجاست	〃
در دلم عشق زلیلیٰ کافی ست	خواہش وصل زنا انصافی ست	〃
پالا پڑا ہے مجھ کو عجب بد مزاج سے	جھگڑے تمام دن ہیں لڑائی تمام رات	〃
بدام زلف تو دل مبتلائے خویشتن ست	بکش بغمزہ کہ ایں ہم سزائے خویشتن است	〃
آن زمان نیست کہ نفعے رسد از کس بکسے	این زمان ترک ضرر ہر کہ کند احسان ست	〃
جنت کہ رضائے مادران است	اندر تہ پائے مادران است	〃
گر آنست منشور فرمان اوست	و راینست توقیع فرمان اوست	〃
خجستہ درگہ محمود زابلی دریاست	چگونہ دریا کہ آن را کنارہ پیدا نیست	〃

در پس هر گریه آخر خنده ایست	مرد آخربین مبارک بنده ایست	〃
هزار غوطه زدم و اندران ندیدم دُر	گناه بخت من است این گناه دریا نیست	〃
شکستن کمر کوه قاف چندان نیست	بمور هر که مدارا کند سلیمان ست	صائب
سالکان اکثر لگد کوب حوادث میشوند	ماندگان راه را از پایمالی چاره نیست	اشرف
از بهر قطع کردن نخل حیات من	چو آرهٔ دو دم نفس اندر کشاکش است	لا اعلم
ملامت شحنهٔ بازار عشق است	ملامت صیقل زنگار عشق است	〃
آسمان در دهر دونان را کند دائم مدد	زان سبب انگشت کوچک صاحب انگشتری ست	〃
از صحبت ناجنس مرا گرچه نفور است	لیکن چه توان کرد که آن بہ‌ ضرور است	〃
آب خواهی تشنگی آور بدست	تا بجوشد (بارد) ابر رحمت سخت سخت	〃
بگیر رسم تعلق دلا ز مرغابی	که چون ز آب بر خاست خشک بر خاست	〃
دل گزرگاه جلیل اکبر است	کعبه بتگاه خلیل آزر است	〃
صبح دمید و شب گزشت ماه بشبخانه رفت	روئے سحر سیاه کنید یا رب این بهانه رفت	〃
بات کرنے میں گزرتی ہے ملاقات کی رات	بات ہی کیا ہے جو رہ جاؤ یہیں رات کی رات	〃
خشک چوب و خشک تار و خشک پوست	از کجا می آید این آواز دوست	〃
خرقهٔ پشمین به بر می طلبی و سیم و زر	کسوت مردان چه سود کار چو مردانه نیست	〃
گزشته خواب آینده خیال ست	غنیمت دان همین حالے که حال ست	〃
شراب ناب که روشنگر روان من است	مصاحب من و پیر من و جوان من است	〃
شراب ناب که غارتگر روان من است	عدوئے جان من و نقص تن و زیان من است	〃
من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت	من ہی راگ اور دویش ہے من ہی پریم پریت	〃
نه تلخ است صبرے که بر یاد اوست	که تلخی شکر باشد از دست دوست	〃
سرشت ما بدست خود نوشت	خوش نویس است و نخواهد بد نوشت	〃
عبادت بجز خدمت خلق نیست	به تسبیح و سجاده و دلق نیست	〃
برخیز که این غمکده پرداختنی است	بیند از که اندوختنی است	〃

ث

بے نشاں دنیا میں جب خود ہو گئے	نام ہے پھر صورت عنقا عبث	صبا
کل کی کل کے ہاتھ ہے اے غافلو	آج تم کو ہے غم فردا عبث	
علم دیں فقہ ست و تفسیر و حدیث	ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث	معنوی
غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی	اس خطرگاہ میں تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث	لا اعلم
ہر زمان درد دیگر میرسد	زیں حریفاں بر دل و جاں الغیاث	″
گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر	تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث	″
مسیحا تم تو تھے اے جانِ جاں سارے مریضوں کے	نصیب دشمناں کیوں ہو گئے بیمار کیا باعث	″

ج

صحبت ناراستاں ناراست سازد مرد را	می نماید چہرہ در مرآت ناہموار کج	انور
دنیا طلب مباش و مکن جستجوئے گنج	قاروں بخاک تیرہ شد از آرزوئے گنج	لا اعلم
ز قسمت ازلی سر نمی تواں پیچید	نصیب کرد ہمارا باستخواں محتاج	″
نخل قد ظہیر ز پیری خمیدہ نیست	واحسرتا کہ گشتہ ز بار گناہ کج	ظہیر
تا چند بہر سود و زیاں درد سر کشیم	داریم یک سر ایں ہمہ سودا چہ احتیاج	ہلالی
نکشد داغ دل لالہ ز مرہم منت	درد خونیں جگراں نیست بمرہم محتاج	فرحت
نتواں بہ قیل و قال ارباب حال شد	منعم نمی شود کسے از گفتگوئے گنج	صائب
منتِ غیر کجا صاحب جوہر گیرد	نیست ریحان زمرد بہ باراں محتاج	مخلص
عرض مطلب ز مے گفتار انشا می کند	حرف ناموزوں ما را کرد موزوں احتیاج	بیدل
از تواضع کم نگردد رتبہ صاحبدلاں	نیست عیبے گر بود شمشیر جوہر دار کج	صائب

معنوی
آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج — احتیاج است احتیاج است احتیاج

ظہیر
دیوانہ از جنون نہ بہ دیوانہ می رود — عاقل کسے کہ باز نگردد ز بوئے گنج
نزد سلطان وزیر با تدبیر — گوہرے بے بہا بود در تاج
در شجاعت آدمی ہر چند چوں رستم بود — میشود چوں زال ہر جا جزو نیرد احتیاج

[illegible]
شنیدم ز پیران دنیا رنج — کہ زر زر کشد در جہاں گنج گنج

[illegible]
اٹھاتا نہیں جب تلک کوئی رنج — تو ملتا نہیں ہے تب تلک کسی کو گنج
حاصل کسی سے کچھ نہیں ہوتا سوا رنج — دنیا میں لائے ہیں ہمیں قسمت برائے رنج
چوں مختلط شد اعتدال مزاج — نہ عزیمت اثر کند نہ علاج
خشت اول را نہد چوں بر زمیں معمار کج — گر رساند تا ثریا باشد ہماں دیوار کج
کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج — ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج
کہ گز لذت رسد ز خلق مرنج — کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
بیمار عشق کا جو تجھ سے ہوا علاج — کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج
میتواں داشت نہاں عشق ز مردم لیکن — زردی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج
چو بیند کہ از اژدہا نیست رنج — خردمند نگذارد از دست گنج
نزد اہل معنی ایں کاخ سپنج — ہست چوں ویرانہ خالی ز گنج
ہر دم آزردگی از غیر سبب را چہ علاج — ما گر نشنیم ز لطف تو غضب را چہ علاج
کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند — جو گنہ کیجے ثواب ہے آج
آدم سے باغ خلد چھٹا ہے کوئے یار — وہ ابتدائے رنج تھا یہ انتہائے رنج
ممکن نہیں مزاج رہے ایک حال پر — گہ آشنائے عیش ہے گہ آشنائے رنج

صبا
دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج
پیدا کیا ہے ہم کو خدا نے برائے رنج

چ

کنعاں سے جا کے مصر میں یوسف ہوا عزیز	عزت کسی کی ہوتی نہیں ہے وطن کے بیچ	نیر
آتشکدہ میں دیکھ کر شعلہ ہے بیقرار	آرام دل حصول نہیں ہے وطن کے بیچ	سود
از زاہدِ صیاد مجو فیض کہ این پوچ	ریش است ہمیں جبہ و دستار و گرہ ہیچ	صائب
بلبلیں آ گئیں چمن کے بیچ	آیا غربت زدہ وطن کے بیچ	

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

ح

ریش سفید شیخ میں ہے ظلمتِ فریب	اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	لا اعلم
خواب غفلت سے کوئی دم جاگ لو زیر فلک	جاگ کے سونا غافلو زیر زمیں اچھی طرح	،،
نے جائے واں بنے ہے نہ بن جائے چین ہے	کیا کیجئے ہمیں تو ہے مشکل سبھی طرح	،،
ریش سفید شیخ پہ دھوکہ نہ کھائیو	اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	،،
نے تاب ہجر میں ہے نہ آرام وصل میں	کم بخت دل کو چین نہیں ہے کسی طرح	،،
غم نے گھلا دیا مجھے آزار کی طرح	بیمار رہوں میں نرگسِ بیمار کی طرح	،،
کھانا پینا چاہیئے انسان کو انسان کی طرح	بد تمیزی چاہیئے ہرگز نہ حیواں کی طرح	،،
بندگی کار جوانی ست بہ پیری مگزار	در شب تار برہ رو کہ بیاتائی صبح	،،
پیچ پر پیچ پڑا کاکلِ پیچاں کی طرح	حال ابتر ہے مرا زلفِ پریشاں کی طرح	،،
معشوق اور بھی ہیں بتا دے جہان میں	کرتا ہے کون ظلم کسی پر تری طرح	،،
بہ از روے زیباست آواز خوش	کہ این حظ نفس است واں قوت روح	سعدی

خ

کریم وہ بتواضع کرم جو کرتے ہیں	ثمر نہ جھکے کے دے ہے جو پرثمر ہو شاخ	سودا
بد خصلتوں کو کرتا ہے بالانشیں فلک	اونچی ہے آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ	ذوق
کوئی رہ سکتا زمانہ میں نہیں ہے ایک طور	کچھ سے کچھ کر ڈالتا ہے انقلاب دم بھر میں چرخ	ظفر
اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے	بر آورند غلامان او درخت از بیخ	سعدی
بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد	زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ	״
قرب نیکان را نمی باشد سرایت در بدان	گر شکر شیرین نگردد چون بود بادام تلخ	صائب
بسیار کردہ است دم شعلہ را دراز	سوزے شود شامہ کند گریہ شیخ	قاآنی
ہر دم از عمر گرامی ہست گنج بیقیاس	می رود گنجی چنین ہر لحظہ بر باد آخ آخ	جامی

د

محبت است کہ دل را نمی دہد آرام	دگر دلیست کہ آسودگی نمی خواہد	الہام
قانع بتجلی نہ شود شایق دیدار	پروانہ بمہتاب تسلی نتوان کرد	״
گر نخل رفت میوۂ او پایدار باد	دریا اگر گذشت در شاہوار باد	״
میدار سر بخاکساران جہان	شکرانۂ آن کہ سرفرازت کردند	״
تا زندہ ام ز لطف خود از ما مکن دریغ	بعد فنا کسے بکس احسان نمی کند	״
آنکس کہ خند منصب خوارش دہد	اہلیں بکار و بار پریشش دہد	״
ما کار خویش را بخداوندکار ساختہ	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	״
روزم بشب و شب بالم میگذرد	عمرم ہمہ با محنت و غم میگذرد	״
دران بزمے کہ شمع روئے تو نیست	چراغ دیدہ را گل میتوان کرد	״
غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاہد ہمین نفس نفس واپسین بود	

زمان خوش دلی دریاب دریاب	که هر دم در صدف گوهر نباشد	لا اعلم
بلبل زاد بی پا نه نهد در صف گلزار	تا گل بطلب گاری او لب نگشاید	״
دل من نقطه و یاد تو معنیست	معنی از نقطه کی جدا باشد	״
زهی سعادت آنکس که یارش آرد بار	کنم ز بند غم و محنت و الم آزاد	״
نخواهد این چمن از سرو و لاله خالی ماند	یکی همی رود و دیگری همی آید	״
لحن داودی چنان محبوب بود	لیک بر محروم بانگ چوب بود	״
خار رنگین نه شد ز صحبت گل	اثر نیک کی به بد باشد	״
عالم که کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گم است کرا رهبری کند	سعدی
علم را تا نفروشی و عمل را نخری	تا ابد کی ز ذلت گرد جهالت برود	صافی
مشکلی دارم ز دانشمند مجلس باز پرس	توبه فرمایان چرا خود توبه کمتر میکنند	حافظ
تا که از تاب خورشید نباشد کششی	کوشش ذرهٔ بیچاره بجایی نرسد	لا اعلم
گردش گردون گردان گردگان را گرد کرد	به سر اهل تمیز ان ناقصان را مرد کرد	״
تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد	که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد	״
شادمانی بجهان قسمت نادان گشته	هر کجا بود غمی بهر دل دانا شده	״
اهل کرم که عزت مهمان شناختند	خجلت کشند گر غمی از دل برون کنند	کلیم
سعادتمند را باشد گوارا سختی عالم	هما را در گلو هرگز ندیدم استخوان گیرد	حزین
هر که شد خاک نشین برگ و بری پیدا کرد	دانه با خاک چو پیوست سری پیدا کرد	״
جور خود را بر ضعیفان آزماید روزگار	تیغ را دائم برای امتحان بر مو زنند	سلیم
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند	حافظ
طلوع اختر دولت نصیب ناکس شد	سر چراغ به امداد خس بلند شود	لا اعلم
مگو عاقل کجا در محنت ایام می افتد	که مرغ زیرک اینجا بیشتر در دام می افتد	״
نمی باشد نگین قیمتی را نقش در طالع	هنر هر کس که دارد در جهان گمنام میگردد	״
صفا دارد جهان تا دل ز کلفت پاک میباشد	شود ماتم سرا عالم چو دل غمناک می باشد	״

بعالم هر که را بینیم بدل درد و غمی دارد	ز دست غم منال ای دل که غم هم عالمی دارد	لا اعلم
درین دنیا کسی بی غم نباشد	اگر باشد بنی آدم نباشد	"
هوای گلشن هستی شگفتن بر نمی تابد	نصیب غنچه خندیدن نباشد تا نفس دارد	"
نه از دنیا خسی دارم نه پروای کسی دارم	دلی دارم سراسر غم غمی دیگر نمی گنجد	"
دنیا الم غفلت و عقبی غم اعمال	آسودگی از ما دو جهان فاصله دارد	"
خداوند از آن بنده شادان بود	که راضی بکردار یزدان بود	حزین
شکر نعمت واجب آید در خرد	ورنه بگشاید در خشم ابد	معنوی
شکر نعمت نعمتت افزون کند	کفر نعمت از کفت بیرون کند	"
چون نباشد دل خرسند که اکسیر غناست	زین چه حاصل که زر و سیم فراوان باشد	حافظ
غم فردا مخور امروز که تا روز دگر	تکیه بر مهلت دیوان قضا نتوان کرد	صافی
برنمی دارد شراکت ملک تنگ بی غمی	زان سبب اطفال دائم دشمن دیوانه اند	صائب
ندارد حاصلی جز تیره روزی بر تو منت	که ماه از شرم نور عاریت شبها برون آید	لا اعلم
فروغ ماه محالست پایدار بود	دو هفته هست لباسی که مستعار بود	"
صیاد نه هر بار شغالی ببرد	یک روز به بینی که پلنگش بخورد (یا بدرد)	سعدی
هر که بر خویشتن نبخشاید	گر نبخشد بر دگر کسی شاید	"
فضل و هنر ضایعست تا ننمایند	عود بر آتش نهند و مشک بسایند	"
اگر بهر سر موئیت دو صد هنر باشد	هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	"
وجود مردم دانا مثال زر طلاست	که هر کجا رود قدر و قیمتش دانند	"
بزرگزاده نادان بشهر وا ماند	که در دیار غریبش به هیچ بستانند	"
چون در پسر موافقت و دلبری بود	اندیشه نیست گر پدر از وی بری بود	"
بدوزد طمع دیده هوشمند	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند	"
هر که با فولاد بازو پنجه کرد	ساعد سیمین خود را رنجه کرد	"
زمان خوشدلی دریاب دریاب	که دائم در صدف گوهر نباشد	حافظ

هیچ صیقل نکو نداند کرد	آهنی را که بدگهر باشد	سعدی
این حکم و غرور خشم تا چند	هست از تو بزرگ تر خداوند	״
نرود مرغ سوی دانه فراز	چو دگر مرغ بیند اندر بند	״
پند گیر از مصائب دگران	تا نگیرند دیگران ز تو پند	״
آنانکه فخر خویش باجداد میکنند	چون سگ باستخوان دل خورسند میکنند	״
دولت همه عیب مرد پوشد	چون بارش آب گرد پوشد	״
گر همین مکتب است و این ملا	کار طفلان تمام خواهد شد	״
دوستان در زندان بکار آیند	که به سفره همه دشمنان دوست نمایند	״
نخواهم بعد مردن هیچکس بر من کفن پوشد	که چون آتش بمیرد خویش را از خویشتن پوشد	״
بود دانشمندان را اجتناب از نعمت شاهان	برد آئینه در بزم سکندر آب و نان از خود	״
مرد دنیا را از اسباب تعلق چاره نیست	تا بود سر منت دستاری باید کشید	״
خانهٔ هر که باندازه بود چون زنبور	همه ایام حیاتش بحلاوت گذرد	صائب
توانی سبز شد در مجلس روحانیان صائب	ترا چون سرو گر در چار موسم یک قبا باشد	״
گنج زر گر نبود گنج قناعت باقی است	آن که آن داد بشاهان به گدایان این داد	حافظ
رنج بیهوده مبر در پی افزونی رزق	چون مه بدر بیک گردهٔ نان قانع شد	لا اعلم
ندارد چشم احسان از خسیسان همت قانع	محال است استخوان را از دهان سگ هما گیرد	״
عالم بدستگاه قناعت نمی رسد	در چشم مور ملک سلیمان نمی رسد	״
لب تشنه در محیط صدف کرد زندگی	قانع رهین منت حاتم نمی شود	״
کاسهٔ چشم حریفان پر نشد	تا صدف قانع نشد پر در نشد	״
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	همیشه آتش سوزنده اشتها دارد	״
رو نمی سازد ترش صاحب طمع از حرف تلخ	سگ ز حرص طمع سوزن همره نان می خورد	״

مرا ترک طلب سرمایهٔ صاحب کلاهی شد
چو کشکول گدائی واژگون شد تاج شاهی شد

نه قندی که مردم بصورت خورند	که ارباب معنی به کاغذ برند	لا اعلم
گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود	گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود	״
نه زر و سیم نه لعل و گهر خواهد ماند	در بساط تو همین گرد سفر خواهد ماند	مشهدی
بود ملال بمقدار مال هر کس را	بقدر روغن خود هر چراغ می‌سوزد	لا اعلم
گزیند هر که سود دیگران را بر زیان خود	باندک فرصتی صائب زیانش سود می‌گردد	صائب
ز احسان می‌شود صاحب کرم را دولت افزون‌تر	که هر چاه را آب از کشیدن بیش می‌گردد	سلف
نگیرد بقرض هر چه ز هر کس نمی‌دهد	دشنام اگر دهند باو پس نمی‌دهد	سعدیا
می‌کنم شکر بخیلان از کریمان بیشتر	کز ره امساک حفظ آبرویم می‌کنند	صائب
کرم ز بخیل به اما بخیل به ز کریم	بخیل هر که ببیند کسی را گدا نمی‌خواهد	کلیم
عجز با وصف کمالست دلیل عزت	ورنه افتادگی از خار و خسی می‌آید	رسا
محبت را پس از قطع محبت لذتی باشد	که نخل شاخ پیوندی به از اول ثمر دارد	صائب
یکسان بخوب و زشت جهان می‌کند نظر	آنرا که همچو آئینه هموار کرده اند	مخلص
هر آن کس که گردن بفرمان دهد	بسی بر نیاید که فرمان برد	سعدیا
ز اتفاق مگس شهد می‌شود پیدا	خدا چه لذت شیرین در اتفاق نهاد	صائب
پاک طینت کامل از تنها نشینی می‌شود	قطره گوهر از ره عزلت نشینی می‌شود	״
از ضعف بهر جا که نشستند نشستند	خیزند چسان چونکه نشستند فتادند	
خود را چنانکه هستی بنما بعیب جویان	چون پای پرده نداری کی پرده ور نباشد	کلیم
عقل اگر داری بچشم کم مبین دیوانه را	یکتن فهیم بیابان را مسخر می‌کند	״
کم بختی هنرمند نقص هنر نباشد	گر رشته نارسا شد عیب گهر نباشد	״
رزق آنچنان خوش است که کم کم رسد بدست	زهرست روزیی که بیکبار می‌رسد	״
در علم خویش دشمن عریان بدن ندارد	مرگش کسی نخواهد هر کس کفن ندارد	״
با آن گروه که از ساغر وفا مستند	ز ما سلام رسانید هر کجا هستند	״
رشته عمر بمقراض دو لب قطع شود	بیشتر خلق جهان بر سر گفتار شدند	״

عیب پاکان زود بر مردم هویدا می‌شود	در میان شیر خالص موی رسوا می‌شود	لا اعلم
در بند آن نیم که بد گفتنم به غیب	یاد آن کسی بخیر که مرا یاد می‌کند	〃
بر سفال جسم نازک‌بدنان نگذارد جا سبک	از نسیم پیرهن گر نشکند فردا بشکند	〃
زاده ظالم ستمگر می‌شود	تیغ چون بشکست خنجر می‌شود	〃
سخت جانان را گری نرم گردان مشکل است	آب گردد آهن اما باز آهن می‌شود	〃
چو سرکش به سر افتادگی آید مشو غافل	که کار خویش خواهد کرد آتش هر کجا افتد	〃
شد کند از ملایمت من زبان خصم	دندان مار را به نرمی توان کشید	〃
به سختیهای دشمنان و حسود	دوستان را از دست نتوان داد	〃
محبت را پس از قطع محبت لذتی دارد	که شاخ نخل پیوندی به از اول ثمر دارد	〃
مرد را باشد خطر چون عزتش برتر شود	خالی از سفتن نباشد قطره چون گوهر شود	〃
آنرا که زور بازوی کسب و هنر بود	دست پرآبله صدف پرگهر بود	〃
تا برو ز حیات ابد قناعت کن	که خضر وقت بود هر که آبرو دارد	〃
دشواری ندارد راه فنا و لیکن	راهی که بی رفیق است دشوار می‌نماید	〃
گره ز ناخن تدبیر کی گشاده شود	که از کلید غلط بستگی زیاده شود	〃
قسمت ازلی باش از جهان خرسند	که چون فضول شود میهمان گران گردد	〃
قفل قسمت به تدبیر کسی وا نکند	ورنه در زیر فلک اهل خرد بسیار اند	〃
نصیب گر بود چو صدف رزق از آسمان ریزد		
چو قسمت نیست روزی از دهن چون آسیا ریزد		〃
رزق را روزی رسان مقدار هر پیمانه داد	خوشه را چندین شکم داد و بهر یک دانه داد	〃
چه کار از یاری دوران بر آید	بهمت کارها آسان بر آید	〃
از تلخی سوال کسی که واقف است	فرصت لب کشودن سائل نمی‌دهد	〃
چشم پوشیدن نزد دنیا بر خسیسان مشکل است	نیست ممکن کاسه خود را گدا وارون کند	〃

بے ریاضت نتواں شہرۂ آفاق شدن	مہ چو لاغر شود انگشت نما میگردد	لا اعلم
ہرکہ دارد ہمت والا بجائے میرسد	رفتہ رفتہ شمع را استادگی رفتار شد	″
رشتۂ سعی قوی کن کہ رسیدن نتواں	بر سر کنگرۂ مقصود چو بگسست کمند	جامی
مرغ پر نارستہ چوں پراں شود	لقمۂ ہر گربۂ دراں شود	معنوی
ہرکہ خدمت کرد او مخدوم شد	ہرکہ خود را دید او محروم شد	″
بے ادب تنہا نہ خود را ساخت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	″
چوں قضائے حق رضائے بندہ شد	لطف حق را لائق و زیبندہ شد	″
خواجہ پندارد کہ روزی دہ دہد	این نمیداند روزی دہ دہد	لا اعلم
رو بسوئے ہرکہ آرم رو بگرداند ز من	بخت چوں گردد زبوں بر تن قبا دشمن شود	مخفی
مکن اندیشۂ ماضی مشو در فکر مستقبل ہم	غنیمت داں ہمیں دم را کہ ہر دم کیمیا باشد	″
رفیق اہل غفلت عاقبت از کار میماند	چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار میماند	″
بسان شیشۂ خالی کہ بگذارند بر طاقش	بود بے آبرو مفلس اگر بالا نشین گردد	غنی
بفہم ہیچ مضموں بہ زلب بستن نمی آید	خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمی آید	″
نمی سازد غذائے چرب زائل ضعف پیری را	کماں را گرچہ روغن میدہی فربہ نمی گردد	″
گوید زبان شیشہ نہانی بگوش جام	ہرکس کہ سرکشد بجہاں سرنگوں شود	″
من از قدم سعی بمقصود رسیدم	ہر آبلہ پائے مراقبلہ نما شد	″
ز راہ حرص عجب نیست گر بخاک فتند	سبکرواں کہ چو شاہیں بلند پرواز اند	″
بصورت ہمہ آدمی پیکر اند	بہ سیرت بسے کم ز گاو و خر اند	″
با خاطر افسردہ داں چند تواں بود	با مردہ بیک گور چساں بند تواں بود	″
اگر بظاہر زاہد از دنیا کند پہلو تہی	از فریب او مشو غافل کہ میداں میکند	″
در سنگ خارا نیز سخن میکند اثر	کوہ از صدا ہمیں سخن اظہار میکند	″
کم از کژدم نباشد اختلاط تلخ گفتاراں	گزیدن چوں زباں عادت نماید نیش میگردد	″
گدا و شاہ را از خاکساراں ہست آسائش	زمیں چوں می طپد ویرانہ آباد میگردد	″

دل چو خالی شد از خیال خودی	حرم خاص کبریا باشد	〃
با مهر و ذره پرتو فیض ازل یکیست	هر کس بقدر همت خود کار می برد	〃
شد چشم من ز نعمت عمر دو روزه سیر	از روزگار خضر و مسیحا چه دیده اند	〃
بے جوهران به تربیت آدم نمی شوند	شبنم به بوئے گل نتواند گلاب شد	امین
شد از زبان شمع مرا روشن این سخن	چون شمع میخورد سر خود هر که سر کشید	شوکت
آهن از معدن فولاد برون می آید	لیک ز آمیزش او قابل جوهر نشود	ظهیر
مرد را بر تن لباس معرفت آرایش ست	زن طبیعت میل بر دیبائے زرکش می کند	〃
کے از جمع زر کم شود حرص ممسک	کسے از نخوردن کجا سیر گردد	کاشی
شرف مرد بجود ست و کرامت به سجود	هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود	وحید
راه پر دور است و من بس ناتوان	بار عصیانم گرانی می کند	مجذوب
در سخن هرگز نماند جوهر قابل نهان	بوئے گل تا غنچه لب وا کرد عریان می شود	مهربان
در سخن گفتن خطائے جاهلان پیدا شود	تیر کج چون از کمان بیرون رود رسوا شود	صائب
بغیر شهد خموشی کدام شیرین ست	که از حلاوت آن لب بیکدگر چسپید	〃
اطلس و دیبا نباشد پوشش آزادگان	در لباس عیب پوشی زندگانی میکنند	〃
اهل دل را به بدی یاد مکن بعد از مرگ	خواب و بیداری این طائفه یکسان باشد	〃
از تامل میتوان دریافت صائب عیب خویش	وائے بر آن کس که این آئینه را دور افگند	〃
ما پیش پائے خویش ندیدیم همچون شمع	تا دیگران ز دیدهٔ بینا چه دیده اند	〃
کسیکه عیب ترا پیش چشم بنگارد	ببوس دیدهٔ او را که بر تو حق دارد	〃
میرسد فیض سبکروحان باطراف جهان	می شود آفاق روشن صبح چون خندان شود	〃
مردم کوته نظر در انتظار محشر اند	دیدهٔ روشن دلان آئینهٔ محشر بود	〃
بخدمت بنده از آزادمردان زود میگردد	ایاز از حسن خدمت عاقبت محمود میگردد	〃
منعم از خواب عدم تیره روان برخیزد	هر که شب سیر خورد صبح گران برخیزد	〃
خودی سرگشته دارد راه پیمایان عالم را	ز خود هر کس که پا بیرون گذارد رهنما گردد	〃

آنکه مایه دار بود خود نمائی نیست	هرگز گلی کسی به سر باغبان ندید	صائب
مشو از شکر حق غافل که حق از خلق نعمت را	نمیگردد بکف اما به کفران باز می گیرد	″
مرد حق را چون شناسد زاهد حق ناشناس	چون رسد در دیگری هر کس که از خود باز ماند	″
عجز و فنا و نیست سرانجام سرکشی	چون شعله شد ضعیف بخس التجا برد	″
مانند نور دیده عزیز است در نظر	هر خورده را کسیکه چو عینک بزرگ دید	″
صحبت یاران یکدل رهنمای مطلب ست	آبها یکجا شوند و روی در دریا کنند	″
اگر دو یار موافق زبان یکی سازند	فلک بیک تن تنها چه می تواند کرد	″
در وطن فیض سفر نیست قدم بیرون نه	قطره در آب محال است که گوهر گردد	″
می شود روشن ز آتش بوی هر هیزم که هست	نیست ممکن عیب خود کس در سفر پنهان کند	″
در قبضه سعی است کلید در روزی	شیر از کشش طفل ز پستان بدر آید	″
دهان هر که بد آموز شد بحرف سوال	جراحتی ست که هرگز بهم نمی آید	″
ز فریاد و فغان طبل تهی سیری نمیدارد	ندارد گوش امن آنکس که در بند شکم باشد	″
آسمان را دل نسوزد بر شکایت پیشه گان	دایه بیزار است از طفلیکه پستان میگزد	″
سختی پذیر باش که گرد سفید رو	هر دانه که در دهن آسیا فتاد	″
سپهر نیک و بد از یکدگر جدا نکند	تمیز گندم و جو از هم آسیا نکند	″
دل ز قید جسم چون آزاد گردد وا شود	چون حباب از خود کند قالب تهی دریا شود	″
معلوم شد ز خواب گران گذشتگان	کاسودگی نهفته بزیر زمین بود	″
زخم شمشیر قضا از سینه می روید چو گل	از زره پوشی چه حاصل از سپرداری چه سود	″
ز مشرق میشود هر اختری در وقت خود طالع	رسد چون نوبت ما طفل را دندان برون آید	″
لطف حق در سنگ روزی میرساند بیدریغ	بهر روزی آدمی چندین چرا غم میخورد	″
بهر کاری که همت بسته گردد	اگر خاری بود گلدسته گردد	″
بهشت آنجا که آزاری نباشد	کسی را با کسی کاری نباشد	″
عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم که مغز استخوان سوزد	لا اعلم

چلتے چلتے جگ بھیا بھیک دوارہ دور	گھڑی گھڑی پگ تھکے رہوں بسور بسور	لا اعلم
رونق خوبی ست ایدل منگسل از روشندلاں	گل جدا از شمع چو افتاد بدبو می شود	کلیم
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود	صیقلے آں تیرگی از روئے او برد	
رفیق اہل غفلت عاقبت از کار می ماند	چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار می ماند	غنی
رو دنان کے بخود درماندگا نرا کار بکشاید	گرہ امکاں ندارد باز از انگشت پا گردد	محمو۔
با خاطر افسردہ دلاں چند تواں بود	با مردہ بیک گور چساں بند تواں بود	حزیں
چوں مزاج آدمی گل خوار شد	زرد و بدرنگ و سقیم و خوار شد	״
ہر کہ با ناراستاں ہم سنگ شد	در کمی افتاد و عقلش دنگ شد	״
زندگانی غافلاں خواب و خیال بیش نیست	حیف اوقاتیکہ صرف صحبت جاہل کنند	مخفی
کس نیاموخت علم تیر از من	کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد	سعدی
بے جوہراں بہ تربیت آدم نمی شوند	شبنم بہ بوئے گل نتواند گلاب شد	امین
بالزام پیاپے ابلہے ملزم نمی گردد	اگر صد سال الزامش دہی آدم نمی گردد	صائب
در ذکر خدا بہ کہ شود حرف چو تسبیح	ایام حیاتیکہ بہ صد سال برآید	״
قامت ہر کہ شود خم ز عبادت صائب	خاتم دست سلیمانِ جہاں می گردد	״
بہار جوانی پیر اطاعت کن	کہ چوب خشک چو گردید خم نمی گردد	״
از عصائے خود خطر دارند کوراں وقت جنگ	بے بصیرت از دلیل خویش ملزم می شود	״
در دست چہ دارند بجز دیدۂ نگراں	آنہا کہ دریں باغ چو نرگس نگرانند	״
جواں را صحبت پیراں حصار عاقبت گردد	بخاک خوں نشیند تیر چوں دور از کماں گردد	״
صحبت نیکاں خسیاں را دعائے جوشن ست	امین ست از سوختن تا خار در بستاں بود	״
ناقصاں را صحبت کامل عیاراں کیمیاست	خاک را از پرتو خورشید تاباں می کند	״
پذیرائے نصیحت نیست دل اہل تنعم را	چو کاغذ چرب باشد نقش را دشوار می گردد	״
بہرۂ خواجہ ز اسباب بجز محنت نیست	عرق از بار گراں قسمت حمال بود	״
از چشمۂ خورشید مجو آب مروت	کیں چشمہ ز چشم دگراں آب برآرد	״

نیست غیر از خوردن خوں روزی النصیب	آسیا بیدانہ چوں گردید خود را می خورد	صائب
میتوانی دوزخ خود را بہشتی ساختن	کوثر نقد ز چشم اشک بارت دادہ اند	״
باران بے محل ندہد نفع کشت را	در وقت پیری اشک ندامت چہ میکند	״
سخن از استماع قدر پذیرد صائب	قطرہ در گوش صدف گوہر شہوار شود	״
نکشد سر بگریباں خجالت صائب	ہر کہ امروز در اندیشۂ فردا باشد	״
از پایۂ خود پائے نہد ہر کہ فرو تر	مستی است کہ پروائے لب بام ندارد	״
نہ ہمیں روزی خورد مہماں ز خواں میزباں	میزباں ہم رزق خود از خوان مہماں میخورد	״
آنچناں کز کاوش آب چشمہ می گردد زیاد	دخل ارباب کرم افزوں ز سائل می شود	״
ز ریزش ابر نباشد بہ فشردن موقوف	از کریماں چہ ضرورت ست طلب باید کرد	״
ہیچ صیقل نکو نداند کرد	آہنے را کہ بد گہر باشد	سعدی
با گرسنگی قوت پرہیز نماند	افلاس عناں از کف تقوی بستاند	״
بپوش گر بخطائے رسی و طعنہ مزن	کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود	״
اے حمال عیب خویشتن آید	طعنہ بر عیب دیگراں مزنید	״
ہر کہ عیب دیگراں پیش تو آورد و شمرد	بیگماں عیب تو پیش دیگراں خواہد برد	״
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنہ پاکاں برد	״
مر استاد را ہر کہ محکوم شد	بسے بر نیاید کہ مخدوم شد	״
نبیدانی اے کودک پاپسند	کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند	״
عدو را بالطاف گردن بہ بند	کہ نتواں برید بہ تیغ ایں کمند	״
چو دشمن کرم بیند و لطف و جود	نیاید دگر خبث ازو در وجود	״
اگر چہل سالہ را عقل و ادب نیست	بہ تحقیقش نشاید آدمی خواند	״
یا وفا خود نبود در عالم	یا مگر کس دریں زمانہ نکرد	״
بہ سرو گفت کسے میوہ نمے آری	جواب داد کہ آزادگاں تہی دست اند	״
گرچہ بیروں ز رزق نتواں خورد	در طلب کاہلی نباید کرد	״

ہر کہ نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد	سعدی
خردمند مردم ہنر پرورند	کہ تن پروراں از ہنر لاغر اند	″
اگر بہر سر موییت دو صد ہنر باشد	ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	″
بزرگی بایدت بخشندگی کن	کہ دانہ تا نیفشانی نروید	″
کرا در خرد رائے باشد بلند	نگوید سخن ہائے ناسودمند	نظامی
نپرسیدہ ہر کو سخن یاد کرد	ہمہ گفتہ خویش بر باد کرد	″
تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن	کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند	حافظ
گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض	ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجاں نشود	″
با عقل و فہم و دانش داد سخن تواں داد	چوں جمع شد معانی گوئے سخن تواں زد	″
برق تجلی و نفس اہل دل یکے ست	منصور دار شجر طور مے کنند	″
بخواری منگر اے منعم ضعیفان و نحیفاں را	کہ صدر مسند عزت فقیر رہ نشیں دارد	″
خوں میخوریم ولے نہ جائے شکایت است	روزی ما ز خوان کرم ایں نوالہ بود	″
قومے بجد و جہد نہادند وصل دوست	قومے دگر حوالہ بتقدیر می کنند	″
جہل را در جنگ دانش لشکرے درکار نیست	صد فلاطوں را یکے کج ملزم می کند	کلیم
ہر چند خرمی جہاں را سبب نہم	مانند ابر ہیچکسم شادماں ندید	
کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست	ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید	حافظ
نیک و بد چوں ہمی بباید مرد	خنک آں کس کہ گوئے نیکی برد	سعدی
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشہ باید چید	″
ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوید	حیف باشد کہ جز نکو گوید	″
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر	زاں بیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند	″
تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد	″
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست	شاید کہ پلنگ خفتہ باشد	
پسر نوح با بداں بنشست	خانداں نبوتش گم شد	

سگ اصحاب کہف روزے چند	پے نیکاں گرفت مردم شد	سعدی
دیدیم بسے کہ آب سرچشمہ خورد	چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد	〃
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	〃
پادشاہے کہ طرح ظلم فگند	پائے دیوار ملک خویش بکند	〃
بنی آدم اعضائے یکدیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جوہر اند	〃
بروئے خود در طماع باز نتواں کرد	چو باز شد بہ درشتی فراز نتواں کرد	〃
ہر کجا چشمہ بود شیریں	مردم و مرغ و مور گرد آیند	〃
ہمائے بر ہمہ مرغاں ازاں شرف دارد	کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد	〃
اگر صد سال گبر آتش فروزد	چو یکدم اندراں افتد بسوزد	〃
منشیں ترش از گردش ایام کہ صبر	گرچہ تلخ است ولیکن بر شیریں دارد	〃
خدائے راست مسلم بزرگی و الطاف	کہ جرم بیند و ناں برقرار میدارد	〃 .
بزرگی بایدت بخشندگی کن	کہ دانہ تا نیفشانی نروید	〃
آتش سوزاں نکند با سپند	آنچہ کند دود دل دردمند	〃
گرچہ تیر از کماں ہمی گزرد	از کماں دار بیند اہل خرد	〃
زور مندی مکن بر اہل زمیں	تا دعائے بر آسماں نرود	〃
حذر کن ز درد درونہائے ریش	کہ ریش درون عاقبت سر کند	〃
بہم بر مکن تا توانی دلے	کہ آہے جہانے بہم برکند	〃
تا توانی درون کس مخراش	کاندریں راہ خارہا باشد	〃
کار درویش مستمند برآر	کہ ترا نیز کارہا باشد	〃
بناداں آں چناں روزی رساند	کہ دانا اندراں حیراں بماند	〃
تشنہ سوختہ در چشمہ روشن چو رسید	تو مپندار کہ از پیل دماں اندیشد	〃
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خواں	عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد	〃
بزرگش نخوانند اہل خرد	کہ نام بزرگاں بزشتی برد	〃

هر که عیب دگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دگران خواهد برد	سعدی
در قزاگند مرد باید بود	بر مخنث سلاح جنگ چه سود	″
پارسا بین که خرقه در بر کرد	جامهٔ کعبه را جل خر کرد	″
ای بسا اسپ تیز رو که بماند	که خر لنگ جان بمنزل برد	″
میفتد آخر بدستش دولت دنیا و دین	هر که پای او بدامان توکل میرسد	حزین
گفت پیغمبر بآواز بلند	بر توکل زانوی اشتر ببند	معنوی
موج را سر رشته میگردد بدریا منتهی	راه های مختلف آخر بیکجا میرسد	صائب
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
ببین کرامت بتخانهٔ مرا ای شیخ	که چون خراب شود خانهٔ خدا گردد	برهمن
مهر و رقت وصف انسانی بود	خشم و شهوت وصف حیوانی بود	معنوی
نیست جا در سینهای صاف زنگ کینه را	گرد از آتش تهی سنگیکه مینا می شود	ناصر علی
صورت نه بست در دل ما کینهٔ کسی	آئینه هر چه دید فراموش می کند	″
کلفت طبع ندارند نهان صاف دلان	دُرد در شیشهٔ شفاف نمایان باشد	″
بیاموز ازین مهره لاجورد	که با سرخ سرخ است با زرد زرد	نظامی
آدم ز خلق خوش بمقام ملک رسید	خونیکه مشک ناب شود پاک می شود	صائب
از زبان نرم صورت میپذیرد کار سخت	خامهٔ نقاش کوهی را بموی میکشد	مخلص
به نرمی با درشتان میتوان ساخت	زبان همخانهٔ دندان از آن شد	کلیم
خو کن بحرب نرمی تا آفتی نه بینی	نگر که نخل مومی باک از خزان ندارد	راسخ
مشکل بود گرفتن چیزی ز دست خلق	دست کسی بگیر اگر دست میدهد	غنی
حسن تو همیشه در فزون باد	رویت همه سال لاله گون باد	″
نمی آید بکار تیز طبعان جوهر ذاتی	ز آب خود لب شمشیر هرگز تر نمیگردد	غنی
در ره وحدت حشم در کار نیست	مه ز گردون خیمه بر سر می شود	نامی
رفیق خوب نایاب است چون اکسیر در عالم	بدست هر که افتد کیمیا گر میتواند شد	

اقلیم دل بزور میسر نمی شود	این فتح بی شکست میسر نمی شود	صائب
رها کن رهی کان زیان آورد	زه بد خلل در کمان آورد	نظامی
دور نشاط زود بانجام میرسد	می چون دوساله عمر کند پیر می شود	صائب
هشیار المجلس مستان که میبرد	از بهر عیب خویش نگهبان که میبرد	”
غنیمتی شمرای شمع وصل پروانه	که این معامله تا صبحدم نخواهد ماند	حافظ
سیماب از قرار بود قابل گداز	آرام نیز باعث آزار می شود	رسا
نشوید باده از دل گرد کلفت دردمندانرا	بتردستی ازرخ آئینه بی زنگار کی گردد	صائب
بخون نتوان زروی تیغ شستن خط جوهررا	بزور باده از دل ریشه غم بر نمی آید	”
علم و عقل آنکه ندارد می وافیونش ده	هر دو پا لنگ چو باشد دو عصا می باید	حزین
هر حبابیکه سر از باده برآرد گوید	بر سر ساغر خانه توان داد بباد	غنی
دهن خویش بدشنام میالا صائب	کین زر قلب بهر کس که دهی باز دهد	صائب
غنی زخم زبان را هیچ مرهم به نمی سازد	مگر جرح زبان خاصیت زخم دهان دارد	غنی
نکند زخم زبان بیخبران رابیدار	پای خوابیده چه پروای مغیلان دارد	صائب
هنرزاده بی هنر چون بود	پدر ٹره باشد پسر تون بود	لا اعلم
شرف مرد بجود است و کرامت بسجود	هر که این هر دو ندارد عدمش به زوجود	”
عاقبت گرگ زاده گرگ شود	گرچه با آدمی بزرگ شود	سعدی
مبین بچشم حقارت بهیچ خصم ضعیف	که پشه مغز برآورد از سر نمرود	صائب
باز گردیدن ندارد سود جاهل راز جهل	قلب نادان گر کنی صد بار نادان می شود	بیگ
دشمن زندگی است موی سفید	روی دشمن سیاه باید کرد	
بخود محتاج خواهد پست فطرت دردمندانرا	طبیب از صحت بیمار خود رنجور می گردد	صائب
فریب پرورش باغبان مخور ای گل	که آب میدهد اما گلاب می گیرد	”
مخند ای نوجوان بهار بر سر موسفیدما	نه این برگ پریشان بر لب هر بام میریزد	”
گر صفای حرم کعبه ز زمزم باشد	زمزم کعبه دل دیده پرنم باشد	

همت درویش از منعم شدن کمتر شود	از چکیدن باز ماند قطره چون گوهر شود	ناصرعلی
هر که زشت است همان زشت بعقبی خیزد	کور از خواب محال است که بینا خیزد	صائب
نزد گر زاهد خشک است رهبر بی‌تمیزان را	که نابینا عصا را رهنمای خویش میداند	غنی
در جهان امروز از بس قدر اهل زر بود	مینزند پهلو به عیسی هر که صاحب زر بود	صانع
کسب کمال اهل جهان کسب زر بود	علامه آن بود که زرش بیشتر بود	صائب
زر پرستی می کند دل را سیاه	آخر این صفرا بسودا می کشد	بیدل
آنانکه خاک را به نظر کیمیا کنند	آیا بود که گوشهٔ چشمی بما کنند	لا اعلم
قدری که به تعظیم کسان کاسته گردد	مردی بچنان قدر کسی آراسته گردد	〃
خران را کسی در عروسی نخواند	مگر وقت آن کاب و هیزم نماند	نظامی
که داند که فردا چه خواهد رسید	ز دیده که خواهد شدن ناپدید	لا اعلم
بکام جوانی توانی رسید	چو پیری رسد گوشه باید گزید	〃
دری را که از غیب شد ناپدید	بجز غیبدان کس نداند کلید	〃
بسا قفل کاز انبیا بی کلید	کشاینده ناگه آید پدید	〃
بیک تاجور تخت باشد بلند	چو افزون شود ملک یابد گزند	〃
نکو رای چون رای را بد کند	خرابی در آبادی خود کند	〃
بشغل جهان رنج بردن چه سود	که روزی بکوشش نیابد فزود	〃
در خرج بر خود چنان بر مبند	که گردی ز ناخوردنش دردمند	〃
چو عضوی شود گنده باید برید	دگر نه کند عضو دیگر پلید	〃
بهر کس دولت دنیا بآئینی اثر بخشد	بهر برجی رسد خورشید تاثیری دگر بخشد	رضا
ز بخشش دریادلان را احتیاج عذر نیست	زخم روی آب کی محتاج مرهم می شود	غنی
نشوند اهل بصیرت از برای دیگران محزون	گرفتار بلا گر دل شود از دیده آب آید	خالص
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحی ها	که تیغ سنگ فسان را سیاه رو سازد	صائب
چو می بینم کسی از کوی او دل شاد می آید	فریبی کز وی اول خورده بودم یاد می آید	〃

شرانگیز مردم سوی شر رود	که کژدم سوی خانه کمتر رود	لاأعلم
هست حسن بی بقا شایستهٔ دلبستگی	با چراغ برق یک پروانه همراهی نکرد	غنی
جوهر قابل بود از تربیت بس بی نیاز	رفته رفته شیر در بادام روغن می شود	ناصر علی
ز دست تهی بر نیاید امید	بزر برکنی چشم دیو سفید	سعدی
ز رفعت بیشتر باشد صلابت خاکساران را	زبالا سوی پستی هر که بیند هراس آید	جودت
گفتمش چیست کتخدائی گفت	ساعتی عیش و غصه سالی چند	عمر خیام
نباشد بیش اهل دل فروغ اهل دعوی را	دهد شمع ازمیان چون مهر نور افشان برون آید	حزین
از طعنهٔ دشمن نشود رنجه دل ما	خاطر ز ستایشگر نادان گله دارد	لاأعلم
بمایه توان از پسر سود کرد	چه سود افتد آنرا که سرمایه خورد	"
زن و فرزند و یار و خویش و پیوند	برادرخواندگان کاروانند	"
سعدیا مرد نکونام نمیرد هرگز	مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند	سعدی
هر که بگل در بماند تا که نگیرند دست	هرچه کند جهد بیش پایش فروتر شود	لاأعلم
تا رنج تحمل نکنی گنج نه بینی	تا شب نرود صبح پدیدار نگردد	"
ای جوان بر قامت خم گشتهٔ پیران مخند	رفته رفته زندگی بار گرانی می شود	واثق
خر عیسی اگر بمکه رود	چون بیاید هنوز خر باشد	سعدی
غافل نیم ز صورت واماندگان خاک	در پای من ز آبله آئینه بسته اند	
آنانکه دل بغیبت ما شاد می کنند	بارے بدان خوشم که مرا یاد می کنند	حاجب
در بند آن نیم که بدشنام یا بغیبت	یادش بخیر هر که مرا یاد می کند	کاشی
دولت چو یافت بدگهر از وی کناره کن	درنده تر شود چو سگ سفله سیر شد	لاأعلم
با سفلگان شراکت روزی زیان بود	سگ دشمن گدا بیک پاره نان بود	حزین
هرچه بر نفس خویش نه پسندی	نیز بر نفس دیگران مپسند	سعدی
سر آنگه ببالین نهد هوشمند	که خوابش بقهر اندر آرد به بند	لاأعلم
خر عیسی اگرچه هست خری	بر خر دیگران شرف دارد	"

ده مرده مرد را احمق کند	عقل را بی نور و بی رونق کند	معنوی
چون ز نامردی دل آگنده بود	ریش و سبلت موجب خنده بود	لا اعلم
هر که افعال دام و دد بود	بر گریبانش گمان بد بود	″
هست تنهائی به از یاران بد	نیک چون با بد نشیند هست بد	″
خاکساران جهان را بحقارت منگر	تو چه دانی که درین گرد سوارے باشد	حافظ
سخن گفتن آنکه بود سودمند	کزان گفته آوازه گردد بلند	نظامی
اگر نخل خرما نباشد بلند	ز تاراج هر طفل یابد گزند	لا اعلم
ز هر آدمی سرفرازی کند	سر آن شد که مردم نوازی کند	″
چو باران که یک یک مهیا شود	شود سیل و آنگه بدریا شود	″
عشاق دیگر از که وفا آرزو کنند	دل نیز رفته رفته با آن بی وفا رسید	″
عارفان صائب ز سعد و نحس انجم فارغند	صلح کل با ثابت و سیار انجم کرده اند	صائب
بمرد آخر و نیک نامی ببرد	زهی نیک نامے که نامش نمرد	لا اعلم
بر اندازه بیخے که خار آورد	درختی بپرور که بار آورد	″
نیک سهل ست زنده بیجان کرد	کشته را باز زنده نتوان کرد	″
ندهد مرد هوشمند جواب	مگر آنگه کزو سوال کنند	سعدی
بداں را نیک دار اے مرد هشیار	که نیکان خود بزرگ و نیک روز اند	لا اعلم
از حاضران بخیر نکردند خلق یاد	از یاد رفتگان همه کس یاد می کنند	″
پند گیر از مصائب دگران	تا نگیرند دیگران ز تو پند	″
بزرگان مسافر بجان پرورند	که نام نکوئی بعالم برند	سعدی
دل بیهده دار و ز سخن چشم سعادت	از سایهٔ خود فیض کجا بال هما برد	لا اعلم
مشو زنهار در دولت ز حال دوستان غافل	که این خواب گران با دولت بیدار می باشد	″
خارج از امکان عقلی روز و شب کوشیده ام	حاصل دانش مرا جز عین نادانی نبود	″
بدنیا قدر ارباب مذلت بیش می باشد	کف سائل ز اعضائے دگر در پیش می باشد	″

در بزم وصال تو به هنگام تماشا	نظاره ز جنبیدن مژگان گله دارد	لا اعلم
منگر بچشم کم بعزیزان عزیز من	یوسف غلام کس بخریدن نمی شود	صائب
دنی با کار بی رنج کسان سامان نمی یابد	چو رگ تا نریزد خون مردم نان نمی یابد	اثر
اصیل زاده چو مفلس شود ازو بپیوند	درخت گل چو تهی گشت بارور گردد	لا اعلم
در جوانی میتوان برخورد صائب از حیات	در بهار این چنین تخمی نمی کاری چه سود	صائب
بد را کدورت از دل بی کینه میرسد	زنگی خجل شود چو به آئینه میرسد	"
هوس چون بی نهایت شد نماند جای آسایش	چو دریا بی کنار افتاد طوفان بیشتر باشد	حزین
خود را بهر که سنجی چیزی ز خویش کم کن	خواهی که زر تو افزون کس در هنر نباشد	کلیم
چو کم خوردن طبیعت شد کسی را	چو سختی بیش آید سهل گیرد	سعدی
رتبه عالی نسب از عجز افزون تر شود	قطره از بالا به پستی چون رسد گوهر شود	لا اعلم
بر صدر بود چشم تواضع طلبان را	آسوده بود هر که بپایان نشیند	"
دل بدشمن چون ملایم شد مصفا می شود	سنگ با آتش چو نرمی کرد مینا می شود	"
گوشه گیران کامیاب از عالم بالا شوند	فکرها از گوشه گیری آسمان پیما شوند	"
از تواضعهای مردم سخت حیرانم غنی	هر که می افتد بپایم کنده پا می شود	غنی
کلفت زدای کینه دلها تواضع است	از تیشه میتوان گره سنگ باز کرد	لا اعلم
بدین رواق زبرجد نوشته اند بزر	که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند	حافظ
با کریمی گر کنی احسان سزد	هر یکی را او عوض هفصد دهد	معنوی
ز ما بیحاصلان از حاصل دنیا چه میپرسی	که هر کس تخم افشاندست از حاصل خبر دارد	صائب
کرم پیشه کن کادمی زاده صید	باحسان توان کرد و وحشی بقید	سعدی
بعالم کسی سر برآرد بلند	که در کار عالم بود هوشمند	"
آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند	السی
نیست در گل شوخی بوی که در عطر گل است	فیض پاکان از گداز دل دو بالا می شود	مهربان
بار استان توان برد از پی راه حق را	موسی صلاح دیگر غیر از عصا ندارد	صائب

صافی ولان ندانند آیین پرده پوشی	آیینه زشت و زیبا ناچار می نماید	حزین
هر آن کس که جور بزرگان نبرد	نسوزد دلش بر ضعیفان خورد	سعدی
نه آیین عقل است و رای خرد	که دانا فریب مشعبد خرد	״
هر که چون رشته زباریک خیالان گردد	روزیش تنگ تر از رشته سوزن باشد	صائب
نه دانا بسعی اجل جان برد	نه نادان بناساز خوردن بمرد	سعدی
از بدان فیض مجالست به نیکان برسد	تیر کج باعث آرام نشان می گردد	لااعلم
آنها که زخم از سنگ خاموش خورده اند	از نفس آرمیده حذر بیشتر کنند	صائب
تا دخل نباشد نتوان خرج نمودن	کز بستگی گوش زبان لال برآید	״
زبیگانگان چشم زن کور باد	چو بیرون شد از خانه در گور باد	سعدی
تسکین دل زصحبت روشندلان طلب	آیینه بیقراری سیماب می برد	مخمور
چون یوسف از امداد جنسیان مرو از راه	کز چاه برآرند و ببازار فروشند	صائب
تیغ بر مرده کشیدن زجوان مردی نیست	غیبت مردم پیشینه نمی باید کرد	״
در چراغ دیده من آب روشن می شود	بخت چون باشد چراغ از آب روشن می شود	״
فیض سخن باهل سخن گو نمی رسد	از نافه بوی مشک بآهو نمی رسد	غنی
صائب شعر نکو عمر فراوان دارد	قول مردان جهان سخت سخن جان دارد	صائب
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر	آری شود ولیک بخون جگر شود	حافظ
آینده را قیاس کن از حال خود ببین	کز رفتگان بخیر کجا یاد می کنند	صائب
از حاضران بخیر نه کردند خلق یاد	از یاد رفتگان همه کس یاد می کنند	لااعلم
دور دستان را باحسان یاد کردن همت است	ورنه هر نخل بپای خود ثمر می افکند	״
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
بدان را نوازش کن ای نیک مرد	که سگ پاس دارد چو نان تو خورد	سعدی
اهل سعادت از پی ایذا نمی شوند	بر بستر هیچ کس پر و بال هما ندید	لااعلم
ستم بر زیر دستان مرد سرکش را خطر دارد	فلک را شیوه عاجز کشی زیر و زبر دارد	آفرین

تار و پود موج این دریا بهم پیوسته است	میزند بر هم جهان را هر که یک دل بشکند	صائب
نیست ارباب ستم را بهره از رزق حلال	تیغ دایم آب در جو دارد و خوں می خورد	راقم
زیر دست اضطراب و زبردست آسودگی دارد	دو شاهد بر کلام من دو سنگ آسیا باشد	لا اعلم
زینهار ایمن مباش ای ظالم از خشم حلیم	چوں زمین در جنبش آید خانها ویران کند	غنی
ز پند سخت ناصح ظلم ظالم میشود افزوں	دم شمشیر چوں بر سنگ ساید تیزتر گردد	لا اعلم
نیست ظالم را بس از مظلوم چندان فرصتے	شمع با پروانه در یک شب ز محفل میرود	״
پادشاہے که طرح ظلم فگند	پایۂ دیوار ملک خویش بکند	سعدی
با مردم فتاده مکن دشمنی که برق	بر خرمنی نتاخت که خود هم فنا نه شد	لا اعلم
جفا جو با ستمگار احذر از آه مظلوماں	که تیر آه مظلوماں نہاں در سنگ جا دارد	״
دولت دنیا که تمنا کند	با که وفا کرد که با ما کند	״
سکندر شه هفت کشور نماند	نماند کسے چوں سکندر نماند	نظامی
دل چوں اطفال مبند در پی نقش و نگار	کیں بہاریست که یکدست خزاں خواهد شد	لا اعلم
عقده دل بستگی را اندکی باز کن	ورنه مرگ این رشته را یکبار غافل میکند	״
دل در جہاں مبند که این نو نہال را	از بهر سر زمین دگر آفریده اند	״
فلک اسباب دنیا زاں برائے ناکساں دارد	هما گر سایه دارد برای استخواں دارد	״
جہاں در جہاں خلق بسیار دید	رسید از همه با کسے نارسید	״
دل تاریک را از فکر دنیا نیست دل گیری	که باغ و گلستانی چغد جز ویراں نمی باشد	״
مالداران جہاں سرمست غفلت گشته اند	نقش دنیا رود رم اینجا طلسم خواب شد	فاروق
اہل عالم طفل طبعانند و بیمار ہوس	کی تواند طفل چوں بیمار شد پرہیز کرد	کلیم
ترک آسایش اگر لذت ندارد پس چرا	گل تپاں نازک تنی از خار بستر میکند	״
دل را مکن بصحبت اہل زمانه بند	مثل حباب در برج از کرانه بند	اظہر
خوشا شمعیکه سر تا پا بسوزد	بسازد با خود و تنها بسوزد	لا اعلم
مئے صرف وحدت کسی نوش کرد	که دنیا و عقبا فراموش کرد	״

دست چوں عیسیٰ از دنیا پاک بباید فشاند	گرد ره در دامن افلاک می باید فشاند	صائب
مقید دو جہاں کی شود بیک سر مو	کسیکہ شیوۂ اہل قلندری دارد	صافی
ہما بہ کہ امروز مردم خو رند	کہ فردا ایں از من بغارت برند	سعدی
خانہ عمر تو میریزد شب و روز از فلک	تا بکی غافل نشینی خانہ ویراں میشود	مخفی
تار و پود عالم امکاں بہم پیوستہ است	عالمی را شاد کرد آنکس کہ دل را شاد کرد	لا اعلم
احساں ہنر ہی نیست بہ امید تلافی	نیکے بکسے کن کہ بکار تو نیاید	صائب
چو از افلاس کس بیمار باشد	علاجش شربت دینار باشد	حزیں
عاقلاں را مالش ایام ہوش افزا شود	چشم بے مالیدن از خواب گراں کے وا شود	سرخوش
تقدیر قطع رشتۂ تدبیر مے کند	تدبیر سادہ لوح چہ تقدیر میکند	صائب
بجام خضر اگر دسترس بود زنہار	چو نیست از کف ہم مشرب احتراز کنید	صافی
یا کعبہ یا کنشت بروزیں سر دو راه	یکدل نمی تواں بدو قبلہ نماز کرد	صائب
میکند نان بخیل آئینہ دل را سیاه	وائے بر آں کس کہ برنان خسے مہماں شود	لا اعلم
فریب جود فرومایگان مخور زنہار	کہ می کنند ترا اخرج تا عطا بخشند	″
مرنج از طعنۂ خصم و مکن عرض کمال خود	کہ خود عیب و ہنر بہتر کند اظہار حال خود	حزیں
نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند	نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند	لا اعلم
پیش لایعقل ز دانش دم زدن دیوانگی ست	گفتگوے عقل را با مردم عاقل کنید	مخفی
کمینہ قدر چو پا بدر راستی گزرد	پیادہ پیشہ کند کجروی چو فرزیں شد	بیدل
گفتار صدق باعث آزار می شود	چوں قول حق بلند شود دار می شود	صائب
بچشم سرمہ با ایں خیر خواہی خوش نمی آید	کند ہر گاہ احسانے بمردم خود نما باشد	لا اعلم
مرد تمام آنکہ نگفت بکرد	وآنکہ بگوید نکند نیم مرد	″
سخت بد کسے کہ یار بود	سگ گزد گر شتر سوار بود	″
مکن تکبر و فخر اے جواں کہ عالم پیر	بسے زنخوت شداد و نماد دارد یاد	″
اہل دنیا را ز دنیا بیشتر باشد خطر	زن چو با غیر آشنا شد دشمن شوہر شود	″

نباید از دعاے زاہدان خشک ترسیدن	که از شمشیر چوبین ہیچ بوے خون نمی آید	فانی
حباب از سربلندی پایمال موج میگردد	غبار از خاکساری سر به اوج آسمان دارد	قاسم
سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می شود	نیشکر را بند بالا کم حلاوت می شود	آزاد
یاری بظاہر چه کار آید خوش آن یاری که او	هم بظاہر یار بود و هم بباطن یار بود	وحشی
کدام چیز عزیزان ز یکدگر گیرند	بغیر آن که ز احوال هم خبر گیرند	آشنا
این سخن از پیر کنعانم بخاطر مانده است	دیدن روے عزیزان چشم روشن میکند	حسن
کامل نشود چو مرد گردد بخانه بند	آرد چو باز پر نشود آشیانه بند	والا
نباشد مردم صاحب طمع را همت عالی	که مقناطیس را چیزے بجز آہن نمی گیرد	لا اعلم
جوہر نمائے گوہر ذاتی خویش باش	خاکش بسر که زنده بنام پدر بود	″
دانی که چه گفت زال با رستم گرد	دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد	سعدی
نه محقق بود نه دانشمند	چارپاے برو کتابے چند	″
قاصد خوش خبر امروز نواساز آمد	کز سفر یار سفر کرده ما باز آمد	
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر	زان پیشتر که بانگ برآید فلان نماند	سعدی
کار بروقت نگہدار که تا نفع بود	نوش دارد که پس از مرگ بسہراب دہند	
دانی که برہمند سبک رو سوار کیست	عمر عزیز ماست که برباد می رود	لا اعلم
از دست گداے بینوا ناید ہیچ	جز آن که بصدق دل دعاے بکند	″
غافل یه لوگ چین سے بیٹھے ہیں ہے غضب	کوس رحیل کی ہے صدا روز یہاں بلند	افسوس
گر پیر نود ساله بمیرد عجبے نیست	این ماتم سخت است که گویند جوان مرد	لا اعلم
شاہ ما را دہ دہد منت نہد	رازق ما رزق بے منت دہد	″
با صاف دل مجادله با خویش دشمنیست	ہر کس کشد بر آئینه خنجر بخود کشد	″
ہمنشین تو از تو به باید	تا ترا عقل و دین بیفزاید	″
بترس از آه مظلوماں که ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید	″
حلم حق با تو مواسا کند	چونکه از حد بگذرد رسوا کند	″

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر	کماں چوں تن بکشیدن دہد کباد شود	لااعلم
اگر صد عیب دارد مرد درویش	رفیقانش یکے از صد ندانند	״
کار دنیا کسے بتمام نکرد	ہر چہ گیرید مختصر گیرید	״
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند	حافظ
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد	اگر ناخدا جامہ بر تن درد۔	لااعلم
مکن نماز بر آں ہیچکس کہ ہیچ نکرد	کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد	״
اے بسا اسپ تیزرو کہ بماند	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	سعدی
چہ داند کس کہ چندیں در چہ کارند	ہمہ تن روشدہ رو در کہ آرند	جامی
ذوق جہاں ندارد بے دوست زندگانی	بے دوست زندگانی ذوق جہاں ندارد	حافظ
ذکر ایشاں ذکر آں یزداں بود	یاد نیکاں یاد آں سبحان بود	لااعلم
رہ برو بے راہ مرد ہر چند رہ پیچاں بود	زن مکن دختر مکن ہر چند زن ارزاں بود	״
لقمہ کہ سر پوشش نہ بروے تو بود۔	از مگس و مور اماں کئے بود	״
ذرہ را تا نہ بود ہمت عالی حافظ	لائق خطرہ خورشید درخشاں نبود	حافظ
رحم کردن بر ضعیفان رحم بر خود کردنست	وائے بر شیرے کہ آتش در نیستاں افگند	لااعلم
بس کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ	کہ چوں خراب شود خانہ خدا گردد	״
در کعبہ و بتخانہ سنگ شد و چوب شد	یک جا حجر الاسود یک جا بت ہندو شد	״
ز رنج و راحت گیتی مشو غافل مرنجاں دل	کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد	״
مسجد و دیر کعبہ و بتخانہ یکے است	ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغائے تو بود	״
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد	سعدی
کرد عزم سفر لطف خدا یار تو باد	ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد	لااعلم
شیران جہاں اسیر یک زن شدہ اند۔	اے وائے بر آنکس کہ دو زن میطلبد	״
مفلساں را کس نمی پرسند دنیا کن قیاس	چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد	״
گویند مرداں غم دیوانہ میخورند	دیوانہ ہم شدیم و غم ما کسے نخورد	״

آنچہ نصیب است بہم می رسد	گر نہ ستانی بستم می رسد	لااعلم
ہر گیاہے کہ بر زمیں روید	وحدہ لاشریک لہ گوید	فیفی
چوں باراں کہ یک یک جہا شود	شود سیل و آنگہ بدریا شود	لااعلم
بہ دنبال روزی چہ باید دوید	تو بنشین کہ خود روزی آید پدید	״
کار نہ ایں گنبد گردوں کند	ہرچہ کند ہمت مرداں کند	״
سگے را نشانی بہ بخت بلند	بلیسیدن آسیای رود۔	״
دشمن دانا کہ پئے جاں بود	بہتر ازاں دوست کہ ناداں بود	״
دوستاں در زنداں بکار آیند	کہ بر سفرۂ دشمناں ہم دوست نمایند	״
ہمت اگر ہمت مرداں بود	مور تواند کہ سلیماں بود	״
بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد	چوں باز کنی مادر مادر باشد	״
بسیار آسیا کو غریواں بود	چوں بنید مزدور دیواں بود	״
دلبر آں نیست کہ موئے ومیانے دارد	بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد	״
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند	״
تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد	سعدی
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	״
شپرہ گر وصل آفتاب نخواہد	رونق بازار آفتاب نکاہد	״
حسد ہرجا کہ آتش بر فروزد	ہم از اول حسوداں را بسوزد	״
دریں باغ سروے نیاید بلند	کہ باد اجل بیخش ازبن نکند	لااعلم
ہرکہ بیہودہ گردں افرازد	خویشتن را بگردن اندازد	״
دانہ زیر افتد زبر دستش کند	خوشہ سر برکشد زیر افتد	״
ہرکہ شد خاکنشین برگ و برے پیدا کرد	سبز شد دانہ کہ با خاک سری پیدا کرد	״
ہرکہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد	سعدی
درہمہ کار مشورہ باید	کار بے مشورہ نمی شاید	لااعلم

چون بنده خدائے خویش خواند	باید که بجز خدا نداند	سعدی
چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزی	بده وگرنه ستمگر بزور بستاند	〃
آواز خوش از کام ودهان ولب شیرین	گر نغمه کند ور نکند دل بفریبد	〃
ترک دنیا بمردم آموزند	خویشتن سیم وغله اندازند	〃
عالم آنکس بود که بد نکند	نه بگوید بخلق وخود نکند	〃
عالم که کامرانی وتن پروری کند	او خویشتن گم است کرا رهبری کند	〃
هزار خویش که بیگانه از خدا باشد	فدائے یک تن بیگانه کآشنا باشد	〃
گرچه بیرون ز رزق نتوان خورد	در طلب کاهلی نباید کرد	〃
آسیا زیرین متحرک نیست	لاجرم تحمل بار گران میکند	〃
صیاد نه هر بار شغالے ببرد	باشد که یکے روز پلنگش بدرد (یا بخورد)	〃
شب پره گر وصل آفتاب نخواهد	رونق بازار آفتاب نکاهد	〃
هرکه دل پیش دلبرے دارد	ریش در دست دیگرے دارد	〃
وفاداری مدار از بلبلان چشم	که هردم بر گل دیگر سرایند	〃
زن کز مرد بے رضا برخیزد	بس فتنه وجنگ از آن سرا برخیزد	〃
سگ بدریائے هفتگانه بشوے	که چون ترشد پلیدتر باشد	〃
اگر ریگ بیابان دُر شود	چشم گدایان پُر نشود	〃
هرکه با اهل خود وفا نکند	نشود دوست روے ودانشمند	〃
فرشته خوے شود آدمی بکم خوردن	دگر خورد چو بهایم بیوفتد چو جماد	〃
مکن نماز بر آن هیچکس که هیچ نکرد	که عمر در سر تحصیل مال کرد ونخورد	〃
سمند بادپا از تک فرو ماند	شتربان همچنان آهسته می راند	〃
سنگ بدگوهر اگر کاسهٔ زرین شکند	قیمت سنگ نیفزاید وزر کم نشود	〃
دوستے را که همه عمر فراچنگ آرند	نشاید که بیک دم بیازارند	〃
در خرمی بر سرائے ببند	که بانگ زن از وے برآید بلند	

حال درماندگان کسے داند	کہ باحوال خویش درماند	سعدی
ہر کہ بر زیر دستان نہ بخشاید	بجفائے زیر دستاں گرفتار آید	”
چو کم خوردن طبیعت شد کسے را	چو سختی پیش آید سہل گیرد	”
بخندان بخور کز دہانت بر آید دُر	بخندانکہ از ضعف جانت بر آید	”
گر گل شکر خوری بتکلف زیاں کند	ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود	”
ہر کہ نان از عمل خویش خورد	منّت حاتم طائی نبرد	”
عاجز باشد کہ دست قوت یابد	برخیزد و دست عاجزان برتابد	”
آنکس کہ توانگرت نمی گرداند	او مصلحت تو از تو بہتر داند	”
سخن نیز دسخندان ادا کمن حافظ	کہ تحفہ کس دُر و گوہر بہ بحر و کان نبرد	حافظ
سود و زیاں مایہ چہ خواہد شدن ز دست	از بہر ایں معاملہ غمگیں مباش و شاد۔	”
مزن دم ز حکمت کہ در وقت مرگ	ارسطو دہد جاں چو بیچارہ شد	”
گفتگو از عقد دنداں گوہر غلطاں شود	پوچ گو گردد دہن سالیکہ بے دنداں شود	صائب
چند بتواں ساخت موی خویش چوں قیر از خضاب	چوں نمی گردد جواں دل از سیہ کاری چہ سود	”
خضاب پردہ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد	صائب
ریخت دنداں ہائے سگ چوں پیر شد	ترک حیواں کرد و سرگیں گیر شد	مثنوی
مرد در کشور ما روے بخوں رنگ کنند	کیں خضابیست کز و پیر جواں میگردد	مخلص
نمی سازد غذائے چرب اہل ضعف پیری را	کماں را اگرچہ روغن میدہی فربہ نمیگردد	ناصر علی
مشورت در کارہا واجب بود	تا پشیمانی در آخر کم شود۔	مثنوی
عذر احمق بدتر از جرمش بود۔	عذر و انا در پے علمش بود	”
پائے استدلالیاں چوبیں بود	پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود	”
چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد	صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد	”
کلید گنج وجود دست معرفت ایدل	بکوش تا بکف آری کلید گنج وجود	”
ہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد۔	بداں ماند کہ آتش اندک را مہمل گرداند	”

حقوق خدمت صد ساله لعب طفلان ست	یکشورسے که درو کودکاں خداوندانند	حافظ
چوں که اسرارت نہاں در دل بود	آں ارادت زود برحاصل شود	״
زانکه چوں سگ سیر شد سرکش شود۔	کے بسوے صید و شکار خوشش دود	״
مہر زن بر دہن خنده که در بزم جہاں	سر خود می خورد آں پسته که خنداں باشد	صائب
چارهٔ دل عقل پرتدبیر نتوانست کرد	خضر ایں ویرانه را تعمیر نتوانست کرد	״
اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست	خواب شب تعبیر خواہد یافت چوں فردا شود	عالی
بخنده زندگی خویش را مده برباد	که درچمن گل ناشگفته بیشتر ماند	صائب
ہرزه گویاں بر سر خود خود بلا می آورند	خندهٔ کبکاں دلیل راه شاہیں میشود	راسخ
مآل خندهٔ شادی بود پشیمانی	گلاب تلخ ز گل یادگاری ماند	صائب
زابر گریاں شاخ سبز و تر شود	زانکه شمع از گریه روشن تر شود	
در دل پیر تمناے خزاں بسیارست	ایں بہاریست که در فصل خزاں می باشد	صائب
آدمی پیر چه شد حرص جواں می گردد	خواب در وقت سحرگاه گراں می گردد	لااعلم
بفگنده است پیری خواجه را ایں رعشه در اعضا	کز و دلبستگیہا بر سر اسباب می لرزد	
گفتم نکنم میل بخوباں چو شوم پیر	فریاد که چوں پیر شدم حرص فزوں شد	״
داغ دشمن کاتی از دوراں کم فرصت ندید	دوستاں راہرکه درایام دولت یاد کرد	״
بے ادب تنہا نه خود را داشت بد۔	بلکه آتش در ہمه آفاق زد۔	״
ناز این قدر بنعمت و نیاز بہر چیست	ایں تحفه را بدست تو در خواب داده اند	״
تنگدستی فی الحقیقت مایه دیوانگی ست	بید از بے حاصلی در باغ مجنوں می شود	کلیم
بے مگس ہرگز نباشد عنکبوت	رزق را روزی رساں پر می دہد۔	״
دوستی با ناتواناں مایه روشن دلی ست	موم چوں با رشته سازد شمع محفل می شود	״
بگذر ز جمع مال که زنبور بے نصیب	با خویشتن ز شان عسل نیش می برد۔	״
زامیزش کجاں نشود طبع راست کج	از اتصال حرف الف خم نمی شود۔	״
ایمن ز کجرواں نتواں شد بہیچ حال	خط بر زمیں ز رفتن خود مار می کشد	״

بحرف هیچ کس انگشت اعتراض منه	که مستفیض شود از تو و عدو گردد	لا اعلم
جادهٔ سر منزل ما راستی ست	چون برون افتد خط از مسطر پریشان میشود	،،
در زیر بار قرض نماند کف کریم	با دستگیر خلق خدا یاری شود	،،
باادب با همه سر کن که دل شاه و گدا	در ترازوی مکافات برابر باشد	،،
ز فکر بیش و کم رزق غم مخور صائب	که راه طی شود و توشه در کمر ماند	صائب
هر کس که بی رفیق موافق سفر کند	با خود هزار قافله تشویش می برد	،،
هزار بار شود آشنا و دیگر بار	مرا ببیند و گوید که این چه کس باشد	،،
حضور قلب بود شرط در ادای نماز	حضور خلق ترا در نماز می آید	صائب
روزی اگر بسر رسدت تنگدل مباش	رو شکر کن مباد کزین هم بتر شود	حافظ
کریم اوست که خود را بخیل میداند	عزیز اوست که خود را ذلیل میداند	صائب
سعادت ازلی را بکسب نتوان یافت	که زاغ از خورش استخوان هما نشود	کلیم
مکن با دوستان از آشنائی اختلاط افزون	درآید چون درون دیده مژگان خار می گردد	غنی
به بستان آمدن خون جگر را شیر می سازد	جوان را کدم اندوه غریبی پیر می سازد	حزین
از در حق بدر خلق مبر حاجت خویش	شکوهٔ یار با اغیار نمی باید کرد	عاقل
سخت گفتن به محل به ز خوشامد باشد	هر سخن وقتی و هر نکته مکانی دارد	صائب
جواب تلخ به نقد از لب ترش رویان	هزار بار به از قند انتظار آمد ،،	لا اعلم
بزرگش نخوانند اهل خرد	که نام بزرگان به زشتی برد	سعدی
از ابلیس هرگز نیاید سجود	نه از بدگهر نیکوئی در وجود	،،
بکار کس نمی آید نسب مخفی درین عالم	خر عیسی حسب مندست گر در کیسه زر دارد	مخفی
تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار	که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند ،،	حافظ
حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست	که آشنا سخن آشنا نگهدارد ،،	لا اعلم
من این مرقع پشمینه بهر آن دارم ،،	که زیر خرقه کشم مے کس این گمان نبرد	،،
هر کجا داغ بایدت فرمود	چون تو مرهم نهی ندارد سود	،،

تهی دست گر مایه داری کند	چو لنگی ست کو راهواری کند	لاعلم
بد اصل را چگونه توان کرد تربیت	کس در درون جامه چرا مار پرورد	"
ناصح از روی درشتی سخن ار گفت چه باک	صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد	"
شوق در گفتگو نمی آید	بحر اندر سبو نمی آید۔	"
گر قلم قصه شوق تو نویسد همه عمر	عمر آخر شود و قصه بپایان نرسد	"
کرده عزم سفر لطف خدا یار تو باد	همت اہل نظر قافله سالار تو باد	"
هر که آسودگی و راحت جست	دل خود را ز بخت شاد نکرد	"
مرا ای کاش که مادر نمی زاد	وگر می زاد پس شیرم نمی داد	"
علاج نفس کافر را بهنگام جوانی کن	که این مار سیه چون پیر گردد اژدها گردد	"
جوانمرد همواره با کس بود	کس او را نباشد که ناکس بود	"
عمرت دراز باد که ایزد برای خلق	دست ترا کلید در رزق آفرید۔	"
بنام آنکه او نامی ندارد	بهر نامی که خوانی سر بر آرد	"
هر گنج سعادت که خدا داد بحافظ	از یمن دعای شب و ورد سحری بود	حافظ
محتاج بزیور نبود حسن خداداد	دندان گهر حاجت مسواک ندارد	صائب
می افتد رود سبک سر ز معراج غرور	چقدر کوزه خالی به لب بام بود	"
زمین نرم بود پرده دار دام فریب	ز فکر دشمن هموار احتراز کنید	"
رسد بظالم دیگر ذخیره ظالم	نصیب تیر شود پر چو از عقاب آید	"
حرص از طینت پیران نبرد موی سفید	این پتی نیست که ساکن به تباشیر بود	"
نه هر که چهره برافروخت دلبری داند	نه هر که سر بتراشد قلندری داند	لاعلم
تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من	پیاده میروم و همرهان سوار انند۔	
باین همت عالی نتوانیم رسید	ہاں اگر لطف شما پیش نهد گامی چند	
ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزی کم	کلاه گوشه دهقان بآفتاب رسید	
هر چه گیرد علتی علت شود	کفر گیرد ملتی ملت شود	مولانا روم

جہانت بکام و فلک یار باد	جہاں آفرینت نگہدار باد۔	لا اعلم
لاف دانش میزنی خودرائی دانی چہ سود	دعوے از خود میکنی خودرائی دانی چہ سود	״
درراہ خدا کہ رہزناں اند۔	حقا کہ ہمی زناں زناں اند	״
معاذ اللہ عجب کاریم افتاد	بسر تا بردہ دیواریم افتاد	״
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند	״
تا سرند ہم پا نہ کشم از سر کوشش	نامردی و مردی قدمے فاصلے دارد	״
شد غلامے کہ آب جو آرد	آب جو آمد و غلام ببرد۔	سعدی
چو شبہا نشستم دریں سیر گم	کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم	״
روزگارم بشد بنادانی	من بکردم شما حذر بکنید	״
مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز	آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند	״
امید فیض از نو دولتاں ہرگز مجو صائب	پیادہ چوں شود فرزیں براہ کجروی گردد	صائب
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہر داں بھی	گوشیشۂ ساعت میں رہے ریگ رواں بند	آتش
جہاں گیا میں گیا دام لیکے واں صیاد	پھڑک پھڑک کے قفس ہی میں دونگا جاں صیاد	رند
بعد مرنیکے مری قبر پہ وہ آیا میر	یاد آئی مرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد	میر تقی
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے	یاد آوے گی تجھے میری وفا میرے بعد	خاں
از اختلاط حیاں بیگانہ کَے شود خویش	ہر چند جامہ تنگ است جزو بدن نگردد	لا اعلم
گر ہمیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواہد شد	״
للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست	آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید	״
من از بیگانگان ہرگز نالم	کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد	״
محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی	خدا سے پوچھے شان محمدؐ	״
مشکلے نیست کہ آساں نشود	مرد باید کہ ہراساں نشود	״
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد	دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد	״
نوشتہ بماند سیاہ بر سفید	نویسندہ را نیست فردا امید	״

ہرآں مرد کہ گرد بادہ گردد	اگر رستم بود کون دادہ کرد	لا اعلم
مسکین خر آرزوے دُم کرد	نایافتہ دُم دو گوشش گم کرد	"
گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ ایں بود	گفتا چہ تواں کرد کہ تقدیر چنیں بود	"
زاہداں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند	چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند	"
ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا صائب	چو زن پستاں خود مالد حظوظ نفس کے یابد	صائب
مار کژدم را گفت گزیدن مردم	کفر است زیرا کہ مے میرند۔	لا اعلم
دنداں تو جملہ در دہانند	چشماں تو زیر ابروانند	"
حق کسے را اگر بیند از و	کشتش از خیل خانہ ننوازد	"
بخت چوں خنداں بود سنداں بدنداں بشکند	بخت خواب آلودہ را فالودہ دنداں بشکند	"
اگر رفیق نباشد عصا بگیر عزیز	کہ ہیچ موسے ترا نیز غمگسار بود	"
دریغا کہ عمر جوانی نماند	جوانی چرا زندگانی نماند	"
حریفان بادہا خوردند و رفتند	تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند	"
طلبگار گوہر کہ کانے کند۔	بہ پندار و امید جانے کند	"
آبروے بزم ما اے جان جاناں با تو بود	رونق ایں گلشن اے مرغ سحرخواں با تو بود	"
سفر از غم خلاصی کے دہد محنت نصیباں را	ہماں در بحر باشد گرچہ کشتی بر کنار آید	"
بدی چہ کنی بجائے کسے۔	کہ او نکند بجائے تو بد۔	"
ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ ور دہد	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد	"
شب عشرت غنیمت داں و داد خوشدلی بستاں	کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند	"
نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکساں نکرد	سعدی
چناں پہن خواں کرم گسترد۔	کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد	"
اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند۔	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	"
چہ داند کس کہ چندیں در چہ کار اند۔	ہمہ تن رو شدہ رو در کہ آرند	جامی
پسر نوح با بداں بنشست	خاندان نبوتش گم شد	لا اعلم

وفاداری مجو از بلبلان چشم	که هر دم بر گل دیگر سرایند	لا اعلم
باش با شخص سیاست سر بشوید از مرض	باش تا این درد مند آخر بدرمان میرسد	”
درد مندے که کند درد نهان پیش طبیب	درد او بے سببی قابل درمان نشود	حافظ
اینکه می بینی خلاف آدم اند	نیستند آدم خلاف آدم اند	لا اعلم
بروزد طمع دیدهٔ هوشمند	در آرد طمع مرغ وماهی به بند	”
من ز وضع زمانه در فکرم	که مبادا ازین تبر گردد۔	”
از دست و زبان که بر آید	کز عهدهٔ شکرش بدر آید	سعدی
دانی که بر نگین سلیمان چه نقش بود	خطے بزر نوشته که این نیز بگذرد	لا اعلم
چشمے داری و عالے در نظر است	دیگر چه معلم و کتابت باید۔	”
خدائے راست مسلم بزرگی الطاف	که جرم بیند و نان بر قرار می دارد	سعدی
این نه مردانند اینها صورت اند	بستهٔ نان اند و مرد شهوت اند۔	لا اعلم
حقوق خدمت صد ساله لعب اطفال است	به کشوریکه درو کودکاں خداوند اند	”
بگو دل را که گرد غم نگردد	از یراغم ز خوردن کم نگردد	”
بهانا داں دوست کو دوستان را	غذائے دل و راحت جاں فرستند	”
کمال صدق محبت ببین نه نقص گناه	که هر که بے هنر افتد نظر بعیب کند	”
حجاب نو عروساں در بر شوهر نمیماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند	مخفی
پند حکیم عین صوابست محض خیر	فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید	لا اعلم
چشم دارم که هم زروے کرم	کرمت عذر خواه من باشد	”
وعدهٔ تو هر که باورے کند	انتظارش خاک بر سرے کند	”
هر بیشه گماں مبر که خالی ست	شاید که پلنگ خفته باشد	سعدی
اے دوست بر جنازهٔ دشمن چو بگذری	شادی مکن که بر تو همیں ماجرا رود	لا اعلم
داد غفلت روزگارم را بباد	داد داد از دست غفلت داد داد	”
طالع شهرت رسوائی مجنوں بیش است	ورنه طشت من و او هر دو زیک بام افتاد	”

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدم و بهار آخر شد	لااعلم
گر زهر دهند نوش می باید کرد	دشنام دهند گوش می باید کرد	"
ترا اے عندلیب آں دم شود عید	که سر از تن جدا گردیده باشد	"
بے آه و ناله بر دل ما نگذرد شبے	میراث عندلیب بما از کجا رسید	"
تا که از جانب معشوق نباشد کششے	کوشش عاشق بیچاره بجائے نرسد	"
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چوں ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
مست مے بیدار گردد نیم شب	مست ساقی را قیامت بامداد	لااعلم
مبارک منزلے کاں خانه را ماهی چنین باشد	همایوں کشورے کاں عرصه را شاهی چنین باشد	"
از مکر و فریب زن نباشی ایمن	رم از آهو رمد چرا مکاں گردد	"
ستم ظاهر او لطف نهانی دارد	صید را زود کند ذبح که لاغر نشود	"
خشم هشیار شد چه باید کرد	فتنه بیدار شد چه باید کرد	"
منه راز پنهاں خود در پرند	که آں راز دستے بدستے برند	"
چوں قضا آید طبیب ابله شود	آں دوا در نفع خود گمره شود	"
چو ترک سر نکنی ترک یار باید کرد	ازیں دو کار یکے اختیار باید کرد	"
عشقت نه سرسریست که از دل بدر شود	با شیر اندر آمد و با جاں بدر رود	"
بے دولت اگر مسجد آدینه بسازد	یا طاق فرو افتد و یا قبله کج آید	"
پدر کش بادشاهی را نشاید	دگر شاید بجز شش مه نپاید	"
خزانرا کسے در عروسی نخواهد	مگر آں زماں کاب دهنر فم نماند	"
چراغے را که ایزد بر فرازد	هر آنکه تُف زند ریشش بسوزد	"
کار مرزو درچرخ بساماں نمی رسد	خوں شد دلم ز درد و بدرماں نمی رسد	"
اکنوں کرا دماغ که پرسد ز باغباں	بلبل چه گفت گل چه شنید و صبا چه کرد	"
نه ظالم نه ظلم نه شقاوت بماند	که لعنت برو تا قیامت بماند	"
بسا جواهر خوش آب در ته دریا	فتاده است که کس هیچ زاں ندارد یاد	"

سلطنت سهل ست خود را آشنای فقر کن	قطره تا دریا تواند شد چرا گوهر شود	لا اعلم
بلند و پست جهاں را چو اعتبارے نیست	زمین شدیم چه شد آسمان شدیم چه شد	״
دل ویراں طلب گنج سعادت گر هوش آری	که چغد ایں خراب آباد اقبال هما دارد	״
نه هر مرد هوشمند جواب	مگر آنگه کز و سوال کنند۔	״
ور کریمے دو صد گناه دارد	کرمش عیبها فرو پوشد	״
هر که بر خود در سوال کشاد	تا بمیرد نیاز مند بود۔	״
هر که بزندگی نانش نخورند	چوں بمیرد نامش نه برند	״
هر سخن کاندران نباشد صدق	هیچ خیرے در آں سخن نبود	״
از دست گدائے بنوا آید هیچ	جز آنکه بصدق دل دعائے بکند	״
هر دم زمانه داغ الم بر جگر نهد	یک داغ نیک ناشده داغ دگر دهد	״
خضاب پردهٔ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیله خزاں را بهار نتواں کرد	صائب
آں ناکساں که فخر باجداد میکنند	چوں سگ باستخواں دل خود شاد میکنند	لا اعلم
نخواهد ایں چمن از سرو و لاله خالی ماند	یکے همیرود و دیگرے همی آید۔	״
زهے سعادت آنکس که یارش آرد یار	کنم زبند و غم و محنت و الم آزاد	״
نخست موعظت پیر مجلس ایں سخن است	که از مصاحب ناجنس احتراز کنند	״
هر که او نیک مے کند یابد	نیک و بد هر چه میکند یابد	״
میدار سرے بخاکساراں جهاں	شکرانه آں که سرفرازت کردند	״
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند	حافظ
بذله گوئی و عشوه ساز و شوخ چشم و غمزه زن	خوبروئے کیں چنیں باشد بلائے جان بود	لا اعلم
بسے خانه خراب از مے شد آباد	بسے خانه که دادش باده برباد۔	״
آں زنے را که پشت شد چو کماں	نفس راست همچو تیر شود۔	״
صحبت دخترے که جاں بخشد	زهر قاتل بود چو پیر بود۔	״
در خری بر سرائے بر بند	که بانگ زن از وے برآید بلند	״

زنا محرماں چشم زن کور باد	چو بیروں شد از خانہ در گور باد	لااعلم
زن چو زنبجہ قدم آنسو نہد	مرد ہماں بہ کہ بیک سو جہد	″
علاج دینی و دنیاست صحبت زن نیک	زہے سعادت مردیکہ زن چنین دارد	″
زہمنشین نکو کام دل تواند یافت	کسے کہ طالع فرخندہ ہمنشین دارد	″
صبح پیری می دمد آخر دمے ہشیار شد	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شد	″
چوں توانستم ندانستم چہ سود۔	چوں بدانستم توانستم چہ بود	″
مبادا کس از زن مہر جوید۔	از شورہ بیاباں گل نروید۔	″
خواجہ بیمار شود ببین چہ کساں مے آیند	بہر پرسیدن بیکس مگساں می آیند۔	″
سر بسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد	ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد	″
حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر۔	گل بر نچنید کہ آنکہ ہمہ خار پرورد	″
زن آنچہ کہ در پردہ پنہاں بود	کہ آہنگ بے پردہ افغاں بود	″
درد آنکہ طبیب صبر مے فرماید	ویں نفس حریص را شکر مے آید۔	″
دست خود و دہان خود۔	گر نخوری زبان خود۔	″
سنجیاں ز اموال بر مے خورند	بخیلاں غم سیم و زر مے خورند۔	سعدی
سر سبزی تو ز سر خرد مے خیزد	زاں گونہ کہ زنگار ز مس می زاید۔	لااعلم
سگ بدریائے ہفت گانہ بشو	چوں کہ تر شد پلید خواہد شد	سعدی
سنگ بر بارہ حصار مزن	چہ بود گر حصار سنگ آید	″
شاہ گر لطف بے عدد راند	بندہ باید کہ حد خود داند۔	″
شب گربہ سمور مے نماید	زنگی بچہ حور مے نماید۔	″
ظالم بمرگ دست ندارد از ستم	آخر بعقاب پر تیر مے شود۔	″
کلاغے تگ کبک در گوش کرد	تگ خویشتن ہم فراموش کرد	″
محبت است کہ دل را نمید ہد آرام	دگر نہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد	″
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان	عقل باور نکند کز رمضان اندیشد	سعدی

من و مربی من هر دو آنچناں مفلوک	که هر دو را دو مربی خوب مے باید	لا اعلم
نرخ متاعیکه فراواں بود	گر بمثل جاں بود ارزاں بود.	″
هر که آمد بجهاں زاہل فنا خواہد بود	آنکه پاینده و باقیست خدا خواہد بود	″
هر که سلطان مرید او باشد	گر همه بد کند نکو باشد۔	″
هر که عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد	بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد	سعدی
هر که گریزد ز خرابات شاه.	بارکش غول بیاباں بود	
چناں با نیک و بد عرفی بسر کن تا پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزاند	عرفی
آنکس که بداند و بداند که نداند	اسپ طرب خویش بمنزل برساند	لا اعلم
آنکس که بداند و بداند که بداند	آں هم خرک لنگ بمنزل برساند	″
اگر ایں بار جاں برم ز غمت	دیگرم عاشقی هوس نبود	″
چشم ازرق موے سگوں رنگ زرد	ایں چنیں کس با کسے نیکی نکرد۔	″
در برابر چو گوسفند سلیم	در قفا همچو گرگ مردم در۔	″
رشته چو گسست میتواں بست	لیکن بمیاں گره بماند	″
شاه اگر لطف بے عدد راند	بنده باید حد خود نگاه دارد	″
کلبهٔ احزاں تسلی بخش نیست	در بیاباں می تواں فریاد کرد	″
قدم نامبارک و مسعود	گر بدریا رود برآرد دود۔	″
هر دم زمانه داغ دگر گونه در دهد	یک داغ نیک ناشده داغ دگر دهد	″
امروز دیگرم بفراق تو شام شد	در آرزوے وصل تو عمرم تمام شد	″
کارے که بعقل بر نیاید	دیوانگیے درد بساید۔	″
سرت همه داراے فلک میداند	کو موے بموے رگ برگ میداند	″
دشمن دانا که غم جاں بود	بهتر از آں دوست که ناداں بود	″
بد اندیش هم در سر شر رود	چو کژدم که تا خانه کمتر رود۔	″
مارا ز تو چشم بد ایام جدا کرد	چشم بد ایام چگویم که چها کرد	″

تو جان منی و عزم رفتن داری	چوں جاں برود ایں تن بیجاں چہ کند	لا اعلم
دولت چو بہ پیشکاری آید	ہر کار چناں کند کہ شاید	//
ازیں نوید مبارک کہ ناگہاں آمد	بشارتے بدل و مژدہ بجاں آمد	//
خدائے کہ بالا و پست آفرید	زبردست ہر زیردست آفرید	//
سگ اصحاب کہف روزے چند	پے نیکاں گرفت مردم شد	سعدی
کلاغے تگ کبک درگوش کرد	تگ خویشتن را فراموش کرد	لا اعلم
زرخ متاعیکہ فراداں بود	گر بہ مثل جان بود ارزاں بود	//
ہر کجا چشمہ بود شیریں	مردم و مرغ و مور گرد آیند	سعدی
زمانہ دگرگونہ آئیں نہاد	شد آں مرغ کو بیضۂ زریں نہاد	نظامی
گر مصور صورت آنجا بجاں خواہد کشید	حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید	لا اعلم
خطت دمید و مطلب عاشق تمام شد	اے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد	//
نازک بدن چنانکہ اگر بگذرد بر آب	چوں پائے بر حباب نہد آبلہ فتد	//
گر نمی پرسی کہ یارے داشتم حالش چہ شد	کشتۂ من نیم جانے داشت احوالش چہ شد	//
عید اگر نزدیک باشد ما غریباں را چہ سود	چوں ازاں مہ وعدۂ دیدار می افتد بعید	//
دل کہ افسردہ شد از سینہ بروں باید کرد	مردہ ہر چند عزیز است نگہ نتواں کرد	//
بعالم ہر کرا بینم بدل دردو غمے دارد	ز دست غم منال اے دل کہ غم ہم عالمے دارد	//
دل بمہرش چہ نہم کہ بعہدش چکنم	کہ بیک صحبت اغیار دگرگوں گردد	//
در ہمہ کار مشورت باید	کار بے مشورت نکو ناید	//
بدی چہ کنی بجائے کسے	کہ او نکند بجائے تو بد	//
داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد	//
از سفرہا بندہ کیخسرو شود	بے سفرہا ماہ کے خسرو شود	//
فکر آیندہ مکن بیہدہ تصدیع مکش	خود بخود ہر چہ نصیب است ہماں خواہد بود	//
چہ می پرسی ز من حال دل غمدیدہ اے جان شد	دلم شد خون و خوں شد آب و آب از دیدہ بیروں شد	//

تو دور افتادگانرا گاه گاہے یاد میکردی لا اعلم
مگر گم کرد قاصد ره که پیغامی نمی آرد ۔ ״
جواب نامه ام زان شاه خوبان دیر می آید ۔ ״
جوان گر میرسد قاصد ز کویش پیر می آید ״

شب هجران تو از روز قیامت کم نیست	غالباً روز قیامت شب هجران باشد	״
اگرچه وعدهٔ خوبان وفا نمیدارد	خوش آن حیات که در انتظار میگذرد	״
بگوشم مژدهٔ وصل از در و دیوار می آید	دلم هم می طپد در سینه امشب یار می آید	״
دردم ز حد گذشت بدرمان خبر کنید	کارم بجان رسید بجانان خبر کنید	״
گویند روز حشر بپایان نمیرسد	صد روز آن بیک شب هجران نمیرسد	״
تا کے از وعدهٔ وصلم دهی اے شوخ فریب	این سخن را بکسے گو که ترا نشناسد	״
من پند کسان نمی کنم گوش	این را به کسے دگر بگویند	״
ندانم من ترا در دل چه افتاد	که دادی صحبت دیرینه بر باد	״
رفت آن بیوفا از نامه ام شادم نکرد	من بسے یادش چو کردم او مرا یادم نکرد	״
مگر آب و هواے آن زمین خاصیتے دارد	که هر کس میرود آنجا فرامش کار میگردد	״
مدتے شد که ره مهر و وفا مسدود است	نه کسے میرود آنجا نه کسے می آید ۔	״
بیا بیا که جدائی نهایتے دارد .	طپیدن دل بے صبر غایتے دارد	״
از درد هجر شکوه ز جانان نمی کنم	گیرم همان که وعده نمود و وفا نکرد	״
نمی آئی نمیخواهی نمی جوئی نمی پرسی	چرا از آشنایان اینقدر کس بے خبر باشد	״
گوهر پاک بباید که شود قابل فیض	ورنه هر سنگ و کلوخے دُر و مرجان نشود	״
گر جان بدهی سنگ سیه لعل نه گردد	با طینت اصلی چه کند بدگهر افتاد	״
اے کبک خوش خرام کجا می روی بایست	غره مشو که گربهٔ عابد نماز کرد	״
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر	آرے شود ولیک بخون جگر شود	״
اشقیا را دیدهٔ بینا نبود	نیک و بد در دیدهٔ شان یکسان بود	״

عروس ملک نکو روے دختر ست دے	وفائی کند این سست مهر با دا ما د	لااعلم
عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بهر دل عامے چند	״
زخورده گیری روز حساب آزادم	ورق سیاه چنان کرده ام که نتوان خواند	طاهر
حسود را نتوان کرد از جدل خاموش	مگر به تیغ تغافل زبان بریده شود	عزت
غمناک نه باید بود از طعن حسود ای دل	شاید که چو وا بینی خیرے تو درین باشد	حافظ
تا دخل نباشد نتوان خرج نمودن	گز بستگئ گوش زبان لال بر آمد	صائب
از گلوی خود ربودن وقت حاجت همت است	ورنه هر کس وقت سیری پیش سگان افگند	لااعلم
سر خدا که عارف سالک بکس نگفت.	در حیرتم که باده فروش از کجا شنید	״
بیا تا در صف رندان بہ بانگ چنگ می نوشیم	که ساز شرع زین افسانه بی قانون نخواهد شد	״
راز مگشاے بر کس که درین مرکز خاک	سیر کردیم بسے محرم اسرار نبود	״
روز هجران و شب فرقت یار آخر شد	زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد	״
بخلق احسان نمودن موجب آخر نکو باشد	خار از دستگیری مردم آخر سرخرو باشد	״
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	تا نسوزد شمع کے پروانه شیدا می شود	״
به تدبیر رستم در آید به بند	که اسفندیارش نه جست از کمند	״
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	همیشه آتش سوزنده اشتها دارد	״
غفلت بجهان اگر نمی شد	از عمر وی بسر می شد.	״
توانگری نه بود مال دیگران خوردن	نظر بنان گدائے توانگران نکنند.	״
چار من آب ست اگر خواهی کنی غسل بدن	قطرهٔ زین آب بهر غسل دل کافی بود.	״
یوسف از تعبیر خواب خویش آگاهی نداشت	کارساز دیگران در کار خود بیچاره بود.	״
شاد باش اے دل که آخر عقده ها وا میشود	قطرهٔ ماهی رسد جاے که دریا میشود.	״
مملکت با معدلت خوشتر بود	ثمرهٔ دارین ازان حاصل شود	״
هر که تعجیل کند پیرو شیطان گردد	آخر از فعل بد خویش پشیمان گردد	״
گوش بر گفته بیهوده غماز منه	کو ز بدخوئی خود خانه برانداز ماد.	״

وقت از دست رفته باز نه آید	غافلی این چنین نمی شاید۔	لااعلم
در تعجیل مگشا در امورات	قدم سنجیده نه کز جا نلغزد	″
شرط عقل اینکه سعی بنماید	تا به تقدیر او چه می آید۔	″
هر ضعیفی که با قوی پیچید	آب دانسته زهر را نوشید	″
نیک را عاقبت همان نیک است	بد بماند آنکه خوی بد دارد	″
صحبت نیک چو شیر است در آب	نه چو هیزم که همه نار شود	″
تواضع ترا ارجمندی دهد	ز روی شرف سر بلندی دهد	″
خیر کن یا دلیل خیر باش	تا ترا هم دران ثواب دهند۔	″
دولتیان رخ ز جهان تافتند	دولت باقی ز کرم یافتند۔	″
بهمه خلق جهان خلق پسندیده نمای	که سوی خلد برین راه بدان خواهد بود	″
ملک می طلبی پیروی دلها کن	لشکرت گر نبود ملک مسلم نشود	″
هر شاه که او نیت خود راست کند	یابد ز خدای آنچه درخواست کند۔	″
بنای کار بنه بر ثبات و امین باش	که هر بنا که بر اصل ست پایدار بود	″
در فراغت کوش و در لذت که نیست	آرزو را هیچ پایانی پدید۔	″
بنای دولت خویش آن کسی خراب کند	که شام می خورد و صبحگاه خواب کند	″
سخی را شرم می آید که ز سایل	خجل از درگه او باز گردد۔	″
تقدیر چو سابق ست تعلیم چه سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود	″
ما کار خویشتن را بخداوند کارساز	بگزاشتیم تا کرم او چها کند	″
گرت چو نوح نبی هست صبر در غم طوفان	بلا بگردد و کام هزار ساله بر آید	″
نه بدعوی ست قدر و قیمت مرد	قیمت مرا صبر باید کرد	″
شکر سوی شهر سعادت برد	هر که کند شکر زیادت برد	″
هر که باخلاص قدم میزند۔	عیسی وقتست که دم میزند	″
نکورو تاب مستوری ندارد	و ار بندی سر از روزن بر آرد	″

هر کار که عارست ملال افزاید	در حالت احتیاج بد نه بنماید	لااعلم
دلیرے که او شیر را پے کند	نه همچوں توئی عاجزی کے کند	〃
جراحتے که ز تیغ زباں رسد بر دل	به هیچ مرهم راحت نکو نخواهد شد	〃
آنچه داری بخور امروز غم دهر مخور	چوں بفردا برسی روزئ فردا برسد	〃
کار درویش مستمند برآر	که ترا نیز کارها باشد۔	〃
چوں توانستی ندانستی چه سود	چوں بدانستی توانستی نه بود	〃
چوں خداوند از تو خوشنود ست	خشم دیگر کساں ضرر نکند	〃
شکر نعمت نعمت افزوں میدهد	مفلساں را گنج قاروں میدهد	〃
گر جانب حق نگاه داری	حق نیز ترا نگاه دارد	〃
زاں پیشتر که مرگ بناگه فرا رسد	خورشید عمر بر سر کوه فنا رسد	〃
بد اصل را چگونه کسے تربیت کند	در جیب خود چگونه کسے مار پرورد۔	〃
قلم رخت جائے تواند کشید	که شمشیر نتواند آنجا رسید	〃
بجائے خار گلبن می نشاند	بجائے زهر شکر می چشاند	〃
مرد قانع بزرگوار بود	طامع البته خوار و زار بود	〃
ترا شب به عیش و طرب میرود	چه دانی که بر ما چه شب میرود	
هر که از سودائے شهوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	〃
چوں تو نتوانی کشیدن بار خود	بار اگر نکشد مرنج از یار خود۔	〃
آتشے را که خلق از و سوزند	جز بکشتن علاج نتوان کرد	〃
گر تیغ سیاست سلاطین نبود	در عالم خاک آب خوش کس نخورد	〃
سخن که آن ز غرض پاک و از طمع خالیست	اگر بسنگ بگوئی دراں اثر دارد	〃
خوش بود گر محک تجربه آید بمیاں	تا سیه روئے شود هر که دروغش باشد	〃
من نه آنم که سر از خط وفا بر دارم	گرچه سازند جدا چوں قلم بند ز بند	〃
کارها راست کند عاقل کامل بسخن	که بصد لشکر جرار میسر نشود	〃

راز خود با کسے نباید گفت	کہ بسے اندران خطر باشد	لا اعلم
راستی راہست راہ مستقیم	گر دراں خارے فتد دور افگند	"
ز فیض خدمت پیر خردمند	شود شاگرد فرزانہ برومند	"
ز فضل او یک لحظہ سازد ذرہ را چوں آفتاب	ابر رحمت قطرہ را مانند دریای کند	"
شجاعت ہم سخاوت ہم تواضع	کہ ہر سہ در دل سلطاں بباید	"
تواضع کن تکبر دور گرداں	بریں رہ رو کہ راہ راست باشد	"
عدل سلطان موجب امن خلائق میشود	شہرۂ آسودگی از شرق تا مغرب رود	"
گرچہ تبدیل خو نمے گردد	لیک صحبت عجب اثر دارد	"
ہر کہ احساں کرد و بادے بد کند	تیشہ را از خود بپائے خود زند	"
عدل کردن زیب سلطانی بود	در ممالک نام با نیکی برد۔	"
ہر قدر بیشتر طمع باشد	ہوشمندی بہ پند گوش بہ بند	"
مشو غافل ز ظاہر ہائے دشمن	کہ چوں صباغ ہر دم رنگے آرد	"
مرد بد اطوار از تزویر خود۔	مال ہر کس از فریبی میخورد	"
مرد ابلہ در فریب زن شود	وائے بر آں کو ز خود غافل بود	"
متاع خوب ہر جا یکہ یابید	بجان منت خریداری نمائید	"
تدبیر مصلحت بر آرد	گر خواہش انتقام دارد۔	"
گوش بر پند بزرگاں بنہید	تا کہ از رنج صعوبت برہید	"
دوستی بعد امتحاں شاید	نہ بہر چیز خود بیالاید۔	"
عقل برتر ز صد گہر باشد	ہمچو خر گر ہمہ سیم و زر باشد	"
قول بزرگانست کہ خوش گفتہ اند	صحبت ہم جنس اثر می کند	"
جو مانو گے عورت کا کہنا مزید	تو دنیا میں کہلاؤ گے زن مرید	"
ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آید	دو دست کز دبوے کباب جگر آید	"
اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز	کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد۔	"

برق چشمک زن نظرف کوہساراں میرسد	ساقیا سامان ساغر کن کہ باراں میرسد	لاأعلم
بہر کجا روم وصف دوستاں گویم	برائے یار فروشی دکاں نمی باید۔	″
ساقیا عمر درازو قدحت پُر مے باد	کہ بہ سعیٔ تو ام اندوہ خمار آخر شد	″
چناں زی کہ ذکرت بہ تحسیں کنند	چو مردی نہ بر گور نفریں کنند	″
حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی	ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمیرسد	حافظ
از مرگ میندیش و غم رزق مخور	کیں ہر دو بوقت خویش ناچار رسد	″
طلبگار گوہر کہ کانے کند	بہ پندار و امید جانے کند۔	″
کس ندانداز جہاں کہ تا پرسم ازو	کا احوال مسافراں عالم چوں شد	″
ما کار خویش را نجدا وند کار ساز	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	″
روز ہجراں وشب فرقت یار آخر شد	زدم ایں فال و گزشت اختر و کار آخر شد	″
جہاں خوش ست ولیکن حیات می باید	اگر حیات نباشد جہاں چہ کار آید۔	″
پنجہ زد عشقت لباس پارسائی پارہ شد	طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد	″
بہ زمینے کہ نشان کف پائے تو بود	سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود	″
ہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد	زخوبی سر واد چوں سرو آزاد	″
خال را چوں دید زاہد سبحہ از دستش فتاد	از برائے دانۂ صد دانہ را بر باد داد	″
کروٹیں لے لے کے کہتے ہیں شب فرقت میں ہم	کس طرح سے خفتگاں خاک آجاتی ہے نیند	″
گر ہمیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواہد شد	″
ہیچ صیقل نکو نداند کرد	آہنے را کہ بدگہر باشد۔	″
فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال	کہ چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود	″
ابرست و بہارست و ہو ہم مزہ دارد	برخیز کہ نغزیدن باہم مزہ دارد۔	″
ایں سبزہ و ایں چشمہ و ایں لالہ و ایں گل	آں شرح ندارد کہ بگفتار در آید	″
ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید	گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید	″
آں ناکساں کہ فخر با جداد می کنند	چون سگ باستخواں دل خود شاد می کنند	″

غم ہجر تو پایانے ندارد	چہ دردست ایں کہ درمانے ندارد	لاعلم
خوش باش کہ عاقبت نصیب من و تو	دہ گز کفن و سہ گز زمین خواہد بود۔	"
از دست و زبانے کہ برآید	کز عہدۂ شکرش بدر آید	"
امید نیست دگر دفع ایں ملال شود	مگر بمیرم و اے جاں بتو وصال شود	"
بکے ست کلام خوش کہ گویند ازاں	چنداں کہ کرم نمود درویش نشد	"
از بیاباں عدم بر سر بازار وجود	بتلاش کفنے آمدہ عریانے چند	"
نہ کس می دہاند نہ کس میدہد	خدای دہاند خدا می دہد۔	"
ہر کہ او را نفس توسن رام شد	از خردمنداں نیکو نام شد	"
ہر کہ مزدرع خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشہ باید چید	"
اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	"
عاقل آں باشد کہ او شاکر بود	و انگہے بر نفس خود قادر بود	"
شاہ گر لطف بے عدد راند	بندہ باید کہ قدر خود داند۔	"
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	گر نسوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود	"
ہر چند کہ دل بداں گراید	گر جہد کنی بدستت آید۔	"
فلک بے رحم و عالم دشمن و معشوق بے پروا	مرا بر آرزوہائے نظیری خندہ می آید	نظیر
دلم دلدار را جوید تنم آرام می خواہد	عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد	"
چوں ہلال ابروش را ماہ نو از دور دید	خم شد از تعظیم تا گوید مبارکباد عید	"
غلط ست آنچہ گویند کہ بدل رہ ست دل را	دل من ز غصہ خوں شد دل تو خبر ندارد	"
کسی طرح سے سمجھتا نہیں دل ناشاد	وہی بکاہے وہی زاری اور وہی فریاد	"
مطلبے گر بود از ہستی ہمیں آزار بود	ورنہ در کنج عدم آسودگی بسیار بود	"
تو بادشاہ جہانی جہاں ز دست مدہ	کہ بادشاہ جہاں را جہاں بکار آید۔	"
زراہ خاکساری گر کسے برخاک بنشیند	چو خورشید جہاں افروز بر افلاک بنشیند	"
اے کبک خوش خرام کہ خوش میروی بناز	غرہ مشو کہ گربۂ عابد نماز کرد۔	"

نه هندوم نه مسلمان نه محتسب نه فقیه	بحیرتم که سرانجام ما چه خواهد بود	لااعلم
حسن تو همیشه در فزون باد	رویت همه سال لاله گون باد	//
حباب از سر بلندی پایمال موج میگردد	غبار از خاکساری سر به اوج آسمان دارد	//
نمیدانم ترا در دل چه افتاد	که دادی صحبت دیرینه بر باد	//
هر که جان را عزیز می دارد	با جهاندارش چه کار بود	//
هر که از سودای شهوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	//
حدیث درد دلاویز داستانی هست	که ذوق بیش دهد چون دراز تر گردد	//
ابله شده زن وفا می طلبی ـ	اسپ و زن و شمشیر وفادار که دید	//
خاصان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند	//
با همین مردمان بباید ساخت	چه توان کرد مردمان این اند	//
هر چه از پیش شه آید خوش بود	اندک و بسیار او دلکش بود	//
تو دستگیر شوای خضر پے خجسته که من	پیاده میروم و همرهان سوار انند	//
در حقیقت تنگدستی مایه دیوانگی ست	در چمن بید از غم بیحاصلی مجنون شود	//
زر نهان داشتن بود مشکل	گرچه دارند حیله ها سازد	//
نه پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد	سنی نه جائیگی تجھ سے مری فغان صیاد	//
پای پر آبله و منزل عشق ست دراز	آیا این بادیه انجام شود یا نشود	//
ز عالم کسی سر بر آرد بلند	که در کار عالم بود هوشمند	//
با گرسنگی قوت پرهیز نماند	افلاس عنان از کف تقوی بستاند	//
ایدل صبور باش مخور غم که عاقبت	این شام صبح گردد و این شب سحر شود	//
قانع به تجلی نشود طالب دیدار	پروانه به مهتاب تسلی نتوان کرد	//
تکلف بر طرف جانان بیا بر دیده ام بنشین	که در بزم سیه بختان بلا بالا نشین باشد	//
اگر در هر دو جانب جا بلانند	دگر زنجیر باشد نگسلانند	//
شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد	حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند	//

شرف مرد بجود ست و کرامت بسجود	ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود	لااعلم
ہر چیز کہ دل بداں گراید۔	گر جہد کنی بدستت آید۔	″
علاج نفس کافر ابہنگام جوانی کن	کہ ایں مار سیہ چوں پیر گردد اژدہا گردد	″
پوچھیں یہاں کا حال تو کہنا یہ نامہ بر	تیرا ہی ذکر خیر ہے ذکر خدا کے بعد۔	″
چوں خداوند از تو خوشنود ست	خشم دیگر کساں ضرر نکند	″
ہمت بلند دار و زبونی مکن کہ چرخ	ہر جا زبوں تری ست بروچیرہ تر شود	″
ہر کہ آسودگی و راحت جست	دل خود را ز بخت شاد نکرد	″
میل کسے کن کہ وفایت کند	جاں ہدف تیر بلایت کند	″
دولت یافتہ زدست مدہ	کہ بداں دولتت نہ باز آید۔	″
کار ہا راست کند عاقل کامل بسخن	کہ بصد لشکر جرار میسر نشود	″
چند بتواں ساخت موے خویش چوں پیر از خضاب	چوں نمی گردد جواں دل زیں سیہ کاری چہ سود	″
خوبرو گنج کلہاں صلح و صفا نیز کنند	غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند	″
انچہ کردی تو بمن ہیچ بہ انسان نکند	مرگ با جاں نکند کفر بہ ایماں نکند	″
کہ داند کہ ایں دخمہ دام ودد	چہ بازیچہ ہا دارد از نیک و بد	″
شب عشرت غنیمت داں و داد خوشدلی بستاں	کہ در عالم کسے احوال فردا را نمے داند۔	″
ز سر طوق گنبد بہ گردوں رسید	چو پیرے کہ او را پراند مرید	″
صبا بہ پیشش رخت چشم بستہ می آید	ادب بہ بزم تو صد جا نشستہ می آید	″
ما بداں مقصد عالی نتوانیم رسید	ہاں مگر پیش نہد لطف شما گامے چند	″
دل ہمہ دیدہ شد و دیدہ ہمہ دل گردید	کہ مراد دل و دنیا ز تو حاصل گردد	″
بدتر از مرگ انتظار آمد	نہ پیام آمد و نہ یار آمد	″
اگرچہ وعدۂ خوباں وفا نمیدارد	خوش آں حیات کہ در انتظار می گزرد	″
وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم	چناں شادم کہ غم با من دریں غمخانہ می رقصد	″
مرا چوں دولت وصل محباں یاد می آید	ز چشم اشک می بارد ز دل فریاد می آید	″

۱۴۱۱ تواضع ترا ارجمندی دهد — زروے شرف سربلندی دهد
〃 چوں تو نتوانی کشیدن بار خود — یار اگر نکشد مرنج از یار خود
〃 سخن کہ آں زغرض پاک واز طمع خالی ست — اگر بسنگ تو گوئی دراں اثر دارد۔
〃 حدیث سرّ دل دل داند و بس — زبان و لب دراں محرم نباشد
〃 ہر کہ بدی کرد بجز بد ندید — آفت آں زود بوے در رسید
〃 دوستی را چنیں کسے باید — کہ از و کار بستہ بکشاید
〃 رفتہ رفتہ موج اشکم در گلو زنجیر شد — اشک دامنگیر ما آخر گریباں گیر شد
〃 مرد قانع بزرگوار بود۔ — طامع البتہ خوار و زار بود
〃 قدرے کہ بتعظیم کساں کاستہ گردد — مردے بجہاں قدر کسے آراستہ گردد
〃 ہر کس کہ بقول خصم مغرور شود — شمع و خروشش تیرہ و بے نور شود
〃 نیست در عالم بدے چوں یار بد — یار بد بدتر بود از مار بد۔
〃 خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں — تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد
〃 یک نگاہ غلط انداز ز چشم ساقی — کار صد شیشہ و صد ساغر و صد جام کند
〃 ما نامہ بہ برگ گل نوشتیم — باشد کہ صبا باد رساند
〃 از وعدۂ وصال غمم از دل نرود — نتواں ببوے بادہ علاج خمار کرد
〃 اب دفور ضعف سے ضبط فغاں ہوتا نہیں — فاش ہو جائے نہ کیوں راز نہاں اہل درد
〃 نے زر و سیم نہ باغ و نہ مکان می یابد — انچہ در راہ خدا میدہی آں می یابد
〃 چنین گفت شاہ جہاں کیقباد — کہ نفریں بد بر زن نیک باد
〃 نباید بست دل با مال و فرزند — بباید بود تنہا با خداوند
〃 اے اجل گر ہمتے داری بیا امشب مکش — ورنہ بے منت فراق یار فردا می کشد
〃 من پیش تو مجرم تو درپیش خدائے — گر عفو کنی حق ز تو ہم عفو کند۔
〃 بد اصل را چگونہ کسے تربیت کند — در جیب خود چگونہ کسے مار پرورد
〃 ہر شاہ کہ او نیت خود راست کند — یابد ز خدائے انچہ درخواست کند

شکر خداے را کہ تواند شمار کرد	تا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد	لا اعلم
تا توانی درون کس مخراش	کاندریں راہ خارہا باشد	״
چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند	عرفی
غافل ز بیقراری عشاق نیست حسن	فانوس پردہ داری پروانہ می کند	״
آواز خوش از کام و دہانے کہ برآید	گر نغمہ کند ورنہ کند دل بفریبد۔	״
رنج و غم کی ہے کہانی دوستان اہل درد	غیر بھی روتے ہیں سن سن کر بیاں اہل درد	״
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	״
با بداں کم نشین کہ صحبت بد	گرچہ پاکی ترا پلید کند	״
وصلے کہ درو ملال باشد	ہجراں بہ ازاں وصال باشد	״
برگ سبز است تحفۂ درویش	چہ کند بے نوا ہمیں دارد	״
ابر باید کہ بصحرا بارد	زاں چہ حاصل کہ بدریا بارد	״
نہ قندی کہ مردم بصورت خورند	ارباب معنی بہ کاغذ برند	״
چوں رشتہ گسست میتواں بست	لیکن بمیاں گرہ بماند	״
پس ز پے آنچہ نخواہد رسید	رنجش بیہودہ چہ باید کشید	״
ہر کجا داغ بایدت فرسود	چوں تو مرہم نہی ندارد سود	״
سبک سر ہمیشہ بخواری بود	ستوں خرد بردباری بود	״
شہا تخت اقبال جائے تو باد	سریر فلک متکائے تو باد	״
درخت دوستی بہ نشاں کہ کام دل ببار آرد	نہال دشمنی برکن کہ رنج بے شمار آرد	״
از ستم ہر کو دکے را ریش کرد	آں جراحت بر وجود خویش کرد	״
ہمت بلند دار کہ مردان روزگار	از ہمت بلند بجائے رسیدہ اند	״
من ز خود رفتم دیارم آمد۔	بیخودی طرفہ بکارم آمد۔	״
کرم پیشہ کن کادمی زادہ صید۔	باحساں تواں کرد وحشی بقید	״
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید	دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد۔	״

هردم زمانه داغ دگرگونه می دهد — یک داغ نیک ناشده داغ دگر نهد — لا اعلم

فراق دوستان دیدن نشاید باشد از دوزخ — معاذالله غلط کردم که دوزخ زان فزون باشد

من تائب و من زاهد لیکن چه کنم دل را — با طائفه خوبان وز دیده سرے دارد — ،

نسیم صبح که دیوانه واری گزرد — ندانمت ز کدامین دیاری گزرد

نزاع آنچنان آتشے بر فروزد — که از تاب آن هرچه باشد بسوزد

از سفرها بنده کمتر شود — بے سفرها ماه کے خسرو شود

نباشد پسندیدهٔ عقل و شرع — که بے بینه شاه فرمان دهد — ،،

گر جانب حق نگاه داری — حق نیز ترا نگاه دارد

رو بپیچ از مشورت زیرا که ارباب خرد — مشورت را پیشکار اهل دولت گفته اند

گفتمش چیست که خدائی گفت — ساعتے عیش و غصه سالے چند

شیران جهان اسیر یک زن شده اند — اے واے بر آنکس که دو زن می طلبد

رشته عمر و محبت هم وفائے زن پلید — چشم مور و پاے مار و نان ملاکس ندید

خضاب پردهٔ پیری نمی شود صائب — به مکر و حیله خزان را بهار نتوان کرد — صائب

حقه یک دم دو دم سه دم باشد — نه که میراث جد و عم باشد

شیر آن باشد که آدم می خورد — شیر آن باشد که آدم می خورد

هر کرا بخت راهبر باشد — در همه کار با ظفر باشد — ،،

نخستین نشان خرد آن بود — که از بد همه سال ترسان بود — ،،

گلیم ما دلو از عشق هر دو سوخته ایم — ترا تجلی و ما را نقاب می سوزد — ،،

ادب بهتر از گنج قارون بود — فزون تر ز ملک فریدون بود — ،،

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست — که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند — ،،

بر مسند ناز کے نشیند بمراد — آنکس که ره مراد بر دل نگشاد — ،،

شکر سوے شهر سعادت برد — هر که کند شکر زیادت برد — ،

آن ناکسان که فخر بر اجداد می کنند — چون سگ به استخوان دل خود شادی کنند — ،،

مفلساں را کس نمی پرسد زمینا کن قیاس	چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد	لا اعلم
ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد	چناں افتد کہ ہرگز بر نخیزد۔	//
ہر کہ زبہر دگراں چاہ کرد	بہر خود او زیر زمیں راہ کرد۔	//
از دوست سود گر رسد و گر زیاں رسد	نیکوست ہر چہ از طرف دوستاں رسد	//
ایں بادہ کہ روزگار دارد	یک مستی و صد خمار دارد	//
فراق دوستاں دیدن نشانے باشد از دوزخ	معاذ اللہ غلط کردم کہ دوزخ زاں نشاں باشد	//
ما کار خویش را بخداوند کارساز	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	//
ہر کہ عاقل بود از خوبی عنواں داند	کہ دریں نامہ خبرہائے نکو خواہد بود۔	//
وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم	چناں شادم کہ غم بامن دریں غم خانہ می رقصد	//
کششے کہ عشق دارد نگزاردت بدینساں	بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد	خسرو
بیک آمدن ربودی دل و جاں صد چو خسرو	چہ شود اگر بدینساں دو سہ بار خواہی آمد	//
بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم	پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد	//
بے تو آمد جاں بدل از دل کنوں آید بہ لب	ایں مسافر تا قدم منزل بمنزل میرود	//
بس نامور بزیر زمیں دفن کردہ اند	کز ہستیش بروے زمیں یک نشاں نماند	سعدی
سحر ز ہاتف غیبم رسید مژدہ بگوش	کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند	حافظ
تو چناں زی کہ چو میری برہی	نہ چناں گر تو بمیری برہند۔	لا اعلم
مپرس حال دل آندم کہ در سخن آئی	کریم چوں گہر افشاں شود گدا چہ کند۔	//
غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود	//
گر نفس بخواہد از تو گلقند	خاکش بدہی تو لقمہ چند	//
بشنو از نے چوں حکایت می کند	وز جدائیہا شکایت می کند	مولانا روم
سخی را شرم می آید کہ سائل	خجل از درگہ او بازگردد۔	لا اعلم
عقل کل ہے صلح کل کرتی پسند	پائے دنیا میں نہ کوئی بھی گزند	//
کشا کش گرہ مدعا مبارک باد	ثمر فشانی نخل دعا مبارک باد	//

صائبا خجلت سائل بزمینم در کرد	بے زری کردمن انچہ بقاروں زر کرد	رسالہ ب
مے صاف وحدت کسے نوش کرد	کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد	لا اعلم
فراست دیدۂ دل برکشاید	ہر آں حالے کہ باشد او نماید	〃
جہاں بگشتم و دردا بہ ہیچ شہر و دیار	نیافتم کہ فروشند بخت در بازار	عرفی
بترس از صحبت آنکس کز و خلقے بیازارد	بہ آتش ہر کہ شد نزدیک بیم سوختن دارد	لا اعلم
اگر دشمن دوتا گردد ز تعظیمش مشو غافل	کماں خیزد انکہ خم گردد خدنگش کارگر آید	〃
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	ہر کہ خود را دید او محروم شد	
بید را اگر بپرورند چو عود	بر نیاید نسیم عود ز بید	〃
پریشاں روزگارم طرۂ محبوب می داند	بلے حال پریشاں را پریشاں خوب می داند	〃
اید وست چناں بزی کہ بعد از مردن	انگشت گزیدنی بیاران ماند۔	〃
جس کا دل لبر میں ہو پھر اس کو کیا آتی ہے نیند	کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اڑ جاتی ہے نیند	〃
ہنوز ایں اول عشق ست جاناں گریہ کمتر کن	کہ ایں طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد	〃
بناے کار بر ثبات و امین باش	کہ ہر بنا کہ بر اصل ست پایدار بود	〃
در مطلب سکوشم اریابم زہے بخت بلند	ور نیابم عذر من افتد بزرگاں را پسند	〃
فقر و فاقہ بر دم آموزند	خویشتن سیم و غلہ اندوزند	〃
آنکہ در بند دل آزاری بود	در عقوبت کار او زاری بود	〃
چو با پنجۂ شیر پنجہ کند	یقین بازوے خویش رنجہ کند	〃
مرا جا شد خرم را نیز جا باشد	زن دہقان بزاید یا نزاید	〃
ہر کہ بے فکر و تامل عملے گیرد پیش	آخر الامر ازاں کردہ پشیماں گردد	〃
بخدا کار چو افتاد خدا ساز شود	گر قطرہ بدریا چو رسد باز نشود۔	〃
چہ داند رتبۂ خار مغیلاں	سیہ روزے کہ داماے ندارد	〃
کلید گنج مقادیر در خزانہ اوست	بزور بازوے تدبیر کس درے نکشاد	〃
چشم ازرق موے میگوں روے زرد	ایں چنیں کس با کسے یاری نکرد	〃

شرف مرد بجود ست و کرامت بسجود	هر کرا هر دو نباشد عدمش به ز وجود	لااعلم
مفلساں را کس نمی خواہد زینا کن قیاس	تا تہی شد دیگرش کس دست در گردن نزد	٫
نکالیو نہ قدم آشیاں سے او بلبل	لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد	״
جہاں برابروے عید از ہلال وسمہ کشید	ہلال عید برابروے یار باید دید	
داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار	نظارہ ز گل چیدن مژگاں گلہ دارد	
قضا کشتی آنجا کہ خواہد برد	وگر ناخدا جامہ برتن برد	״
چو خانہ خالی و معشوق مست ناز بود	تواں گریست بر آنکس کہ پاکباز بود ۔	״
چناں زندگانی کن اندر جہاں	کہ گر مردہ باشی نگویند مُرد	״
افسوس دلا کہ جان جاناں گفتند	سیمیں بدناں و گلعذاراں گفتند	۔
نمیدانم ترا در دل چہ افتاد	کہ دادی صحبت دیرینہ برباد	
ایمنی از خصم محنت ہائے بسیار آورد	تخم غفلت ہر کہ کارد رنج دل بار آورد	
مے خورے خور اگر خدای خواہی	ناکردہ گناہ پیش قاضی نبرند	
دولت ہمہ عیب مرد پوشد	چوں بارش آب گرد پوشد	״
زخم شمشیر قضا از سینہ میر دید چو گل	از زرہ پوشی چہ حاصل از سپرداری چہ سود	״
ہر کہ باخلاص قدم مینہد	عیسی وقتست کہ دم مینہد	۔
از پنجہ من چاک گریباں گلہ دارد	وز گریہ من گوشۂ داماں گلہ دارد ۔	
از قضا سرکنگبین صفرا فزود	روغن بادام خشکی می نمود	
عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند ۔	
تا چند ترا ز خائی و بیہودہ درمیاں	اے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد ۔	״
دیگراں را ہنر بزر باشد	پیش ما بے زری ہنر باشد	״
غافل مشو ز عشوۂ دنیا کہ ایں عجوز	مکارہ می نشیند و مکارہ می رود	
مہر تو در وجودم و عشق تو در سرم	با شیر اندروں شد و با جاں بدر شود	
تقدیر چو سابق ست تعلیم چہ سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چہ سود ۔	

جنگجو کج کلہاں صلح و صفا نیز کنند	غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند	لااعلم
زور دست از پیش میرود با ما	با خداوند غیب داں نرود	؍؍
حسد رنجیست سوزنده کز آتش بجاں افتد	چه جائے جاں که از حساد آتش در جہاں افتد	؍؍
ہر که از سودائے شہوت مست شد	کارا و یکبارگی از دست شد	؍؍
ابر ست و بہارست و ہوا ہم مزه دارد	برخیز که لغزیدن پا ہم مزه دارد	؍؍
پنجه زد عشقش لباس پارسائی پاره شد	طاقت صد ساله ام تاراج یک نظاره شد	؍؍
خوش دلم کرد سر شیشه سلامت باشد	دختر رز که مرا کرد جواں پیر شود	؍؍
ز عالم کسے سر بر آرد بلند	که در کار عالم بود ہوشمند	؍؍
نے خط نه پیام و نسبه آمد	جانم ز تغافلت بر آمد	؍
گنج زر گر نبود گنج قناعت کافیست	آنکه آں داد بشاہاں بگدایاں ایں داد	
کس نامد ازاں جہاں که پرسیم ازوے	کاحوال مسافراں عالم چوں شد	؍؍
یار را اگر رسیدن بیمار غم نیست	گو بیا خوش که ہنوزش نفسے می آید	؍
بد کسے داں که دوست کم دارد	بدتر آں کو گرفت و بگذارد	
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد	دگر دم درکشم ترسم که مغز استخواں سوزد	
ہر که آموخت علم تیر از من	که مرا عاقبت نشانه نه کرد	سعدی
قلم رخت جائے تواند کشیدن	که شمشیر نتواند آنجا رسید	لااعلم
نمی دانی لئے کودک خودپسند	که مرداں ز خدمت بجائے رسند	؍؍
ناپاک اصل گرچه در اول وفا کند	آخر ازاں بگردد و قصد جفا کند	؍
چشم خونخوار تو از بسکه سیه کار افتاد	آنقدر باده کشی کرد که بیمار افتاد	؍
آنچه کردی تو بمن ہیچ به انساں نکند	مرگ باجاں نکند کفر به ایماں نکند	؍؍
چو خود کردند سر خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند	عراقی
یاری ظاہر چه کار آید خوش آں یاری که او	ہم بظاہر یار بود و ہم به باطن یار بود	؍؍
خشم و شہوت مرد را احول کند	ز استقامت روح را مبدل کند	لااعلم

ناکرده ہیچ سود تن اندر زیاں دہد	مردیکه ریش خویش بدست زناں دہد	لااعلم
عابد که نه از بہر خدا گوشه نشیند ۔	بیچاره در آئینه تاریک چه بیند	″
بکوشش نروید گل از شاخ بید	نه زنگی به گرمابه گردد سفید	″
ناگرسنگی قوت پرہیز نماند	افلاس عناں از کف تقوے بستاند	″
لائق محفل نباشد ہرکه خندد بے محل ۔	کفش چوں دنداں برآرد دور از پامی کنند	″
زکم خوردن کسے راتب نگیرد	ز پرخوردن بروزے صد بمیرد	″
سحرم دولت بیدار ببالیں آمد	گفت برخیز که خسرو شیریں آمد	″
غمش در نہانخانهٔ دل نشیند	بنازے که لیلے به محمل نشیند	″
کسیکه دست بفتراک دولت تو زند	ہزار آرزو از روزگار بر بندد	″
ستارۂ درخشید و ماه مجلس شد	دل رمیدهٔ ما را انیس و مونس شد	″
دیدی که خون ناحق پروانه شمع را ۔	چنداں اماں نداد که شب را سحر کرد	″
آرے جماع جمله مرنمان جماع نیست	کوں را بکوں نهند وہمی سعتری کنند	میر خسرو
ہمائے گو مسکفن سایهٔ شرف ہرگز	بران دیار که طوطی کم از زغن باشد	″
ایں نزہت عمر ما چو گل ده روز است	خنداں لب و تازه روے می باید بود	″
کلاغے تگ کبک در گوش کرد	تگ خویشتن ہم فراموش کرد	″
آدمی بنتا ہے انساں ٹھوکریں کھانیکے بعد	رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانیکے بعد	″
سر خفی زعارف کامل کسے نه گفت	در حیرتم که باده فروش از کجا شنید	″
خرگه زند و کار کسے نکشاید	مطبخ زند و ناں بکسے نه نماند ۔	″
گر دل و دست بحر و کان باشد	دل و دست خدایگاں باشد	″
گر گل شکر خوری تکلف زیاں کند	ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود	″
یار باید سرو قد ۔ امانه چنداں سرو قد	کز برائے بوسه او نردبان باید نهاد	″
قومے بتمنائے زر و مال خوش اند	قومے به تماشائے خط و خال خوش اند	″
بیدل ہمه را به حال بد می بینم ۔	خوش حال کسانیکه بهر حال خوش اند	بیدل

هر آنکس که در تو نظاره کند — ورق هائے بیهوده پاره کند — لااعلم
گر نبودے ذات حق اندر وجود — آب و گل را کے ملک کردے سجود — ״
بے مگس هرگز نه باشد عنکبوت — رزق را روزی رساں پر می دهد — ״
پھنسایا کنج قفس میں ہے آب و دانے نے — وگرنہ دام کہاں میں کہاں۔ کہاں صیاد — ״
بنوش باده که ایام غم نخواهد ماند — چناں نماند چنیں نیز هم نخواهد ماند — ״
چوں صحابه جاه و حشمت یافتند — مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند — ״
گفتم ز بلبلے که علاج فراق چیست — از شاخ گل شنید و فتاد و طپید و مرد — ״
گفتم که خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر — یک لمحه غافل بودم و صد ساله راهم دور شد — ״
گردش گردوں گرداں گردگاں را گرد کرد — بر سر اہل تمیزاں ناکساں را مرد کرد — ״
مصلحت دین آنست که یاراں همه کار — بگذارند و خم طرهٔ یار گیرند — ״
بے ادب تنها نه خود را داشت بد — بلکه آتش در همه آفاق زد — ״

ه

نماند ستمگار بد روزگار — بماند برو لعنت پائدار — ״
نیم نانے گر خورد مرد خدائے — بذل درویشاں کند نیم دگر — ״
هرچه دانا کند کند نادان — لیک بعد از خرابی بسیار — ״
یا مرد بهر دو دست کند خواجه در کنار — یا موج روزی افگندش مرده بر کنار — ״
دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر — راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر — ״
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر — نکہت کوئی بوئے گل تر سے نہیں بہتر — ״
گفتگوئے چرب و نرمی کا عجب دیکھا اثر — موم کر دیتی ہے گو کیسا ہی پتھر ہو بشر — ״
چل رہی ہے اس کی ہر سو ہوائے خوشگوار — ہو نہ اب کہہ دو خزاں سے رخنہ انداز بہار — ״
نام نیک رفتگاں ضائع مکن — تا بماند نام نیکت برقرار — ״

ہر آں طفل کو جور آموزگار	نہ بیند جفا بیند از روزگار	لااعلم
عاقل است آں کہ گیرد اندر گوش	در نوشت ست پند بر دیوار	"
مرد خردمند ہنر پیشہ را	عمر دو بالیست دریں روزگار	"
اے صبا گر کوچہ جاناں میں ہو تیرا گذر	عرض کر میرا سلام شوق باصد انتظار	"
دل را بدل رہے ست دریں گنبد سپہر	از سوے کینہ کینہ و از سوئے مہر مہر	"
درحقیقت ہیں زمانے میں وہی خوش تقدیر	نام مرنے پہ بھی مٹتا نہیں جن کا زنہار	"
آدمی را بچشم حال نگر	از خیال پری و دیو بگذر	"
دوستی را ہزار شخص کم ست	دشمنی را یکے بود بسیار	"
مثل ایں چنیں گفتہ آموزگار	مکن بد کہ بد بینی از روزگار	"
بوقت نفاذ قضا و قدر	ہمہ زیرکاں کور گردند و کر	"
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار	وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بے کار	
کند بنیاد دلم دیدنش ببیں	کعبہ ویراں کرد ابرونش نگر	واقف
ذوق دشنام یار گشت مرا	قاصد آں حرف را مکن تکرار	ذوق
پرستار زادہ نیاید بکار	اگرچہ بود زادۂ شہریار	لااعلم
چو چہل آمد فروریزد پر و بال	چو شصت آمد نشست آمد بدیوار	"
در برابر چو گوسپند سلیم	در قفا ہمچو گرگ مردم در	سعدی
کسے کو ندارد نشان پدر	تو بیگانہ خوان و مخوانش پسر	لااعلم
پان کھا کر لب اعجاز دکھا او صاحب	تا چمک جائیں گہر لعل بدخشاں ہو کر	"
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر	نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر	"
راز دل را از دو کس پنہاں مدار	از طبیب حاذق و از یار غار	"
کت انبہ کت انبلی کت سر و رکت نیر	جوں جوں بڑتی اوستا توں توں سہیں سریر	لااعلم
تلسی جگ میں آن کر دکھ سنکٹ ہیں چار	بہون پچھیّے بھائی مرے پتر مرے اک نار	تلسی داس
قدیمان خود را بیفزائے قدر	کہ ہرگز نیاید زپرودہ غدر	لااعلم

اگر پائے پیل ست وگر پر مور	بہر یک تو داوی ضعیفی و زور	
ز ترکتاز حوادث دریں فتن یارا	نہ خانہ ماند نہ مایہ نہ رخت نہ کا چار	فخری
بیندیش ازاں طفلک بے پدر	وز آہِ دلِ دردمندش حذر	سعدی
چو دیدی کار رو در کارگزار	قیاس کارگر از کار بردار	جامی
بر سرِ ملک مباد آں ملک فرمانده	کہ خدا را نبود بندهٔ فرماں بردار	لاعلم
ہر کہ سبک بار ربک خیز تر	مرغ سبک پر بپرد تیز تر	"
محشرستاں کیا نہیں ہے عالم کون و فساد	واعظِ ناداں نہ کر اندیشۂ روز شمار	"
یاد ہے اے زندگی جو کچھ کیا تو نے سلوک	وقت آخر کہ سنائینگے اجل کو حال زار	شاطر
دھوپ دن کی و رات کی گرمی	بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار	لاعلم
علم سے عقل سے تدبیر	اس سے حاصل مراد ہائے کثیر	"
ہوس ہے یہی سب کی بس سیم و زر	جہاں تک ملے اپنے ہی جیب بھر	"
ترا دیدہ بیں و دل ہوشیار	ز خود داز ہمہ بیشتر شرمدار	"
چہ مایہ رنج کشیدم ز عشق تا ایں کار	با آب دیدہ و خون جگر گرفت قرار	"
زن نو کن اے یار در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار	"
علم کز تو ترا ز بستاند	جہل ازاں علم بہ بود بسیار	حکیم سنائی
سمجھتے نہیں اس کا کیا ہے نتیجہ	سراسر بھرا ہے دماغوں میں گوبر	لاعلم
علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار	ہر کہ می گوید کہ من دانم ازو باور مدار	"
بنا پریم پرچھے نہیں تلسی نند کشور	رام رام سب کوئی کہے ٹھگ ٹھاکر اور چور	تلسی
کرم بیں و لطف خداوندگار	گنہ بندہ کردست و او شرمسار	سعدی
اول اندیش آنگہی گفتار	پائے پیش آمدست و پس دیوار	"
یار ناپائدار دوست مدار	دوستی را نشاید ایں غدار	"
نیم نانے گر خورد مرد خدائے	بذل درویشاں کند نیمے دگر	"
ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ	ہمچناں در بند اقلیمے دگر	"

غم زیردستاں بخور زینہار	بترس از زبردستی روزگار	سعدی
چو عضوے بدرد آورد روزگار	دگر عضوہا را نماند قرار	〃
چہ مردی کند در صف کارزار	کہ دستش تہی باشد از روزگار	〃
گاوان و خران باربردار	بہ ز آدمیانِ مردم آزار	〃
نماند ستمگارِ بد روزگار	بماند برو لعنتِ پایدار	〃
ناسزائے را کہ بینی بخت یار	عاقلاں تسلیم کردند اختیار	〃
افتادست در جہاں بسیار	بے تمیز ارجمند و عاقل خوار	〃
نام نیک رفتگاں ضائع مکن	تا بماند نام نیکت پائیدار	〃
بدست آہک تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بر سینہ پیش امیر	〃
ہر کرا جامۂ پارسا بینی	پارسا دان و نیکمرد انگار	〃
عاصیاں از گناہ توبہ کنند	عارفاں از عبادت استغفار	〃
دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع	خود از عملہائے نکوہیدہ بری دار	〃
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	ور نبشت است پند بر دیوار	〃
نماند حاتم طائی ولیک تا بہ ابد	بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور	〃
زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رز را	چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور	〃
نور گیتی فروز چشمۂ ہور	زشت باشد بچشم موشک کور	〃
نگفتہ ندارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	〃
سود دریا نیک بودے گر نبودے بیم موج	صحبت گل خوش بدے گر نیستی تشویش خار	〃
چوں پیر شدی ز کودکی دست بدار	بازی و ظرافت بجواناں بگذار	〃
استاد و معلم چو بود بے آزار	خرسک بازند کودکاں در بازار	〃
چو انساں را نباشد فضل و احساں	چہ فرق از آدمی تا نقشِ دیوار	〃
بدست آوردن دنیا ہنر نیست	یکے را گر توانی دل بدست آر	〃
مہیا کن روزئے مار و مور	اگرچند بے دست و پایند زور	〃

بلبلاں مژدۂ بہار بیار	خبر بد بہ بوم شوم گذار	سعدی
اندک اندک بہم شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	״
ہم بھی اے جان من اتنے تو نہیں ناکارہ	ہو جو کچھ کام کبھی ہم سے بھی فرمایا کر	مصحفی
یہ بھی کوئی ستم ہے یہ بھی کوئی کرم ہے	غیروں پہ لطف کرنا ہم کو دکھا دکھا کر	جرأت
جیتے جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر	بلبل نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر	ناسخ
کیا روز بد میں ساتھ رہے کوئی ہمنشیں	پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں چمن سے دور	״
اسفل نہیں ہیں فیض سے اعلٰے کے بے نصیب	مہتاب ہے زمیں پہ مہ آسمان پر	״
ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر	اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر	ذوق
جو مارے نفس کو اور کرلے اپنے غصہ کو زیر	بنائے سانپ کو کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر	״
واں سے یاں آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے	یاں سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنا لے کر	״
مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور	کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور	حسن
ٹھہرنے دی ہے چین سے یہ گردش چرخ	آسیا نکلے سدا کھائے ہے یہ چکر	ظفر
رفعت جاہ میں بھی گردش طالع نہ گئی	کھاتے ہیں دیکھو فلک پر مہ و اختر چکر	״
میں ہوں آوارہ برنگ بوئے گل	ایک جا ہرگز نہیں مجھ کو قرار	״
خفتگان خاک سے کیا خاک ہم پوچھیں کہ اب	مسند و افسر کہاں ہے زیر یا بالائے سر	نصیر
بار خزانہ ہے سر قاروں پہ اب تلک	باندھو نہ غافلو پئے تحصیل زر کمر	صبا
فیض صحبت سے بزرگوں کے ہے خردوں کو فروغ	قطرہ بنتا ہے گہر واصل دریا ہو کر	״
آگ کی طرح کوئی دم میں خزاں آئیگی	زر گل باغ سے اڑ جائیگا پارا ہو کر	״
شامیانہ منعموں کو چاہئے	ہم بسر کرلیں گے کمبل تان کر	صبا
حقیر و زار وہ رہتا ہے جس کو حرص دنیا ہے	کبھی بوٹی نہیں چڑھتی ہے جسم بد دیانت پر	״
پائیداری نہیں کچھ دولت دنیا کو دلا	لے گیا تخت اٹھا کر نہ سلیماں سر پر	״
تپ دروں کا بیاں حال کیا کرے رنجور	لبوں پہ سینکڑوں چھالے جگر میں ہیں ناسور	
کہ انساں کو ہے لازم کس حقیقت پر بھلا	بعد مرنے کے پھریگا اک جہاں بالائے سر	کوثر

آکے دنیا سے یہ تحفہ لے چلے ہم روسیاہ	ہاتھ میں اعمالنامہ بار عصیاں پیٹھ پر	عشقی
گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو	موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر	
رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گرمیاں	چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار	نسیم
مجھ کو مت ٹھکراؤ بس چلیے سنبھل کر دیکھ کر	چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر	احسان
چو زیرک بود شاہ آموزگار	ہمہ زیرکاں آورد روزگار	لااعلم
کریم سائل خود را غنی کند یک بار	دوبارہ لب نکشاید صدف ز ابر بہار	〃
میں ہوں بشر کلام بشر ہے مرا کلام	حاسد کو اعتراض ہو حق کے کلام پر	〃
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	گر نبشتہ است پند بر دیوار	〃
میں کیا جانوں چمن کہتے ہیں کس کو آشیاں کیا ہے	کھلیں آنکھیں تو میری خانۂ صیاد میں آکر	〃
جہاں میں نہیں ہے کسی کو قرار	خزاں اس چمن کی ہے آخر بہار	〃
چلا جا قبلہ رو گردن جھکا کر	کئے جا کام اپنا دل لگا کر	〃
ہے ان کے واسطے مدد بخت کارساز	ہے جن کو اپنی قوت بازو پہ اعتبار	〃
نازش ہے اپنی خوبی تقدیر پہ مجھے	پھونچا ہے آسماں پہ مرا پائے افتخار	〃
جن کو ہے آرزوئے وصال عروس فتح	لیتے ہیں بوسہ دم شمشیر آب دار	〃
کیوں نہ تھک جائے شب و روز کی محنت سے دماغ	متصل کام سے کیسے نہ پڑے طبع پہ بار	〃
مردوں کا نام صفحۂ ہستی پہ رہ گیا	شہرت پذیر سارے جہاں میں ہے ان کا وار	آصف
ایسے فضل کرتے نہیں لگتی بار	نہ ہو اس سے مایوس امیدوار	لااعلم
مردمی از سفلہ مداں استوار	کایں ہمہ فتنہ است سرانجام کار	〃
چو حرفے پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از تعنت مدار	〃
گر ہنرے داری و ہفتاد عیب	دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر	〃
دور گردوں یک دو روزے گر بکام ما نبود	دائما یکساں نباشد کار دوراں غم مخور	〃
دو چیز آدمی را براند بزور	یکے آب و دانہ دگر خاک گور	〃
زحمت خود را از مردم دور دار	بار خود بر کس میفگن زینہار	〃

کہاں باغ دنیا میں ایسا شجر	کہ پہونچا نہ جسپر قضا کا تبر	لاأعلم
چو تیرہ شود مرد را روزگار	ہمہ آں کند کس نیاید بکار	″
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ یک شد در نوشتن شیر شیر	″
ترا گر بود اژدہا یار غار	ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار	″
نیست بر مردم صاحب ہنر	خدمتے از عہد پسندیدہ تر	″
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جور استاد بہ کہ مہر پدر	″
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست	درویش صفت باش و کلاہ تتری را	″
چھپ گیا وہ مہر رخشاں بزم دوراں چھوڑکر	چلدیا وہ ماہ کنعاں قید زنداں چھوڑکر	″
برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار	سعدی
یہ کیسی نیند آگئی آلٰہی مسافران رہ عدم کو	جو ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم ان کو جگا جگاکر	میر
آشیاں سی نہ اڑے پہونچے نہ ہم دام تلک	ہم تو بے بال و پری سمجھے ہیں پر سے بہتر	سودا
اس قدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اس قدر	مہربانی اس قدر نا مہربانی اس قدر	درد
نہ گیا کوئی عدم کو دل شاداں لیکر	جو گیا یاں سی گیا حسرت و ارماں لیکر	مصحفی
دوستی تھی مجھے دونوں سے گئے تا در قبر	دوش پر نعش مری گبر و مسلماں لیکر	″
دشمن فقیر کی ہے سیہ بختی فقیر	گرتی ہے برق بھی تو گلیم سیاہ پر	″
عجب کیا کام بیقدروں سے نکلے گر امیروں کا	رفوئے شال ہی موقوف اک دھجی کی سوزن پر	″
میکشد قامت بقدر ریشہ ہر نخل کہ ہست	ہر قدر پستی فزوں تر سرفرازی بیشتر	غنی
معصیت را خورد و شمر در دیار زندگی	عالمے را می تواں آتش زدن از یک شرار	″
دانہ بہتر در زمین نرم بالا می کشد	سرفرازی بیشتر چوں خاکساری بیشتر	رقیع
سفر بردم عزلت گزیں وہد عزت	کہ ہست زیب دہ تاج خسرواں گوہر	شایق
نانک دکھیا سب سنسار	سو سکھیا جس نام ادھار	نانک
طوق منت بر ندارد گردن آزادگاں	ترک احساں از بزرگاں نست احساں دگر	صائب
آفتاب آسا قناعت کن بناں سوختہ	لقمہ ہائے چرب دوناں را بہ دوناں واگزار	علی

میان بلبل و پروانہ فرق بسیارست	کجا بہ تربیہ کردار میرسد گفتار	حافظ
ہر کہ دارد روغنے دائم چراغش روشن ست	از صدف دارم بخاطر این سخن را گوش دار	جامی
دکھانہ جوش و خروش اتنا سر چڑھ کر	گئے جہاں سے ہیں دریا بہت اتر چڑھ کر	ذوق
او فتادست در جہاں بسیار	بے تمیز ارجمند و عاقل خوار	لااعلم
کہ تیزی و تندی نیاید بکار	بہ نرمی برآید ز سوراخ مار	״
بسا قفلے است کانرا ہست ناچار	ز مفتاح خرد و از دست ہتیار	
نبشتہ است بر گور بہرام گور	کہ دست کرم بہ ز بازوئے زور	سعدی
گرفتیم عالم بمردی و زور	ولیکن نبردیم با خود بگور	لااعلم
پاشت من شکن و پیمان شکن	خون من می خور و زنہار مخور	״
سامان دہر را ہمہ اسباب غم شمار	ہر چیز از تو فوت شود مغتنم شمار	صائب
چو بنیاد عمر ست ناپائیدار	بہ نقد این نفس را غنیمت شمار	سعدی
دریغا کہ بے ما بسے روزگار	بروید گل و بشگفد لالہ زار	
دلا در جہاں دل منہ زینہار	کہ کس بر سر پل نگیرد قرار	
نخل را در برگ ریز از خود فشاندن چو نیست	درہم و دینار را در زندگانی کن نثار	صائب
ہر آں کو نماند پسش یادگار	درخت وجودش نیاورد بار	سعدی
چوں نمی ماند جہاں بر یک قرار	نام نیکو بہ کہ ماند یادگار	لااعلم
شکوہ کردن از شتاب عمر کافر نعمتی ست	عمر چوں آبست و باشد آب خوشتر در گزار	״
ہست بر آبادی و ویرانہ یکساں فیض ابر	نیست عالی ہمتاں را با کسے در دل غبار	حشمت
دروغ اے برادر مگو زینہار	کہ کاذب بود خوار بے اعتبار	سعدی
خرقہ پوشاں را ز مردم بردباری لازم ست	رخت حمالی برون کن چوں نداری اعتبار	
ہمیں تا برآید بتدبیر کار	مدارائے دشمن بہ از کارزار	سعدی
چو از زر تمنائے زر بیشتر	توانگر تر آنکس کہ درویش تر	نظامی
بریدن ز ہر آشنائی شمار	بس ست آشنائی من آموزگار	لااعلم

صلاح خاص از آں کس طلب کہ طاعت را	کند ز دیدۂ خلق از گناہ پنہاں تر	لا اعلم
در خزاں زعندلیباں بانگ افسوس نخاست	چوں ورق برگشت چشم یاری از یاراں مدار	"
نتواں شمار کرد جفائے زمانہ را	لیکن ہزار شکر کہ نبود بیک ہزار	"
مید ہد ممسک پس از رنج تمام از دست نقد	گل نمی ریزد بروں تا نگردد دل فگار	"
آخر شب مہ بروں آید ز شرم کاستن	خویش را در مفلسی منما باہل روزگار	"
صلح کن با دشمناں و از کینہ اش ایمن نشیں	سنگ را تا نشکنی بیروں نمی آید شرار	ناصر علی
ظاہر نقرہ سپید است و نیز	دست و جامہ زاں سیہ گردد چو قیر	معنوی
غافلند ایں خلق از خود اے پسر	لاجرم گویند عیب یکدگر	"
برگہا ہم رنگ باشد در نظر	میوہا ہر یک بود نوع دگر	"
عقل قوت گیرد از عقل دگر	نیشکر کامل شود از نیشکر	"
حب الوطن از ملک سلیماں خوش تر	خار وطن از سنبل و ریحاں خوش تر	لا اعلم
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی می کرد	می گفت گدا بودن کنعاں خوش تر	"
دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلائے زر	جتنے ہیں سب کے دل میں بھری ہے ہوائے زر	"
چلتے چلتے جگ بھیا بھیک دوارہ دور	گٹھڑی کی پک تھکے رہوں بسور بسور	"
زمین پر سے زیر زمیں کچھ تو اے جبا	کہ آنا نہیں ہے دو بارا زمین پر	جرأت
جوانان شائستہ و بخت ور	زگفتار پیراں نہ پیچند سر	سعدی
کیا ہنسی آتی ہے مجکو حضرت انسان پر	فعل بد تو ان سے ہو لعنت کریں شیطان پر	انشاء
نسخۂ مغلوط عالم قابل اصلاح نیست	وقت خود ضایع مکن بر طاق نسیانش گزار	صائب
نیست از عزلت غرض زہاد را جز صید خلق	عنکبوتاں را مگس در غار دارد گوشہ گیر	"
از تہ دل گفتگوئے اہل حق را گوش کن	خالی از سر چشمۂ حیواں سبوئے خود میار	"
بپایاں رسد کیسۂ سیم و زر	نگردد تہی کیسۂ پیشہ ور	"
تا نظر باز است دل در سینہ دارد اضطراب	شمع بے فانوس در دریا نمی گیرد قرار	"
ریاضت کش از بہر نام و غرور	کہ طبل تہی را رود بانگ دور	"

کہ شہوت آتش ست از وے بہ پرہیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	صائب
مرو زیر بار گنہ اے پسر	کہ حمال عاجز بود در سفر	״
بیکار محض کرتی ہے انساں کو فربہی	معذور نطق سے ہو زباں جیسے پھول کر	اسیر
خدایا نہیں ہے کوئی چارہ گر	مگر تو کہ ہے سب کی تجھ کو خبر	اسمٰعیل
جو دم کٹے خوشی سے غنیمت ہے مفت ہے	رکھے خدا جہان کے رنج و تعب سے دور	تراب
تبدیل وضع کرنے سے رسوا ہو آدمی	اسواسطے اٹھاتے ہیں انگلی ہلال پر	جویا
بات کہنی وہی زیبا ہے کہ جس میں ہو اثر	ورنہ بے صرفہ نصیحت سے خموشی بہتر	حالی
گو کہ بدتر فقر سے یارب نہ تھی کوئی بلا	تھا مگر ثروت میں اس سے بھی زیادہ شور و شر	״
اگر دی ہے دولت خدا نے تمہیں	کرو صرف اللہ کی راہ پر	حامد
جھڑکتے ہو سائل کو کس واسطے	نہ بندوں کی شرم نہ اللہ کا ڈر	״
کرو اہل حاجت کو تقسیم مال	کہ ہے جمع کرنا بہت پرخطر	״
کیا بخل قاروں نے تو کیا ملا	سخاوت سے حاتم ہوا نامور	״
جو بوؤ گے نخل سخاوت یہاں	قیامت میں پاؤ گے اس کا ثمر	״
خواب سے اہل جہاں ہو بیدار	ہوں خبردار سفر ہے تیار	داور
ہائے نخوت یہ تری تیرا غرور	ایکدن تجھ سے یہ ہو جائینگے دور	״
ان کو بے پر عرش اعظم پر اڑاتے ہیں مرید	کیا غضب لائیں خدا جانے جو ہوں پیروں کے پر	ذوق
اپنے خوش ہیں دیکھکر حال زبوں	غیر روتے ہیں مری تقدیر پر	ذاکر
نیک انجام ہے نیکی کا بدی کا بد ہے	طالب خیر نہ ہوئے کوئی بد ظن ہو کر	سعید
ناخدا غائب ہے طوفان حوادث کا ہے زور	بحر ہستی میں جہاز عمر پر ہم ہیں سوار	شاطر
آہ خود ہو گئے ہیں خاک مل کر خاک میں	پانوں رکھدینا بھی جن کو خاک پر تھا ناگوار	״
غفلت و حیرت سے فرصت کب ملی ہمکو یہاں	دیکھنے بھی پائے نہ ہم جی بھر کے اسبار بہار	״
بروں کو بھی برا مت کہہ سرائے دہر میں غافل	وہی آواز پھر آئے گی گنبد کی صدا ہو کر	عاجز
چھوڑتے جاتے ہیں بزم عیش یار و غمگسار	ہم کو بھی جانا پڑیگا ہو گی جب اپنی پکار	عزیز

لکھہ گیا جو کہ صفحۂ دل پر	کبھی جاتا نہیں ہے اس کا اثر	کمال
تقدیر کے واسطے ہے لازم تدبیر	گر کیجے دعا تو ہے امید تاثیر	لمعہ
تیوری ہی کہے دیتی ہی حال دل انساں	ہے قہر کی آنکھہ اور محبت کی نظر اور	مجبور
خدا محفوظ رکھے اصل بدکاری ہے بیکاری	مسلط ہو نہیں سکتا ہے شیطاں مرد شاغل پر	محب
کس ڈھب سے راہ عشق چلوں ہی یہ ڈر مجھے	پھوٹیں کہیں نہ آبلے ٹوٹیں کہیں نہ خار	میر
آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو	جائے گا بناش تیری لاش عریاں چھوڑ کر	ناسخ
جو رہنمائے خلق ہے دنیا سے ہے نفور	بستی میں آئے خضر نہ ویرانہ چھوڑ کر	نظم
مرقع درد کا بنکر الم کی داستاں ہوکر	رہا یک چند میں بھی عبرت صاحبدلاں ہوکر	وحشت
صاحب طالع کو بعد از مرگ بھی ملتا ہی اوج	دیکھیے نیزوں پر ہیں اکثر صاحب افسر کے سر	ہمدم
سرہنگ لطیف خوئے دلدار	بہتر ز فقیہ مردم آزار	سعدی
مکن رحم بر مرد بسیار خوار	کہ بسیار خسپ ست بسیار خوار	"
نخورد شیر نیم خوردۂ سگ	گر بہ سختی بمیرد اندر غار	"
تن بہ بیچارگی و گرسنگی	بنہ و دست پیش سفلہ مدار	"
گر فریدوں شود بہ نعمت و ملک	بے ہنر را بہ ہیچ کس مشمار	"
پرنیان و نسیج بر نا اہل	لاجورد و طلاست بر دیوار	"
بہ لطافت چو بر نیاید کار	سر بہ بے حرمتی کشد ناچار	"
از زر و سیم راحتے برساں	خویشتن ہم تمتعے برگیر	"
کسے نتواند گرفت دامن دولت بزور	کوشش بیفائدہ ست وسمہ بر ابروئے کور	"
چو پرخاش بینی تحمل بیار	کہ سہلے بہ بندد در کارزار	"
سبحہ بر کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ می آید ز استغفار	"
بہرچہ امر شود چاکریم و دولت خواہ	بہرچہ حکم رود بندہ ایم خدمتگار	ہاشم
اگر تو شوی نزد انگشت گر	از و جز سیاہی نیابی دگر	"
ہرچہ در قسمت ست می آید	نہ شود کم زیادہ از تقدیر	"

یارب من اگر بدم سراسر	از نیکی خویشتن تو بگذر	لااعلم
لائق محفل نباشد هر که خندد بے محل	کفش چوں دنداں نماید میشود از پائے دور	״
عید ست و دارد هر کسے عزم تماشائے دگر	ما را نباشد غیر تو در دل تمنائے دگر	״
قاصد رسید و نامه رسید و خبر رسید	در حیرتم که جان بکدامی کنم نثار	״
عشق مجھے آیا جو میں پہنچا در دلدار پر	پاؤں کے بدلے رکھا سر سایۂ دیوار پر	ناسخ
در بیاباں گر بشوق کعبه خواهی زد قدم	سرزنشها گر کند خار مغیلاں غم مخور	حافظ
داد مظلوماں بده مقصود محرماں برآر	دین و دنیا را بدین او و دهش معمور دار	لااعلم
سر برآوردی بدولت پائمردی کن بلطف	دسترس دادت خدا افتادگاں را دستگیر	״
آنچه یک پیرزن کند به سحر	نکند صد هزار تیر و تبر	״
هست طواف حرم کردگار	در دو جهاں واسطۂ اقتدار	״
امور مملکت خویش خسرواں دانند	گدائے گوشه نشینے ترا بدخل چه کار	״
ندیدم ز غمّاز سرگشته تر	نگوں طالع و بخت برگشته تر	״
هر کس ز دولت کرانه گیرد	او را سبک از میانه بردار	״
تکبّر کند هر که شد بے هنر	مآلش ندامت بود سر بسر	״
در امور سلطنت از عدل برتر هیچ نیست	نام سلطاں زاں نماید تا قیامت یادگار	״
خدمت مخدوم هر کس کرد از دل اختیار	نام خود در هر دو عالم میگزارد یادگار	״
اقبال شود یاور و صد عیب شود دور	بر تخت سلیماں بکند جلوه گری مور	״
اول اندیش و بعد ازاں کردار	نرسد لغزشت در آخر کار	״
کبھی فصل گل کی چمن میں بہار	کبھی خشک سبزه خزاں کا غبار	״
شاها ز کرم بر من درویش نگر	بر حال من خسته و دلریش نگر	״
هر چند نیم لائق بخشائش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر	״
کرم بین و لطف خداوندگار	گنه بنده کردست و او شرمسار	״
تا به یکے تجربه آموختی	زاں دگرے تجربه بردی بکار	״

نگفتہ ندارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	سعدی
نصیحے کمنت بشنود بہانہ مگیر	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر	
یک روز بود عید بیک سال یکبار	ہموارہ مرا عید ز دیدار تو ہموار	
جہاں بگشتم و دردا بہیچ شہر و دیار	نیافتم کہ فروشند بخت در بازار	عرفی
از عزیزاں با تو مارا ہست پیوند دگر	جای یوسف را نگیرد ہیچ فرزند دگر	
جوان و جواں بخت و روشن ضمیر	بدولت جوان و بہ تدبیر پیر	
از تنزل پست فطرت را نباشد ہیچ باک	بیم افتادن نباشد ہر کہ باشد نے سوار	غنی
خرقہ پوشاں را ز مردم بردباری لازم ست	رخت حمالی بروں کن چوں نداری تاب بار	صائب
نکردند در دست من اختیار	کہ من خویشتن را کنم بختیار	سعدی
درختیکہ بخشش بود برقرار	بپرور کہ روزی دہد میوہ بار	"
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکیں شود	میرسد در گوش مارا ایں صدا از کوہسار	فرحت
معلوم شد ز جنبش نبضم کہ یک نفس	در دست اختیار نباشد عنان عمر	غنی
یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور	کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور	لا اعلم
جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر	جو دل کہ ہو بے نور وہ جل جائے تو بہتر	"
ہر روز روز عید و ہر شب شب برات	ہر صبح لطف بادہ و ہر شام یک نگار	"
و صرف زرع زر ست و یکے کہ میماند	ہماں زر ست پس اینجا زر ست بر سر زر	"
قہر و لطف اندر محل خود نکوست	جائے گل گل باش و جائے خار خار	"
سوختم از غصہ دریں نوبہار	بادۂ من در خم و من در خمار	"
کسے را امتحاں ناکردہ صد بار	مگرداں پیش خویشش صاحب اسرار	"
میر صاحب زمانہ نازک ہے	دونوں ہاتھوں سے تھام لو دستار	میر
سنم یارب کہ جاناں را ز عارض بوسہ می چینم	دعائے صبحدم دیدی کہ چوں آمد بکار آخر	لا اعلم

کٹی گویا شب جوانی بس آن پہنچی ہے صبح پیری
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر — "

زن حائضہ سے کرو بس حذر	نہیں تو مرض کا ہے اس سے خطر	۱۱ علم
اوروں کے عیب دیکھ کے ہنستا ہے جو بشر	اے یار وہ دو جہاں میں ہے مغرور بشتر	//
یہ مشت خاک بھی کس کس طرح کا رنگ لاتی ہے	تماشا ہے نہیں رہتا ہیولے ایک صورت پر	//
فتنہ پرداز جفا ساز ستمگر عیار	ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر	//
دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نشد تختہ بر کنار	//
برآوردن کار امیدوار	بہ از قید بندی شکستن ہزار	//
بدست آہک تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بندی بہ پیش امیر	//
چہار چیز ز دل غم برد کدام چہار	شراب و سبزہ و آب رواں و روئے نگار	//
کمان عشق ہر جا افگند تیر	سپرواری نباشد کار تدبیر	//
ایک وقت میرسد کارے بکن	پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار	//
بہ لشکر شود ملک عالم میسر	بہ مال ست ترتیب لشکر میسر	//
پھر بہار آئیگی تجھ میں اے گلستاں غم نہ کھا	وہ چلی آتی ہے فوج عندلیباں غم نہ کھا	//
جو ہر خوب کو درکار ہے آرائش خوب	خوب تو آپ کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر	//
بہر چہ امر رود چاکریم و دولت خواہ	بہر چہ حکم شود بندہ ایم و خدمت گار	//
ہے مضحکہ جہاں میں جو ہو عشق بے محل	دل دیجئے تو یار طرحدار دیکھکر	//
مشورت با دوستان ذی شعور	ہست در ہنگام حاجت با لضرور	//
بہار آئی ہے جوبن ہے گل نسرین و سوسن پر	جوانان چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر	//
مملکت معمور خواہی خلق را معمور دار	وز سر ایشاں بلائے ظالماں را دور دار	//
بیتاب ہو کے روح زلیخا نے آہ کی	سنساں حسن و عشق کا بازار دیکھ کر	.
باآہستگی کار عالم برآر	کہ در کار گرمی نیاید بکار	//
از کجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز	عطر آگیں تا بدامن عنبر فشاں تا کمر	//
اندک اندک ہمی شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	//
رزق تو در خور خواہش ہے پہونچتا سب کو	مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر	.

عرق آلود زلفیں ہیں رُخ رنگین جاناں پر	ہر شخص کا ہے عالم ابر چھایا ہے گلستاں پر	
ز مفلسی چو نباشد بدست یک دینار	چہ سود گر بفروشند بخت در بازار	سعید
نزدیک اکابر ہنرور	عیبے نہ بود ز بخل بد تر	لاالعلم
اگر دیدے رُخ آں ماہ پیکر	خلیل بت شکن می گشت آذر	
غوطہ دریائے سخن میں ہے لگانا بہتر	آگے تقدیر سے خر مہرہ ملے یا گوہر	״
مدار پند خود از ہیچکس دریغ و بگو	اگرچہ از طرف مستمع بود تقصیر	
زناں را کید ہائے بس عظیم ست	ز کید زن شود دانا گرفتار	
غمگین مشو کہ ساقی قدرت ز جام دہر	گہ صاف لطف می دہد و گاہ دُردِ قہر	
جو تنگدست ہیں ان کو ملازمت موزوں	تجارت ان کو ہے شایاں جو لوگ ہیں زردار	
نبارد ہوا تا نہ گوئی بیار	زمیں نا ورد تا نہ گوئی بیار	نظامی
ہاں مشو نومید چوں واقف نہ ز اسرار غیب	باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور	لاالعلم
آدمی پہچان لیتا ہے قیافہ دیکھ کر	خط کا مضموں بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر	״
ولا ز حال بد خود جزع مکن زنہار	صبور باش کہ نیکو شود با خر کار	״
ندیدم ز غماز سر گشتہ تر	نگوں طالع و بخت برگشتہ تر	
جو کوئی حد سے بڑھا اوس کی خرابی آئی	خاک پر لوٹتے ہیں یار کے گیسو ہو کر	
خبردار ہشیار اے ذیوقار	طوائف کا ہرگز نہیں اعتبار	
قضا چوں ز گردوں فرو ہشت پر	ہمہ عاقلاں کور گردند و کر	
اے رشک قمر کلبۂ احزاں میں ہمارے	رہ جا کسی شب اپنا ہی کاشانہ سمجھکر	
کوہکن ہم تو نہیں ہیں جو سر اپنا پھوڑیں	چوم کر چھوڑ دیا کرتے ہیں بھاری پتھر	
جو عادل رہے گا تو شام و سحر	کہیں گے تجھے خسرو داد گر	
ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو	ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر	
آنکھ سے آنسو بہے سینہ میں دل ٹکڑے ہوا	رو دیا جب یاس سے بھائی کو بھائی دیکھکر	
عمر قلیل آمد و شغل کثیر	انچہ ضرور یست ہماں پیش گیر	

حیرت ہرکس دریں عالم بقدر بینش ست	ہر کہ دانا تر دریں ہنگامہ حیراں بیشتر	لا اعلم
ابھی گل ہنس رہے تھے اور غنچے بھی چھپاتے تھے	یکایک چھا گئی کیسی اُداسی باغ عالم پر	″
باطل ست آں کہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار	″
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے	کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور	″
میان جاہل و عاقل تفاوت ایں قدر ست	کہ ایں کشیدہ عناں باشد آں گسستہ مہار	″
سخن تا نپرسند لب بستہ دار	گہر نشکنی تیشۂ آہستہ دار	″
گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہو کر اب ہمیں	آئے نسبت اور قرابت سے ہماری ان کو عار	″
جنگ و صلحے بے محل ناید بکار	جائے گل گل باش و جائے خار خار	″
بادل تواں کرد اصلاح کار	ازاں پیش کز کف رود اختیار	
ضمیرے کہ آں روشن ست از غبار	شود نقش غیبے درو آشکار	″
چو وقت آید نماز وقت بگذار	فرائض با جماعت ہوش میدار	″
بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر	ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر	″
حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے	آج وہ سب مٹ گئے گور غریباں دیکھکر	″
زینہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار	″
فرق ست میاں آنکہ یارش دربر	با آنکہ دو چشم انتظارش بردر	″
نظر خلق سے چھپ سکتے نہیں اہل صفا	تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈ نکالا گوہر	″
ندہد ہوشمند روشن رائے	بفرو مایہ کارہائے خطیر	″
ہم کو تو ل کے حسینوں سے بڑے رنج ہوئے	خوش رہا کرتے تھے پریوں میں سلیمان ہوکر	″
تباہی میں نہ ڈالے گردش بخت آسماں ہو کر	مدد اے خانہ بردوشی چلا ہوں لامکاں ہو کر	″
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے	چڑھا دی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر	″
ہست در ہنگام حاجت پر ضرور	مشورت با دوستان ذی شعور	″
برو بہ علم و عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش	مباش غرہ بہ تزئین چہرہ و دستار	″
چو در طاس رخشندہ افتاد مور	رہانندہ را چارہ باید نہ زور	″

ہر کرا جامہ پارسا بینی	پارسا داں و نیک مرد انگار	۱۱ علم
ہر کہ از ناکس طمع دارد وفا	از درخت بید می جوید ثمر	//
دشمن اگرچہ خرد بود از طریق حزم	او را بزرگ داں و غم کار خویش خور	//
خموشی سے ہے خیر کی بات خوشتر	بڑی بات کہنے سے چپ رہنا بہتر	//
تا توانی ز دور باش از سو خوار	زانکہ ہست از دشمنان کردگار	//
ستیزہ با چو تو قاہر دلیل دانش نیست	زباں گزیدم و کردم ز گفتہ استغفار	//
دارم ز کفر و دین بہر یک قدم دو سیر	دل میرود بہ کعبہ و من میروم بہ دیر	//
یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کنڈ پر	اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر	//
تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار	//
کھلتے ہیں کچھ اشتیاق کے طور	رُخ میری طرف نظر کہیں اور	//
بدہ ساقی آں تلخ شیریں گوار	کہ شیریں بود بادہ از دست یار	//
بگاڑ بھی نہیں ان کا بناؤ سے خالی	نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر	//
مجھ سا جانباز وفادار نہ پاؤ گے کہیں	گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رُخ زیبا لیکر	//
چاہ پیاسے تک نہیں آتا کبھی	دوڑ کر جاتا ہے پیاسا چاہ پر	//
سر بر آوردی بدولت پائمردی کن بلطف	دسترس دادت خدا افتادگاں را دست گیر	//
زیر دیوار ذرا جھانک کے تم دیکھو تو لو	ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر	//
سرو در باغ بیک پائے فتادست نگر	بر کاب تو دو دگر بودش پائے دگر	//
ہر کرا شد چشم او فارغ ز نور	چشم باطن بیند از نزدیک و دور	//
ز منجنیق فلک سنگ فتنہ می بارد	تو ابلہانہ گریزی بہ آبگینہ حصار	//
منجنیق آہ مظلوماں بہ صبح	سخت گیرد ظالماں را در حصار	//
غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا میری جان پر	آیا مگر نہ حرف شکایت زبان پر	//
ہم وہ مشتاق اذیت ہیں فلک غور سے سن	زخم کھاتے ہیں امید نمک افشانی پر	//
محبت کی اگر عقدہ کشائی ہو تو کیونکر ہو	رقیب روسیہ رہتا ہے مار آستیں بنکر	//

صاحب کا گھر دور ہے جیسے پنی کھجور	چڑھے تو چاکھے پریم رس گرے تو چکنا چور	لااعلم
مجال گفتگو کس کو فنا کا جب پیام آیا	ہوئی خاموش آخر شمع بھی آتش زباں ہو کر	"
نگہ دار دآں شوخ در کیسہ دُر	کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر	"
بڑا ہوا تو کیا ہوا۔ جیسے پنی کھجور	پنتھی کو چھایا نہیں۔ پھل لاگے اتی دور	"
گل کھلائے گی نئے گلشن میں اب باد بہار	رنگ ہوگا چمن میں لیکن بو نہ ہوگی زینہار	"
جب جب بھیڑ پڑیں۔ بھگتن پر	بھاگ آئے بھگون۔ اس ستھن پر	"
کس را بے قراری داں جنون دار	قرضدار رو۔ مرضدار رو۔ غرضدار	"
علم باطن ہمچو مسکہ۔ علم ظاہر ہمچو شیر	کے بود بے شیر مسکہ۔ کے بود بے پیر پیر	"
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہے کچھ اعتبار اسکا	کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر	"
ہوگئی ثابت دو رنگی گلشن ایجاد کی	گل کو خنداں دیکھ کر شبنم کو گریاں دیکھکر	"
کبیرا یا بار و کھڑی۔ دو پیس کی داتار	کھاوت۔ خرچت ٹکتی بہے سینچت نرک دوار	"
خدائی بھر کو گل دین ظاہر دیکھو تو بھولے ہیں	یہ بت آفت کے پتلے ہیں نہ جائے انکی صورت پر	"
سمجھانے سے تھا نہ مجھے سروکار	اب مانو نہ مانو تم ہو مختار	"
کریں سیر دنیا عدم سے نکل کر	یہ خواب اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں چلکر	"
از من مسکیں درین مشکیں سواد	گر خطائے رفتہ باشد آہو گیر	"
گفت چشم تنگ دنیا دار را	یا قناعت پر کند یا خاک گور	"
چو تیرہ شود مرد را روزگار	ہمہ آں کند کس نیاید بکار	"
ہر چہ رفت از کف بدست آوردن او مشکلست	چوں بکند گرد آوری گل۔ بوی غارت بردہ را	صاحب
عمر قلیل آمد و کارت کثیر	آنچہ ضرورست بدو شغل گیر	لااعلم
گرچہ برخارا نباشد نیشش کژدم کارگر ازبدی نفس خود ہرگز ندارد زال گذر		"
کہاں سلیماں۔ کہاں سکندر۔ کہاں ہے جم اور کہاں ہے دارا یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر		"

ز

اگر صد سال مانی در یکے روز	بباید رفت ازیں کاخ دل افروز	
دل جلوں پہ روتے ہیں جنکو ہے کچھ سوز جگر	شمع کرتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز	میر تقی
فیض نیکوں سے نہ ہو اوں کو وہ جو ہیں بد سرشت	کیا کرے باراں زمین شور میں اشجار سبز	″
نہ گل نغمہ ہوں نہ پردہ ساز	میں ہوں اپنی شکست کی آواز	آتش
مجکو پوچھو تو یہ عجب کیا ہے	میں غریب اور تم غریب نواز	غالب
ہوں گرفتار الفت صیاد	ورنہ باقی ہے طاقت پرواز	″
ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے	ایدل کجا حلاوت وصل نگار روز	صبا
مرا خود دلے دردمندست خیز	تو نیز اے نمک بر جراحت مریز	لا اعلم
اگر میخواہی کہ نشود چو یوز	مخور آب دوش و مکن خواب روز	″
کلید در دوزخ ست آں نماز	کہ در چشم مردم نماید دراز	″
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز	کبوتر با کبوتر باز با باز	″
چوں نداری ناخن درندہ تیز	با بداں آں بہ کہ کم گیری ستیز	سعدی
دل من داند و من دانم و داند دل من	داغ فرزند کند فرزند دیگر را عزیز	
مٹ گئے تیرے مٹانیکے نشاں بھی اب تو	اے فلک اس سے زیادہ نہ مٹانا ہرگز	
ہوئے بہ تلبیس سیاہ کردہ گیر	راست نخواہد شدن ایں پشت کوز	سعدی
ہر چند جفا کند کہ شکایت نہ کنیم	گوئیم کہ جرم از طرف ماست ہنوز	
وقت ضرورت چو نماند گریز	دست بگیرد سر شمشیر تیز	سعدی
چو جنگ آوری با کسے بر ستیز	کہ ازوے گزیرت بود یا گریز	″
اسپ تازی دو تک زود شتاب	اشتر آہستہ میرود شب و روز	″

میراث پدر خواهی علم پدر آموز
کین مال پدر خرچ توان کرد به ده روز — سعدی

مرغک از بیضه برون آید و روزی طلبد
آدمی زاده ندارد خبر و عقل و تمیز — ״

گر بغریبی رود از شهر خویش
سختی و محنت نبرد پنبه دوز — ״

کرم لطف کن در آنجا که بینی ستیز
نبرد قزاگند را تیغ تیز — ״

ز تقوی چراغ روان بر فروز
که چون نیکبختاں شوی نیک روز — ״

میفزاید ظلمت دل صحبت افسرده دل
چوں زمستاں بیشتر گردد شود شبها دراز — آفریں

از خود آرا طمع سیرت شائستہ خطاست
که بروں سازد روں ساز نگردد هرگز — صائب

صدف دار گوهر شناسان راز
زباں جز بگوهر نکردند باز — ״

به بستاں گل راست کردن فراز
که بوئے و رنگے دهد دل نواز — نظامی

جهاں به نزد خرد مند محنت آباد ست
فراغت ار طلبی از سر جهاں برخیز — لااعلم

او سجدهٔ پیش آدم و ایں پیش حق نکرد
شیطاں هزار مرتبه بهتر ز بے نماز

چو خاکت می خورد چندیں مخور غم   بروشادی کن اے یار دل افروز — سعدی

از نم احسان کس دست طلب را پر مکن	آبرو خواہی بناں خشک چوں آئینہ ساز	غنی
سر تا قدمش کرشمہ و ناز	ہم سرکش حسن و ہم سرانداز	لااعلم
یار ستمگار مشو اے عزیز	تا کہ از آں قوم نباشی تو نیز	//
دریں گنبد بہ نیکی برکش آواز	کہ گنبد ہرچہ گوئی گویدت باز	//
از صحبت بادشہ بپرہیز	چوں ہیزم خشک ز آتش تیز	//
ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز	//
منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز	چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز	//
دل ست اے خردمند زندان راز	چو گفتی نیاید بزنجیر باز	//
بخت رمیدہ رو بسوئے من نہادہ باز	بر من در سعادت و دولت کشادہ باز	//
بلبل وہ ہوں چھٹا نہ پس مرگ بھی چمن	گلبن تلے پڑے ہیں مرے مشت پر ہنوز	//
تو باز ساعد شاہی باستخواں منگر	ہمائے ہمت خود را بلند دہ پرواز	//
کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	//
گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوئے یار	جوں گرد راہ پھرتے ہیں ہم در بدر ہنوز	//
روز عیش و طرب و ماہ صیام ست امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز	//
برو منال ز شامیکہ صبح در پئے اوست	کہ نیش و نوش ہم باشد و نشیب و فراز	//
آتشے از عشق در جان بر فروز	سر بسر فکر عبادت را بسوز	//
یاد آن رونق بازار ہنر در بغداد	یاد آں گرمی ہنگامہ فن در شیراز	//

س

چو گنجشک در بازار دید از قفس	قرارش نماند در آں یک نفس	//
حرماں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا	اک برگ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس	//

شمع روتی ہے کہ ہنستی ہے مگر جلتی ہے	یہی رونیکی ہوس ہے یہی ہنسنے کی ہوس	لااعلم
شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے	ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس	״
ہم وہ آوارہ وہ سرگشتہ ظفر ہیں کہ ہمیں	یہی رونے کی ہوس ہے یہی ہنسنے کی ہوس	ظفر
ہے لباسوں میں لباس اپنا لباس	اور سب شوخئے بے وسواس	״
گر تو میخواہی کہ باشی خوش نویس	می نویس و می نویس و می نویس	״
تلسی کا گھر دور ہے گھٹھ کتروں کے پاس	کریگا سو ہی بھریگا، تم کیوں بھئے اداس	تلسی داس
بے فیض سے مرغی بھلی جو انڈے دیوے تیس	بیگن سی چکی بھلی جو عالم کھاوے پیس	سالک رام
بنج کریں ہمیں بانسے اور کریں سب بیس	بنج کیا تھا بھاٹ نے سو کے بانٹے تیس	لااعلم
دھولے دھولے سب بھلے اک دھولے بھلے نہ کیس	ناری ڈرے نہ بیری ڈرے اور گھٹے ہمیں	گنگ
عمل گرد ہی مرد منعم شناس	کہ مفلس ندارد ز سلطان ہراس	لااعلم
گر نیاید بگوش رغبت کس	بر رسولاں بلاغ باشد و بس	״
دلم خانۂ مہر یار است و بس	ازاں می نگنجد درو کین کس	״
نیاساید اندر دیار تو کس	چو آسائش خویش خواہی بس	״
یا رب بے پرواو فریاد دل من بے اثر	ہم ز دل فریاد ہا دارم ہم از فریاد رس	״
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس	سعدی
ندارم طمع بر زر و سیم کس	اگرچہ بیابم بر آں دست رس	نظامی
غنیمت شمار ایں گرامی نفس	کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس	حافظ
بالباس فقر ناید خلعت شاہی درست	زشت باشد جامۂ نیمی اطلس و نیمی پلاس	جامی
برنمی آید بقا تیغ زور بازوئے حریص	از لعاب عنکبوتے می شود عاجز مگس	صائب
فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد	تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہت بس	حافظ
در بیابان توکل توشۂ درکار نیست	زاد ایں رہ دانۂ دل بس بود ہم چو جرس	صائب
دام آفت داں مکن بر نعمت دنیا ہوس	می شود زنجیر آخر شہد بر پائے مگس	والا
دل کندن و کام دل از وہر و محال ست	با قحبۂ مستورۂ دنیا چہ کند کس	حزیں

بیندیش وآنگہ برآور نفس وزاں پیش بس کن کہ گویند بس	سعدی
جہاں اے برادر نماند بکس دل اندر جہاں آفریں بند و بس	؍؍
ترک دنیاست شہوت ست و ہوس پارسائی نہ ترک جامہ و بس	؍؍
روز آئیں ہم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس یوں بے بلائے ہم تو نہ جائیں خدا کے پاس	لا اعلم
ایں ہمہ زینت زناں باشد مرد را کبر و خایہ زینت بس	؍؍
چو در مقابلۂ جرم لطف بیند کس شود خجل زدہ و ایں خجالت او را بس	؍؍
صحبت شاہ را ز روئے قیاس ہم چو دریائے بے کرانہ شناس	؍؍
صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس	صائب
ترک ستم کن ز ندامت بترس وز فزع روز قیامت بترس	؍؍
آؤ مجنوں غم فرقت کی کریں کچھ باتیں دل بہل جاتا ہے بیمار کا بیمار کے پاس	؍؍
ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس	؍؍

ش

نیم یک لحظه از یاد تو خاموش	فراموشی شده از دل فراموش	لاأعلم
بود خصمش تازه و دوست ریش	کسی کش بود دشمن از دوست بیش	״
سر بر خط تو نهاده بودم زین پیش	اکنون خط تو نهاده ام بر سر خویش	״
بی عقل مثل طفل شو۔ فکرت خدا کند	آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	״
سفله هر چند غنی گشت به عزت نرسد	پیکداں گرچه ز زر باشد تف در دهنش	״
مسلمانی کسی داند که در یک رنگی وحدت	ز هر مو چشمهٔ خون ریزد از خوانی مسلمانش	״
تا بهمواری برآید کار در تندی مکوش	بد خاری دارد از پی این شراب جام جوش	صائب
چو غنچه گرچه فروبستگیست کار جهاں	تو همچو باد بهاری گره کشا می باش	حافظ
بهر خدمت پیش ارباب سخن آماده باش	نقش خود را چو قلم بنشان و خود استاده باش	غنی
کار خود کن راست چون فواره از امداد غیر	خود نهال خویش و خود آب روان خویش باش	اشرف
ببیں که فتنه عالم زیاده می زاید	بصد هزار غم آبستن است مادر عیش	لا اعلم
مکن تا توانی دل خلق ریش	و گر می کنی می کنی بیخ خویش	سعدی
خواجه در عیب است غرقه تا بگوش	خواجه را مالست و مالش عیب پوش	لا اعلم
گرت هواست که با خضر همنشیں باشی	نهاں ز چشم سکندر چو آب حیواں باش	״
بستاں ز خلق خام و بده پخته در عوض	سرگرم خویش معاملگی چوں تنور باش	راسخ
یکی جامه در نیک نامی بپوش	به نیکی دگر جامها می فروش	نظامی
ره راستی گرم امروز پیش	که آگاه هم امروز فردای خویش	سعدی
خداوند تدبیر و فرهنگ و هوش	نگوید سخن تا نبیند خموش	״
تا که شاهین زبانت بتر از وی دو گوش	سخن خویش نسنجید بسخنداں مفروش	غنی
خواهی که بی حساب بجنت ترا برند	صائب بشمرده زن و بیحساب باش	صائب
زنده کانی و مرد نفس بد بود	که نماند و بماند سیم و زرش	سعدی

ہدیۂ ماتنگدستاں را بچشم کم مبیں	از مروت بر سر خوان تہی سرپوش باش	لاعلم
سگ که وفائے بر پا نیستش	بہتر از آں کس که وفا نیستش	〃
نیر ز وصل جان من زخم نیشش	قناعت نکو تر بدوشاب نیشش	〃
بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بمیخانہ	که شنگولاں سرمستت بیاموزند کار خوش	〃
کرتے ہیں بہت صاحب تدبیر پس و پیش	پر دیکھئے کیا کرتی ہے تقدیر پس و پیش	ظفر
جھوپڑوں میں ہم فقیروں کی بسر ہو جائیگی	اپنے محلوں میں رہیں لے آسماں زردار خوش	صبا
چو آزرده شد خصم ایمن مباش	خراشیده را ہست قصد خراش	لاعلم
رموز مصلحت ملک خسرواں دانند	گدای گوشہ نشینی تو حافظا مخروش	حافظ
کون سنتا ہے فغان درویش	قہر درویش بجان درویش	〃
نگوید از سر بازیچه حرفے	کزاں پندے نگیرد صاحب ہوش	سعدی
اگر صد باب حکمت پیش نادان	بخوانند آیدش بازیچه در گوش	〃
من نمیگویم زیاں کن یا بفکر سود باش	اے ز فرصت بیخبر در ہرچه باشی زود باش	لاعلم
ز دستم رفته ماه و ہفته خویش	کجا یابم عمر رفته خویش	〃
اگر خویش راضی نباشد ز خویش	چو بیگانگانش براند ز پیش	〃
گر غمے آید گلوئے او بگیر	داد او بستان و میر داد باش	〃
سعدی ہمه روز پند مردم	میگوید و خود نمی کند گوش	〃
کون سنتا ہے فغان درویش	اور وہ بھی بزبان درویش	〃
تعلیم ز راه گیر و ز کسب معاش	چیزے بسوئے خود کش و چیزے می پاش	〃
تا نه گرید کودک حلوا فروش	بحر لطف حق نمی آید بجوش	〃
آنرا که ندانی نسب و نسبت خانش	وانرا که نبود ہیچ گو اسپے چو نعاش	〃
درمیان قعر دریا تختہ بندم کرده	باز میگوئی که دامن تر مکن ہشیار باش	〃
سننے سمجھنے کو بات حق نے دئے ہمکو گوش	حق بطرف جسکے ہو آج نہ رہیو خموش	〃

عزیزی که پر فتنه بینی سرش	میازار و بیرون کن از کشورش	لاعلم
آنکس که ترا بکشت باز آمد پیش	شاید که دلش بسوخت بر کشته خویش	״
سفله چو جاه آمد و سیم و زرش	سیلی خواهد بضرورت سرش	״
صائب دو چیز می شکند قدر شعر را	تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس	״
بنده حلقه بگوش ار ننوازی برود	لطف کن لطف که بیگانه شود حلقه بگوش	״
دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند	آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	״
تا نسازی راست در دل حرف را بر لب میار	تیر رفته بیرون از کمان غافل مباش	صائب
نباشد هر کرا امروز در خاطر غم فردا	شب آدینه اطفال باشد جمله ایامش	״
به ز خاموشی نباشد بیکسان را دورباش	در چو باشد بسته دربان گر نباشد گو مباش	״
کدام جامه به از پرده پوشی خلق است	بپوش چشم خود از عیب خلق و عریان باش	״
پرده مردم دریدن پرده عیب خود است	عیب خود می پوشد از چشم خلائق عیب پوش	״
مخور تا به پیچ دل زار و هر چه خواهی خور	بپوش چشم خود از عیب و هر چه خواهی پوش	״
نی کند زهر هلاهل کار خود در انگبین	از گزند دشمن شیرین زبان غافل مباش	״
چشم من نیست به آسودگی خود صائب	هست در راحت ارباب مرا راحت خویش	״
فرش ما افتادگی اسباب ما آزادگی	خانه ما را نگهبان اگر نباشد گو مباش	״
شود عیار بد و نیک در سفر ظاهر	یکیست تیر کج و راست تا بود در کیش	״
ابله می جوئی گشاده کار خود از آسمان	آسمان از ما بود سرگشته در کار خویش	״
چه آسودگی خواهی از آسمان	که بی آب گردان بود آسیاش	״
چو باحسان میتوان آزادگان را بنده کرد	از بخیلی بنده سیم و زر دنیا مباش	-
ترا خامشی ای خداوند هوش	وقار است و نا اهل را پرده پوش	سعدی
مکن عیب خلق ای خردمند فاش	بعیب خود از خلق مشغول باش	״
خانه آباد اندرون باید نه بیرون پر نگار	مرد عارف اندرون و گو برون ویرانه باش	״
هر آنکس که عیبش نگویند پیش	هنر داند از جاهلی عیب خویش	״

هر که نه مد راه عزیزان بود	بار گرانست کشیدن بدوش	سعدی
خدا هرچه خواهد کند بنده باش	رضا پیش گیر و سر افگنده باش	״
زبان را نگه دار در کار خویش	نفس بر مزن جز بهنگام خویش	نظامی
بجائے رسیداست ادراک و هوش	که خر نغمه سنج است و بلبل خموش	حافظ
از نارسیدگی ست که زاهد کند خروش	سیلاب چون به بحر رسد می شود خموش	لااعلم
ببین که می کند استاده بر نشسته سلام	فروتنی کن و از جملهٔ عزیزان باش	״
از دشمن ملایم زنهار پر حذر باش	چون سگ خموش افتد ناگاه گر باش	״
سراینده خود نگردد خموش	ولیکن نه هر وقت باز است گوش	״
مرغ کاب شور باشد مسکنش	او چه داند جائے آب روشنش	معنوی
هر کسے گر عیب خود دیدے ز پیش	کے بدے فارغ وے از اصلاح خویش	״
بربند زبان گوش سخن دان چو نیابی	جائیکه هنر پرده شنو نیست خمش باش	حزیں
میا همچو سپر پیش برابر وے مردی	بزیر تیغ بلا هم چو زخم خندان باش	״
پشیمانم کنون از کردهٔ خویش	چها دیدم ز پیش آوردهٔ خویش	غنیمت
فرق شاهی و بندگی برخاست	چون قضائے نوشته آمد پیش	لااعلم
مجال سخن تا نبینی ز پیش	به بیهوده گفتن مبر قدر خویش	״
چون رنده بسوئے غیر بخشنده مباش	چون تیشه بسوئے خویش پاشنده باش	״
چون تیر قضا از شست تقدیر بجست	هرگز نه کند رد سپر تدبیرش	״
دنیا اگر دهند نه خیزم ز جائے خویش	من بسته ام صفائے قناعت بپائے خویش	״
کسے را که آری بزنهار خویش	نگه دار اندازهٔ کار خویش	״
مرد بد در فکر بد بینی بود	عاقلی از مکر او هشیار باش	״
آدمی سعی کار گر کند همه عمر	نه برد ذرهٔ ز قسمت بیش	״

پادشاه را جرأت و تدبیر صائب لازمست
تا که زود آسان شود هر مشکلش آید ز پیش — صائب

راهست دراز و بار بر دوش	در خوابیم و از خودی فراموش	لاعلم
ما آزموده ایم دریں شهر بخت خویش	بیروں کشیده باید ازیں ورطه رخت خویش	״
نه گویمت که همه ساله مے پرستی کن	سه ماه می خورد نه ماه پارسامی باش	״
قدم برون نه گذارم ز آستانهٔ خویش	چو مرغ قبله نمامی پرم بخانهٔ خویش	״
هر که فریاد رس روز مصیبت خواهد	گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش	سعدی
در عمل کوش هر چه خواهی پوش	تاج بر سر نهی علم بر دوش	״
نه بیند مدعی جز خویشتن را	که دارد پردهٔ پندار در پیش	״
گرت چشم خدا بینی ببخشد	نه بینی هیچکس عاجز تر از خویش	״
چو در باید نه زر که با نو را	گزرے سخت به که صد من گوش	״
در سخن با دوستاں آهسته باش	تا ندارد دشمن خونخوار گوش	״
پیش دیوار آنچه گوئی هوشدار	تا نباشد در پس دیوار گوش	״
مشو غره بر حسن گفتار خویش	به تحسین نادان و پندار خویش	״
شخصے که با عدو ز دلاوری کند	یار دشمن ست در هلاک خویش	״
خدا آں خوبصورت پاکیزه خوی را	نقش و نگار و خاتم فیروزه گو مباش	״
طاؤس را به نقش و نگارے که هست خلق	تحسین کنند او خجل از پائے زشت خویش	״
ز درویشی منال اے مرد زیں بیش	سخن بشنو ز من خوش باش درویش	طوسی
درون خانهٔ خود هر گدا شهنشاهے ست	قدم برون منه از حد خویش سلطاں باش	صائب
ز بهر لذت دنیا مکش مذلت خلق	بعزتے که ترا هست شکر کن درویش	صافی
... محنت کشیده می گفت	محنت خویش به ز منت خویش	اثر

وقتے دوائے مردم بیمار کردمے	اکنوں چناں شدم که ندانم دوائے خویش	اعتماد
تا ناقص ست عیب نمایاں نمی شود	ماه است داغدار مدام از کمال خویش	واجد
زینت ظاہر چه کار آید دل افسرده را	نقش بر دیوار زنداں گر نباشد گو مباش	صائب
صبر بر جور فلک کن تا بر آئی روسفید	دانه چوں در آسیا افتد تحمل بایدش	لا اعلم
پنبهٔ وسواس بیروں کن ز گوش	تا بگوشت آید از گردوں خروش	״
بشنو ایں پند کن قصد دل آزردهٔ خویش	ورنه بسیار پشیماں شوی از کردهٔ خویش	״
جاتے ہو تو یاد رکھیو مجھ کو	مت کیجیو مہرباں فراموش	״
کردی دراز پیش کساں دست بوئے خویش	پل بسته که بگذری از آبروئے خویش	״
زنده است کسے که در دیارش	ماند خلفے بیادگارش	״
آدمی فربه شود از راه گوش	جانور فربه شود از ناؤ نوش	״
اگر ہوشمندی بیا باده نوش	چو نوشی مے با تاب آئی بہوش	״
تا نگرید طفلک حلوا فروش	دیگ بخشایش نمی آید بجوش	״
بے ہنراں صد حیل آرند پیش	تا نرود کار ہنرمند پیش	״
عروس مملکت آں مرد در کنار گرفت	که اول از گہر تیغ داد کابینش	״
مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست	کمر بخدمت سلطاں به بند صوفی باش	״
نظر کردن بدرویشاں بزرگی را بیفزاید	سلیماں با چناں حشمت نظرہا بود با مورش	״
بر خویش کشاده کن ره وصلت خویش	تا از همه بیش باشی و از همه پیش	״
اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روئے عفو و کرم گنهگاراں بخش	״
ز دشمن دوستی جستن چناں ست	که یکجا جمع کردن آب و آتش	״
خوک باش و خرس باش و یا سگ مردار باش	ہرچه باشی باش لیکن اندکے زردار باش	״
رموز مملکت خویش خسرواں دانند	گدائے گوشه نشینی تو حافظا مخروش	״
که دارم از تمنائے دل ریش	خیال سیر مکتب خانه درپیش	״

چوب را آب فرو می نبرد حکمت چیست	شرم دارد ز فرو بردن پروردهٔ خویش	〃
نہاد تن پرستاں را گل خنداں گلخن داں	دروں سوخبث ناپاکی بروں سوز مرجانش	〃
مرا خود دل در مندست و ریشش	تو ہیزم مزن بر سر ریش نیشش	〃
باز آکہ از شرم گنہ سر تا قدم بگداختم	کوہے کہ بر سر داشتم از گریہ ہاموں کردمش	〃
با فتوت ہمنشیں شو با مروت یار باش	دانگے ہے از تاج و تخت خویش برخوردار باش	〃
چو ناداں؟ نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش	〃
چو بدل تو کردم جوانی خویش	بہنگام پیری مرانم ز پیش	〃
بد نفس مباش و بدگماں باش	وز فتنہ و مکر در اماں باش	〃
کم خور و کم خواب و کم گفتار باش	گرد خود گردندہ چوں پرکار باش	〃

ص

آرام پھر کہاں ہے جو ہو دل میں جائے حرص	آسودہ زیر چرخ نہیں آشنائے حرص	سودا
انساں نہ ہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے	ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سوائے حرص	

ض

دوستی کا مارتے ہیں یکدگر دم آشنا	ہوتی ہے معلوم باہم آ پڑے ہی جب غرض	سودا
معصیت کر بیٹھے بندے مغفرت وہ کر اٹھا	اپنی خو سے اس کو مطلب انکی خو سے کیا غرض	موجد
آسیا کیا رزق دے رزاق مطلق اور ہے	اس کے سو حیلے ہیں چرخ حیلہ جو سے کیا غرض	〃
آشنائے بے غرض ہی کون دنیا میں ظفر	پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض	ظفر

ط

سودا — آتش

فضل حق جس کی طرف ہو تو اُسے بخشے ہے
ناکسوں کی دوستی دے دین و ایماں کو اجاڑ
قابل گوش سینکڑوں گوہر
گلشن عیش کے نظارہ کو

دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط
پوچھ تو جا کر گلستاں سے خزاں کا اختلاط
گوش بھی قابل گہر ہے شرط
مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط

ظ

آتش

ہم تو چلتے ہیں لو خدا حافظ
سخت گوئی سے تجھے چاہیئے اے یار لحاظ
کیا اسیر قفس ہم کو آب و دانہ نے
زردار کا سودا ہے بے زر کا خدا حافظ
تو از کجا و امید وصال او ز کجا

تنگدستی کا ہے خدا حافظ
بات بڑھ جاتی ہے کھو دیتی ہے تکرار لحاظ
تو جا چمن کی طرف اے صبا خدا حافظ
پرواز تو اڑتے ہیں بے پر کا خدا حافظ
بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ

ع

ظہیر — ناصر علی

دریں دور روزۂ فانی ظہیر حیرانم   کہ بر متاع قلیل جہاں کنند نزاع
نشود شکوہ گرہ در دل روشن گہراں
دود در سینہ محالست نہاں دارد شمع
چرخ را در زیر پا آرد اے شجاع
بشنو از فوق فلک بانگ سماع

غ

جی کے خوش ہونے سے رکھتا ہے تعلق حسن لطف	رنگ و بو نکلے ہے جب غنچے کے دل کو ہو فراغ	سودا
دنیا میں ہے غرور و تکبر ہنر کے ساتھ	ہے کونسا ہنر جو کریں بے ہنر ماغ	رشک
روشندلوں کے قرب میں ہیں لاکھ فائدے	آتا نہیں ہے کام ظفر دور کا چراغ	ظفر
اگر صد سال مسکہ را کنی دوغ	ہماں دوغ ست ہماں دوغ ست ہماں دوغ	لاعلم
چو باد خزانی درآید بباغ	زمانہ دہد جائے بلبل بزاغ	״
الٰہی کو روز روشن شمع کافوری نہد	زود بینی کش بشب روغن نماند در چراغ	سعدی
چہ داند گنج از سیاہی دریغ	دریغ آیدش دست بردن بتیغ	״
روشن زمین جہان و من از بخت تیرہ داغ	کہ سایۂ چراغ شود محو از چراغ	غنی
شعلۂ ادراک را لازم بود بخت سیاہ	زیر پائے خویش را روشن نمیدارد چراغ	صائب
وعدۂ ارباب دنیا ہم چو خواب احتلام	شب ہمہ شب عیش و عشرت باشد و فردا دروغ	״

ف

قوت از حق خواہم و توفیق لطف	تا بہ سوزن برکنم ایں کوہ قاف	لاعلم
ہنستے کیوں گل کی روش باغ جہاں میں غافل	اے ظفر ہوتے اگر یاں کی ہوا سے واقف	ظفر
مسافران عدم کی خبر خدا جانے	کہ اون کو چین ہے یا جانب عدم تکلیف	״
کیا خبر ہے کہ بنا گنبد گردوں کب سے	نہیں تاریخ کے اس چرخ کہن سال پہ حرف	لاعلم
زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف	مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف	سوز
چو در لشکر دشمن افتد خلاف	تو بگذار شمشیر خود در غلاف	لاعلم
کہ از لشکر کشتیاں مغز شگاف	نہاں صلح جویند و پیدا مصاف	״
نہ ہر کہ قوت بازوئے منصبے دارد	بہ سلطنت بخورد مال مردماں بگزاف	

مرد بے توشہ کا وفتاد از پاۓ	در کمر بند او چہ زر چہ خزف	

ق

وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق	یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق	مومن
جو کہ ہر سو سے ہوں یکدل ہم ان ہیں لئے چرخ	ڈالے ہے تفرقہ سازی تری اک آن میں حرف	لااعلم
کار مرداں جہان ست از اتفاق	خلق دویں گردد پریشاں از نفاق	"
برفتم بروم و بچین و عراق	ندیدم رفیقے دریں زیر طاق	"

ک

کسے کہ لطف کند با تو خاک پایش باش	وگر خلاف کند در دو چشم آگن خاک	لااعلم
ہر چہ با تو در نیاید زیر خاک	آں ہمہ دنیا بود نے دین پاک	"
بلبل کو ہو سیر گل و گلزار مبارک	اور مجھ کو ترا دیکھنا اے یار مبارک	جرأت
انساں کی زندگی ہی تو دو اک نفس تلک	ساماں کرے ہی جینے کا لاکھوں برس تلک	ظفر
دکھ پہ دکھ دیتا ہی دکھیا کو فلک	زخم دیکر پھر چھڑکتا ہے نمک	"
خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں فقیر	اور وہ جانتے ہیں مسند کمخواب کو خاک	"
صاف دنیا سے ہیں دنیا میں جو ہیں روشن دل	خاک پر لگتی نہیں چادر مہتاب کو خاک	"
آوت کو آدر نہیں جات نہ پوچھے بات	تلسی ایسی میت کے سر پر ڈارو خاک	تلسی
چو آہنگ رفتن کند جان پاک	چہ بر تخت مردن چہ بر روۓ خاک	سعدی
ہماں بہتر کہ ما مشت ہوسناک	کنیم آئینہ زنگ از ہوس پاک	جامی
ہزار دشمنم از می کنند قصد ہلاک	گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک	لااعلم

بے تو جان قطرہ ایست بر لب تُوق	در تو دیر آمدی چکید اینک	لا اعلم
سوز فراق یار کسی کو نہ دے خدا	جس کو لگی یہ آگ جلا سر سے پاؤں تک	؍؍
ناصحا! غافل نیم دارم کلاہ چار ترک	ترک مولیٰ۔ ترک عقبیٰ۔ ترک دنیا۔ ترک ترک	؍؍
بیٹھ؎ من میلا۔ تن اُجرا۔ بگلے کا سا بھیک	تجھ سے تو کاگا بھلا بھیتر باہر ایک	؍؍ کوا

گ

سنگ در دست و مار بر سر سنگ	خیرہ رائی بود [illegible]	لا اعلم
گربہ شیر ست در گرفتن موش	لیک موش [illegible]	؍؍
گرچہ شاطر بود خروس بجنگ	چہ زند [illegible]	؍؍
سب کی سن لیتے ہیں لیکن اپنی کچھ کہتے نہیں	ہے کوئی [illegible] الگ	حالی
ایک سے ایک ہے تماشا رنگ	دیدنی [illegible]	[illegible]
دو دن اگر خزاں ہے تو دو دن بہار ہے	اک رنگ [illegible] رہا ہو اگر رنگ	[illegible]
سکھی گئی جس ٹھور میں رہا دکھ بھاگ	گھر کی دادی بن گئی بن کو لگ گئی آگ	کبیر
گل جو چمن میں ہیں ہزار دیکھو ظفر ہے کیا بہار	سب کا ہے رنگ جدا جدا سب کی ہے بو الگ الگ	ظفر
یاد رکھنا زمانہ ہیں ہم لوگ	سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ	لا ادر
ندانی کہ چوں گربہ عاجز شود	بر آرد بہ چنگال چشم پلنگ	سعدی
بڑھ گیا ہے رحم انسانی بہت	ہو گئی ایجاد اب نئی توپ اور تفنگ	لا اعلم
دگر عمر نوازی سفلہ را	بہ کمتر چیزے آید با تو در جنگ	؍؍
از آں مار بر پائے راعی زند	کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ	؍؍
دیکھی وہ سیر جسکا زباں سے بیاں نہ ہو	وہ بھید کھلگیا جسے کھلنا تھا بعد مرگ	؍؍
آوت گالی ایک ہے الٹت ہوئے اینک کہیں کبیر آنہ الٹے وہی ایک کی ایک		کبیر داس

سخن بلطف و کرم با درشت خوئے	کہ زنگ خوردہ نگردد بگر بسوہن پاک	سعدی
آہ دل کی کیسی بنی ان چاہت کے سنگ	دیپک بہادیں ہیں جل جل مرے پتنگ	لا اعلم
نیست جز دندان شکستن چارۂ کج بحث را	از دم عقرب گرہ نتواں کشود الا بسنگ	صائب
در بہار اکہ شود سر سبز سنگ	خاک شوتا گل بروید رنگ رنگ	مغوی
سیلے جوہراں عزیز بہ تمکیں نمی شوند	افزوں نمی شود زگرانی بہائے سنگ	صائب
من دیا کہیں اور رہی۔ تن ساد ہوکے سنگ	کہہ کبیر کوری گزی کیسے لاگے رنگ	کبیر (کپڑا ۱۲)
ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم	وگر با چنوں صد برائی بہ جنگ	سعدی
با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ	نرود میخ آہنی در سنگ	؍؍
غواص اگر اندیشہ کند کام نہنگ	ہرگز نکند در گرانمایہ بچنگ	؍؍
برو با دوستاں آسودہ بنشیں	چو بینی در میان دشمناں جنگ	؍؍
رودۂ تنگ بیک گردۂ نان پر گردد	نعمت روئے زمین پر نکند دیدۂ تنگ	؍؍
سگے بچند سال شود نصل پارہ	زنہار تا بیک نفس تشکنی بہ سنگ	؍؍
سگے را لقمہ ہرگز فراموش	نگردد ور زنی صد نوبتش سنگ	؍؍
تو پاک باش برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گاذراں بر سنگ	؍؍

ل

خوشامد میں ہم کو وہ قدرت ہے حاصل	کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہیں مائل	لا اعلم
چوں سگ درندہ گوشت یافت نہ پرسد	کیں شتر صالح ست یا خر دجال	؍؍
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل	کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل	؍؍
نہ باید بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل بر داشتن کاریست مشکل	؍؍
کہتے تھے اس لئے کہ ہو آشنائے گل اے عندلیب دیکھی نہ آخر وفائے گل		سودا

عجب دولت ہے یہ احسان کہ اس سے	بشر کو یہی ہے لیتا بشر مول	آتش
تو لاکھ اٹھائے ہوئے جلد اپنا قدم چل	ہوگا وہی قاصد جو گئی پہلے قلم چل	ظفر
سیدھے کب ہوتے ہیں جنکی ہی طبیعت میں کجی	کسطرح کوئی نکالے موج آب جو کے بل	″
برائی یا بھلائی گو ہے اپنے واسطے لیکن	کیسکو کیوں کہیں ہم بد کہ بد گوئی سے کیا حاصل	لاعلم
اوروں کے بل پہ بل نہ کر اتنا نہ چل نکل	بل ہے تو بل کے بل پہ تو کچھ اپنے بل کے چل	″
گند سے ہاتھ اٹھا مستعد ہے سر پہ اجل	عدم کا کوچ زمانہ سے آج ہے یا کل	امانت
نہ کل تک وہ تجھے منہ لگانے کے قابل	ہوئے آج باتیں بنانے کے قابل	قلق
کوئی شئے جو پہنچے بحد کمال	تو آخر ضروری ہے اسکو زوال	علم
کمال آج گر ہے تو کل ہے زوال	جو ہے بدر آخر وہ ہوگا ہلال	″
وہ گلشن کہ جس میں ہزاروں تھے پھول	وہاں دیکھئے تو جمے ہیں ببول	″
آیا ہی ہاتھ ہمکو یہ مضمون چراغ سے	روشن اسی کا نام ہے جو جلائے دل	اسیر
بھیکا بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لال	گھانٹھ کھول نہیں جانتے اس بدھ بھئے کنگال	تسی
گٹھڑی باندھی دھول کی رہی کنول سی پھول	گانٹھ جو تن کی کھل گئی انت دھول کی دھول	لاعلم
پل میں ہر سو کھے دیکھے پل میں ہوگئے جل و تھل	پل میں پنچھی اڑتے دیکھی پل میں آن کٹائی گل	گردھاری
بود کہ بار نہ پرسد گنہ ز خلق کریم	کہ از سوال ملولیم و از جواب خجل	لاعلم
جہد رزق ار کنی و گر نہ کنی	برساند خدائے عز و جل	″
ہے کمال حسن و دولت چار دن	ایک دن آجائے گا اُن پر زوال	″
ہے گا وہی شخص آسودہ حال	چلیگا جو دھن اور کوشش کی چال	″
نیم شبے آہ زند پیر زال	دولت صد سالہ کند پائمال	″
مادر چہ خیالیم فلک در چہ خیال	کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال	″
شاہا بقائے عمر تو باشد ہزار سال	لیکن بایں حساب بصد حشمت و جلال	″
سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم	یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال	″
شاہا بقائے عمر تو از فضل ذوالجلال	بادا ہزار پاس بدنیسان ہزار سال	″

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم	تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال	لا اعلم
ہر روز نعمتوں سے کہے سفلہ کو غنی	محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال	״
بے عزم درست و سعی کامل	کس را نشود مراد حاصل	״
مرغے کہ خبر ندارد از آب زلال	منقار در آب شور دارد ہمہ سال	״
ایک دم یاد ملک ذو الجلال	خوش بود از عمر صد و بست سال	״
زیر پایت گر بدانی حال مور	ہم چو حال تست زیر پائے پیل	״
رفیقے نیک باید کرد حاصل	کہ صحبت را نشاید ہر سہ دل	״
یک لحظہ جدا مباش از یاد خدا	عمرت گذران ست چو آب از تہ پل	״
سرے کہ از تو بپیچد بریدہ باد چو زلف	رخے کہ از تو بتابد سیاہ باد چو خال	״
پڑھیں نمازی سے بیچیں تیل	یہ دیکھو قدرت کے کھیل	״
تو غافل در اندیشۂ سود و مال	کہ سرمایۂ عمر شد پائمال	سعدی
کسے کہ بر لب آبے چکاند نیست جز دیدہ	ز بخت بد شوم آن ہم بصد خون جگر حاصل	لا اعلم
پیش ارباب کرم شرط ادب نیست طلب	حاجت ما ہمہ دانند چہ حاجت ست سوال	جامی
میزبان تازہ رو شو اے خلیل	در ببند و منتظر شو در سبیل	مثنوی
نیست شہرت طلب آنکس کہ کمالے دارد	ہرگز انگشت نما بدر نباشد چو ہلال	غنی

شادی کی اور غم کی ہے دنیا میں ایک شکل — لا اعلم
گل کو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل

مکان یار دور و من ندارم طاقتے در دل — ״
اگر در مشکل افتادم چساں طے سازم ایں منزل

اے مسلماناں حذر از صحبت ارباب جاہ — باقر
جز شکست کعبۂ دل ناید از اصحاب فیل

بکری پاتی کھات ہے۔ تاکی کاڑھی کھال — لا اعلم
جو کوئی بکری کھات ہے۔ تاکا کون احوال

طریق عشق میں ہے رہنما دل	پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل	میر
چہ بندی دل خود بریں ملک و مال	کہ ہستش ایکے رنج و پیشی و بال	نظامی
سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل	چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل	سعدی
تو نیکو روش باش تا بد سگال	بہ نقص تو گفتن نیابد مجال	"
چو آہنگ بربط بود مستقیم	کے از دست مطرب خورد گوشمال	"
چو باد اندر شکم پیچد فرو دل	کہ باد اندر شکم بار ایست بر دل	"
نباید بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل برداشتن کاریست مشکل	"
بیان شوق را لب چوں کند میل	کہ پیوست آب سیل در کیل	"
در روی در دہان شیر و پلنگ	نخورندت مگر بروز اجل	"
دست تضرع چہ سود بندۂ محتاج را	وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل	"
بسا نام نیکوئے پنجاہ سال	کہ یک نام زشتش کند پائمال	"
تونگری بہ ہنر است نہ بمال	بزرگی بہ عقل است نہ بسال	"
اندے کن بسمل کئے۔ یہ مچھلی کیسا حلال	جیہا کے رس سوا دیں یہ نرجیا بیچال	لا اعلم
لئے پھرتا ہے مجھ کو جا بجا دل	مرا بے چین میرا چلبلا دل	"
صبر آخر کب تلک کوئی کرے	جب نہیں کچھ انتہائے درد دل	"
اس طرف تو وفور خواہش دل	پردۂ شرم تھا ادھر حائل	"
مجھ سا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل	آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل	"
ہوتا ہے بیقرار حسینوں کو دیکھکر	ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل	"
عید قربان ہے یہی دن تو ہی قربانی کا	آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل	"
ملا یا خاک میں کیوں اسکو تو نے	بڑے نازوں کا پالا تھا مرا دل	"
خم کے خم الٹے پڑے ہیں میکدہ میں چار سو	قابل نظارہ ہے مستوں کی محفل آج کل	"
مشکل بتوجہ تو آسان	آسان زتغافل تو مشکل	"
ظلم سے سیر نہیں ہوتا ہے ظالم ترا دل	ایسے دل کو نہ کہو دل کہ یہ پتھر کی ہے سل	"

کم بخت تیرے دل پہ اثر اک ذرا نہیں	کب تک یہ درد دل کی کہانی سنائے دل	لا اعلم
بنی آدم از علم یابد کمال	نہ از حشمت و جاہ و مال و منال	سعدی
کب لگاتا ہی کوئی اس دل بے حال کا مول	سب گھٹا دیتے ہیں مفلس کے غرض مال کا مول	سرور
چاہتا ہوں میں تو مسجد میں رہوں مع من مگر	کیا کروں بت خانہ کی جانب کھنچا جاتا ہی دل	لا اعلم
یا مکن با پیلبانان دوستی	یا بنا کن خانہ بربالائے پیل	رر
جہد رزق ار کنی و گر نکنی	برساند خدائے عز و جل	رر
قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہے خوشی	ہر پیشکش ہے جان فدا ہے نثار دل	رر
گر روی در دہان شیر و پلنگ	نخورندت مگر بروز اجل	رر
بے عزم درست و سعی کامل	ہوگی نہ دلی مراد حاصل	رر
اے ہنرہا نہادہ برکف دست	عیب ہا برگرفتہ زیر بغل	رر

تم بات کرو ان سے جو ہوں بات کے قابل — رر
ہم بات کے قابل نہ ملاقات کے قابل

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں — رر
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

مرا گھر کہاں اُن کے آنے کے قابل — رر
بلاؤں اگر ہوں بلانے کے قابل

قرض کا انجام ہے وہ جاں گسل — رر
کانپتی ہے روح تھراتا ہے دل

بعد مدت کے پھنسا آکے پرانا چنڈول — رر
لگی گلشن کی ہوا دُم کا ہلانا گیا بھول

ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز — رر
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو   اس کی فرقت میں کیوں جلائے دل — رر

الٰہی تا جہاں باشی باقبال	جواں بخت وجواں دولت جواں سال	لاعلم
نالاں فراق دل میں ہے ماتم سرائے دل	سینہ سے آرہی ہی صدا ہائے ہائے دل	"
یہ ترچھی ادائیں دکھانے کسے حاصل	ابھی ہو تو تومنہ چھپانے کے قابل	"
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل	عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل	"
کسے برگرفت از جہاں کام دل	کہ یکدل بود با وے آرام دل	"
نہ کیا ذبح۔ گیا چھوڑ کے بسمل قاتل	دہن زخم پکارا کیا قاتل قاتل	"
چونکہ کردی ذات مرشد را قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول	"

م

نمیدانم گناہم چیست کز من سرگراں داری	سرت گردم قصورے در وفائے خود نمی بینم	"
بلند مرتبہ زاں خاکِ آستان شدہ ام	غبار کوئے تو ام اگر برآسماں شدہ ام	"
آخر من و تو دوست بودیم	عہد تو شکست من ہمانم	"
عہدے کہ نخست با تو بستم	آں عہد بجاست تا کہ ہستم	"
بیا کہ وصل ترا از خدا ہمی خواہم	بیا کہ گوش برآواز و چشم برراہم	"
دل بکوئے یار من از یار دور افتادہ ام	او بدل نزدیک و من بیار دور افتادہ ام	"
درد و رنج عشق می گذارم شب و روز	اینست گناہِ من کہ عاشق شدہ ام	"
بسایۂ تاک بیا ساقیا شراب خوریم	بزیر سایہ نشینیم و آب خوریم	"
چناں بدل شدم از آشنائی مردم	کہ در آب شوم غرق آشنا نکنم	"
ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق	او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم	"
کس نبیند بزیر سایۂ بوم	ور ہما از جہاں شود معدوم	"

دل چاہے دل دار کو تن چاہے آرام "

دو بدھا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام

طالب حکمت شو از هر و حکیم	تا از و گردی تو بینا و علیم	معنوی
اوراق رنگ و بوئے بباد فنا دهیم	از زیر منت چمن آرا برون رویم	صائب
هر چه هر کس آورد با خویش مهمانش کنم	پاک باشد از تکلف خانه چوں آئینه ام	״
مزن بے تکلف بگفتار دم	نکو گو اگر دیر گوئی چه غم	سعدی
رستمے باید که او خصمی کند با دیو نفس	گر برو غالب شویم افراسیاب افگنده ایم	״
قدر وقت ار نشناسد دل و کارے نکند	بس خجالت که ازیں حاصل اوقات بریم	حافظ
خلعت آسائشی میخواستم از چرخ گفت	از کجا آورده ام خود در لباس ماتمم	کلیم
در و بام صراحی صفت پر حرام	چه حاصل مرا از سجود و قیام	لا اعلم
اندریں عهد ست الفت بسکه سامان دوئی	تیغ قطع آشنائیها شود دست سلام	״
شکر خدا که هر چه طلب کردم از خدا	بر منتهائے همت کامراں شدم	״
نعمت از دنیا خورد عاقل نه غم	جاهلاں محروم مانده در الم	غنی
اگر چو زناں حله بر تن کنم	بمردی کجا دفع دشمن کنم	״
فیض از بیگانه می خواهیم نے از آشنا	چوں صدف در بحر آب از جائے دیگر میخوریم	״
دایم خواهم از مدد همت بلند	یعنے زبار منت کس خم نه گشته ام	״
گرچه از نیکاں نیم خود را به نیکاں بسته ام	در ریاض آفرینش رسته گلدسته ام	تاثیر
خانه و خانقه و منزل ما زیر زمیں	ما به تدبیر سرا ساختن و ما در رم	ظهیر
بجز متاع وفا هیچ در بساطم نیست	شولے نمی خرد از من کسے دریں ایام	״
کے سبک میگشتم ار با خویش رزمی داشتم	کوه می بودم اگر زر در کمر می داشتم	وحید
تخته مشق گدائی چند باشد نان غیر	می شوم شرمنده پیش هر که مهماں می شوم	نعمت خان عالی
مفلسی هر جا بود عیب تمام	ماهی بے فلس بیا شد حرام	واعظ
یک گره از رشته تقدیر نکشوده ایم	ناخن تدبیر را هر چند ما فرسوده ایم	منتظر
جامی بعیش کوش که کس را از جام دهر	کم زانچه قسمت ست نیاید زیاده هم	جامی

ما چوں ز درے پائے کشیدیم کشیدیم	امید ز ہر کس کہ بریدیم بریدیم	وحشی
بدست خود چناں بستم حنائے بے نیازی را	کہ ہمچوں پنجۂ مرجاں فرو رازو دریا نمی گیرم	غنی
خاتم ملک سلیمان ست علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم	معنوی
ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قندست	قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم	حافظ
رفتیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم	با ہیچ کسے حال دل خویش نگفتیم	لا اعلم
خدا را اے زمیں از منزل جاناں مدہ یادم	کہ من در وادیٔ ہجراں ز حال خود بفریادم	رر
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں	طوق زریں ہمہ در گردن خر می بینم	حافظ
خوشا احوال گلچیناں ایں باغ	کہ من زیں باغ جز دامن نچیدم	صائب
زباں برید بکنج نشست صم بکم	بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم	سعدی
سال اول جلہ بودم سال دیگر میرزا	غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم	لا اعلم
ماز یاران چشم نیکی داشتیم	خود غلط بود آنچہ من پنداشتیم	رر
زمن جدا نہ کنی گر لباس دیں دارم	نہفتہ کافرم و بت در آستیں دارم	رر
ہفت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام	ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام	رر
گلے خوشبوے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم	سعدی
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلاویز تو مستم	رر
بگفتا من گلے ناچیز بودم	ولیکن مدتے با گل نشستم	رر
جمال ہم نشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	رر
بہ تیغم گر زند دستش نہ گیرم	وگر تیرم زند منت پذیرم	لا اعلم
بلبل نیم کہ چہچہ کناں درد سر کنم	قمری نیم کہ طوق بہ گردن در افگنم	رر
پروانہ نیستم کہ بہ یکدم عدم شوم	حق شمع ام کہ سوزم و پروا نمی کنم	رر
گر ذائقہ درست داری بچشی	آب و نمک بہم آمیختہ ایم	رر
در دیگ نہ روغن و عسل ریختہ ایم	نے مشک نہ زعفران در و بیختہ ایم	رر

اے صبا گر ہو کبھی تیرا گزر سوئے وطن	عرض کیجو خدمت احباب میں میرا سلام	لا اعلم
از یاد تو نیستم زمانے غافل	یا می گویم نام تو یا می شنوم	״
مزن در وادی بگرد حیل گام	کہ در دام بلا افتی سرانجام	״
عنایت نامہ را چوں برکشادم	گہے بر دیدہ و گہہ بر سر نہادم	״
ما ہر کسے کہ شرح و ہم داستان خویش	صد داغ تازہ بر دل آں ناتواں نہم	״
نیست برابر نزد مردم دانا	یکدمہ غم با ہزار سالہ تنعم	״
حاصل عمر نثارِ غم یارے کردم	شادم از زندگی خویش کارے کردم	״
آخر ز راہ و رسم جہاں بے خبر شدم	رنگ زمانہ دیدہ برنگ دگر شدم	״
ہرچہ بر تو آید از ظلمات و غم	آں ز بے باکی و گستاخیست ہم	مولانا روم
حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام	با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام	حافظ
چو شبہا نشستم دریں دیر گم	کہ حیرت گرفت آستیم کہ قم	لا اعلم
دوش دیدم شبنم غلطاں بروے گل زار	یادم آمد طفلی و دامان ما و رشو گفتیم	״
آمدم شاد بکوئے تو و نالاں رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم	״
در نشان من بہ دو ر دو کشتی ظن بد مبر	کا بودہ گشت خرقہ و لے پاک دامنم	״
آرزو دارم کہ خاک پائے آں قدم	طوطیائے چشم سازم دم بدم	״
گہے از دست و گاہے از دل و گاہے ز پا یا تم	بہ سرعت می روی اے عمر میترسم کہ دامانم	״
کہ ہر ایک چہ بازار و کا چار دارد	من از بے نوائی بجود عاجزم	ناصر خسرو
کسے را کہ اقبال باشد غلام	بود میل خاطر بطاعت مدام	سعدی
چوں بہ نکو رفتگاں در ساختم	ہم نشیناں ملائک یافتم	لا اعلم
مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط ست	بلکہ می شود از صحبت ناداں بدنام	״
زحادثات جہاں بس عجیب پسند آمد	کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم	״
ترا یار باید در ایام غم	بشادی نیاید مرا یار کم	״
سب کو ہو جاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقیں	اٹھتے ہیں کرنیکو جب ہمت کا کوئی کام ہم	״

اے خدا قربان احسانت شوم	این چہ احسان ست قربانت شوم	لااعلم
عشق ست و صد ہزار تمنا مرا چہ جرم	گر خواہشے کند دل شیدا مرا چہ جرم	،،
یک حرف آشنا بغلط ہم کسے نگفت	چندانکہ خواب خوش بہ افسانہ سوختیم	،،
مرہم ز زخم تازہ بہ زخم جگر نہم	پیکان دل ز کاوش نشتر بر آورم	،،
خدا را اے من زار منزل جاناں مدہ یادم	کہ من در وادی ہجراں ز حال خود بفریادم	،،
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار	کہ این ظلم ست بر فرزند آدم	،،
ہر شبے گویم کہ فردا ترک این سودا کنم	باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم	،،
دُر دریا صاف آنچہ در جام بود بہ بیش آورم	رند و زاہد را اگر بر قیمت بیش آورم	،،
آسودگی بگوشۂ ہستی ندیدہ ایم	جاں دادہ ایم و کنج مزار سے خریدہ ایم	،،
زنگی بشست و شو نتواند شدن سپید	زیب عروس زشت بہ زیور نمی کنم	،،
یک دل و خیل آرزو دل بہ کہ مدعا دہم	تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم	،،
اس کو بھولا نہ چاہیئے کہنا	صبح جو جائے اور آئے شام	،،
چو یار رخت سفر ست من چہ کار کنم	وداع صبر کنم یا وداع یار کنم	،،
چو حرف غم بر آید درست از قلم	مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم	،،
اے ناخدا ز مصلحت ما بشوئے دست	ما با خدائے خویش بکشتی نشستہ ایم	صائب
بس کہ با نیک و بد خلق ندارم کارے	منکر و معتقد گبر و مسلماں نہ شدم	کلیم
نادان ہمیشہ دشمن دانا ست از حسد	زاں خلق روزگار رنجوا نند اکثرم	لااعلم
از کسے پنہاں نمیداریم راز خود چو شمع	ہر چہ در دل ہست ما را بر زباں می آوریم	غنی
مرد مصاف در ہمہ جا یافت می شود	در ہیچ عرصہ مرد تحمل ندیدہ ایم	صائب
مرادی کہ در صلح گردد تمام	چہ باید سوئے جنگ دادن لگام	نظامی
ما اختیار خود بہ دلِ خود سپردہ ایم	ہر جا کہ دل نمی رود آنجا نمی رویم	لااعلم
نیست از ساماں نشانی ہیچ در کاشانہ ام	چوں نگیں من از برائے نام صاحب خانہ ام	،،
اے کہ در دنیا نرفتی بر صراط مستقیم	در قیامت بر صراط جائے تشویشات و بیم	سعدی

بادہ نوشیدم و پوشیدہ نماند آتش دل	فاش شد عاقبت الامر مستی رازم	لا اعلم
ز بدگوئی بدگفتہ پنہاں کنم	بپاداش نیکی پشیماں کنم	نظامی
ہر کسے در راہ من خارے نہد من گل نہم	او سزائے خار یابد من جزائے گل برم	لا اعلم
دشنام خلق را ندہم جز دعا جواب	ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم	״
یاراں حذر کنید کہ ما دل شکستہ ایم	خاکستریم و بر سر آتش نشستہ ایم	״
دردیکہ بردلست ز خلق جہاں مرا	باشد مگر بگوشۂ عزلت دوا کنم	صائب
پریشاں خاطرم از ہمنشیناں عزلتی دارم	خموشی صحبت خاصیست با خود خلوتی دارم	لا اعلم
طاعت ما نیست غیر از شستن دست از جہاں	گر نماز از من نمی آید وضوئی می کنم	صائب
سیر چشم ز نعمت دُنیا	خاک در چشم آرزو کردم	سعدی
اگر پرورانی درخت کرم	بر نیک نامی خوری لاجرم	״
چوں نیشکر ز راستی خویش نگذریم	ما را جدا کنند اگر بند بند ما	لا اعلم
احسان دوست در حق من بے نہایت ست	من بے زباں کدام یکے را بیاں کنم	״
سائلاں از شرم احساں آب می گردند من	می شوم آب از حیا با ہر کہ احساں میکنم	صائب
تو طبیبی و منت بیمارم	حال دل از تو چہ پنہاں دارم	لا اعلم
کسے کو پیشہ کرد آزار مردم	بمعنی بد ترست از مار و کژدم	״
دنیا چو خواب و ما ہمہ خوش نشہ خوردہ ایم	در عین بے خودی بہ پیش رہ نبردہ ایم	״
جاں بجاناں دادم و جانانہ خود را یافتم	چوں در خانہ زدم در خانہ خود را یافتم	״
رسول قاصد و پیغام نامہ حاجت نیست	کہ در میان من و تو ہمیں من و تو بسیم	״
نگردد مُرغ وحشی جز قفس رام	بزندانش بدہ یک چند آرام	״
بے مُربی کے مربا ہیں ممکن افسوں	پنجۂ مہر سے ہو چرخ نشیمن شبنم	افسوں
فطرت کے مطابق اگر انساں لے کام	حیوان تو حیوان جمادات ہو رام	اسمٰعیل
وام بلا ہے قرض پھنسے اور ہوئے شکار	ہے پاس آبرو تو رہو ہوشیار تم	״
جبتک وبال جان نہ جانو گے قرض کو	ہرگز نہ بن سکو گے کفایت شعار تم	״

تم جانتے ہو گرچہ بڑا سودخوار کو	ہے اصل یہ کہ بنگئے خود سودخوار تم	اسمٰعیل
مقروض کی نہیں ہے زمانہ میں آبرو	یوں اپنے دل میں بات بناؤ ہزار تم	״
گر ہو تو شاہوار ہے کوڑیوں کے مول	زنہار بھول کر بھی نہ لینا ادھار تم	״
وہ بات ہے کہ نہ ہو جس میں کوئی مجبوری	وہ کام ہی جو کریں اپنے اختیار سے ہم	داغ
سب میں راہی یہ فنا کا ہے مقام	کب یہاں شاہ و گدا کو ہے قیام	داور
کبھی عشرت کبھی حسرت کبھی غم	رنج و راحت ہیں جہان میں توام	״
خالی دماغ بھر جہاں میں ابھرتے ہیں	مثل حباب زندگی دم بھر ہے اور وہم	وقار
انساں کے دل میں خوف خدا کا جو ہو قیام	اوروں کے عیب پر نہ ہنسے صبح اور شام	ہنر
بر ہر زمین کہ بگذری اے نوبہار حسن	روید بجائے سبزہ براہت ہزار چشم	لا اعلم
دور از تو سراسیمہ تر از دود چراغم	بے بزم تو خون می چکد از چشم ایاغم	״
خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم	خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم	״
تا طبع نازکت نہ پذیرد ملالتے	آن بہ کہ نامہ را بدعا مختصر کنم	״
ما زیاران چشم یاری داشتیم	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم	״
دریا و توایم ہر کجا ایم	بیگانہ مشو کہ آشنا ایم	״
شیوۂ رندی نہ لائق بود اما این زماں	چوں در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم	״
در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم	״
عمرہا در پئے مقصود بجاں گردیدیم	دوست در خانہ و ما گرد جہاں گردیدیم	״
چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم	کہ بر خاکم آئی و من مردہ باشم	״
دیدار ہم میسر و بوس و کنار ہم	از بخت شکر دارم و از روزگار ہم	״
مار بد جاں می ستاند از جسم	یار بد آرد سوئے جحیم	״
من نہ آنم کہ بجور از تو بنجم حاشا	چاکر معتقد و بندۂ دولت خواہم	״
نمیدانم کرا مانم بدیں صورت گرفتارم	نہ من ہندو نہ من مسلم نہ من مرتد نہ بدکارم	״
خوش آنکہ تو باز آئی و من پائے تو بوسم	در سجدہ فتم خاک قدم ہائے تو بوسم	״

ٹھانے تھے دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم	مومن
دیدہ لبریزم سراپا انتظار کیستم	شوق دیدار تو دارم بیقرار کیستم	لاأعلم
سخن خوش بہ نزد مرد حکیم	بہتر آید ز بخشش زر و سیم	”
بگریہ زادم و با گریہ از جہاں رفتم	دریں خرابہ جہاں کامدم چناں رفتم	”
چار[1] بودم سہ[2] شدم اکنوں[3] دوم	از دوئی چوں گم شدم یکتا[4] شدم	”
مرا دیست بکفر آشنا کہ چندیں بار	بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم	”
مراد ما نصیحت بود گفتیم	حوالت با خدا کردیم و رفتیم	”
از در دوست چگویم بچہ عنوان رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم	”
لالہ ساغر گیر و نرگس مست و من بدنام عشق	داو رسے دارم بسے یارب کرا داور کنم	”
مرحبا طائر فرخ پے و فرخندہ پیام	خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام	”
کنوں نماند تمنا و گر امیر شوم	سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم	”
بشنو ز جام بادہ کہ ایں زال نو عروس	بسیار کشت جو ہر چوں کیقباد و جم	”
من از حیا نتوانم کہ بر رخت نگرم	ترا خیال کہ مستغنی از وصال تو ام	”
پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت	ناخلف باشم اگر من بجوئے نفروشم	”
شکر اللہ نقش پائے مہ جبینے یافتم	آرزوئے سجدہ می کردم زمینے یافتم	”
من حاصل عمر خود ندارم جز غم	در عشق تو یار خود ندارم جز غم	”
در آرزوئے بوس و کنارت مردم	در حسرت لعل آبدارت مردم	”
شب چو عقد نماز بربندم	چہ خورد بامداد فرزندم	”
رقیبا ز آتش عشقش من مہجور می سوزم	نمی سوزی تو از نزدیک من از دور میسوزم	”
دوستان وقت گل آں بہ کہ بعشرت کوشیم	سخن پیر مغان ست بجاں می نوشیم	”

[1] نیست ۱۲ [2] ہست ۱۲ [3] من ۱۲ [4] واحدانیت ۱۲

گدارا چو حاصل شود نان شام	چناں خوش بخسپد کہ سلطان شام	لااعلم
ناصح نصیحت ہمہ تحصیل حاصل ست	میداند ایں قدر بچۂ شیرخوار ہم	〃
چرا خوشدل نباشم چوں تو شوخے ہمنشیں دارم	برنگ چرخ من ہم آفتابے بر زمیں دارم	〃
سینہ کو چمن بنائیں گے ہم	گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم	〃
حاصل عمر نثار رہ یارے کردم	شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم	〃
طے کردہ ایم وادیٔ عشق پری رخاں	ہرگز قرار بر لب چاہے نکردہ ایم	〃
رفتیم و صد ہزار تمنا گذاشتیم	دنیا برائے مردم دنیا گذاشتیم	〃
نمی دانم کرا دیدم کہ از خود میرود ہوشم	جنوں آہستہ می گوید مبارکباد در گوشم	〃
بہ از ہم صحبت شائستہ اکسیرے نمی باشد	ز قرب لالہ از یاقوت رنگیں تر بود شبنم	تاثیر
من آں رستم گرد روئیں تنم	کہ دہ پا پر پختہ را بشکنم	لااعلم
توبہ از بادہ در ایام جوانی کردم	اول مستیٔ من بود کہ ہشیار شدم	〃
بسیر گلستاں در یاد آں سیمیں بدن رفتم	در آغوش سمن غلطیدم و از خویشتن رفتم	〃
کمال ہمنشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	〃
تواں شناخت بیک روز از شمائل مرد	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم	〃
من دانم و دل داند زیں نامہ چہا دیدم	صد بار ز بیتابی وا کردم و پیچیدم	〃
اول آں کس کہ خریدار شدش من بودم	باعث گرمیٔ بازار شدش من بودم	〃
تا عمر بود در ہوس روئے تو باشم	در خاک شوم خاک در کوئے تو باشم	〃
تا بہ آں ماہ دل افروز ہم آغوش شوم	از سر ہستیٔ خود رفتم و بے ہوش شدم	〃
جلد دنیا سے اٹھالے اے فلک	چشم عالم سے گرے جاتے ہیں ہم	〃
چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سر بدگمانیت گردم	〃
چہ نامی کہ مولائے نام توام	درم ناخریدہ غلام توام	〃
فتوی پیر مغاں دارم و عہدیست قدیم	کہ حرامست می آنرا کہ نہ یارست و ندیم	〃
چوں واقف ازیں جہان ابتر گشتیم	دست از ہمہ شستیم و قلندر گشتیم	〃

اے چرخ ز گردش تو خرسند نیم	آزادم کن که لائق بند نیم	لااعلم
دین و ایمان دل و جان در قدم یار کنیم	هر چه داریم نثار ره دلدار کنیم	"
بریں دو دیدهٔ حیران من هزار افسوس	که با دو آئینه روشن عیان نمی بینم	"
مسرت نامه را چوں بر کشادم	گہے بر دیده گه بر سر نهادم	"
یک صد و هفتاد قالب دیده ام	همچو سبزه بارہا روئیده ام	"
کسے کو پیشه کرد آزار مردم	بهشتی بدتر است از مار و کژدم	"
مزن در رواوی مکر و حیل گام	که در دام بلا افتی سر انجام	"
نه مونسے نه رفیقے نه همدمے دارم	حدیث دل بکه گویم عجب غمے دارم	"
خدایا رحم کن بر حال زارم	حزین و خسته و سینه فگارم	"
بهر رنگے که خواهی جامه می پوش	من انداز قدت را می شناسم	"
یار در خانه و من گرد جهاں میگردم	آب در کوزه و من تشنه دهاں میگردم	"
ندانستی که بینی بند بر پا	چو در گوشت نیاید پند مردم	"
گرچه از نیکاں نیم خود را به نیکاں بسته ام	در بهار آفرینش رشتهٔ گلدسته ام	"
از عاشقان صادقت اے دوستاں منم	اول کسے که بر تو فدا شد ز جاں منم	"
جیسے تو بھی دھن چہے جیسے کامی کام	تیسے میرے من بسو۔ میرے داتا رام	"
مزن بے تامل بگفتار دم	نکو گوئے گر دیر گوئی چه غم	سعدی
کس نیاید بزیر سایهٔ بوم	ور هما از جهاں شود معدوم	"
زر بده مرد سپاهی را تا سر بدهد	و گرش زر نه دهی سر بنهد در عالم	"
گرچه سیم و زر ز سنگ آید همی	در همه سنگے نباشد زر و سیم	"
دیدهٔ اهل طمع به نعمت دنیا	پر نشود همچناں که چاه به شبنم	"
تواں شناخت بیک روز در شمائل مرد	که تا کجاش رسیدست پایگاه علوم	"
گر همه زر جعفری دارد	مرد بے توشه بر نگیرد گام	"
در بیاباں فقیر سوخته را	شلغم پخته به که نقرهٔ خام	"

دست دراز از پئے یک حبۂ سیم	بہ کہ ببرند بدانگے و نیم	سعدی
کبوترے کہ دگر آشیاں نخواہد دید	قضا ہمی بردش تا بسوئے دانہ و دام	״
ہرآنکہ گردش گیتی بکین او برخواست	بغیر مصلحتش رہبری کند ایام	״
ہنرور چو بختش نباشد بکام	بجائے رود کس ندانند نام	״
قدر اپنی نہ جہاں میں ہوئی باوصف کمال	صفت بوئے گل اس باغ میں برباد ہیں ہم	لا اعلم
سخنداں باندیشہ راند کلام	کہ بے فکر باشد سخن ناتمام	״
قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام	قیامت کرے جس کو جھک کر سلام	״
شنیدم کہ در روز امید و بیم	بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم	״
تو طبیبی و منت بیمارم	حال دل از تو چہ پنہاں دارم	״
مراز دیدن حسن بتاں غرض این ست	کہ نقش بینم و نقاش در نظر دارم	״
آئے تھے جب تو لائے تھے کیا ساتھ واں سے ہم	حرمان و یاس لیکے چلے ہیں یہاں سے ہم	״
منت آنچہ گفتم حق ست ایں پیام	تو دانی و تدبیر تو والسلام	״
گر سایۂ مبارکت افتاد بر سرم	جرأت غلام من شد و اقبال چاکرم	״
از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم	من رسم ایں دیار ندانم مسافرم	״
شب چو عقد نماز بر بندم	چہ خورد بامداد فرزندم	״
نہ قاضیم نہ مشائخ نہ محتسب نہ فقیہ	مرا چہ شد کہ منع شراب خوارہ کنم	״
نہ کشور کشایم نہ فرماندہم	یکے از گدایان ایں درگہم	״
اگر در خدمتت تقصیر دارم	بفضل شاملت امید دارم	״
من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم	بندۂ بارگاہ سلطانیم	״
نمی دانم کرا دیدم کہ از خود می رود ہوشم	جنوں آہستہ میگوید مبارکباد در گوشم	״
آسودگی بگوشۂ ہستی ندیدہ ایم	جاں دادہ ایم و کنج مزارے خریدہ ایم	״
درویش بمیرد نہ غنی ہم	با خود نبرند شادی و غم	״
ندارم محرمے کز وے صلاح کار خود پرسم	نہ غمخوارے کز و حال دل افگار خود پرسم	״

ہر کہ خواند دعا طمع دارم	زانکہ من بندۂ گنہگارم	لااعلم
مجھ کو خود دیکھکے ماتم نے کیا ہے ماتم	ہم پہ رویا ہے فغاں کرکے سدا آپ الم	〃
اب کہنہ مراسم سے نہ دل شاد کرو تم	خود کو نہ خدا کے لیئے برباد کرو تم	〃
جو کرتے ہیں یاں عدل کا انتظام	صفت اون کی ہوتی ہے صبح و شام	〃
عاشقی را بشرح حاجت نیست	عشق خود یاد می کند کہ منم	〃
خطش می بینم و گرد سواد نامہ می گردم	فدائے جنبش آں دست و طرز خامہ میگردم	〃
باغ میں لگتا نہیں دل گھر میں گھبراتا ہی جی	اب کہاں لیجاکے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم	〃
چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگو و سر بدگمانیت گردم	〃
رسید جاں بلب از محنت فراق مرا	اجل کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام	〃
شاید کہ راہ نکلے کوئی دیدیار کی	چلکر در رقیب پر بستر جمائیں ہم	〃
رشک سے بیچ میں ہوتی ہیں نگاہیں حائل	آج سے غیر کی صحبت میں نہ جائیں ہم تم	〃
ما طرف بادہ نگہ می کنیم	در شب آدینہ گنہ می کنیم	〃
سونپا تمہیں خدا کو چلے ہم تو نامراد	کچھ پڑھ کے بخشنا جو کبھی یاد آئیں ہم	〃
بیقیں داں کہ قوت مردم	جملہ از گوشت ست و از گندم	〃
بیا اے دل کہ در ماتم بنالیم	بیاد خلد چوں آدم بنالیم	〃
دل کے ہاتھوں ہیں کچھ چلتی نہیں	کیسے بے بس ہوگئے اللہ ہم	〃
با من خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم	با من خاک بسر آہ چہ کردی ظالم	〃
ٹھانے تھے جی میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم	〃
اب اور سے دل لگائیں گے ہم	جوں شمع تجھے جلائیں گے ہم	〃

ہم وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہیں ہم
ہم ہیں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہیں ہم 〃

منم کہ گرد سرائے تو طوف میکردم
بہ ازیگانہ و بیگانہ خوف می کردم 〃

عشق صادق ہو تیرے دل میں تو ہیں محبوب سب مذہب	ہے وہی حسنِ مقدس رونقِ دیر و حرم	لاعلم
چہ یاری کند مغفر و جوشنم	چو یاری نکرد اختر روشنم	״
شادم بغنچۂ دلِ مشکل‌کشائے خویش	کز منتِ نسیم صبا کرد فارغم	صائب
اجگر کرے نہ چاکری پنچھی کرے نہ کام	داس ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام	لاعلم
یک تن و خیلِ آرزو وہ دل بہ کہ مدعا وہم	تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم	״
گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ‌ام	در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستہ‌ام	״
صنمے کہ غارتگرِ دین و خرد و ایماں است	ترک کن صحبتِ او تا کہ نگردی بدنام	״

ن

ایک سی جب وہ ہوئے تو لطفِ یکتائی نہیں	اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں	لاعلم
دیر نہیں حرم نہیں در نہیں آستاں نہیں	بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں	״
فلک دیتا ہے جن کو عیش ان کو غم بھی ہوتے ہیں	جہاں بجتے ہیں نقارہ وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں	״
سکون محال ہے قدرت کے کارخانہ میں	ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں	״
دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں	رہ گئی ایک نہیں۔ ہاں کا کہیں نام نہیں	״
فیشن نیا۔ خیال نیا۔ کچھ خبر نہیں	عریانی اک لباس ہے جو پردہ در نہیں	״
صاحبِ ذوق بھلا رہتے ہیں پابند کہیں	جی اگر ہے تو جہان ہے یہ مثل جھوٹی نہیں	״
ذات نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیجئے گیان	مول کرو تلوار کا پڑا رہن دو میان	״
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں	ایں خیال است و محال است و جنوں	״
رفیقِ خوب در عالم چوں اکسیر ناپیداست	بدست ہر کہ افتد کیمیا گر می تواں گفتن	״
پروں کا باندھنا صیاد کی اک بدگمانی ہے	قفس میں آکے کھولی آنکھ ہم پرواز کیا جانیں	״

میں کہوں کیونکہ خموشی میں مزا ہوتا نہیں	ہے یہ شیرینی کہ لب سے لب جدا ہوتا نہیں	لااعلم
یونس کو رکھا ہے شکم ماہی میں	موسیٰ کا ہوا رہنما پانی میں	”
گفتگوئے نا ملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	”
من نگویم کہ ایں مکن آں کن	مصلحت بیں کہ کار آساں کن	”
بخلوت درون مرد شمشیر زن	برہنہ نخسپد چو در خانہ زن	”
خرد بنود بمعدن از فگندن	بدریا در نکاں گوہر فگندن	”
ہے پھول کی عزت ایسی ٹوٹا تو گلے کا ہار ہوا	کیا قدر ہے ایسے حسینوں کی جو آکے بکیں بازاروں میں	”
کوشش ہی ہم کو راہ پہ لائی جہان میں	کوشش ہی غم سے رکھیگی ہم کو امان میں	”
خدا نعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر ثمر ملتے ہیں شاخوں میں	”
قرنہا باید کہ تا صاحبدلے پیدا شود	بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن	”
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں	ساماں سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں	”
صیاد راز صید بود بیش اضطراب	من بیقرار یارم و او بیقرار من	”
خوشتر آں باشد کہ سر انس و جاں	گفتہ آید از زبان وحشیاں	”
نباشد آدمیت نکتہ گیری	کہ کار سگ بود آہو گرفتن	”
ہے غلط شکوہ مشیت کا خدا ظالم نہیں	بلکہ ظالم ہیں ہماری اپنی بد اعمالیاں	”
آنکھیں بچھاتے ہم تو عدو کی بھی راہ میں	پر کیا کریں کہ تم ہو ہماری نگاہ میں	”
بنام جہاندار جاں آفریں	حکیمے سخن بر زباں آفریں	”
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	”
اس بوریا نشین کا دلا میں مرید ہوں	جس کے ریاض زہد میں بوئے ریا نہیں	”
تقریر اختلاف میں کیونکر پڑھے نہیں	ہندو پڑھے نہیں کہ مسلماں پڑھے نہیں	”
ہر کہ جوید انچہ در کارش نباشد بے گماں	گم کند چیزے کہ در کار ست او را جاوداں	”
جو ہنستے تھے میخواروں پر اور کل تک تھے ہشیاروں میں	ہیں آج اس نرگس میگوں کے متوالوں اور سرشاروں میں	”

زاغ را انجیر بخشی و ہما را استخواں	گو ہمیں انصاف باشد اے فلک نامہرباں	لااعلم
با یار نکو خواہ بعشرت بہ نشیں	وز دشمنِ بد دامن صحبت برچیں	"
بہ پیرِ میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	بخواست جام مئے و گفت راز پوشیدن	"
گر نیاید نکتہ ہا از فقہ و فتوی در میان	منہدم گردد اساسِ شرع و ملت در جہان	"
اس کی فرقت میں کیوں جلائیں دل	سے اپنے غم کا جسے خیال نہیں	"
در میر و وزیر و سلطان را	بے وسیلت مگرد پیرامن	سعدی
سگ و درباں چو یافتند غریب	ایں گریباں گرفت و آں دامن	"
سخن را سرست اے خردمند و بن	میاور سخن در میان سخن	"
سلوک آنچناں کن بخلقِ جہاں	کہ خواہی کہ با تو کنند آنچناں	سعدی
بہ تمنائے گوشت مُردن بہ	کہ تقاضائے زشت قصاباں	"
ہر کجا گوہر فروشاں ترشنہ چشمی بیشتر	می تپد چوں ماہی بے آب دریا بر زمیں	مشہدی
از ہوس وز حرص سودا اندوختن	ہر کسے دادی بدن در سوختن	معنوی
گوشت پارہ آدمی از زورِ جاں	می شگافد کوہ را با بحر و کاں	لااعلم
صاحبِ دل را ندارد آں زیاں	گر خورد او زہر قاتل را عیاں	"
در وجودِ آدمی عقل رواں	میرسد از غیب چوں آب رواں	"
وعدہ کردن را وفا باید بجاں	تا بہ بینی در قیامت فیضِ آں	"
توبہ کن وز خوردہ استغفار کن	گر جراحت کہنہ شد رو داغ کن	"
کار خود کن کار بیگانہ مکن	در زمین مرداں خانہ مکن	"
صدرِ مجلس گر تمنا باشدت افتادہ باش	ہمچو گرد از خاکساری و انگہے بالانشیں	کلیم
ز جائے خویشتن برخیز و رنگین ساز مجلس را	کہ نبود بوئے گل را بہتر از نقل مکاں کردن	خالص
مشکل غمے ست عشق کہ گفتن نمی تواں	ویں مشکل دگر کہ نہفتن نمی تواں	غنی
دانہ دل را تو پامال علائق کردہ	ورنہ خرمن ہا ازیں یکدانہ می آید بروں	صائب
خفتہ را گر خفتگاں بیدار نتوانند کرد	چوں مرا بیدار کرد از خواب خوابِ دیگراں	لااعلم

از در پوشیده برگردند مہمانان غیب	بخیه از خواب گران بر دیدهٔ بینا مزن	لا اعلم
چو خواہی که نامت بود در جہاں	مکن نام نیک بزرگاں نہاں	״
خنک آنکه آسایش مرد و زن	گزیند بر آسایش خویشتن	سعدی
چو زور آوری خودنمائی مکن	برافتاده زور آزمائی مکن	لا اعلم
چو نارفته بیروں ز آغوش زن	کدامش ہنر باشد و رائے و فن	״
فلک بجنگ فگنده است تاجداراں را	خروس بازئ ایں پیر را تماشا کن	سلیم
بدگہر را علم و فن آموختن	دادن تیغے بدست تیغ زن	مثنوی
بترس از چه شیری ز شیر افگناں	دلیری مکن با دلیر افگناں	نظامی
نه اقبال را شاید انداختن	که با مقبلاں دشمنی ساختن	لا اعلم
اگر نیک بودے ہمه کار زن	زناں را مزن نام بودے نه زن	״
چه خوش گفت جمشید با رائے زن	که یا پرده یا گور به جائے زن	״
اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے	کانٹے اُن پھولوں سے اچھے جو گریباں میں نہیں	امیر
جس خوشی کو نہ ہو قیام دوام	غم سے بدتر ہے وہ خوشی ہی نہیں	اسماعیل
مال کیا جمع کریں گھر ہے خرابا اپنا	چھت نہیں حجرہ نہیں در نہیں دیوار نہیں	بحر
ولی کو جز ولی ہرگز نہیں پہچانتا کوئی	جو بندے خاص ہیں حق کے وہ دنیا سے نرالے ہیں	تراب
گو ہیں کیا سب کو وہ صورت بری دکھلاتے ہیں	روح جیسی ہوتی ہے ویسے فرشتے آتے ہیں	״
ہو نہ ہو جس گل میں وہ پھولوں کی گنتی میں نہیں	یوں تو اُگنے کو اُگ آتا ہے دھتورا باغ میں	ثاقب
سچ ہے عادت بھی بشر کی ہے طبیعت ثانی	یہ کچھ نہیں مردم دیدہ کو محن دریا میں	جویا
تخم جب تک خاک میں پنہاں نہ ہو لائے نہ بار	جس نے پوشیدہ کیا اپنے کو وہ پنہاں نہیں	״
جو خوشی دی ہے خدا نے اس سے جی ٹھنڈا کریں	یادِ غمہائے گذشتہ سے نہ جی میلا کریں	حالی
باغ عالم کی وہ بہار گئی	اب نئی پود ہے زمانے میں	داغ
حال یہ دار فنا کا ہے عیاں	بے ثباتیٔ جہاں کا ہے بیاں	داور
قافلے قافلوں پر آتے ہیں	نہیں معلوم کدھر جاتے ہیں	״

نہ سکندر ہے نہ دارا کا نشاں	نہ وہ جمشید نہ کسریٰ کا مکاں	داور
مٹ گیا نام و نشان اہل جہاں	دیکھ لو حال عیاں را چہ بیاں	״
جا ان لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر	عاری عبائے ہوش قبائے خرد سی ہیں	ذوق
اب اضطراب ہی ہم میں نہ صبر ہے نہ سکوں	نئے رفیق ملے ہیں پرانے جاتے ہیں	ریاض
بعد فنا کسی کو نہیں پوچھتا کوئی	راسخ یہ سچ ہے جان ہے تو جہان ہے	راسخ
ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیاں ہوں	پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں	سوز
امور دین و دنیا میں عمل کو دخل ہی بیشک	مزارع بوتا ہے جو کچھ وہی ہو جمع خرمن میں	سعید
رند ہوں میخوار ہوں پر شکر تیرا اے کریم	موذیوں میں ہوں نہ ہرگز مردم آزاروں میں ہوں	شہید
کام کی ہے تو خدا کی جستجو	دوسرے کی جستجو اچھی نہیں	״
اٹھاؤں ناز تمہارا میں کچھ غلام نہیں	جو تم کو مجھ سے تو مجھ کو تم سے کام نہیں	״
کیوں سب خریدتے ہیں در آبدار کو	بے آب کا خریدتا کوئی گہر نہیں	نیر
نے شکوۂ بخیل نہ شکر کریم یاں	کیا کیا مزے اٹھائے ہیں ترک سوال میں	صابر
وہی صلاح ہماری ہی جو ہے ان کی صلاح	اگر مزاج میں شیروان نہیں تو ہاں بھی نہیں	ظفر
خوبی جوہر سے پاتی ہے ہر اک شئے امتیاز	لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں	״
اس دور میں کرتے ہیں کچھ چرب زبانی	جلتے ہیں ظفر گھی کے چراغ ان کے گھروں میں	״
الٰہی جوش پیدا ہو کہیں خون حمیت میں	ہمیشہ ہم تری رحمت سے استمداد کرتے ہیں	عاصی
کبھی نہ چرخ کی نکلی ہزار گردش کی	فضول سعی ہے طالب اگر سعید نہیں	عزیز
اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو	جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں	غالب
بدگماں ایسے ہیں ہیں بات کسی سے جو کروں	دلمیں کیا کیا وہ نہیں اپنے گماں کرتے ہیں	״
کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	״
قرض کی پیتے تھے مے اور دلمیں کہتے تھے کہ ہاں	رنگ لائیگی ہماری فاقہ مستی ایک دن	״
نہ ہوگی سرخوشی یاروں کو دور چرخ اخضر میں	کہ ہے آمیزش سم اس کے مینا رنگ ساغر میں	فوق
جو پیتا ہی دما دم جام مے تو بزم عشرت میں	خمار درد سے بہ دماں ہی آخر تیری قسمت میں	״

بجا ہی حق ہی جو کچھہ کو دکان خام کرتے ہیں	کہ طفلی میں یہ سب آرام کو آلام کہتے ہیں	ذوق
ڈرآہ خستگاں سے تو کہ ہنگام دعا ان کے	حریم قدس لاکھوں ملائک محو آمیں ہیں	قائم
یہ جتنے اقربا ہیں سوا عقرب ہیں نیش زن	تریاق تو محال مگر سم بہت ہی یاں	لائق
کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں	صبر قسمت میں تو خالق نے اتارا ہی نہیں	لا اعلم
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہیں	بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں	،،
رہروان سفر بادیہ عشق لے وائے	قافلہ راہ میں لٹوا کے چلے آتے ہیں	مصحفی
غمخوار ہو تو تم ہو اگر یار ہو تو تم ہو	کس سے کہوں جو تم سے غم دل نہاں کروں	،،
کوئی اپنا نہ کسی کے ہیں ہم	یاں کسی شخص سے ناتا ہی نہیں	مسکین
آدمیت گر نہیں انسان میں	فرق کچھ باقی نہیں حیوان میں	مضطر
دوست ہوں دوستوں کا دشمنوں کا دشمن ہوں	سید تھا سید ہوں سید ہی ہوں ورنہ تیر ہوتے تیر سا ہوتا نہیں	،،
غیر کرتے ہیں ملامت دوست کرتے ہیں گلہ	کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں	مومن
صلح کل اختیار کر اے دل	چھوڑ جنگ و جدال کی باتیں	میکش
منہ پر تعریف پیٹھ پیچھے غیبت	یہ عادت خونخوار تو شیطان میں نہیں	محب
عہد شباب گذرا شرب مدام ہی میں	ہم کہنہ سال ہو کر اب پارسا ہوئے ہیں	مہر
خردمندی ہنوز تحیر ورنہ	گزرتی خوب تھی دیوانہ پن میں	،،
مجلس یار میں تو بار نہیں پاتا ہوں	در و دیوار کو احوال سنا جاتا ہوں	،،
ہم جو شخص برائی بھی کرے کرتے دعا	ہم دم مہر و وفا سب کا بھرا کرتے ہیں	مہر
خود برے بنتے ہیں کہتے ہیں جو اوروں کو برا	متہم بنتے ہیں تہمت جو دھرا کرتے ہیں	،،
نہ تو دھونے سے دھلے اور نہ مٹائے سے مٹے	لوگ بدنامی کا دھبا جو لگا دیتے ہیں	نشاط
الٰہی زمانہ کو کیا ہو گیا	محبت کسی میں نہیں پاتے ہیں	ناصر
گلستان جہاں میں نیک و بد کا ساتھ ہوتا ہے	رہیں کانٹے ہمیشہ پھول کے پہلو میں گلشن میں	نساخ
کام جو کرنا ہو کر لو کیا بھروسہ زیست کا	لگی ہے موت چن کر کیسے کیسے نوجواں	واصف
لطف کیا ان کو میسر صحبت احباب کا	ہو گئیں بیرنگ رنگا رنگ بزم آرائیاں	،،

جو ہیں روشن طبع کیا تر دامنی سے ان کو کام	شمع کے گل پر نمایاں قطرۂ شبنم نہیں	ہوش
به دخل و خرج خود هردم نظر کن	چو دخلت نیست خرج آهسته تر کن	سعدی
پا برہنہ دشت ویراں دور منزل راہ سخت	تو بتا اے شام غربت میں کروں تو کیا کروں	لا اعلم
زاں بیش کہ صحبت اثر خود بنماید	صائب ز حریفان دغاباز حذر کن	صائب
از قسمت گوہر خبرے نیست صدف را	گنجینۂ خود عرض بصاحب نظرے کن	"
خاکساری پیشۂ خود ساز چوں آب رواں	سرو را چوں بندگاں در پیش خود استادہ کن	"
چنیں زد مثل شاہ گویندگاں	کہ پا بندگانند چو بندگاں	نظامی
اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من	دل من داند و من دانم و داند دل من	لا اعلم
چو زن راہ بازار گیرد بزن	وگرنہ تو در خانہ بنشیں چو زن	"
نہ کشد پائے بخواری ز در خلق حریص	خیرگی را ز مگس دور نسازد راندن	غنی
چشم عالی ہمتاں بالا نہ بیند از غرور	گرچہ اختر بر فلک باشند نگاہش بر زمیں	ظہیر
ندی کنارے گھر کریں نت اٹھ چوری جائیں	جوگ بہ جوگ بیاہ کریں یہ تینوں کرلائیں	تلسی داس
پنڈت ساتھی ہاتھی کہیں بنا سے	اور کو بھیجے چاندنے آپ اندھیرے جائیں	کبیر
مانی دس ماتی پلی بپتا پڑی میں یوں	میں تجھے پوچھوں لے سکھی ان میں ہوا کون	"
حذر کن ز نیرنگ دنیائے دوں	بیکدست گل ہیں بیکدست خوں	لا اعلم
از کشاکش نیست ایمن نخل تا دارد ثمر	ایمن است از سنگ طفلاں بید از بے بر شدن	"
باز نگاہ مرغی ز شکر منعم غافلیم	می گذارد مرغ در ہر دانہ سر بر زمیں	صائب
باید چو برق خندہ زناں زیں جہاں گذشت	نتواں چو ابر بر سر دنیا گریستن	جامی
ازیں بے ہنراں چوں نیست حصول احتیاجات را	اگر خواہی کہ خود را خوار سازی عرض حاجت کن	وحشی
گرچہ قناعت ست کہ دل را کند غنی	اے دل اگر غنا طلبی ترک ساز کن	نیاز
فراغت بایدت جا بر سر کوے قناعت کن	سر کوے قناعت گیر تا باشی فراغت کن	اثر
چارہ سازاں ہم بکار خود فتی بیچارہ اند	کے تواند بخیہ زد سوزن بزخم خویشتن	غنی
درد آمد بہ تماز تنگ جہاں	تا نخواہی مرد ازادہ جہاں	مغوی

عیب است ولیکن ہنر ست از مورے	پائے ملخے پیش سلیمان بردن	صائب
پاک طینت را بکین کس نباید گرد کرد	بہر خونریزی از طلا شمشیر نتواں ساختن	کلیم
ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	ز جام دہر مئے کل من علیہا فان	لا اعلم
نگردد بے سفر ہرگز کمال مردمی ظاہر	نفس کے حرف گردد تا نیاید از دہن بیروں	صائب
نکویاں را چہ حاجت عذر خواہی	کہ خواہد عذر رشتاں خوئے نکوشاں	صافی
مترس از جوانان شمشیر زن	حذر کن ز پیران بسیار فن	سعدی
جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہوں نثار	تم کو بٹھا کے گود میں یا خدا کروں	لا اعلم
پھل نکوئی کا تو لیتا جا اگر لے جا سکے	پھر پھر اس گلشن میں اے ناداں تجھے آنا نہیں	سودا
ہم سر نوائیں کس کے آگے کہ بید آسا	اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہیں	״
کہوں میں کونسا گھر ہے جسے ہم نے نہ دیکھا ہو	بجز خلوت سرائے دل نہیں آرام دنیا میں	״
موسم گل ہے ولے کچھ یہ دل اب شاد نہیں	تاب پرواز نہیں طاقت فریاد نہیں	״
کس کس طرح کی دیکھیں اس باغ کی فضائیں	کیدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں	״
گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے	زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں	انشا
غیر سے ہو وہیں یار کی باتیں	ہائے یہ پروردگار کی باتیں	رشک
رقیبوں پر غضب ڈر ہم گئے ہیں	ہوا زخمی کوئی مرہم گئے ہیں	معقول
گر یہی گرمی رہی آہِ دل ناشاد میں	ایک دن بجلی گرے گی خانۂ صیاد میں	فدوی
جب خالق زبان و دہن کی صفت نہیں	کس کام کی زبان ہے کس کام کا دہن	رشک
جو آتے ہیں وہ آکر ساغر مل عام پاتے ہیں	تری محفل سے اے ساقی ہمیں محروم جاتے ہیں	آصف
انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے	جو جانتا ہو میں اسے آگاہ کیا کروں	تاباں
ہم گرفتار ہیں بے بال و پری کے پابند	ہے نصیبوں کا گلہ شکوۂ صیاد نہیں	ذکی
بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے	منہ پہ اچھا نہ کہیگا تو کہیگا دل میں	عاشق
اے عدم ہونے والو تم تو چلو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	میر
نے گل کو ہے ثبات نہ ہم کو ہے اعتبار	کس بات پہ چمن ہوس رنگ و بو کریں	درد

کار دیں کچھ بن نہیں آتا دعویٰ ہے دینداری کا	دنیا سے بیزار ہوں لیکن رکھتا خواہش دنیا ہوں	ظفر
یار ہے میرے دل میں اور میں کعبہ میں بتخانے میں	گھر میں وہ موجود ہی اور میں گھر گھر ڈھونڈھتا پھرتا ہوں	〃
جانور ہے جسکو عشق کا کل پر جسم نہیں	جو نہ آجائے فریب یار میں آدم نہیں	ناسخ
دو نو پتھر پوجتے ہیں تجھ سے کچھ نسبت نہیں	کعبہ بت خانہ سے حاجی برہمن سے کم نہیں	〃
ہم اس صنم کی پرستش میں محو ہیں زاہد	خدا کا جس پہ بشر اشتباہ کرتے ہیں	〃
اے صنم کوئی محبوب تجھ سا دوسرا	سخت کافر ہے جو وحدت کا تری قائل نہیں	آتش
ہفتاد و دو فریق حسد کی عدو سی ہیں	اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں	ذوق
اعتبار نیست فطرت یک و ساعت بیش نیست	گرد و آخر تہ نشیں ور دمے کہ تند بالا نشیں	صائب
ننگ آں کہ در صحبت عاقلاں	بیاموز اخلاق صاحبدلاں	سعدی
بغم خوارگی جز سر انگشت من	نخارد کس اندر جہاں پشت من	〃
بہ نیم کہ تا کردگار جہاں	دریں آشکارا چہ دارد نہاں	لا اعلم
بستے تھے وہ جو لوگ یہاں کوئی بھی نہیں	خالی پڑے ہیں ان کے مکاں کوئی بھی نہیں	〃
اہل چمن سے اپنی ہو کیونکہ روشناسی	برسوں اسیر رہ کر ہم اب رہا ہوئے ہیں	میر
غرض کفر سے کچھ نہ دیں سے ہے مطلب	تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں	سودا
میں وہ ہوں خشت کہن مدت سی اس ویرانے میں	برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا بتخانے میں	ذوق
کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یاں سب یار بیٹھے ہیں	بہت آگے گئے پیچھے جو ہیں تیار بیٹھے ہیں	انشا
با سبکساراں غنی پیوستہ ہمراہی گزیں	رو بساحل می برد کشتی بزور بادباں	غنی
پیش غافل سخن از پند و نصیحت راندن	ہست بر صورت دیوار گلاب افشاندن	صائب
نہفتن سخن راز نا بخرداں	صواب است و مکشائے بیجا زباں	〃
ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں	پس جواب او سکوت است و سکوں	کلیم
ترک دنیا خلق را در بندگی باشد ضرور	آورند از دست در وقت وضو خاتم بروں	وحید
پیشہ با شب زندہ داری خون مردم میخورد	زینہار از زاہد شب زندہ دار اندیشہ کن	حزین
سبحہ در گردن عصا در کف مصلے بر کتف	پائے تا سر شیخ شہرت جوئے تا شید ست و شین	جامی

هر که آب خوئے خجلت را شفیع خود کند	از مروت نیست آوردن گناهش بر زباں	معنوی
سخن هست تیغ و فسانش زباں	چه تیغ کزاں تیز گردد فساں	ظهوری
زصد هزار پسر همچو ماه مصر یکے	چناں شود که چراغ پدر کند روشن	وحشی
هر که دزدد کینه با اهل سخن بنید زباں	زانکه ماند خوب و زشت خلق زایشاں بر زباں	معنوی
نیتواں گشتن بگفتار جهانگیر ولے	نیست ممکن که دهاں گیر تواں گردیدن	سعدی
کمال ست در نفس انساں سخن	تو خود را بگفتار ناقص مکن	″
تباں ماهوش اجڑی هوئی منزل میں رہتے ہیں	که جسکی جان جاتی هی اسی کے دلمیں رہتے ہیں	لا اعلم
اگر از خامشی مهر سلیمانی بدست آری	پریزادان معنی را مسخر میتواں کردن	صائب
بهر ایں گفتند اکابر در جهاں	راحة الانسان فی حفظ اللساں	معنوی
زچشم عیب بیں عیبے نمایاں تر نمی باشد	بپوشاں چشم خود از عیب خود را عیب پوشی کن	غنی
نمی شود دل پاکاں زحرف بد غمگیں	زعکس زشت نیفتد بروئے آئینه چیں	لا اعلم
نمی خرند دریں کوئے خود فراموشی	بهائے کاسه هستی زخاک کمتر کن	معنوی
جهاں روشن چو صبح از فیض احساں میتواں کردن	چراغے گر بکف باشد چراغاں میتواں کردن	علی
چوں شمع رسد گر سر سرکش به بریدن	هرگز نه دهد تن بتواضع زخمیدن	غنی
دوری ز دوستان بکروح مشکل ست	ورنه ز هر چه هست جدا می تواں شدن	صائب
زندگانی با عزیزاں خوش بود ورنه چه حظ	آب حیواں خوردن و چوں خضر تنها زیستن	″
لاف نسب مزن که چو آئینه در جهاں	آدم نمی تواں شدن از روئے دیگراں	سلیم
پائے در زنجیر پیش دوستاں	به که با بیگانگاں در بوستاں	سعدی
از جاں طمع بریدن آساں بود ولیکن	از دوستان جانی مشکل بود بریدن	حافظ
بر سبک روحاں گراں نبود بیا برخاستن	بر گراں جاناں بود مشکل زجا برخاستن	مخفی
گشاد کار خود نتواں طمع از آشنا کردن	کجا ناخن تواند بند از انگشت وا کردن	غنی
موئے چوں از سر جدا گردد نمی گردد سفید	عیش غربت مرد را پیوسته می دارد جواں	″
می برد ره بکمال آدم خاکی ز سفر	می شود کاسهٔ گل ساخته از گردیدن	″

از آب و زمیں عذر ز دہقاں نپذیرد	تقصیر مکن دانۂ خود را شجرے کن	صائب
تا نگرید طفل کے جوشد لبن	تا نگرید ابر کے خندد چمن	مثنوی
ہزار آفریں باد بر زیرکاں	کہ روشن زر آرند از تیرہ کاں	نظامی
نشاید بہ آشنا گشتن بمطلب رنج نا دیدہ	نگردد چوں قلم صاحب سخن ہر نا تراشیدہ	طاہر
کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی	کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من	لا اعلم
داد حق عمرے کہ ہر روزے ازاں	کس نداند قیمت او در جہاں	مثنوی
دلیل حاجت ملک عدم ہمیں کافی ست	کہ طفل گریہ کناں آید از عدم بیروں	لا اعلم
آمادۂ فنا را پروائے نیک و بد نیست	ساعت کسے نہ پرسد بہر کفن بریدن	اثر
دنیا خیال و خوابست ایں خواب نزد دانا	آسائشے ندارد بہتر ز چشم بستن	کلیم
ہر گنہ عذرے و ہر تقصیر دارد توبہ	نیست غیر از در رفتن عذر بیجا آمدن	غنی
با قضائے آسمانی چارہ جز تسلیم نیست	در محیط بے کراں زنہار دست و پا مزن	صائب
دم تیغ قضا از چین ابرو بر نمی گردد	ندارد حاصلے دیگر از حکم قضا بودن	״
رزق گر بر آدمی عاشق نمی باشد چرا	از زمیں گندم گریباں چاک می آید بروں	״
گرم نیست روزی ز مہر کساں	خدا ہست رزاق و روزی رساں	نظامی
زمانہ مجھ کو برا کہہ رہا ہے کہنے دو	میں جانتا ہوں زمانے کا اعتبار نہیں	لا اعلم
چوں مسیحا پائے ہمت بر سر گردوں گزار	خویش را در خم حصار ہمچو افلاطوں مکن	״
اہل ہمت را چہ باک از خصمی بدگوہراں	سنگ نتواند کسے بر شیشۂ گردوں زدن	״
ناتوانی تشنہ را سیراب کن	در مجالس خدمت اصحاب کن	״
بہار باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں	پیر ہو کے پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں	״
فغاں ہیں آہ میں، فریاد میں شیون میں نالے میں	سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں	״
کس کو دکھاؤں اپنی طبیعت کی تیزیاں	افسوس اس زمانے میں قدر ہنر نہیں	״
کوئی ہے زہد پہ نازاں کوئی عبادت پر	یہاں تو اے مرے پروردگار کچھ بھی نہیں	״
گو نہیں پوچھتے اپنا وہ مزاج	ہم یہ کہتے ہیں دعا کرتے ہیں	״

من نگویم کہ ایں کن وآں کن	مصلحت بیں و کار آساں کن	لا اعلم
نباشد محروم جویندگاں	کہ جویندگا نند یابندگان	〃
واہ اس صورتکدے میں دیکھتے ہی دیکھتے	صورتیں کیا کیا نظر سے اپنی پنہاں ہوگئیں	〃
وائے برمن وائے برانجام من	عار دارد کفر از اسلام من	〃
ہر یکے ناصح برائے دیگراں	ناصح خود یافتم کم در جہاں	〃
آتش سے بچایا ہے خلیل اللہ کو	وسعت ہے بڑی تربیت باری میں	〃
چن لیتے ہیں عیب چیں ہنر میں سے عیب	اور عیبوں سے میں ہنر کو چن لیتا ہوں	〃
جو آتے ہیں انسان کے دن بُرے	تو ہو جاتی ہے عقل بھی واژگوں	〃
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں	〃
اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر	تو برمن چوں جوانمرداں گزر کن	〃
گفتگوئے ناملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	〃
ہے کون جو رنج مرگ سہنے کا نہیں	احوال یہ گومگو ہے کہنے کا نہیں	〃
آمادہ کوچ رہ جہاں میں غافل	ہشیار کہ یہ مقام رہنے کا نہیں	〃
جو نیک ہیں وہ بدوں کو کہتے ہیں نیک	جو بد ہیں وہ نیکوں کو برا کہتے ہیں	〃
پھر نہ آئینگے کبھی بزم میں تقصیر ہوئی	غصہ یہ کس لئے کرتے ہو لو اب چلتے ہیں	〃
بہار و خزاں کو بقا کچھ نہیں	ہے سب کچھ یہاں پر صدا کچھ نہیں	〃
عیش کے دن جا چکے ملنے سے اب حاصل نہیں	شوق مجھ کو وہ نہیں وہ جی نہیں وہ دل نہیں	〃
صبحدم طائران خوش الحان	پڑھتے ہیں کل من علیہا فان	〃
قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہیں دیگر	اور یہاں حسن شناسان سخن تھوڑے ہیں	〃
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	〃
ندانی کہ غلہ برداشتن	کہ سستی بود تخم ناکاشتن	〃
قبا گر حریرست وگر پرنیاں	بناچار حشوش بود درمیاں	〃
کفرست در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	〃

حال دل گفتم تغافل کرد خواری را ببیں	گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری را ببیں	لااعلم
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	تاکہ سب جانیں کہ کچھ دست سکندر میں نہیں	״
بزچو آمد سوئے گرگ از شباں	چہ کند سگ ارچہ باشد پاسباں	״
منہ نہ کھولے بحر میں جبتک صدف	آب نیساں سے گہر ملتا نہیں	״
راز خود با یار خود ہرچند بتوانی مگوئے	یار یارے دارد واز یار یار اندیشہ کن	״
جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے	آرزو کیوں لئے آتا ہے ادہر کچھ بھی نہیں	״
اگر شہ روز را گوید شب ست ایں	بباید گفت اینک ماہ و پرویں	״
خوشامد سے نہ رہ شیریں زبانوں کے کبھی غافل	یہ شیرینی میں گویا زہر قاتل کو ملاتے ہیں	״
درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں	״
کسی کے مرگ پہ لے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز	بہت سا روئیے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں	״
بھول ایسی کہ نہ بھولے سے کبھی یاد کریں	یاد ایسی کہ ستم کے لئے ہم یاد رہیں	״
خرابت کند شاہد خانہ کن	برو خانہ آباد گرداں بزن	״
از خدا ترس و مترس از دشمناں	کز ہمہ دارد خدایت در اماں	״
خواہی کہ ہمیشہ شاد باشی بجہاں	ضامن مشو و کرا امانت مستاں	״
بر محضر ہیچکس گواہی منویس	در خانۂ خود مکن کسے را پنہاں	״
تاکہ احمق باقی ست اندر جہاں	مرد عاقل کے شود محتاج ناں	״
سخنداں پرورد و پیشہ کہن	بیندیشد آنگہ بگوید سخن	سعدی
زمین شورہ سنبل برنیارد	درو تخم عمل ضایع مگرداں	״
نکوئی با بداں کردن چنانست	کہ بد کردن بجائے نیکمرداں	״

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ ترا
در قفا عیب کند در نظرش تحسیں کن — ״

سخن آخر بہ دہاں میگزرد موذی را
سخنش تلخ نہ خواہی دہنش شیریں کن — ״

خلاف رائے سلطان رائے جستن	بخون خویش باشد دست شستن	سعدی
چون بہ سختی در بمانی تن بعجز اندر مدہ	دشمنان را پوست برکن دوستان را پوستین	"
مگو اندوہ خویش با دشمنان	کہ لاحول گویند شادی کنان	"
سخن را سر است اے خردمند و بُن	میاور سخن در میان سخن	"
امیدوار بود آدمی بخیر کسان	مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان	"
سخت است پس از جاہ تحکم بردن	خو کردہ بناز جور مردم بردن	"
میان دو تن آتش افروختن	نہ عقلست خود در میان سوختن	"
ترحم بر پلنگ تیز دندان	ستمگاری بود بر گوسفندان	"
ترک احسان خواجہ اولی تر	کاحتمال جفائے بوابان	"
چو آید زپئے دشمن جان ستان	بہ بندد اجل پائے مرد دوان	"
گر توکل می کنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن	"
جہاں چون بگردد قرارے چنان	وزیرے چنین شہریارے چنان	"
تا تیغ بکف یابی بر نفس و دستی زن	تا سنگ بکف آید بر شیشہ ہستی زن	لا اعلم
کسی کی مرگ پر اے دل نہ کیجئے چشم تر ہرگز	بہت سارو ئے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں	"
کہاں لیجئے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہیں تم اور کہیں	کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہیں تم اور کہیں	"
دو چیز حاصل عمر ست خیر و نام نکو	ازیں چو در گزری کل من علیہا فان	"
راستبازان وفا صادق الاقرار ہیں سب	منہ سے جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھا دیتے ہیں	"

پھرتے ہیں سیل حوادث سے کہیں مردوں کے منہ

شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں — "

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں — "

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد

ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں — "

زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں	لاعلم
کار ہر کس نیست بار عالمے برداشتن	درد سر بسیار دارد بر سر افسردہ داشتن	״
ازل میں ہو چکے ہیں میرے و حصے برابر کے	خدا کے نام کی جاں ہوں تیغ نام کا دل ہیں	״
کیا خوف ہے دنیا سے گذر جانے میں	کیوں ڈرتے ہو شاد اپنے گھر جانے میں	شاد
غم کھانے کے سوا کوئی اپنی غذا نہیں	پیتے ہیں خون دل کبھی پانی پیا نہیں	״
صبر و قرار طاقت و آرام سب گئے	غم خوار غم سوا کوئی اپنا رہا نہیں	״
کیا موسم بہار گذشتہ کروں میں یاد	وہ گل نہیں وہ باغ نہیں وہ ہوا نہیں	״
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگہ نہیں	بیداغ چرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں	״
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور	اس پر وہ مبتلا ہیں کہ جن کو نظر نہیں	״
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج	کاہے کو مرتا کوئی یونان میں	״
دغا بجور و فریب و مکر افعال رذالت ہیں	یہ سب سے بدترین اطوار ذلت ہیں ضلالت ہیں	״
دغا مکر و فریب و جور جو دنیا میں کرتے ہیں	برا انجام ہوتا ہے بری حالت میں مرتے ہیں	״
ہزار افسوس خود بار گنہ سر پر جو دھرتے ہیں	خدا سے کیوں نہیں پہلے ہی یہ کمبخت ڈرتے ہیں	״
قدر بڑھتی ہے زندگانی میں	نام رہتا ہے دہر فانی میں	״
لازم ہے آدمی کو کرے جستجوئے علم	لہو لعب سے کوئی رذالت سوا نہیں	״
علم ہی سے قدر ہے انسان کی	ہے وہی انسان جو جاہل نہیں	״
بیاباں سے نہ قسمت لے گئی پھر کوئے جاناں میں	نکل کر ہم برنگ بو نہ آئے پھر گلستاں میں	حسرت
کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں	اس غمکدہ میں آہ دل خوش کہیں نہیں	میر
کسے آرام دے ہے چرخ مینا فام دنیا میں	سدا گردش ہی میں گزری برنگ جام دنیا میں	سودا
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں	زار
ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں	دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں	درد
محال پیری میں ہے لطف نوجوانی کا	چراغ صبح میں نور چراغ شام نہیں	ناسخ
آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں	آئینہ دل کی طرح سے حق نما ہوتا نہیں	آتش

بُرا نہ مانو کہ ہم عرض حال کرتے ہیں	فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	رند
عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزیں ہوں میں	ہوں اس طرح جہان میں کہ گویا نہیں ہوں میں	ذوق
ڈھے گئے بن بن کے دنیا میں مکاں بہتوں کے ہیں	اے فلک تو نے مٹائے یاں نشاں بہتوں کے ہیں	ظفر
خاکساروں کیلئے کسوت خاکستر ہے	غم نہیں ان کو اگر اطلس و کمخاب نہیں	لااعلم
وہ فراق اور وہ وصال کہاں	وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں	غالب
فرصت کاروبار شوق کسے	ذوق نظارۂ جمال کہاں	"
فکر دنیا میں سر کھپاتا ہوں	میں کہاں اور یہ وبال کہاں	"
نہ تو تاب ہے لمیں جفا کی ہی نہ وفا کی طرز ہی یار میں	یہی بس ٹھنی ہے نکل چلیں کسی اور ملک و دیار میں	مومن
خدا نے وسعت دامان ہمت کی عطا جس کو	نہیں ہونیکا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی میں	ظفر
تو آئے نہ آئے ولے ہم تو ہر شب	تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہیں	درد
مالک نوبت و نشاں تھے جو کل	آج نوبت ہے یہ نشان نہیں	رند
کل نہ دے گا کوئی مٹی بھی اٹھا نہیں	آج زر جو کہ دیا کرتے ہیں	ناسخ
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اسے	سایۂ دیوار کو اندیشہ عامل کہاں	آتش
راہرو کے واسطے رہبر کا ہونا ہے ضرور	غرق وہ کشتی ہے جس کا ناخدا ہوتا نہیں	آباد
سر ان کا آج ٹھوکریں کھاتا ہے راہ میں	رکھتے تھے کل زمین پہ جو لوگ تن کے پاؤں	وحید
فردا کی فکر آج نہیں مقتضائے عقل	کل کی بھی دیکھ لیوینگے کل ہم اگر رہیں	میر
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	ناسخ
گردش دوراں سے مردان خدا بے باک ہیں	نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں	آتش
تباہی میں ہے لازم یاد حق اہل توکل کو	خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفاں میں	"
عالم نیرنگ میں خاطر پہ کس کے بار ہیں	مست ہیں مستوں میں ہشیاروں میں ہم ہشیار ہیں	رند
بند کر اپنی زباں پھر نہیں دشمن کا خطر	مرغ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہیں	"
جو ہر ذات بھی لازم ہے ہر اک شے کیلئے	موم سے نرم ہو یہ خوبیٔ فولاد نہیں	"
وہ ایکدم کہ جس میں میسر ہو وصل یار	بہتر سمجھتے ہیم اسے عمر ابد سے ہیں	ذوق

جتنے ہیں یاں مزے روش نشۂ شراب	ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں	ذوق
وہ روز مجھ کو گزرتا ہے جیسے عید کا دن	کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہیں	〃
بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر	ہنرور اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں	〃
وائے اے بیخبرو تم کو خبر خاک نہیں	کہ سفر سر پہ ہے سامان سفر خاک نہیں	ظفر
ذرے ذرے میں ہیں یاں خاک کے پیدا خورشید	لیکن آتا تجھے غفلت سے نظر خاک نہیں	〃
یار کے سب قریب رہتے ہیں	دور ہم بے نصیب رہتے ہیں	〃
جہاں میں اے ظفر ہم جنس کا ہم جنس دشمن ہے	نکلکر شعلہ نے سے آگ لگتی ہے نیستاں میں	〃
اگر دشمن میں وضع راستی بھی ہو حذر کر تو	کہ برش کم نہیں ہوتی ظفر شمشیر سیدھی میں	〃
دیکھ اے غنچہ جو اس باغ میں خنداں ہے ہو گل	ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہیں	〃
وسعت آباد جہاں میں ہیں جنہیں خواہش نام	گھر میں بھی تنگ وہ مانند نگیں رہتے ہیں	〃
کام سب تدبیر پر ہیں ہے مگر تدبیر شرط	کچھ سبب بھی چاہیئے اس عالم اسباب میں	〃
پیش ہے تعظیم سے جو سب جھکیں تیری طرف	کون پھر سجدہ کرے گر خم نہ ہو محراب میں	〃
گر زمانے میں ترقی نہ ہو رفتہ رفتہ	کیوں ہلال اوج فلک پر ہو قمر تیسرے دن	〃
کیا ہنسیں کھو کے دل غنچہ صفت وہ دلگیر	باغ ہستی سے جو ہنستے ہی سفر کرتے ہیں	〃
انساں کو مناسب ہے کرے بات نہ بیجا	کہدے نہ کڑی منہ سے نہیں لطف کڑی میں	〃
نہ جس کو عقل ہو اور ہو کتابوں سے لدا پھرتا	ظفر اس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں	〃
خوب ہو وہ اک جہاں جسکو کہے خوب اے ظفر	کچھ نہیں وہ جس کو کہدے ایک عالم کچھ نہیں	〃
کریں لاکھ وہ آشنائی کی باتیں	رہے ہیں ایسے ہمدرد اپنے کہاں ہیں	〃
جو خور و خواب سے ہیں مصروف رات دن میں	حیوان ان کو کہئے انسان وہ کہاں ہیں	〃
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب	تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں	غالب
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	〃
کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب	تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں	〃
کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	〃

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے	لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں	غالب
خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار	کیا پوجتا ہوں اس بت بیداد گر کو میں	״
رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج	مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں	״
دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں	یعنی ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں	״
خدا ہے پاس تو ڈھونڈتے ہے جنگل میں	ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں	جلال
آدم کو خدا مت کہو آدم خدا نہیں	لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہیں	لاعلم
اگرچہ میں سیر بتاں دیکھتا ہوں	ولے جلوۂ حق عیاں دیکھتا ہوں	نیاز
جو رب الحرم ہے صنم بھی وہی ہے	حرم دیر میں ایک ساں دیکھتا ہوں	״
غم جدائی کو ہم جانیں یا خدا جانے	بلاکشوں پہ جو گذرے تری بلا جانے	لاعلم
شہد ہیں جیسے مگس ہم حرص میں پابند ہیں	والے غفلت اس سیہ زنداں میں یوں خرسند ہیں	سوز
رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے	تس پر اپنی خواہشوں سے روز حاجتمند ہیں	״
خاکساری عاجزی غربت محبت دوستی	جنکے یہ افعال ہیں وہ ہی سعادتمند ہیں	״
جب تلک آنکھیں کھلیں ہیں دکھ یہ دیکھینگے آہ	مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں	״
نہ چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں	جدائی کے صدمے اٹھائے ہوئے ہیں	رنگین
ہمیں قتل کرکے بھی تیور نہ بدلے	ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہیں	״
یہ الجھ پڑنے کی خو اچھی نہیں	بے محابا گفتگو اچھی نہیں	وزیر
جھکے رہ سب سے برنگ شاخ گل	سرکشی اے سرو خو اچھی نہیں	״
کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں	سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں	حسن
زندہ سخی ہے ہر دم آئے جو موت کیا غم	ہے ذکر خیر حاتم اب تک ہر انجمن میں	اسیر
باغباں نخل محبت میں ثمر ہے کہ نہیں	کوئی اس باغ میں الفت کا شجر ہے کہ نہیں	لاعلم
عجب دنیا کا حال دیکھا کمال ہی کو زوال دیکھا	انہیں کو اب پر ملال دیکھا جو لطف راحت اٹھا چکے ہیں	تمنا
جنکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں	کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں	״
مشتاق ملاقات ہوں بلواؤ تو آؤں	کوئی ایسا بہانہ مجھے بتلاؤ تو آؤں	شیدا

دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں	بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہم میں	حیرت
سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا ہوں میں	پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں	برق
آوازہ ہے جہاں میں ہمارا سنا کرو	عنقائے طور زیست ہی اپنی بنام یاں	میر
لے عدم ہو ہوا تو تم تو چلو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	״
منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی	حق جو کہے ہے اس کو یاں دار کھینچتے ہیں	״
جہاں اب خار زاریں ہو گئیں ہیں	یہیں آگے بہاریں ہو گئیں ہیں	״
یوسف عزیز دلہا جا مصر میں ہوا تھا	پاکیزہ گوہروں کی عزت نہیں وطن میں	״
بردباری ہی میں کچھ قدر ہے گو جی ہو فنا	عود پھر لکڑی ہے ڈوبے نہ اگر پانی میں	״
مفلسوں کو نہیں دنیا میں کسی کا خطرہ	خوف ہی ان کو جو کوئی دام و درم رکھتے ہیں	سودا
آیا تھا کیوں عدم سے کیا کر چلا جہاں میں	یہ مرگ و زیست تجھ بن آپس میں ہستیاں ہیں	״
کیا گلہ صیاد سے ہم کو یونہی گزرے ہی عمر	اب اسیر دام ہیں تب تھے گرفتار چمن	״
نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رو رو	ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں	״
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے	جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں	״
ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خوگر	کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں	״
سنتا نہیں کسی کا کوئی درد دل کہیں	اب تجھ سوائے جائیں خدایا کہاں کہاں	״
کھینچکر تیغ مگر چرخ پڑا ہے پیچھے	رات دن زیست کے کیا جلد گھٹے جاتے ہیں	״
دہر فانی میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو	کھویا توشہ اس نے جو سویا مسافر راہ میں	لاعلم
کس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبث مثل حباب	یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک بے بنیاد ہیں	״
ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں	فلکش ہم بداں بریزد خوں	״
می برد رہ بجمال آدم خاکی ز سفر	می شود کاسۂ گل ساختہ از گردیدن	״
خدا نعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر تو سر شاخوں میں پھلتے ہیں	״
برنگ مہر ہے گردش ہی ہم کو سارے دن	جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن	״
دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں	״

نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں	ہمیشہ وہ اوپر سے نیچے چڑھے ہیں	لااعلم
دنیا میں راہ راست دلیل عروج ہے	معنی بہ آسماں پہ خط استوا کے ہیں	״
کب سلیقہ ہے فلک کو بہ ستمگاری میں	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں	״
آدمی زادہ طرفہ معجونے ست	کز فرشتہ سرشتہ وز حیواں	״
چشم سیاہ من بیا حال تباہ من ببیں	دیدہ سپید کردہ ام گریہ و آہ من ببیں	״
آمدی رفت ز دل صبر و قرارم بنشیں	بنشیں تا بخود آید دل زارم بنشیں	״
عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال می تواں بہ تمنا گریستن	״
حوروں کا انتظار کرے کون حشر تک	مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب میں	״
گرد و فروغ جوہر عقل از سخن عیاں	آئینہ حقیقت دل نیست جز زباں	״
تو مرا دل دہ و دلیری بیں	رو بہ خویش خوان و شیری بیں	״
جنہیں ہے عشق صادق وہ کہاں فریاد کرتے ہیں	لبوں پر مہر خاموشی ہے دل میں یاد کرتے ہیں	״
ایسوں کو چھوڑ دینے کی پروا ذرا نہیں	ان سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں	״
کبھی شیون میں نغمے ہیں کبھی ہنستے میں نالے ہیں	مری فریاد کرنے کے طریقے بھی نرالے ہیں	״
دشت وفا کی راہیں اہل وفا سے پوچھو	کیا جانیں شیخ صاحب ملا نے آدمی ہیں	״
عقل کی بات کوئی ہم نے کہی ہے شاید	جتنے جتنے ہیں سب ہم سے حذر کرتے ہیں	״
خاور سے باختر تک جن کے نشان تھے برپا	کچھ مقبروں میں باقی ان کی نشانیاں ہیں	״
عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن	دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن	״
دیباچہ راز نکتہ سازان ست ایں	فرہنگ خیال جانگدازان ست ایں	״
تعویذ دل سخن طرازان ست ایں	طومار جنون عشق بازان ست ایں	״
قسم شاخ نبات ست ترا اے حافظ	وال مارا ست بگو تا شودم با توفیق	حافظ
روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن	لااعلم
ہفتہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن	״

ماہ‌ہا باید کہ تا یک قطرۂ آب اندر رحم	صفدرے خیزد بمیداں یا عروسی در چمن	لااعلم
سالہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع	عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن	״
قرنہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب	لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن	״
اے صبا گلشن و دیر و حرم و بت خانہ	کونسی جا وہ عطا پاش و خطا پوش نہیں	״
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	آتش
ممکن نہیں ہے دوسرا تجھ سا ہزار میں	ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار میں	״
زمانہ میں نہیں اہل ہنر کا قدرداں باقی	نہیں تو سینکڑوں موتی ہیں اس دریا کے دامن میں	״
میخور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن	ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن	سعدی
عمرہا باید کہ تا گردون گرداں یک شبے	عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن	لااعلم
تا کہ مشہور رہوں ہزاروں میں	ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں	״
نسیم صبح سلامم بداں جناب رساں	نیاز ذرۂ مسکیں بآفتاب رساں	״
اعجاز بھری آنکھوں کا جلوہ دیکھوں	یا ناز بھرا قامت زیبا دیکھوں	امیر
سر تا بقدم حسن میں تو یکتا ہے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	لااعلم
گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں	یا معدن و دشت و کوہ و صحرا دیکھوں	انیس
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	״
خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ می و ہمت بر دو دیدہ جا بنشیں	لااعلم
نہیں ہے دنیا کا کچھ بھروسہ یہ اک طلسم او ہی تماشا	نہ کوئی اب تک پلٹ کے آیا گئے جو سوئے عدم ہزاروں	״
چیست انسانی تپیدن از تپ ہمسایگاں	وز سموم نجد در باغ عدن بریاں شدن	״
خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر	میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں	״
بہت کچھ کر چکے اے شیخ حرمت سنگ اسود کی	دکھائیں اب چلو شان خدا ہر برہمن میں	شیدا
نقاد ہونیوالے جو دنیا میں آتے ہیں	لچھن سب ان کے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں	لااعلم

چوں سیاہی شد ز مو ہشیار می باید شدن
صبح چوں روشن شود بیدار می باید شدن — صائب

زصد ہزار پسر ہم چو ماہ مصر یکے	چناں شود کہ چراغ پدر کند روشن	صائب
انقلاب دہر ظاہر ہے عیاں تغیر حال	آج جو ہی کل نہ تھا۔ جو آج ہے وہ کل نہیں	اسیر
گرتو ندہی کس نہ دہد چوں تواماں	ور تو نہ کنی لطف رود از تن جاں	لا اعلم
ان کا ہنسا گریہ پرورد سے کچھ کم نہیں	زخم خنداں ہیں نظاہر دیکھنے کو شاد ہیں	"
زمانہ اہل غفلت سے ہے لبریز	رہوں تنہا اگر ہشیار ہوں میں	مجروح
نخل بندم و لے نہ در بستاں	شاہدم من و لے نہ در کنعاں	لا اعلم
بختے نہ کہ با دوست درآویزم من	پائے نہ کہ از میاں بگریزم من	"
بہ بینم کہ تا کردگار جہاں	دریں آشکارا چہ دارد نہاں	"
یہ وہ دل کو اک جا بٹھاتا نہیں	کسی کا اُسے وصل بھاتا نہیں	حسن
توانی گر بتاب حلم کشتن خشم را در دل	گل زآتش چو ابراہیم آساں میتواں چیدن	صائب
غریبی بر بساط دہر ہم چوں مہرۂ شطرنج	برای خانہ تا کی جنگ با ہم سایہا کردن	"
ندارد حاصلی با سینہ صافاں کاوش بیجا	بناخن چہرۂ آئینہ را نتواں خراشیدن	شوکت
جہاں آں کسے راست کو در جہاں	شود آگہ از کار کار آگہاں	نظامی
گردوں لبریز نشتر باشدت از نیش خلق	لب بہ بند از شکوۂ کس شربا ہی گزیں	کلیم
بوئے خوں می آید آزار دلہائے دونیم	رحم کن برجان خود از ذوالفقار اندیشہ کن	صائب
نمی بینداز ایں آہن دلاں ہرگز کسی احساں	ندارد دوست ظالم ریزش جز خون مظلوماں	نظیر
امید دار بود آدمی بخیر کساں	مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں	سعدی
کی تواند شد ز دنیا چشم دنیا دار سیر	تشنگی زائل نگردد ہرگز از آب دہن	غنی
عیب پوش اہل دنیا نیست جز اسباب جاہ	می شود از فربہی در گوشت پنہاں استخواں	قاسم
پادشاہاں بانزاکت بار عالم می برند	بار بر عالم گذارد ہر چہ می خواہی گزیں	کلیم
بر تو دشوار است اگر یکجا وداع مال و جاں	پیشتر از رفتن جاں مال را تسلیم کن	صائب
نیشکر بعد از شکستن می شود شاخ نبات	بشکند ہر کس ترا بریک گر شکر فشاں	"

کذب چون خس باشد و دل چون دہان	خس نگردد در دہان ہرگز نہان	معنوی
مار تا راست نگردد نرود در سوراخ	راست شو تا بتوانی بہ لحد گنجیدن	صائب
چو در روئے بیگانہ خندید زن	دگر مرد گو لاف مردی مزن	سعدی
تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ است	آں را بدوستان دہم ایں را بدشمناں	لا اعلم
ساقی لگائے رکھہ مرے منہ سے خم شراب	دریائے مے کی مچھلی ہے میری زباں نہیں	״
ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف	ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں	״
خوب ہے گر پہلے کر لو خود ہی اپنا امتحاں	ورنہ کھل جائیگا سب پر آپکا راز نہاں	״
زندگی لاچار صائب در گلو افتادہ است	شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن	صائب
فرقت میں اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے	دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈھتے ہیں	لا اعلم
معشوقۂ نازنیں طلب کن	عناب لبش بکار تب کن	״
آئیم بہ سر کوئے تو پویان پویان	عشاق صفت وصل تو جویان جویان	״
راز را با یار خود ہر چند بتوانی مگوئے	یار را یارے بود از یار یار اندیشہ کن	״
گر شود لطف و کرم در شان من	جلوۂ طاعت دہد عصیان من	״
قومے متفکر اند در مذہب دیں	جمعے متحیر اند در شک و یقین	״
ناگاہ منادے بر آمد ز زمیں	کائے بیخبراں راہ نہ آنست نہ ایں	״
ہزار آفریں بر من و دین من	کہ منعم پرستیست آئین من	״
گر تجلی خاص خواہی صورت انساں ببیں	ذات حق را آشکارا اندروں خنداں ببیں	״
جس کا چارہ نہیں دنیا میں وہ لاچار نہیں	جس کو صحت سے ہو پرہیز وہ بیمار نہیں	״
لاکھہ چاہت کو چھپائے کوئی پر چھپتی نہیں	پیار کی آنکھہ اور الفت کی نظر چھپتی نہیں	״
کسلئے آئے تھے ہم کون ہیں کیا کرتے ہیں	حیف اتنا بھی یہ انسان نہ سمجھا دل میں	״
انسان کچھ اسی دور میں پامال نہیں	سچ ہے کوئی آسودہ و خوشحال نہیں	״
چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں	چہ باک از موج بحر آنرا کہ دارد نوح کشتیباں	״

اندیشهٔ آشیان و خوف صیّاد	مرغانِ چمن بھی فارغ البال نہیں	لااعلم
چو پیروز شد و ز و تیره روان	چه غم دارد از گریهٔ کاروان	״
ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم	ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں	غالب
گر فلک کار ترا برہم زند از جا مرو	جامه را خیاط ساز و قطع بهر دوختن	لااعلم
تا تو دل دربندِ جان داری و جان دربندِ تن	کے مراد خویش یابی در کنار خویشتن	״
دست وفا در کمر عهد کن	تا نشوی عهد شکن جهد کن	״
زشادی ببالیدم از پیرهن	چو گلها که تازه دمد در چمن	״
از درون شو آشنا و ز برون بیگانه باش	اینچنیں زیبا روش کم می بود اندر جهاں	״
نیست ممکن نشو و نخل زر ریزش افزوں	دانه در خاک یکی صد شود از افشاندن	״
عقل سالم ز مئ ناب نیاید بیرون	کشتئ کاغذی از آب نیاید بیرون	״
خیالات نادان خلوت نشین	بهم می کند عاقبت کفر و دین	״
بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق	هر هوسناکے نداند جام و سنداں باختن	״
نه بایستے ز اوّل عهد بستن	چو در دل داشتی جانان شکستن	״
سه چیز ست آنکه پایانے ندارد	شبِ من دردِ من افسانهٔ من	״
به سفر رفت ماه پارهٔ من	گردشے هست در ستارهٔ من	״
عمرے گذشت تا کئے در انتظار بودن	طاقت نماند ما را بے روئے یار بودن	״
شرح حال ما ز عنوان کتابت ظاهر ست	پیش او زنهار اے قاصد زبانداني مکن	״
شور بلبل می دهد یادم که مستی پیشه کن	عکس گل در آب می گوید که مے در شیشه کن	״
مکن وعده اگر کردی وفا کن	طریقِ بے وفائی را رها کن	״
بسعئ خویشتن هرگز نگردی نیکبخت ای دل	تمامی عمر اگر بال هما خواهی بسر بستن	کلیم
اوقات صرف دوستئ عیب جو مکن	بازشت روئے آئینه را رد برو مکن	صائب
آید از ناراستی سر رشتهٔ دولت بکف	در سواری خلق را باشد بدست چپ عناں	لااعلم
تواں بطاعت حق یافت روسپیدی حشر	که سجدهٔ رنگ سیاهی برد ز روئے نگیں	״

تواضع کند ہوشمند ای گزیں	نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں	سعدی
نامرادی در جہاں باید ز شمع آموختن	سوختن خود را و بزم دیگراں افروختن	اہلی
کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	لا اعلم
بحسن خلق دلہا را مسخر می تواں کردن	بایں عنبر دو عالم را معطر می تواں کردن	صائب
پیش دانا از تمامی علم ہا بالاتر ست	خویش را با دانش بسیار ناداں ساختن	لا اعلم
نفس را مگزار پا از حد خود بیروں نہد	می شود گم طفل چوں از خانہ می آید بروں	״
چوں سیاہی شد ز موہشیار می باید شدن	صبح چوں روشن شود بیدار می باید شدن	״
نیست مفلس را ز قرب اغنیا جز پیچ و تاب	رشتہ از گوہر ندارد بہرہ جز لاغر شدن	״
بہ بے رغبتی شہوت انگیختن	برغبت بود خون خود ریختن	سعدی
بہ پیری گر نمی خواہی کہ محتاج عصا گردی	ز پا افتادگاں را در جوانی دستگیری کن	راسخ
بیکدل کے تواں اندیشہ دنیا و دیں کردن	کہ نتواں ہر دو دست خویش را در آستیں کردن	شیدا
طفل رو رو کے یہ کہتے ہیں زبان حال سے	جو عدم میں چین تھا وہ دامان مادر میں نہیں	لا اعلم
غنیمت شمر صحبت دوستاں	کہ گل چند روز است در بوستاں	״
منہمک ہوتی ہیں انساں رات دن تدبیر میں	پھر بھی ہوتا ہے وہی لکھا ہے جو تقدیر میں	״
کفن کیسا تھا صیاد اجل پھرتا ہے گلشن میں	نہ شاخ گل پہ چھوڑیگا نہ چھوڑیگا نشیمن میں	״
نہیں خوف خزاں کب تک بہار زندگانی میں	کہاں تک شمع ہستی کی جلے گی بزم فانی میں	״
رام جھروکے بیٹھ کے سب کا مجرا لیں	جاکی جیسی چاکری تاکو تیسا دیں	״
وہی اک ریسماں ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہیں	کبھی تسبیح کہتے ہیں کبھی زنار کہتے ہیں	״
بشنو ز جنون عشق بازاں	خونیں نفساں جگر گدازاں	״
کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں	جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں	״
عجب انداز تم نے سادگی کے یہ نکالے ہیں	فقط تنکے ہیں کانوں میں نہ بندے ہیں نہ بالے ہیں	״
عقلمندوں کی ہو دنیا میں بہت عزت و شاں	عقلمندوں کو نہ دیکھا کہ ہو رسوائے جہاں	ہنر
ہنسنا کمال عیب ہے انساں کی ذات میں	وہ بیوقوف ہے جو ہنسے بات بات میں	״

گھرا جڑ جائے جو کینہ ہو سر مو دل میں	بغض رکھیں نہ مسلمان نہ ہندو دل میں	یکتا
نہ صد ہزار پسر ہمچو ماہ مصر یکے	چناں شود کہ چراغ پدر کند روشن	لااعلم
دیا دھرم کا مول ہے پاپ مول ابھمان	تلسی دیا نہ چھانڈئے جب لگ گھٹ میں پران	〃
صاف دل کی جیت ہوتی ہے سدا اسنسار میں	اور کبھی گھاٹا نہیں ہے دھرم کے بیوہار میں	〃
کرم کی کھیتی کو بو کر کس نے پھل کھائے نہیں	کون ہے اعمال جسکے سامنے آئے نہیں	〃
سزا انسان کو ملتی ہے بدکاری کی دنیا میں	نہ سمجھے یہ کوئی پائیگا وہ پھل جاکے عقبیٰ میں	〃
جوش و خروش ساتھ جوانی کے چلدئے	وہ موسم بہار وہ دیوانہ پن کہاں	〃
بد اندیش را لفظ شیریں مبیں	کہ ممکن بود زہر در انگبین	〃
یہ چھیڑ چھاڑ نہیں ہم سے بزم میں اچھی	لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہیں	〃
تو جلدی سے آؤ نہ میرے مسیحا	کوئی دم میں راہ عدم دیکھتے ہیں	〃
نمود و بود کو عاقل حباب سمجھے ہیں	جو جاگتے ہیں وہ دنیا کو خواب سمجھے ہیں	〃
بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہیں	کھیل لے ہر کوئی جس کو یہ وہ شطرنج نہیں	〃
خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو	طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہیں	〃
رکاوٹ اچھا نہیں طبع کی روانی میں	کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں	〃
عرق را دانۂ یاقوت احمر ساخت رخسارش	بیا اے جوہری حسن مرصع را تماشا کن	〃
الٰہی ایک دل کس کس کو دوں میں	ہزاروں بت ہیں یاں ہندوستاں میں	〃
ہمارے ان کے بھلا شکوہ و شکایت کیا	خدا نخواستہ آپس میں کیوں ملال کریں	〃
خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر	میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں	〃
خیال چشم میگوں میں قدم مستانہ رکھتے ہیں	وہ دیوانے ہیں اپنا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں	〃
شرابیوں کو بھلا عمرو زید سے مطلب	ہماری بزم میں ہو حق ہی قیل و قال نہیں	〃
کس جگہ ڈھونڈھئے اے غیرت خورشید تجھے	تو تو رہتا ہے سدا صبح کہیں شام کہیں	〃
جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے	آرزو کیا لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	〃

عیش کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں	زندگی گر کچھ رہے تو نوجوانی پھر کہاں	لا اعلم
عشق کا حال بیسوا جانے	ہم بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں	״
صبح ست ساقیا قدحے پر شراب کن	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن	״
طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ	پیش صف راستاں شعبدہ بازی مکن	״
آپ تو غیروں سے بھی کر لیتے ہیں مطلب کی بات	ہم کہا چاہیں تو اپنا مدعا کس سے کہیں	״
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	״
اوس سے بشر ڈرے جسے خوف خدا نہیں	جلدی نکل چلو یہ ٹھہرنے کی جا نہیں	״
مثل پروانہ نہیں کچھ بھی زر و مال اپنے پاس	ہم فقط تجھ پہ فدا کرنے کو جاں رکھتے ہیں	״
نیارم گوہر شکر تو سفتن	سر موئے ز احسان تو گفتن	״
کفر و دیں ہر دو بر رہش پویاں	وحدہ لا شریک لہ گویاں	״
جیب درست لائق لطف و کرم نہیں	ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہیں	״
تمہارے گیسوؤں کے ڈھنگ دنیا سے نرالے ہیں	پریشاں ہوں تو سنبل ہیں جو بل کھائیں تو کالے ہیں	״
صورت کا خدا لغو پر ہے دنیا کا جمال	کہ ادھر صورت زیبا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	״
آخر ہی جذب الفت میں تو کھنچ کر آ ہی جائینگے	نہیں پروا نہیں ہم سے اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں	״
شہر و برق نہیں شعلہ و سیماب نہیں	کس لئے پھر یہ ٹھہرتا دل بیتاب نہیں	״
آنکھوں پہ اختیار رہے اچھا نہ روئینگے	کچھ آپ میرے دلکو بھی سمجھائے جاتے ہیں	״
یار آرام میں ہے وصل کی شب آخر ہے	متحیر ہوں کہ بیدار کروں یا نہ کروں	״
ہم اپنے نالہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں	وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں	״
دلمیں پوشیدہ تپ عشق بتاں رکھتے ہیں	آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں	״
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتیں مرادوں کے دن	״
مصیبت حد سے جب گذری تو ظاہر ہو نہیں سکتی	بہت غم میں بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں	״
دل ہی تو ہے نہ آئے کیوں دم ہی تو ہے نہ جائے کیوں	ہمکو خدا جو صبر دے تمنا حسیں بنائے کیوں	״
کار ہر کس نیست صائب سینہ بر خنجر زدن	از دو صد عاشق یکے کس پاک می آید بروں	صائب

مزار شہیداں پہ قاتل یہ بولا	یہ سب گھر ہمارے بنائے ہوئے ہیں	لااعلم
قسم شاخ نبات ست ترا اے حافظ	فال ما راست بگو تا شوم با توفیق	حافظ
شراب ناب کشس و رُوئے مہ جبیناں بیں	خلاف مذہب آناں جمال اینان بیں	لااعلم
صراحی بھی ہے گل بھی لالہ و گل بھی ہے مطرب بھی	الٰہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں	״
ہر چند چاہتا ہوں نہ بولوں میں یار سے	قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں	״
رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں	جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں	״
یا خدا اس شب فرقت کی سحر ہے کہ نہیں	ہم نے دل جس کو دیا اوس پہ اثر ہے کہ نہیں	״
بے بہا نذر کو ہم لعل و گہر دیتے ہیں	دیکھیں کیا ہم کو یہ ارباب نظر دیتے ہیں	״
ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر اے تری قدرت	ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانوں پہ دھرتے ہیں	״
گو پیر ہوں پہ شوق جوانی نہیں گیا	دل تو جوان ہے گو کہ میں ظاہر میں پیر ہوں	״
اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو	عقل کی بات کو جو کفر و خطا کہتے ہیں	״
انہیں کچھ رحم بھی آتا ہے یا رب وقت خونریزی	چھری جب حلق عاجز پہ رواں جلاد کرتے ہیں	״
لامکاں میں بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہے	بے کسی ہم تو ادھر ہیں کہ جدھر کچھ بھی نہیں	״
تو عزم جناں کردی و رفتی ز برمن	بستی کمر خویش و شکستی کمر من	״
دل تو کہاں وہ مہوش نامہرباں کہاں	ناداں ہے زمیں کہاں آسماں کہاں	״
سنگ کعبہ بھی ہے بھاری پتھر	چومکے چھوڑ دیا کرتے ہیں	״
فلک بگریہ درآمد ز اشکباری من	زمیں بہ لرزہ درآمد ز بیقراری من	״
کون سنتا ہے تری جوش جنوں میں ناصح	خضر بھی آئیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں	״
ز جوش آتش غم شعلہ افشاں شد چراغ من	خدایا بردلم رحمے کہ خوں گردید داغ من	״
گو نہیں پوچھتے ہم سے وہ مزاج	ہم تو کہتے ہیں دُعا کرتے ہیں	״
دستیکہ بر نگیرد از پا فتادہ را	چوں آستین خالی ست بیکار تا بگردن	״
بہار آئی الٰہی وہی سماں پھر ہو	پھر ایک جا گل و بلبل کو باغباں دیکھیں	״
ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں	״

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے عالم ہے گلستان پر	الٰہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں	لااعلم
بُرا نہ مانیئے ہم عرض حال کرتے ہیں	فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	"
بے چین جس کے ہجر میں رہتے ہیں رات دن	اون کو ہمارے حال سے مطلق خبر نہیں	"
ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں	فلکش ہم بداں بریزد خوں	"
در جگرداری و سربازی شمار اشکل نیست	بر چنیں مردان یکدل آفریں باد آفریں	"
نیک و بد کی کیا تجھے اٹکل نہیں	راہ سے بے راہ ہرگز چل نہیں	"
بادشہ در عشق می گردد غلام	حال محمود و زلیخا یاد کن	"
کوئی سنتا ہی نہیں میں داد خواہی کیا کروں	کس کے آگے جاکے سر پھوڑوں الٰہی کیا کروں	"
گر دل لگی نہیں تو جنت بھی خاک ہے	پڑ رہنے کو تو گوشہ تربت بھی کم نہیں	"
پتلیاں بھی تو دم نزع پھری جاتی ہیں	وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چُرا جاتے ہیں	"
بھولے اللہ کو تقصیر اسے کہتے ہیں	بت پہ اب مرتے ہیں تقدیر اسے کہتی ہیں	"
اپنا تو یہ خیال ہے سچ پوچھیئے اگر	کس کام کا وہ دل جو نہ ہو اختیار میں	"
نہیں روزن جو قصر یار میں پروا نہیں اسکی	نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں	"
تھم تھم کے درد اٹھتا ہے پہلو میں کس قدر	یارب یہ کیسا درد ہے جس کی دوا نہیں	"
دُوست دشمن سب کے سب ہیں رفتنی مثل نسیم	گل تو کیا کانٹا بھی اک دن اس گلستاں میں نہیں	"
زمانہ عاشق و معشوق سے نہیں خالی	گلوں کا قحط نہیں بلبلوں کا کال نہیں	"
کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں	صبر قسمت میں تو خالق نے اُتارا ہی نہیں	"
کہتے ہیں درد دل تو ہی ہم اس میں کیا کریں	بیمار ہیں جو آپ تو اپنی دوا کریں	"
کار معشوقاں نمک بر زخم پنہاں ریختن	کار عاشق خون خود برپائے جاناں ریختن	"
تم کو جو ہے یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہیں	ہمکو بھی ہے خیال کہ ہم لاجواب ہیں	"
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں	واں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں	"
بتلاؤ تو علاج تپ غم کا کیا کریں	نالہ کریں کہ آہ کریں یا بکا کریں	"
مدت ہوئی اثر کا الٰہی پتا نہیں	کیا قابل قبول ہماری دُعا نہیں	"

یار تک بار کہاں پاتے ہیں	راستہ تاپ کے پھر آتے ہیں	لا اعلم
ے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں	میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں	〃
ی بر درہ بجمال آدم خاکی زسفر	می شود کاسہ گل ساختہ از گردیدن	〃
موئے از سر چوں جدا افتد نمی گردد سفید	عیش و عشرت مرد را پیوستہ میدارد جواں	〃
نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہاں بر کشم	دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن	〃
مقصود کوئے دوست ہے دیر و حرم نہیں	وہ رہ چلا ہوں جس میں نشان قدم نہیں	〃
آئے تو گالیاں دیں چلے تو خفا چلے	کیا کیا مزے حضور کی ہیں بول چال میں	〃
داغ دے جاتے ہیں جب آتے ہیں	یہ شگوفہ وہ نیا لاتے ہیں	〃
نام نہ پوچھو مرا گمنام ہوں	کام نہ پوچھو مرا ناکام ہوں	〃
کبھی سیبوں میں ہنس دیا کبھی ہنسنے میں ناچیں	مری فریاد کرنیکے طریقے بھی نرالے ہیں	〃
در دیانت کوشش تا دنیا و دیں گیرد فروغ	بے دیانت را نہ دنیا بر مراد ست و نہ دیں	〃
یا الٰہی حلال ہوں واعظ	دخت رز کو حرام کرتے ہیں	〃
ایک دن مرنا ہے تو مر جاؤں نہ کیوں	موت آ جائے میں گھبراتا نہیں	〃
اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دل من	دل من داند و من دانم و داند دل من	〃
ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایک دن	〃
نہ رہے حسن پرستی کا مزا آنکھوں میں	ماہرو داغ نظر آئیں سدا آنکھوں میں	〃
داستان قیس نہ کہو قصۂ وامق سنو	ان حسینان جہاں کی دوستی اچھی نہیں	〃
جتنے معشوق ہیں سب اپنی غرض کے ہیں	میٹھی باتوں سے یہ عاشق کو لبھا لیتے ہیں	〃
ہم نے سبھی کو دیکھ لیا اس جہاں میں آہ	مطلب کا ہے زمانہ کوئی آشنا نہیں	〃
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	〃
قلم کو کیسے اٹھاؤں مجھے مجال نہیں	سنا جو آپ کی حالت تو مجھ میں حال نہیں	〃
شہ چو بعزم درست پائے کند در رکاب	دل شکند خصم را و ز کفش افتد عناں	〃
آج کیا ہے کہ گلستاں میں ہے اک تازہ بہار	نظر آتے ہیں نئے رنگ نرالے ساماں	〃

برد و ستی و دشمنیٔ اہل جہاں	دیدیم کہ نیست اعتماد سے چنداں	لا اعلم
خوش آمدی زکجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ میدہمت بردو دیدہ جا بنشیں	״
کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں	اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں	داغ
قدم رکھنا سنبھل کر محفل رنداں میں اے واعظ	یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں	لا اعلم
نہیں یکساں بتان خوبرو کا ظاہر و باطن	ملائم دیکھنے میں ہیں مگر پتھر سے نکلتے ہیں	״
آپ کی چال چل گئی ہم پر	سیدھے سادے تھے آگئے دم میں	״
بجز ذلت نہیں کچھ خاک اظہار محبت میں	بہاتے ہیں جو آنسو آبرو برباد کرتے ہیں	״
لشکر اندوہ کے نرغہ میں ہے تنہا یہ دل	فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہیں	ظفر
مشو غماز کس نزدیک شاہاں	بترس آخر ز آہ بے گناہاں	لا اعلم
کیونکر نہ ہنسیں سنکر حال دل عاشق کو	کمسن ہیں وہ کیا جانے ارمان کسے کہتے ہیں	״
داغ حرماں۔ درد دل۔ زخم جگر۔ گرد ملال	کاتب تقدیر نے کیا کیا لکھا تقدیر میں	״
جو مری تقدیر میں لکھا ہے وہ پیش آئیگا	زور کچھ تدبیر کا قسمت سے چل سکتا نہیں	״
زبد اصل چشم بہی داشتن	بشورہ زمیں تخم بہ کاشتن	״
لگا دیں کیوں نہ ایسی جنس پر ہم جان شیریں کو	نمک بھاتا ہے سانولی صورت پہ مرتے ہیں	״
ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہیں	واں لڑی آنکھ جہاں اپنا گذارہ ہی نہیں	״
ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں	دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں	״
غیروں کو بوسے دیتے ہیں کس کس مزے سے وہ	ہم ہیں کہ انکی بزم سے اٹھوائے جاتے ہیں	״
تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہیں آزردہ	ہم سے ہے رنج تمہیں تم سے ہمیں رنج نہیں	״
فکر کونین کی رہتی نہیں میخواروں میں	غم غلط ہوگیا جب بیٹھ گئے یاروں میں	״
تری باتیں جو لے رشک چمن یاد آگئیں مجھ کو	بہت رویا سنکر چہچہے بلبل کے گلشن میں	״
قدم رکھ دیکھ کر بحر محبت میں ذرا اے دل	خطر ہے ڈوب جانیکا بھی دریا کے نہانے میں	״
مرغان سحر چہک رہے ہیں	گلہائے چمن مہک رہے ہیں	״
ٹال جاتے ہیں جو بوسہ مانگو	بات مطلب کی چھپا جاتے ہیں	״

جہدے کن و با مردم دانا بنشیں	یا با صنمے لطیف و رعنا بنشیں	لااعلم
قیامت ہی کسی کا پیار کرنا اس زمانے میں	قضا کا سامنا رکھا ہوا ہی دل لگانے میں	〃
دل مضطر دہ و یاس و حسرت و حرماں	انہیں تجھے ہی دو تین چار پہلو میں	انیس
ایسا ان ٹھکانے نہیں دنیا کی ہوس میں	اسوقت میں ایسے بھی تو انسان بہت ہیں	لااعلم
مرے حال پر رحم کرتا نہیں	خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہیں	〃
دھوم کس شاہد رعنا کی ہے بازاروں میں	نام لکھواتے ہیں یوسف بھی خریداروں میں	〃
عطر مٹی کا لگانا چاہیے پوشاک میں	خاک سے رغبت رہے ملنا ہی آخر خاک میں	〃
قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش	تری حسرت مرے دل میں ہے یا کانٹا ہی چبھا سینے میں	〃
جوش ہماں شوق دل ہماں	عشق ہماں قصہ مشکل ہماں	〃
سراسر خلائق چہ مرد و چہ زن	ہمہ طالب مطلب خویشتن	〃
تیری انتظار کشش ہے آنکھیں ہیں رہگذر پر	آجا نظر کہ کب تک میں راہ تیری دیکھوں	〃
کسکو ملتی ہے یہ دولت کیا کہوں	کچھ عجب شے ہے محبت کیا کہوں	〃
ز رحم بر پلنگ تیز دنداں	ستمگاری بود برگو سفنداں	〃
دکھلائے زمانہ مجھ کو گردش	میں اوس کا تماشا دیکھتا ہوں -	〃
بنیاد نہادہ چو مرداں	آں را بکرم تمام گرداں	〃
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	〃
آپکے عشق میں جو مجھ کو نہ کرنا تھا کیا	دیکھیے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں	〃
یہ درمیان جو مہینوں بگاڑ رہتا ہے	وہی شریر نہیں کچھ شریر ہم بھی ہیں	〃
صحبت صافی دلاں سے ہوں مکدر تیرہ دل	زنگ سے آلودہ ہوجاتا ہے آہن آب میں	〃
پوچھو نہ کچھ حشر ابہ نشیعوں کا حال زار	ہم خاک میں ملائے ہوئے آسماں کے ہیں	〃
بے یار روز عید شب غم سے کم نہیں	جام شراب دیدہ پرنم سے کم نہیں	〃

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا	لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں	لاعلم
عاشق کی چشم تر کی بدولت رواں ہے سیلق	جمنا کہیں ہے گنگ کہیں نربدا کہیں	〃
زر نداری مرد عاقل زن مکن	چنبرادبار در گردن مکن	〃
یہی طالب شہرت و نام لاکھوں	بناتے ہیں جمہور کے کام لاکھوں	〃
بعد ازیں در عوض اشک دل آید بیروں	آب چوں کم شود از دجلہ نگل آید بیروں	〃
عصمت کو اک حجاب ہے ہندوستان میں	بٹہ لگاؤ پردہ دری سے نہ شان میں	〃
اے نفس پلید آدمی بن	کتے میں ولی کی خصلتیں ہیں	〃
واہ کیا جوبن پہ ہے حسن عروسان چمن	ناز کرتی پھرتی ہے باد بہاری اندنوں	〃
بو و بے وفائی سرشت زناں	میاموز کردار زرشت زناں	〃
اے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھئے	سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں	ذوق
مرتا ہوں جس کے ہجر میں اسکو خبر نہیں	یارب ہماری آہ میں کچھ بھی اثر نہیں	لاعلم
آگے عشاق پہ ہم ہنستے تھے	اب تو ہم پردہ ہنسا کرتے ہیں	〃
دل دیکھ تم کو جان کا دشمن بنائے کون	بیٹھے بٹھائے مفت کے صدمے اٹھائے کون	〃
مشوایمن از حیلۂ دشمناں	بیندیش و برتاب زاں سوغناں	〃
منہ سے جو کچھ کہا ہے دم کے ساتھ	بات پر وضعدار مرتے ہیں	〃
اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر	تو برمن چوں جوانمرداں گزر کن	〃
مے پینے سے ہوتا ہے فراموش غم دہر	خضر رہ آرام ہے یہ جام نہیں	〃
یارب ایں آرزوئے من چہ خوش ست	تو بدیں آرزو مرا برساں	〃
تردامنی پہ شیخ ہمارے نہ جائیو	دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں	〃
غم و الم میں اگرچہ بہت گزارے دن	خدا کے فضل سے آخر پھرے ہمارے دن	〃
جہاں میں ہوں غم و شادی بہم ہمیں کیا کام	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	〃
ہستی کا ذرا دھیان نہیں دار فنا میں	گھر بھول گئے چار گھڑی رہ کے سرا میں	〃
حسینوں سے نہ الجھ دل ہمارے چھیڑ نہ لیں	نہیں ہنسنے سے رکنے کے ستمگر ناگ کالے ہیں	〃

بے وفا تیری کچھ نہیں تقصیر	مجھ کو میری وفا ہی راس نہیں	لا اعلم
نہ انکی شکایت نہ قسمت کا شکوہ	ہم اپنے کئے کی سزا پا رہے ہیں	"
روزے بچناں گزشت و روزے بچنیں	اکنوں کہ نگہ کنی نہ آن ست و نہ ایں	"
ز دوستان سخنداں شنیدہ ام پندے	کہ بر ملایمت دشمن اعتماد مکن	"
تا کہ احمق باقیست اندر جہاں	مرد دانا کے نشود محتاج ناں	"
تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کی	خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں رہتی ہیں	"
معنی کی فکر چاہئے صورت سے کیا حصول	کیا فائدہ ہے موج اگر ہے شراب میں	"
رنج کیا اہل زمانہ پہ گذرتے ہوں گے	جب نکلجاتی ہے آغوش سے دھر مخروں	"
تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ ہست	آزار بدوستاں و ہم ایں را بدشمناں	"
بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں	گریباں پھاڑ کے جا بیٹھئے صحرا کے دامن میں	"
دل سے بھی بڑھ کے راز محبت چھپاؤں میں	مرجاؤں گھٹ کے نالہ زباں پر نہ لاؤں میں	"
ہم نچھے جاتے ہیں تواضع میں	کبھی مہماں اگر وہ آتے ہیں	"
لپٹ جاؤ سینہ سے لے میری جاں	تڑپتا بہت ہے دل ناتواں	"
دل اب چاٹ ہی کچھ ہم سے ہو نہیں سکتا	نہ کام کرتے ہیں کوئی نہ کام لیتے ہیں	"
شب ہجراں الٰہی آج بھی کیا طے نہیں ہوگی	اندھیرا جھک گیا وقت نماز صبح محشر میں	"
نام لیتے نہیں ان کا کہ نہ سن لے کوئی	دل ہی دل میں انہیں ہم یاد کیا کرتے ہیں	"
اب تاب ضبط کی نہیں ہے بیقرار ہیں	ہم بچپنے سے دختر رز پر نثار ہیں	"
ہے مشکل تنہا چنا کچھ بھاڑ پھوڑے کا نہیں	فوج لڑتی ہے مگر ہو حوصلہ سردار میں	"
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	"
شیوۂ مرداں نباشد عشق پنہاں ساختن	کمتر از پروانہ نتواں بود در جاں باختن	"
تنگ آتا ہوں نہایت خاطر مشتاق سے	ہر گھڑی کہتی تھی چل - ہر وقت سمجھاتی تھی ہاں	"
اجازت دو وہیں آہ و فغاں کی	نہ رکھو حسرت نالہ کشی میرا	"
ہر کہ چیزے دوست دارد باشد اندر فکر آں	تشنہ در سودائے آب و گرسنہ در فکر ناں	"

انہوں کو چھوڑ دینے کی پروا ذرا نہیں / اون سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں — لا اعلم

نہیں عمل خزاں جسمیں گلستاں اسکو کہتے ہیں / پری گلگشت کرتی ہو پرستاں اس کو کہتے ہیں — ״

شمع مغرور نہ ہو اپنی خود آرائی پر / رات بھر کی یہ تجلی ہے سحر کچھ بھی نہیں — ״

چیست دنیا از خدا غافل بدن / نے لباس و نقرہ و فرزند و زن — ״

شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چیست / ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن — ״

زندگانی کا مزہ عشق میں کھو بیٹھے ہیں / اپنی کشتی اسی دریا میں ڈبو بیٹھے ہیں — ״

کوئی شئے اولاد سی دنیا میں بڑھکر ہے نہیں / کیسا ہی ہو مال پر ان سی وہ بہتر ہے نہیں — ״

کیوں آسیائے چرخ یہی رسم دور ہے / نادان کو اوج موج ہو دانا پسا کریں — ״

پھر بہار دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں / پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں — ״

قدم سے نیک بندوں کے زمیں پانی پہ قائم ہے / قرار کشتی دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں — ״

سفر ملک عدم کا پیش ہے اس نوجوانی میں / گھڑی بھر زندگی دشوار ہے دنیائے فانی میں — ״

ہر نفس از انفاس عمرت گوہریست / گوہر انفاس را ضائع مکن — ״

محنت ہی کے پھل ہیں یہاں ہر دامن میں / محنت ہی کی برکتیں ہیں ہر خرمن میں — ״

جاتا ہوں ترے در سے کہ توقیر نہیں / کچھ اس کے سوا اب مری تدبیر نہیں — ״

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں / رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں — ״

دوستی اور کسی غرض کے لئے / وہ تجارت ہے دوستی ہی نہیں — ״

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں / تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں — ״

نیکیوں کو آسماں نابود کر سکتا نہیں / جسم مر سکتا ہے نام نیک مر سکتا نہیں — ״

نصائح پیر دانا صیقل آئینہ دل ہیں / مقاصد اور مطالب دین و دنیا اس سے حاصل ہیں — ״

کسی کے خوف سے جی کھول کر رویا نہیں جاتا
کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں — ״

یہ انتہائے محبت ہے آج کل اے ناز
شباب و حسن ہے جب تک تو چاہ کرتے ہیں — ناز

کب تک سوال وصل پہ ہوگی نہیں نہیں	اب نیندری نہیں ہی نہیں یا ہمیں نہیں	لا اعلم
ہزار آفریں بر من و دین من	کہ منعم پرست است آئین من	〃
چرا یک لقمہ می باید چشیدن	وزان پس ایں ہمہ خواری کشیدن	〃
برقفا کم کن بہانہ اے جوان	جرم خود را چوں نہی بر دیگران	〃
بہ شمشیرے تواں جانے ربودن	بفکرے شاید اقلیمے کشودن	〃
بخیل اور مسرف ہیں محروم دونوں	کہ دولت کو کرتے ہیں معدوم دونوں	〃
منعم کے شکر میں بھی ہلائیں کبھی کبھی	تنہا برائے ذلت دنیا زباں نہیں	〃
تا تو دل در بند جاں داری و جاں در بند تن	کے مراد خویش یابی در کنار خویشتن	〃
کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی	نہ دیکھا مڑ کے تو نے کس طرح بسمل تڑپتے ہیں	〃
چلے دنیا سے ہم پئے عقبیٰ	کوچ بہر مقام کرتے ہیں	〃
ظلم و ستم کا گرم ہے بازار اندنوں	پیغام مرگ لائے ہیں آزار اندنوں	〃
ان گرمیوں سے نار جہنم بھی سرد ہے	جو سوز شبیں اٹھائی ہیں ہجران یار میں	〃
گھبرا دیا ہے درد جدائی نے اس قدر	آتا نہیں سمجھ میں کدھر جاؤں کیا کروں	〃
مجھے ترک الفت گوارا نہیں	مگر کیا کروں کوئی چارا نہیں	〃
نہ اہل زر سے ملونگا وہ خاکسار ہوں میں	کرونگا میل نہ ذروں سے وہ غبار ہوں میں	〃
اے مصحفی میں روؤں کیا پچھلی صحبتوں کو	بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں	مصحفی
کوچۂ جاناں سے جاتے ہیں پر جا سکتے نہیں	گو اٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں	لا اعلم
طبیعت اپنی جب سے آگئی تہذیب لندن پر	کھڑے ہو کر ہم اپنی وضع پر پیشاب کرتے ہیں	〃
نہیں ہے عشق میں کچھ لطف اس زمانہ میں	تمام عمر گزر جاتی ہے بہانے میں	〃
یونہی گزری ہے اور گزریگی یہ عمر	خوشی میں رنج میں غم میں ہنسی میں	〃
ہر کجا بے زحمتے آشنا ست و ناں	مغتنم داری برادر آں مکاں	〃
کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہیں	رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہیں	〃

چڑھنا تھا آسان کوہ عشق پر	اب اتارا اس کا ایدل کیا کریں	لا اعلم
آرام سے نہیں ہی جو پھیرے خدا سے منہ	دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب میں	〃
ناصح زبان طعن کو اب بند کر ذرا	میں کیا کروں کہ دل ہی نہیں اختیار میں	〃
چھوڑ دے عشق حسینان جہاں اے غافل	عشق اللہ کا ہو عشق بشر کچھ بھی نہیں	〃
ہے عدو مغموم میں خوشنود ہوں	شکر ہے حاسد نہیں محسود ہوں	〃
بناوٹ بھی اک فن ہی جو جانتا ہو	تری سادگی کچھ نہیں جانتے ہیں	〃
مرا نشاں تو زمانہ مٹائے دیتا ہے	جہاں میں دیکھئے رہتا ہے نام بھی کہ نہیں	〃
رو شیوۂ رہروی ز شیطاں آموز	یک قبلہ بگیر و سجدہ بر غیر مکن	〃
کہاں جائیں تمہارے در سے اٹھ کر	ہمارا کون ہے کون و مکاں میں	〃
اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من	ایں حرف معما نہ تو خوانی و نہ من	〃
ہر پھیر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قدم	آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں	〃
صاف قلقل سے صدا آتی ہے آمیں آمیں	اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہیں	〃
مر گئے ہم نجات کے غم میں	ایسی جنت گئی جہنم میں	〃
لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں	ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں	〃
دل کی کدورتیں اگر انساں سے دور ہوں	سارے نفاق گبر و مسلماں سے دور ہوں	〃
آس کہتے ہیں جسے آس نہیں یاس نہیں	یاس پر کسی حالت میں مجھے یاس نہیں	〃
تاب بالا رہے اس بات پہ ہم مرتے ہیں	موت بھی سامنے آ جائے تو کب ڈرتے ہیں	〃

ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف
ضعف سے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں 〃

دل و جگر خون ہو چکے ہیں حواس و ہوش اپنے جا چکے ہیں
وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمے اٹھا چکے ہیں 〃

کئے وعدے وفا کس دن یہ دھوکے ہیں یہ گھاتیں ہیں
جو تم کہتے ہو وہ کرتے نہیں باتیں ہی باتیں ہیں 〃

نگاہ یار کیا بدلی جہاں بدلا ہوا بدلی	وہ دشمن جان کے ہیں جو تھے آگے جان نثاروں میں	لاعلم
شاید کہ راہ نکلے کوئی دید یار کی	چل کر در رقیب پہ بستر جماؤں میں	،،
کشور عشق میں جو لوگ قدم رکھتے ہیں	نالہ و آہ کا وہ طبل و علم رکھتے ہیں	،،
اک نہ اک چال غضب آپ چلے جاتے ہیں	جب جگر چاک کیا دل کو لئے جاتے ہیں	،،
عصیاں سے ہوئی ہے زندگی موت	رحمت کے سہارے جی رہا ہوں	،،
سر پہ احسان لے امیروں کا	ہم فقیروں کا یہ دماغ نہیں	،،
وصل کی شب وہ یہی کہکے سرک جاتے ہیں	اب نہ قابو میں ترے آئینگے تھک جاتے ہیں	،،
مصور گر کہیں چاہے تری تصویر کو کھینچے	لگا دے چاند سارا ایک چہرہ کے بنانے میں	،،
ناز سے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے میں	اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں	،،
اس دل غمگیں کی اے دلبر تمنا ہے یہی	مے ہو اور گلزار ہو اور ہم ہوں اور غنچہ دہن	،،
وصل سے یاس ہو ایسا دل مجبور نہیں	بت اگر دور ہیں مجھ سے تو خدا دور نہیں	،،
نام ناصح کا لیا تھا میں نے	لے لو حضرت وہ چلے آتے ہیں	،،
زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھکر	یا وہ جگہ بتا دے کہ جس جا خدا نہیں	،،
مذہب کے جو شیدا ہیں شرارت میں سوا ہیں	پھر اس پہ یہ دعوی کہ محکوم خدا ہیں	،،
افسردہ خاطروں کی خزاں کیا بہار کیا	کنج قفس میں مر گئے یا آشیانے میں	،،
مشقت نیرزد جہاں داشتن	گرفتن بشمشیر و بگذاشتن	،،
شکل ہستی و عدم آئینہ دکھلاتا ہے	کہ ادھر سب نظر آتا ہے۔ اُدھر کچھ بھی نہیں	،،
پتلی والوں کی سی چادر ہے حجاب ہستی	کہ ادھر دیکھو تو سب کچھ ہے اُدھر کچھ بھی نہیں	،،
جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے	آرزو کیوں لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	،،
مثل آئینہ ہے احباب کی دنیا داری	ادھر دیکھو تو سب کچھ ہے اُدھر کچھ بھی نہیں	،،
نہیں عالم ہستی میں۔ مگر سب ہے	حسرت آباد میں سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں	،،
اس دنیائے فانی میں نہیں مصروف		
	دل دیا جائے جسے ایسا یہاں کوئی نہیں	،،

تو دیکھ الٹ کر من میں	کیوں پھرے بھٹکتا بن میں	لااعلم
ناداں ہو جو کہتے ہو کیوں جیتے ہو غالب	قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور	غالب
عیب جویاں ہنر ڈھونڈھتے ہیں عیب اسیر	جو ہنرمند ہیں وہ داد ہنر دیتے ہیں	اسیر
مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے	ہم بار بار آپ کو سمجھائے جاتے ہیں	لااعلم
بینا اگر نہ ہو تو سخن خود ہے رائگاں	بے لطف ہے سخن - جو نہ ہو کوئی قدرداں	״
مطلوب کب ہے - جس کا طلبگار ہی نہیں	بیکار ہے مسیح جو بیمار ہی نہیں	״
بے عشق گرم حسن کا بازار ہی نہیں	یوسف کی قدر کیا - جو خریدار ہی نہیں	״
جان جملہ جہان این است و این	کہ بدانی من کیم در یوم دین	״
نہائے دھوئے کیا بھیا - مٹی نہ من کی آس	مچھلی نت جل میں رہے دھوئے جات نہ باس	״
پھر کیا تخصیص ہے آپس میں یہ کیوں ان بن ہے یاروں میں	خدا کے گھر ہیں دو تو مسجدیں ہیں یا شوالے ہیں	״

(و)

مغز تحقیق ز ارباب عمائم مطلب	آنچہ در سر نتواں یافت ز دستار مجو	صائب
خدمت کو خلائق کی عبادت سمجھو	افضل احسن یہ یک عبادت سمجھو	لااعلم
کب نکل سکتی ہے قید سے زندان وطن	بوئے گل پھاندتی ہی باغ کی دیواروں کو	״
زمانے نے کچھ ایسا ستایا ہے مجھ کو	سمجھ کر بگانہ بنایا ہے مجھ کو	ظہیر
کسی آدمی پر ستم کیا کون ہو	ڈیڑھ ہو یا نصف ہو یا پون ہو	لااعلم
گر پڑے ہے آگ میں پروانہ سا کرم ضعیف	آدمی سے کیا نہ ہو - لیکن جو ہمت ہو تو ہو	״
ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں	رکھ دے گا ورنہ عقل کے بخیے ادھیڑ تو	״

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق	باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو	لااعلم
در کار اگر ہے زاد راہ عقبیٰ	سب چھوڑ کے دنیا سی اٹھا لے دل کو	انیس
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما	شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو	لااعلم
پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ	بیٹھکر اک دم کہیں ہو ویں جو ہم کلام دو	مرزا
بے جرم نہ تیغ ہی رکھا تہا گلے کو	پہ کچھ بات بری منہ سے نہ نکلی تھی بہانے کو	تقی
تا نخواہندت بخوان کس مرو	در پی مردار چوں کرگس مرو	لااعلم
گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو	"
جراحات لسان را نیست دارو	جراحات سناں راہست دارو	"
آنچہ ترا گفت کلوا واشربوا	لیک نفرمود کلو تا گلو	"
نہیں تیغ جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی	جو ہنسے بھی تو ہاں شاید وہاں زخم خنداں ہو	استاد
ہونا تھا سو ہو گیا بن ہونی نہ ہو	گیانی بھگتے ہنس کر مورکھ بھگتے رو	لااعلم
اللہ رے بیخودی کہ یہی چاہتا ہے دل	جز ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو	"
بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو	زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو	"
جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو	یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو	نظیر
گر بگویم زاں بلندی پایۂ تو	ور نہ گویم ہیچ ازاں اے وائے تو	لااعلم
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں	خدا نے آنکھیں دیا دیکھ بھالنے کو	رند
حیف بر ایں دانش و آئین او	کور شدہ دیدۂ حق بین او	لااعلم
گردش دہر ان آثار سلف میں سے کسے	رکھتی اور ہے کسے دبتی ہے مٹا دیتی ہیں تو	"
سنگدل سے ملی وعدہ وفائی اوس سے حال ہو	الٰہی میں ہوں روز عید ہو اور تیغ قاتل ہو	"
عشق کے حال سی یا رب کوئی آگاہ نہ ہو	پاؤں اس راہ میں رکھکر کوئی گمراہ نہ ہو	امانت
عشق کے نام سے یا رب کوئی بدنام نہ ہو	خاص میں شورش وحشت کی خبر عام نہ ہو	"
دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو	جز میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہم کو	ذوق

آہ کروں تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ	ایسے کٹھن بریار کا کس بدھ کروں اپاؤ	لا اعلم
وہ جو تم میں ہم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	مومن
چاک احمق و جہل نہ پذیرد رفو	تخم حکمت کم دہ بیش اے نیک خو	صائب
جواں گرچہ شاہ دلیراں بود	کہ در چارہ محتاج پیراں بود	نظامی
ماں خواجۂ ممسک بزنبور عسل ماند	کہ نیشتے ماند از صد خانہ پر انگبیں با او	لا اعلم
زہد خشک البتہ زاہد را بجنت می کشد	میشود بیشک سبک چوں خشک می گردد کدو	شاعر
کس کی ملت گنوں آپ کو بتلا اے شیخ	تو مجھے گبر کہے گبر مسلماں مجکو	سودا
موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو	غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو	ذوق
آن پہنچی سر گرداب فنا کشتی عمر	ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہم کو	〃
یکدم عمر طبیعی ہے یہاں مثل حباب	فکر امروز نہ ہے نے غم فردا ہم کو	〃
یہ تنگنائے دہر نہیں منزل فراق	غافل نہ پاؤں حرص کے پھیلا سکیڑ تو	〃
زیادہ ہوتا ہے پیری میں فربہ نفس امارہ	یہ بالوں کی سفیدی شیر ہے اس مار رہزن کو	〃
گئے تدبیر کر کر لاکھ انساں یہ نہ ہو وہ ہو	بجز تقدیر لیکن کب ہے امکاں یہ نہ ہو وہ ہو	ظفر
عجب کیا فیض صاحبدل سے پہنچے تیرہ بختوں کو	بدل دیتا ہے ماہن اے ظفر تاثیر آہن کو	〃
ظفر ساری خدائی ہووے اون کی تابع فرماں	بجا لائیں جو صدق دل سے فرمان الٰہی کو	〃
کوچہ تنگ ہے دنیا نہیں آرام کی جا	یاں کوئی پاؤں نہ پھیلائے تو کیا اچھا ہو	〃
دانا سے یہ زمانہ مخالف ہے دوستو	دانائی اب یہی ہے کہ کودن بنے رہو	〃
نتیجہ جب کہ ہوا اعمال بد کا حال بد اپنا	تو پھر ناحق کسی کی کچھ شکایت ہو تو کیونکر ہو	〃
وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہے جو ہے کام ہمت کا	ظفر بے ہمتوں سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو	〃
قید سے تیری کہاں جائینگے بے بال و پر	کیوں قفس تنگ کرتا ہے ہمیں صیاد تو	〃
یہی ہے حضرت دل عشق کے بازار میں سودا	اگر لیتے ہو اپنے واسطے تم مول غم لے لو	〃
ہے ہنر شرط آدمی کو آدمیت کے لئے	بے ہنر حیوان ہے صاحب ہنر کے روبرو	〃
کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یاروں کو	راہ ملتی ہی نہیں دشت کے آواروں کو	میر سوز

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو	عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو	نیاز
کسے منظور تھا یوں تلخ کیجئے زندگانی کو	و لے کیا کیجئے حسرت بلائے ناگہانی کو	"
نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو	"
بنایا کاکل مشکیں نے سودائی ہزاروں کو	پری پیکر یہ ناگن ڈس گئی شامت کی ماروں کو	لا اعلم
گرم بازار مضامین چمن دہر میں ہے	مژدہ دے باد صبا جا کے خریداروں کو	"
گل سے بلبل کی خوش بیانی پوچھو	ذی فہم سے لطف نکتہ دانی پوچھو	انیس
توقیر کلام حق سمجھتا ہے کلیم	موسیٰ سے رموز لن ترانی پوچھو	"
شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجھ کو	جس کے میں ہاتھ پڑا اس نے جلایا مجھ کو	قائم
تمہیں ہم تو دیکھینگے تم گو نہ دیکھو	ہمیں دیکھنا آپ دیکھو نہ دیکھو	نظیر
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو	اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو	لا اعلم
نہ تو فریاد کسی کی نہ فغاں سنتے ہو	اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو	محزوں
جو ہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو	صلب یعقوب سے یوسف سا پسر پیدا ہو	آتش
صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو	کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو	لا اعلم
عاشق سے بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں مجھ کو	مصحفی
نہیں شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز	گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو	لا اعلم
موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال	کس طرح زیر تیغ نہ گینڈے کی ڈھال ہو	ناسخ
جو شب بیدار رہیں وہ غافلوں پر ہنستی ہیں غالب	بہت سی فوج پر جاتی ہے تھوڑی فوج شبخوں کی	لا اعلم
مثلے ہست کہ استر ستر اللہ علیک	پردۂ کس نہ دری کس ندرد پردۂ تو	"
واہ واہ شاباش ہے بس حضرت انسان کو	کار بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان کو	"
بے طلب زنہار بر خوان کساں مہماں مشو	گوہر بے قیمتی سنگ بہ دندان مشو	"
با خلق آشنا نشو و مبتلائے تو	بیگانہ باش از ہمہ کس آشنائے تو	"
سازم قدم ز دیدہ و آیم بسوئے تو	تا ہر قدم بہ دیدہ کشم خاک کوئے تو	"
نہ گل شناسم و نے باغ و بوستان بے تو	کہ دیدہ در نکشاید باین و آن بے تو	"

سلطان وہ ہے کہ جسکی رعیت سپاہ ہے	سلطاں نہیں جو سمجھے رعایا سپاہ کو	اسیر
[illegible] ہیں جو انسانوں کو باہم سخت مفسد ہیں	لڑائیں ہم نہ بہر خدا آتش سنگ و آہن کو	〃
نگر یہ ضد تھا فقط گر لعل میں ہوتا نہ رنگ	کوئلہ سے تھا بتر گر مشک میں ہوتی نہ بو	اسمٰعیل
گاہک نہ ہو کوئی تو ہے عرض ہنر ہیچ	لے جائے گل تازہ جو صحرا میں کھلا ہو	〃
خطرہ سود و زیاں نفع و ضرر جانے دو	عمر بیفکری میں گذرے تو گذر جانے دو	تراب
کافر حسیں بلا سے خفا ہیں ہوا کرے	ہم سے خفا ریاض ہمارا خدا نہ ہو	ریاض
رنگ ہے سرنگوں اس باغ میں کثرت تعلق کی	ثمر کا بیشتر ہونا جھکا دیتا ہے ڈالی کو	سوز
ترے فراق میں جینا مجھے ہوا دشوار	کہ ایک ایک دن ایک ایک برس ہے اب تو	شہید
بے [illegible] بزم عالم میں نہیں ہوتا [illegible] فروغ	دوسرے شعلہ سے ظاہر شمع کی تنویر ہو	صابر
[illegible] کی بات اور ہے بروقت التفات	ہوا بنا اپنا اور ہو ہو غیر ممیر ہو	عاشق
[illegible] دنیا کو سعادت سمجھو	اس پیسہ کو تم باعث عزت سمجھو	عزیز
زندگی میں کہاں منزل تک پہنچنے کی امید	کس طرح پہونچے جو کوسوں کا رواں دور ہو	مصحفی
ہو کے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو	سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو	نظیر
سخت دل کو سخت دل سے [illegible] ممکن نہیں	سبز آب تیغ سے کب دانہ انجیر ہو	ہوش
پیندار لے در خزاں کشتہ جو	کہ گندم ستانی بوقت درو	لااعلم
بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو	ایسا کچھ کرکے چلو یاں کہ بہت یاد رہو	〃
[illegible] تم مجھے نصیحت کروں کو	ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو	〃
[illegible] آشنا [illegible] خیر ہو	دو دن میں یہ مزاج ہے آگے کو خیر ہو	داغ
[illegible] سرائے [illegible]	ہمدریں عالم ست دوزخ او	سعدی
گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو	〃
وہ چھیڑ چھیڑ کے دل کو دکھاتے ہیں میرے	پھر اس پہ حکم یہ ہوتا ہے بیقرار نہ ہو	لااعلم
ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو	کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو	〃
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الہی سے	محروم کبھی پھرتے دیکھا نہیں سائل کو	آتش

خیال خاطر احباب چاہیئے ہردم	انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو	انیسؔ
تب لطف زندگی ہے جب ابر ہو چمن ہو	پیش نظر ہو ساقی پہلو میں گلبدن ہو	لا اعلم
اُس کی فرقت میں کیوں جلائے دل	اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	رر
نظر آتا ہے گل آزردہ دشمن باغباں مجھ کو	بنانا تھا نہ ایسے بوستاں میں آشیاں مجھ کو	رر
سینکڑوں کوس سے رزق اڑ کے چلا آتا ہے	پر لگا دیتا ہے رزاق مرا دانے کو	رر
پری زاد و پری رو پری خو	غلط گفتم پری شرمندہ او	رر
حسن نمکیں کو لے کے چاٹیں	جب زیست ہی اپنی بے مزہ ہو	رر
آپ اپنے اُنہیں کو پیار کریں	جن سے الفت ہو آج کل تم کو	رر
ماں باپ سی جدا کوئی گل پیرہن نہ ہو	پھولا پھلا اجاڑ کسی کا چمن نہ ہو	رر
سر پہ آنکھوں پہ کلیجے پہ بٹھاؤں تجھ کو	آ مری جان گلے سے میں لگاؤں تجھ کو	رر
نازاں منم کہ ہمچو توئی قدردان من	نازاں توئی کہ ہمچو منی مدح خوان تو	رر
تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کروں ہردم	تری اس بھولی صورت کو کروں پیاری جتنوں	رر
نہ ترک عشق ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو	یہ کس طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو	رر
قیس صحرا میں اکیلا ہے مجھے جانے دو	خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو	رر
شکر بجا آر کہ مہمان تو	روزیٔ خود می خورد از خوان تو	رر
جواں مرداں نہ پیچید از سخن رو	ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گو	رر
کیا بادہ گلگوں سے مسرور کیا دل کو	آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو	رر
عشق نے منصب عشاق جو تقسیم کئے	باغ بلبل کو دیا کوچہ جاناں مجھ کو	رر
صبح پیری می دمد آخر دمے ہشیار شو	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شو	رر
ناصحا پند مجھ سے وحشی کو	اس کو سمجھا جو کچھ سمجھتا ہو	رر
جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو	عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو	رر
یاران ہم نشین ہمہ از من جدا شدند ماییم و آستانۂ دولت پناہ تو		رر

سن اے مومن یہ ایمان ہی ہمارا	نہ کہنا کفر پھر عشق بتاں کو	لا اعلم
شاخ گل دیوانہ شد از قامت دلجوئے او	باغباں تعویذ بست از غنچہ بر بازوئے او	״
لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو	جل بجھئے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہ ہو	״
بھلا وہ کیسے بچے جو مریض زار بھی ہو	غم فراق بھی ہو درد انتظار بھی ہو	״
دل یہ کہتا ہے کہ اس بزم سے نکل جلدی	کہ چرا لے نہ وہ دزدیدہ تبسم مجھ کو	״
منگر اندر نقش و اندر رنگ او	بنگر اندر عزم و اندر آہنگ او	״
لازم ہے ضبط اے دل اندوہگیں تجھے	درد جگر ہو لاکھ مگر نعرہ زن نہ ہو	״
قید مذہب واقعی اک روگ ہے	آدمی کو چاہئے آزاد ہو	״
سوائے اندوہ و یاس و حرماں جو نہ حاصل جہاں سے ہمکو	اٹھائیں دنیا سے بار ہستی سفر ہی لازم یہاں سے ہمکو	ہوس
جبتک کہ دم میں دم ہے نہ چھوڑوں گا یہ قدم	آئندہ جو مشیت پروردگار ہو	لا اعلم
شاہد لربائے من می کند از برائے من	نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو	״
خدا کے واسطے دشمن نہ میری جان کے ہو	رحیم میرے بنو میرے خانداں کے بنو	״
اے فلک یہ کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا	غم ہو یا شادی ہو لیکن جاوداں جو کوئی ہو	״
آدمیت سے ہو بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہ نہ ہووے پست قامت ہو تو ہو	״
مال سے جان سوا جان سے ایمان سوا	مال سے جان سوا ایمان سے سوا تم مجھکو	״
بسکہ جانم یگانہ شد با او	در گمانم کہ ایں منم یا او	״
اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو	قسمت کا جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو	سودا
دل آدمی کا چاہئے آئینہ وار ہو	اس دل پہ خاک ڈالئے جس میں غبار ہو	لا اعلم
نہ بات ایسی للہ منہ سے نکالو	ذرا اپنی تیغ زباں کو سنبھالو	״
وہ گل ہو فصل رنگ ہو مے لالہ رنگ ہو	قسمت کہاں یہ اپنی جو ایسی ترنگ ہو	״
شب وصل ہو چاندنی کا سماں ہو	بغل میں صنم ہو خدا مہرباں ہو	״

تھے جہاں پر ڈھیر پھولوں کے وہاں اڑتی ہے خاک
کیا خزاں نے ہائے لوٹی ہے بہار گلشن ׀ ״

اللہ رے بیخودی کہ یہی چاہتا ہے دل	جز ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو	لا اعلم
ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو	ایسا نہ ہو زبان خبر کر دے کان کو	"
میں سمجھ بھی جاؤں شاید دل مرا سمجھے گا کب	ناصح مشفق جو سمجھاتے ہیں سمجھانے بھی دو	"
قسّام نے لکھ کر مری قسمت میں غم ہی	فرمایا مزاج اس کا امیرانہ بنا دو	"
ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں	الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرماں کو	ظفر
شب ہجر تو چوں بیمار می غلطم زبیتابی	ازیں پہلو بر آں پہلو زاں پہلو بایں پہلو	لا اعلم
رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو	تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو	"
آب رواں ہو سبزہ ہو پہلو میں یار ہو	مدت سے یہ ہوس ہے کہ ایسی بہار ہو	"
کس کی ملت میں گنوں آپ کو بتلا اے شیخ	تو کہے گبر مجھے گبر مسلماں مجھ کو	"
زن بد در سرائے مرد نکو	ہم دریں عالم است دوزخ او	سعدی
دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہ ہو	نا آشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو	لا اعلم
کب سبکدوش رہے قیدی زندان وطن	بوئے گل پھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو	"
سنا کر حال دل اپنا مجمع اس کو کیا ہم نے	جو جادو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو	"
وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا	تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو	غالب
اے دل صبور باش بر آفات روزگار	نیکو شود بصبر سرانجام کار تو	"
خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو	یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو	"
انگڑائی لینے میں جو دوپٹہ سرک گیا	گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو	"
جھگڑے سنتے ہو زورآوروں کے	آج میرا بھی کچھ بیان سنو	"
ہر عداوت کا دفع ممکن ہے	پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو	"
اس کا ہے کون جس کی مدد پر خدا نہ ہو	ڈوبی وہ ناؤ جس کا خدا ناخدا نہ ہو	"
اطاعت میں اس شاہ کی تم رہو	کہ آرام جس کی حکومت میں ہو	"
تواضع چاہتے ہو زاہدو کیا بادہ خواروں سے	کہیں جھکتے بھی دیکھا ہے بھلا شیشہ کی گردن کو	"
اے چشم دیکھ تو بھی حیا سے جدا نہ ہو	وہ آنکھ ہی نہیں ہے کہ جس میں حیا نہ ہو	"

آنکس کہ بدارد آں دو بانو	درسیل بلاست تا بزانو	لااعلم
الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو	ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو	رر
محبت سے بنا لیتے ہیں اپنا دوست دشمن کو	جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو	رر
چمن میں مے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو	ہوائے سرو بھی ہو ابر نوبہار بھی ہو	رر
تم جانو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو	ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو	رر
میں ہوں مجرم تیرے آگے تو ہی مجرم پیش حق	عفو کر تو میرے حق میں حق کرے تجھ کو عفو	رر
اوس کی فرقت میں کیوں جلائے دل	اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	رر
من ندیدم در جہان جستجو	ہیچ اہلیت بہ از خلق نکو	رر
اس کا نہیں شکوہ ہے کہ وہ ہم سے جدا ہو	عاشق ہے وہی ہجر میں بھی جس کو مزا ہو	رر
آتا نہیں قرار دل بے قرار کو	یارب دکھا دے جلد مرے گلعذار کو	رر
نکالیگا خالق مری آرزو	کہ آیا ہے قرآں میں لا تقنطوا	رر
بزم میں پاتے نہیں ہم ساقی گلفام کو	جانتے ہیں ہم ہتیلی کا پھپولا جام کو	رر
زمیں پہ سوتے ہیں چھوڑا ہے شہ نشینوں کو	اجل مکاں سے کہاں لائی ہے مکینوں کو	رر
من بدکنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میان من و تو چیست بگو	عمر خیام
داستاں میری سنو۔ قصۂ مجنوں نہ سنو	وہ بھی کیا قصہ کہ جس کی کوئی بنیا د نہ ہو	رر
فقر را از چشم و از سیمائے او	می شناسد ہر کہ دارد رنگ ہو	رر
عاشق مزاج رند کو زاہد نہ چھیڑ تو	تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو	رر
گھر گھر تجلیاں ہیں طلبگار بھی تو ہو	موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو	رر
بے آبرو گہر ہے۔ اگر مشتری نہ ہو	الماس سنگ ہے جو کوئی جوہری نہ ہو	رر

یہ وہ عشق خانہ خراب ہے کہ زمیں پہ اہل غرور کو
کوئی دن میں خاک نشیں کرے اگر آسماں پہ دماغ ہو — رر

مجھے یہ تجربہ حاصل ہوا ہے آخر کو
ہو قدر مرد ہنر سے، ہنر کی زر سے ہو — رر

ہ

حرامش بود نعمت پادشاه	که هنگام فرصت ندارد نگاه	لاعلم
چو بد کرد است بد را بد سزا ده	به نیکاں ثمرهٔ نیکی جزا ده	،،
شود ظالم ز ظلم خود خراب آهسته آهسته	رود چوں دشنهٔ قصاب آب آهسته آهسته	،،
باید نواخت پشت خرا نرا بچوب و سنگ	بیروں نهند چوں قدم از کج روی راه	،،
شگوفه گاه شگفته است گاه خوشیده	درخت گاه برهنه است گاه پوشیده	،،
وقت بد میں نہیں یاروں کی مروت باقی	آنکھ دنیا کی بدل جاتی ہے تقدیر کے ساتھ	،،
آں چیز که شبها بدعا خواسته	صد شکر که امروز میسر گشته	،،
جہاں میں جن کو حکومت ہے اُن کو نیند کہاں	کہ لگنے دیتی نہیں فکر بندوبست کی آنکھ	،،
زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہیں روزہ	کہ اس میں آئی تو روزی ہوا نہیں روزہ	،،
زباں در ذکر و در دل فکر خانہ	چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ	،،
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرتکدہ کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ	،،
وہ بات کیجئے کہ رہے یادگار کچھ	دو دن کی زندگی کا نہیں اعتبار کچھ	،،
فائدہ تازہ بروں آمدہ	چاشنئی گیر کہ چوں آمدہ	،،
گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود	دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ	،،
دنیا ہمہ را دہندہ گیر آخر چہ	ویں نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ	،،
گیرم کہ بکام دل ماندی صد سال	صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	،،
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	سعدی
بخت و دولت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ	لاعلم
دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاہ	سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ	،،
آنکہ خوابش بہتر از بیداریش	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	،،
زن از پہلوئے چپ شد آفریدہ	کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ	،،

اے خاک درت قبلۂ آمال ہمہ | وے کعبہ کوئے تست اقبال ہمہ | لا اعلم

آب زمزم و کوثر سفید نتواں ساخت | گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ | حافظ

نشاید آشنا گشتن بمطلب رنج نادیدہ | نگردد چوں قلم صاحب سخن ہر نا تراشیدہ | لا اعلم

بمطلب می رسد جویائے کام آہستہ آہستہ | ز دریا می کشد صیاد دام آہستہ آہستہ | صائب

مکن نقصان عمر خود بغم پیچیدہ پیچیدہ | چرا کوتاہ کنی ایں رشتہ را تابیدہ تابیدہ | ؍؍

بگرد مشرب آئینہ می تواں گردید | کہ با سفید سفید ست و با سیاہ سیاہ | لا اعلم

می تواں کردن بہ نرمی جائے در دلہا سخت | رشتہ از ہمواری خود غوطہ در گوہر زدہ | شیدا

نفتد در دامن سنگیں دلاں پاداشن ظلم آخر
بکاہد آسیا خود دانہ را سائیدہ سائیدہ | لا اعلم

بہر مظلوماں ہمی کاوند چاہ | خود ہمی افتند و می گویند آہ | معنوی

دور باش از دوستیٔ مال و جاہ | زانکہ مال مار و جاہ ہست چاہ | لا اعلم

دست کوتاہ باید از دنیا | آستیں خواہ دراز خواہ کوتاہ | ؍؍

مکن بد بفرزند مردم نگاہ | کہ فرزند خویشت برآید تباہ | سعدی

اندر سے گر ہی بت و بت خانہ چھوڑ کر | مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ | مومن

گر از طعام تن عام می شود فربہ | تن کریم ز اطعام می شود فربہ | صائب

درت بریزش فقیراں را وبال گردنست | ابر بے باراں کند دلہائے روشن را سیاہ | ؍؍

رہ نیست سعدی کہ مردان راہ | بعزت نکردند در خود نگاہ | سعدی

سیلے نخوری تا زکف اہل زمانہ | چوں مہرۂ شطرنج مرو خانہ بخانہ | کلیم

آئی تھی جس بات کو بھول گئی وہ بات | کیا منہ دکھلاؤں پیو کو دونوں خالی ہاتھ | لا اعلم

مورے [illegible] جاگے کہیں کاڑھونڈے ساتھ | ساتھی تیرے تین ہیں ہیاں کٹا را ہاتھ | ؍؍

در قیامت سپر آتش دوزخ گردد | از درم مہر اگر بر لب سائل زدہ | ؍؍

توشۂ مرداں بغیر از ہمت مردانہ نیست | شیر غربت دیدہ را چنگال باشد زاد راہ | ناصر علی

غم قوت سے بندے آزادہ رہ | خدا ہے تو کیا غم ہے دلشادہ رہ | میر تقی

لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھ	چاہ وہ ہے جو ہو نباہ کے ساتھ	میر تقی
خالی نہیں ہے خواہش دل سے کوئی بشر	جاتے ہیں سب جہان سے اک آرزو کے ساتھ	״
ہر طرح زمانہ کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ	گر دل ہوں تو آزردہ خاطر ہوں تو رنجیدہ	درد
صورت آباد جہاں کے حسن کے شیدا نہ ہو	صندل اس بتخانہ میں ملتا ہے دردِ سر کے ساتھ	آتش
مشو قصہ پرداز ہر بہ گیشتی	کہ گردی بہ بیہودہ گوئی فسانہ	یمین
بلبل بباغ و جغد بویرانہ ساختہ	ہر کس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ	ہلالی
خاک وجود ما را اے تن بیاد دردہ	باشد کہ اندریں رہ بینی یکے سوارہ	یمین
شاہد معنی عیاں و ما بصورت ملتفت	اے درون جہل ما چوں روئے نادانی سیاہ	عرفی
نشاید صاحب نام نکو شد رنج نادیدہ	نگیں ہرگز نہ گردید دست سنگ ناتراشیدہ	مخلص
ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز	گفتمش فتنہ ست خوابش بردہ بہ	سعدی
ز ابتدائے دور عالم تا بعہد پادشاہ	از بزرگاں عفو بود ست از فرودستاں گناہ	״
بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ	رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ	״
عید ست و موسم گل ساقی بیار بادہ	ہنگام مے کہ دیدست بے می قدح نہادہ	״
دلبستگی سی ہے کسی زلف دوتا کے ساتھ	پالا پڑا ہے ہم کو خدا کس بلا کے ساتھ	״
میخانۂ او بہر خرابہ	دیوانہ او بہر خرابہ	״
اے متاع درد در بازار جاں انداختہ	گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ	عرفی
در دل ہوس گناہ و بر لب توبہ	زیں توبۂ ناصواب یا رب توبہ	״
من بندہ چہ دانم کہ چہ می باید خواست	دانندہ توئی ہر آنچہ دانی آں دہ	״
تا قیامت نیشکر روید از آں خاکے کہ تو	اے بت شیریں ادا آنجا تبسم کردۂ	״
آں طلب امروز بہر گوشۂ	کز پئے فردات بود توشۂ	״
مرد ہمہ جا بسر کار بہ	شخص معطل مخجل و خوار بہ	״
خرابات جہاں برباد ہو جائے تو ہو جائے	رہے ساقی سلامت۔ خم کی خیر۔ آباد میخانہ	״
ملتا نہیں اے یار کہیں تیرا ٹھکانہ	ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہیں تجھے خانہ بخانہ	״

یہ عارض گلگوں ہے گلِ تر سے زیادہ	یہ قامتِ موزوں ہے صنوبر سے زیادہ	لاعلم
دلربایانہ وگر بر سرِ ناز آمدۂ	از دلِ ما چہ بجا ماندہ کہ باز آمدۂ	″
اے کہ از ناوکِ مژگاں دلِ من دوختۂ	ایں قدر شوخیِ چشماں تو کہ آموختۂ	″
برو ایں دام بر مرغ دگر نہ	کہ عنقا را بلند ست آشیانہ	″
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ	شنیدہ کے بود مانند دیدہ	″
اولیا را ہست قدرت از الٰہ	تیرِ جستہ باز گردانند ز راہ	″
بتو اک ذرا اپنی صورت تو دیکھو	یہ منہ اور دعوئ خدائی کا توبہ	″
پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسماں	در حریمِ سینہ حیرانم کہ چوں جا کردۂ	″
گوش و زباں در رہ غیبت منہ	از بد کس گوش و زباں پاک بہ	″
ہمہ کار شاہاں حکمت پژوہ	ز رای وزیراں پذیرد شکوہ	″
گر خاطرِ شریعت رنجید و شد زحافظ	باز آ کہ توبہ کردم از گفتہ و شنیدہ	حافظؔ
بوسہ بمن دادی و رنجیدۂ	باز ستاں گر نہ پسندیدۂ	لاعلم
کھنچا ہے خنجرِ قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہے	وہاں تیغ آزمائی ہے یہاں ہمت ہی مردانہ	″
چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر	موسیٰ کو دیدیا یدِ بیضا جلا کے ہاتھ	″
تجربہ کردم زہر اندیشۂ	نیست نکوتر ز سخا پیشۂ	″
در دروں سینۂ من زخمِ بے نشاں زدۂ	بحیرتم کہ عجب تیرِ بے کماں زدۂ	″
ہندو میں دایا نہیں۔ رحم ترک میں نا نہہ	کہیں کبیر دونوں گئے۔ لکھ چوراسی ماہہ	کبیر
اسپِ تازی اگر ضعیف بود	ہمچناں از طویلۂ خر بہ	سعدی
شور بختاں بہ آرزو خواہند	مقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ	″
در آنکہ خوابش بہتر از بیداریست	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	″
ہر کہ دست از جان بشوید	ہر چہ در دل دارد بگوید	″
دو بامداد گر آید کسے بہ خدمت شاہ		
سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ		″

ہرگز آں را بہ دوستی مپسند	کہ رود جائے ناپسندیدہ	سعدی
تشنہ را دل نخواہد آبِ زلال	نیشم خوردہ دہاں گندیدہ	"
بے زر نتواند کہ کند بر کس زور	ور زر داری بزور محتاج نہ	"
تجربہ کردم زہر اندیشۂ	نیست نکو تر ز سخا پیشۂ	لاأعلم
نیاید بدیں در کسے عذر خواہ	کہ سیلِ ندامت نشستش گناہ	
نگو پائے عزت بر افلاک نہ	بگو پائے اخلاص بر خاک نہ	
ممکن نہیں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا	جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ	ذوق
کس نیاید بخانۂ درویش	کہ خراج زمین و باغ بدہ	لاأعلم
صہبائے مسرت سے لبریز ہو پیمانہ	آباد رہے ساقی ہر دم ترا میخانہ	"
گزر یار گلستاں میں ہوا ہے کس شرابی کا	کہ شاخیں جھومتی ہیں نالۂ بلبل ہے مستانہ	"
بد اندیش مردم سر افگندہ بہ	درخت بد از بیخ بر کندہ بہ	"
ایں موئے نیست بر سر من بلکہ خار عشق	در پائے من خلیدہ و از سر بر آمدہ	"
چوں بہ قوت حریف خصم نۂ	حیلہ و مکر را ز دست مدہ	"
ایک رخ کو آپ کے کس کس سے ہم تشبیہ دیں	شمع، گل، خورشید انور، اور اختر، آئینہ	"
اے دل بکوئے دوست گزارے نکردۂ	فرصت ز دست دادۂ کارے نکردۂ	"
اے جان من جانان من از من چرا رنجیدۂ		"
دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ		"
کوئی مر جائے تم کو کیا پرواہ	واہ تم کو نہیں خدا ہے گواہ	"
نگر دید محروم زیں بارگاہ	چہ بخت سپید و چہ روئے سیاہ	"
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	"
در کفِ شیر نر خونخوارۂ	جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ	"
ایں سعادت بزور بازو نیست		"
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ		سعدی

کال کرے سو آج کر۔ آج ہے تیرے ساتھ	کال کال تو کیا کرے۔ کال ہی کال کے ہاتھ	لاعلم
ایک گھڑی۔ آدھی گھڑی اور آدھی میں آدھ	کبیر سنگت سادھ کی کٹین کوٹی اپرادھ	کبیر
نہ درجانم ہوا باقی نہ اندر دل ہوس مانده	بیا ساقی کہ ایں ویرانہ از بسیار کس مانده	لاعلم
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرت سرا کبھی۔ کبھی ماتم سرا ہے یہ	مومن

ے

آنے جانیوالے لاکھوں ٹھوکریں مار گئے	پر نہ ہم مانند سنگ اس آستان سے اٹھ سکے	جرأت
ہر قوی کو چرخ کرتا ہے ضعیف	مار بھی اک دن غذا ہے مور ہے	؍؍
ایک کے نفع سے ہی ایک کو نقصان یہاں	جام بھر جائے جو ساقی رہے مینا خالی	؍؍
مے بوڑھا تو نہ ہو خوش کہ ہے عبرت کا مقام	راہ میں تھک کے جواں بیٹھ رہے پیر چلے	؍؍
غافلو کرتے ہو کیا اپنی سواری پر غرور	ایک دن ہو گی جنازے سے بدل یہ پالکی	؍؍
مردم خونریز ہیں کیا مال پیش اغنیا۔	قدر لوہے کی بھلا ہو خاک زر کے سامنے	؍؍
دے جسے رفعت خدا اس کو تواضع ہی ضرور	ہو اگر محراب مسجد بھی اُسے خم چاہیے	؍؍
پھرتے ہیں حاجی ہزاروں ایک صاحبدل نہیں	وادیِ کعبہ یہ ہے دل کا بیاباں دور ہے	؍؍
صحبت سے ہو جو اصل مبدل محال ہے	پانی میں ہے ہزار وہی پتھر بھرے ہوئے	؍؍
جو کوئی اس جہاں میں یکدم خوشنود ہوتا ہے	تو آگے سو طرح کا غم وہیں موجود ہوتا ہے	؍؍
نہ کوئی ہے دوست نہ مہرباں شفیق ہے نہ رفیق یاں	کریں کس سے ہم غم دل بیاں جو سخن کے تھے شنوا گئے	؍؍
غم میں جب رنگ گل کے سوکھکر کانٹا ہوا	وہ یہ کہتا ہے کہ آنکھوں میں مری یہ خار ہے	؍؍
دو عالم سے پرے ہے وہ جو اس دل میں نظر آوے	اس آئینہ کو گر دیکھو تو جام جم سے بہتر ہے	؍؍
مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہے	آسماں اس کا وہیں کاسۂ سر لیتا ہے	ناسخ
غیر کا کچھ نہ چلے گر نہ ہو دشمن اپنا	چوب سستی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہے	؍؍
بے لے کسی کو قابو جو انسان کا چلے	پاؤں کے بدلے ہاتھ سے راہ خدا چلے	؍؍

[illegible]	[illegible] رہزن کیا ہے	ناسخ
[illegible]	[illegible] قدر سایہ کی بڑھے گو قد انساں سے	״
[illegible]	آنکھ [illegible] گئے سکندر بھی [illegible]	لااعلم
[illegible]	گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنا	״
[illegible]	[illegible] گلشن پیش گل کیا [illegible] رہے	״
[illegible] تو ہے [illegible]	[illegible] وہی تو نہ میں ہوں نہ تو ہے	״
[illegible]	[illegible] کشت آرزو کو ایک پانی چاہئے	״
[illegible]	[illegible] رونا جوانی سے جنوں کا دور ہے	״
[illegible]	سمجھو [illegible] جب تک دم رہا نالے رہے زنجیر کے	״
[illegible]	آخر [illegible] علاج اسکا ہو برگ [illegible] سے	״
[illegible] حفظ میں محتاج [illegible]	[illegible] زریں سے لگے زنجیر سونے کی	״
[illegible] زر [illegible] جو [illegible]	کوئی زردار ہوتا نہیں [illegible] سونے کی	״
[illegible] سے بری ہے حسن ذاتی	قبا سے گل میں [illegible]	آتش
رعیت کو ستانا بادشاہوں کو نہیں لازم	جو ہو [illegible] اعضا روح کو آرام ملتا	امیر
[illegible] اگر نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں بادشاہ	[illegible] کا [illegible] سر پر [illegible] ہوگئے	״
[illegible]	چپ [illegible] ہے باغباں مہندی کو کب تلوار سے	״
دن سے خدا نے ہم کو دیا کام کے لئے	اور رات کو بنایا ہے آرام کے لئے	آزاد
ہے [illegible] رحمت [illegible] رائگاں	سچ پوچھئے تو جرم نہ کرنا قصور ہے	اسمٰعیل
معلوم ہوا کہ یہ حیرانی ہے	معلوم ہوا کہ علم نادانی ہے	״
[illegible] خط کی بات ہی سہی	گل نہیں تو گل کی نکہت ہی سہی	״
دل سے مانو جو عقل بینا ہے	کہ مرنے بعد پھر بھی جینا ہے	״
اسراف نے ارباب تمول کو ڈبویا	عالم کو تفاخر نے تو زاہد کو ریا نے	״
عمامہ [illegible] کی وضع جو اختیار	[illegible] سب کو مدنظر ہوگئی	״

آیا ہوں میں جانب عدم ہستی سے	پیدا ہے بلند پائگی پستی سے	اسمٰعیل
نامرد کے ہاتھ میں پہنچ کر	شمشیر نیام ہو گئی ہے	״
براہ کرم اس کو مل کیجئے	جو آن بن کسی بات پر ہو گئی	״
جس درجہ ہو مشکلات کی طغیانی	ہو اہل ہمم کو اور بھی آسانی	״
سرگشتگان شوق ... راہ وصال پوچھ	نے شرق و غرب ہے نہ یسار و یمین ہے	״
صبح کو بھولے تو آئے شام کو	دیکھئے کب آئیں بھولے شام کو	״
کچھ نہ کرنا بھی مگر اک کام ہے	گر نہیں صحبت تو عزلت ہی سہی	״
درد سے لبریز سینہ چاہئے	چشم پر خوں جائے مینا چاہئے	״
خلوت میں بھی لاتے نہیں عاقل اسے منھ پر	جو بات کہ شائستۂ جلوت نہیں ہوتی	״
ابنائے روزگار میں ایسا بھی کوئی ہے	جس نے حقوق صحبت ادا کیے	״
اعلیٰ تھا جس کا رتبہ وہ اسفل میں ہے اسیر	صف نعال موقع پر صدر الصدور ہے	״
دھوکے میں نہ آجائیو افسون زباں کے	ہر چند کہ بڑھ اپنی فصاحت کی یہ ہانکے	״
اتفاقی ہے یہاں کا ارتباط	سب ہیں بیگانے یگانہ اور ہے	״
راہ کے رنج و تعب کا کیا گلہ	جب کہ دل سے گرد کلفت دھل گئی	״
ممکن ہے کہ ٹل جائے جبل اپنے مقر سے	لیکن کبھی تبدیل جبلت نہیں ہوتی	״
زبان و زر و زمین و زن ہیں فتنے	رہے ایمن بشر چاروں کے شر سے	برق
نہال خوش طبعی کا ثمر فساد ہے بحر	گل مزاج سے رکھ دامن سخن خالی	بحر
ظاہر پرست خلق ہے ظاہر درست کر	کیسے صفات و ذات جو کچھ ہے لباس ہے	״
مرد دانا کر سکے ہے امتیاز نیک و بد	طفل ناداں کو برابر بوئے مشک و ہینگ ہے	تراب
جو بندہ سیم و زر کا ہو امیروں کے قدم پکڑے	جسے شاہوں سے ملنا ہو وزیروں کے قدم پکڑے	״
کالعقارب ہیں اقارب نہیں کچھ اس میں شک	اس زمانے میں تو غیروں سے بدتر ہیں اپنے	״
کرو گے جو یہاں اسراف واں دو گے حساب اپنا	یہ بالا بالا جانے کا نہیں دوزخ میں پڑنا ہے	״

خرچ لایعنی بہت خیرات اک پیسا نہیں	تس پہ ہے اظہار قرض و زیر باری ہائے ہائے	تراب
جاہل کے آگے پیچھے ہے عالم کا قیل و قال	داناں کی بات کچھ نہیں ناداں کے سامنے	״
ہنر کچھ آپ میں باپ میں ہوا تو کیا	کہیں پسر کو بزرگی پدر کی ترکہ ہے	״
قاعدہ ہی جنس سے ہوتی ہے خوب اصلاح جنس	صاف اکثر کرتے ہیں فولاد کو فولاد سے	توفیق
فراق روح کیونکر ہو گوارا جسم انساں کو	اجڑ کر پھر نہیں آباد ہوتی یہ وہ بستی ہے	جلیل
محبت سے جو پیش آؤ تو دل پر کیوں نہ ہو قبضہ	یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے	״
ہے دعا لازم دوا کے ساتھ ہی	تالی بجتی ہے تو دونوں ہاتھ سے	جمیل
بھلی عورتوں سے برائی نہ ہو گی	برے مردوں سے بھلائی نہ ہو گی	جان صاحب
وقت بد آئے تو ہو دلسوز بھی اپنا عدو	شب کو صرصر سے چراغاں پر پڑا پنجے دود کی	جویا
نہ دنیا کے ہوئے ہم اور نہ دین کے	ادھر حسرت ہے اور دہشت ادھر کی	״
کہہ بیٹھئے نہ منھ سے کسی کو برا بھلا	دل ہی میں رکھئے اور نظر ہی میں تاڑئے	حسن
عیب بھی دیکھئے ہنر بھی دیکھئے	خار بھی دیکھئے ثمر بھی دیکھئے	حالی
باپ ہوں جن کے مروت والے	بیٹے پھر کیوں نہ ہوں ہمت والے	״
کانٹے بوئے کہے پھل کھاؤں تو کیسے کھائے	میوہ کھاتا ہے وہی جیسا کوئی بوتا ہے	خاموش
اے موت تیرا حکم زمانے میں عام ہے	سکہ رواں جہاں میں ترا صبح و شام ہے	خواجہ امجد
گر زندگی اسطرح سے اے درد جہاں میں	خاطر پہ کسی شخص کے تو مار نہ ہووے	درد
تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	״
دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے	جب میں نہیں بلا سے مری کچھ ہوا کرے	داغ
غیر سے کیا گلہ محبت میں	اپنے ہاتھوں خراب ہم تو ہوئے	״
گور کے ہیں نہ الہٰی گھر کے	ٹھوکریں کھاتے ہیں کاسے سر کے	داور
موت اک روز تجھے آئے گی	قبر میں کھینچ کے لے جائے گی	״
اب کہاں ہیں ترے رونے والے	دیکھ اے قبر کے سونے والے	״
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا	چھٹتی نہیں ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی	ذوق

مقام صدق پہ ہے کذب گرچہ صدق فروغ ہے	کہ پہلے صبح کاذب یاں ہے پیچھے صبح صادق ہے	ذوق
گزرتی ہے مزے میں زندگی غفلت شعاری سے	مرے نزدیک [illegible]	
بے وفائی سے عزیزوں کے ہوا یہ ثابت	ہم نہ دنیا میں کسی کے [illegible]	ذاکر
مقبول و مستجاب نہ ہو بے حضور قلب	نیت درست [illegible] اثر کے لیے	رند
کچھ نہ کچھ کرتے رہنا ہے لازم	اچھی بیکاری [illegible]	رونق
راستی پر نہ آئے گا کج رو	سیدھی [illegible] کی دم [illegible]	
اچھوں سے برائی کی توقع نہ رکھو تم	ہو کوئی برا پھر تو بھلائی [illegible]	″
ہم دعا مانگیں تو اپنے دل میں پرساں کہاں	لاکھ [illegible] دل میں کہنے کو [illegible]	سوز
خدا ہی جانے یا دل جو گزرتی ہے مرے دل پر	بلے درد دردی [illegible]	″
کام رہتے ہیں کہیں خلق کے ہونے والے	اپنی تقدیر کو رویا کریں [illegible]	[illegible]
جب ہم ہوئے یتیم تو معلوم ہو گیا	نعمت جہاں میں بڑی [illegible]	″
جوہر ذاتی سے بہتر کون جوہر ہے سعید	نوٹ چوروں کا [illegible]	سعید
اک دم کی زندگی کے لئے کیا کروں لباس	ہے جوں حباب [illegible]	شہید
کیا میں آیا تھا کرنے کو یارب	اور چلا ہوں یہاں [illegible] کیا کر کے	″
تجھے نگاہِ مروت اگر نہیں تو نہ ہو	ہمیں تو [illegible]	″
جنازہ دیکھ عدو کا نہ شاد ہو اے شرم	جہاں [illegible] موت [illegible]	شرم
ہر چیز میں خدا ہے ہر چیز میں خودی ہے	[illegible]	شفیق
گر خدا نے نیک و بد کی عقل دی	دوست دشمن دیکھ لینا چاہیے	شاطر
ناپائدار ہوتا ہے اسباب مستعار	چھٹتی ہے شب سے صبح روانور رہا کی	شائق
کام بگڑے بن گئے جس وقت دن پھر آ گئے	بد نصیبی [illegible] ہو کر رہ گئی	ظہیر
کبھی رتبہ بلند اس کا نہ ہو جو پست ہمت ہیں	دکھائے [illegible] اپنی [illegible]	ظفر
بچو سب کی دوستی کر دوستداری یک کی	ایک [illegible] یاری [illegible]	″

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی	ہیرے میں کسی طرح کثافت نہیں ہوتی	ناطق
طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے	یہ دن بھی کاٹ دینگے جب [illegible] گزر گئی	״
لباس ظاہری کو چاہیے کچھ جوہر ذاتی	تکلف کیا ہے زر پوشی اگر جوہر نہ ہو [illegible]	״
پس مردن نہیں کوئی کسی کا	مدارا ہیں یہ ساری جیتے جی کے	[illegible]
اسی کا ہوتا ہے مقبول عام ہر اک کلام	ہمیشہ ساتھ ہو جس شخص کے [illegible]	[illegible]
جہاں میں دیکھیے [illegible] لوہی کا خواہاں	عجب گوہر نایاب ہے [illegible]	״
کچھ تو [illegible] ہنس بول اے دل [illegible] اتنا	آئے ہیں دنیا میں [illegible]	״
کریں کب ازرداری رم آتش مزاجوں کی	صدا دیتی ہے گر ڈالو تو [illegible]	[illegible]
[illegible] آئینہ کی صفائی کا برا ہوتا ہے	عکس بھی آئینہ بنتے ہی [illegible]	״
غالب برا نہ مان جو کوئی برا کہے	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے	[illegible]
[illegible] پانی میں بجھنے [illegible]	ہر کوئی درماندگی میں نالے سے [illegible]	״
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن	دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے	״
پر ہوں شکوے سے میں یوں راگ سے جیسے باجا	اک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے	״
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق	نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی	״
قطع کیجیے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی	״
بڑے نادان ہیں اپنوں سے جو امید رکھتے ہیں	لب خشک صدف کس طرح ہو تر آب گوہر سے	ناظم
طبع بد پر کیا اثر مثل زمین شور ہو	دانہ نیکی نہ ڈالو اس میں بونے کے لیے	ذوق
ہوا کانٹوں سے آخر کس نے پھل پایا ببولوں سے	شگفتہ کب ہوا بلبل ہمارا دل کہ [illegible] پھولوں سے	״
گوارا [illegible] کب ہو زیر چرخ [illegible]	کہ ہر دم آسماں [illegible] بہار [illegible] آزاری	״
نہاں ہر رنگ میں دنیا کے نیرنگ زمانہ ہے	ہر اک موجود یاں تیر حوادث کا نشانہ ہے	״
بہار گلشن ایجاد کی کیا کم وقاری ہے	نہ گل کا رنگ ثابت ہے نہ بو کی پائیداری ہے	״
مسرت میں شمول حرف مدغم میں یہ حکمت ہے	یہ معنی اسکے ہیں یعنی خوشی میں [illegible] کی شرکت ہے	״
چلے کیا اہل ہمت پر فلک کی فتنہ پردازی	بدل دیتی ہے عالی ہمتی قسمت کی [illegible]	״

مہ کامل کی پہلے ابتدا ہوتی ہے کاہش سے	زمیں کسب ضیا کرتی ہے روز و شب کی گردش سے	فوق
نقد قناعت اور ہے اور نقد زر ہے اور	ممکن نہیں جو دین سے دنیا ملائیے	قلب
سوائے دل شکنی سب مباح ہے اے شیخ	خبر تجھے نہیں رندوں کے دین و مذہب کی	قائم
دل سے رہو ہمیشہ خواہاں ترقیوں کے	سمجھیں گے کیا نتیجے ناداں ترقیوں کے	کمال
خیال خام ہے اہل جہان کی الفت	چلی جدھر کی ہوا ساتھ یہ ہوا کے چلے	لا اعلم
رکھیئے یہ نکتہ یاد ہزاروں نکات سے	عورت خراب ہوتی ہے مردِ دنی کی ذات سے	،،
نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے	کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے	مصحفی
حسرت پر اس مسافر بےکس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	،،
انسان کیوں ڈرے کسی مغرور سے نیر	دبتے رہیں سگان دنی خرد باغ سے	نیر
تجھ کو حاصل صلح کل ہے گر تو ابدل کیا ہرج	ہو گلے میں سبحہ و زنار رہنے دیجئے	میکش
ہمارے بعد کچھ بھی ہو ہمیں کیا	مثل سچ ہے کہ جی ہے تو جہاں ہے	،،
کل کی جو فکر ہے تجھے بے سود ہے یہ فکر	کر لے حساب آج ہی یوم الحساب ہے	،،
کلفت کے وقت چاہیئے مضطر نہ ہو کبھی	انساں بنا ہے راحت و آرام کے لئے	،،
ہستی سے پھر عدم جس وقت جا بسیں گے	یہ جھگڑے یہ بکھیڑے یہ رنج و غم نہ ہونگے	لا اعلم
یہ کوئی دم کا تعصب ہے پھر ہے مطلع صاف	کہاں فلک پہ ہمیشہ سحاب رہتا ہے	صحب
خاک پہنچائے گا وہ منزل تک	راستہ جو نہ رہنما جانے	،،
چھپکے لاکھ پردوں میں پر خون ناحق	کہے گا خدا سے کہ قاتل یہی ہے	،،
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیریں	ذائقہ بس ہے زباں کا مرے دنداں کے تلے	،،
مفت دیتا نہیں خدا کچھ بھی	حوریں ملتی ہیں جنگ میں مر کے	،،
اے بلا آکہ تو بہبود کی صورت ہوگی	تجھ میں مخفی مرے اللہ کی حکمت ہوگی	مہر
کئے ہیں جو عمل وہ پھل بھی اپنا لازمی دینگے	جزا اعمال تجھ کو نہ ہو کب اس کا امکان ہے	،،
منعم کو ادھر ہوس زر و مال کی ہے	مفلس کو ادھر فکر زبوں حال کی ہے	،،
تم برے ہو تو بھلا کون کہے	اور بھلے ہو تو برا کون کہے	،،

کام آ خلق خدا کے کہ خدا کے نزدیک	اس سے بہتر نہ ہوئی ہے نہ عبادت ہوگی	مہر
کیا ملا عرض مدعا کر کے	بات بھی کھوئی التجا کر کے	نسیم
کبھی تصور کبھی تحیر کبھی تکدر کبھی تحسّد	نہ پوچھو ہمدم میرا گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے	،،
اسباب نہ جمع کر ضرر کے	رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے	نعیم
بقدر حال ہے شاہ و گدا کو رنج دنیا میں	اسے فکر جہاں ہے اور اسے فکر معیشت ہے	واسطی
عذر تقصیر ہوا باعث تقدیر آخر	جیسے شرمندہ ہم آئے تھے پشیمان گئے	وحشت
مثل رات ہے یہ کہ معلوم ہو	بسے آدمی اور سونا کسے	وقار
جو ایک روح ہیں ہونے نہیں گا ہے وہ خجل	آہ کی شمع کو کب حاجت گلگیر ہوئی	ہمدم
دلم می سوزد از داغ جدائی	چہ بودی گر نہ بودی آشنائی	لا اعلم
خوش است عالم آزادگی و خوش خوئی	بدین مقام در آ گر بہشت میجوئی	،،
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	،،
از ملائک بہرہ داری وز بہایم نیز ہم	بگذار از خط بہایم کز ملائک بگزری	،،
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموئے کشی	،،
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے	غالب
جب توقع ہی اٹھ گئی غالب	کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی	،،
سفینہ جبکہ کنارے پہ آ لگا غالب	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے	،،
ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے	بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے	،،
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن	بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے	،،
محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا	اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے	،،
نہ سنو گر برا کہے کوئی	نہ کہو گر برا کرے کوئی	،،
لوگ کہتے ہیں جیا مشکل ہے	سب غلط ہے نباہ مشکل ہے	،،
خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو	ہم تو ہیں عاشق تمہارے نام کے	،،

[illegible] ن کی آرزو ہی رہی ۔ شب نہ آخر ہوئی جدائی کی ۔ میر
[illegible] زیادہ دہر میں ۔ خندۂ صبح چمن پر مثل شبنم رو ئیے ۔ ״
[illegible] ایک شمع کی جو ذوق ۔ عید کے دن ہنسئے تو دل سے محرم رو ئیے ۔ ״
[illegible] ال اٹھا اپنا ۔ کسو کے گھر میں شادی [illegible] ۔ ״
[illegible] سے نہیں ۔ دیکھتے ہی دیکھتے کیا آگیا [illegible] ۔ ״
[illegible] فرصت نقد وقت ہے پہ ۔ آج جو کچھ ہے سو کہاں کل ہے ۔ ״
[illegible] اس مقام میں دو روز ۔ اپنی نوبت بجائے جاتا ہے ۔ ״
[illegible] وہاں سے کہ ہے قریب ۔ آگے ہی مجھ کو تیرا بہت انتظار ہے ۔ ״
[illegible] دم کو کب جانو ۔ دم غنیمت میاں جو فرصت ہے ۔ ״
[illegible] تھا سنے نہ دیکھا ہائے ۔ جہاں میں ہم نے قفس ہی میں زندگی کی ۔ ״
[illegible] دل میں جب آئے تھے عدم سے ۔ کھلتے ہی آنکھ یارو پالا پڑا ہے غم سے ۔ سودا
[illegible] پر مری صیاد کرتا ہے ۔ دکھاتا ہے مجھے اسکو جسے آزاد کرتا ہے ۔ ״
[illegible] وصل کا دن کوتاہ ہے ۔ یاں محرم ہی میں نوروز سدا ہوتا ہے ۔ ״
[illegible] ہوں تو دکھلاؤں یارو ۔ داغ دل پہ جو ہوا اس کو بھی کوئی دھوتا ۔ ״
[illegible] جوہری اور صراف زر کو پرکھے ۔ ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے ۔ ״
[illegible] اب عشق نے پائی ۔ محبت میں سبھی یکساں ہیں جس کی جس سے بن آئی ۔ ״
[illegible] ۔ اٹھانا دل کو دنیا سے عجب کار نمایاں ہے ۔ ״
[illegible] جب جا چکے ۔ چھٹکے وہ پھنستا نہیں جو دام میں مرغ آچکے ۔ ״
[illegible] آشیاں چلے ۔ اک ہم صفیر نے بھی نہ پوچھا کہاں چلے ۔ ״
[illegible] بے خطر ۔ کر خوف ایسے تیر سے جو بے گماں چلے ۔ ״
کسی کا درد دل پیارے تمہارا ناز کیا سمجھے ۔ جو گزرے صید کے دل پر اسے شہباز کیا سمجھے ۔ ״
[illegible] آپ مر رہیں گے ۔ پیارے تری گلی میں کچھ ہم بھی جا کر رہیں گے ۔ ״
[illegible] کا نقشہ اپنا مجھ سے ۔ باعث دشمنی اسے گبرو مسلماں مجھ سے ۔ ״

جفا و مہر جو خاطر میں اب ترے آوے	وہی ہے خوب مرے حق میں جو تجھے بھاوے	سودا
مرے خون ناحق کی دیگی گواہی	شہادت کو بس ہے مری بے گناہی	״
اس باغ میں اک گل کو خنداں جو کہیں دیکھا	سو غنچہ کی واں صورت دیگر نظر آئی	״
کی عمر عبث ضائع خدمت میں مہوس کی	ہم خاک اپنی ہی جب دیکھی اکسیر نظر آئی	״
جتنے ہیں کام ترے سونپ خدا کو سودا	تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے	״
نیک و بد سے نہ کروں اپنے لکھے کا شکوہ	جو قسمت کی ہے تحریر بہت اچھی ہے	״
امید جینے کی اپنے کہاں ہے بلبل کو	چمن تو پھر بھی ہے گر باغباں باقی ہے	״
مفلس ہیں نہ بوجھ جو رکھتے نہیں ہیں کچھ	خالی ہمیشہ کیسۂ اہل کرم رہے	״
یاں فکر معیشت ہے تو واں دغدغۂ حشر	آرام ہر کسی یہاں ہے نہ واں ہے	״
دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغ جہاں میں	گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے	״
جاتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے	دنیا عجب سرا ہے جہاں آ کے بس چلے	״
کہیو تو صبا سلام ہمارا بہار سے	ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے	״
صیاد اب تو کیجے قفس سے ہمیں رہا	ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال بس چلے	״
عبث نالاں ہے اس گلشن میں تو اے بلبل ناداں	نہیں ہے رسم یاں کوئی کسی کی داد کو پہنچے	״
شکر صد شکر نہیں ہیں کسی خاطر کا غبار	خاک کعبہ کی ہیں یا گرد صنم خانہ کی	״
کب شمع مجالس کی فانوس میں چھپتی ہے	جو حسن ہو بازاری مت اس کو چھپا پردے	״
جب مسیحا دشمن جاں ہو تو ہو کیونکر علاج	کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے	״
آزردہ ہم سے تم ہی جو اب اے میاں رہے	جی سے گئے جہاں سے گئے ہم کہاں رہے	انشا
بندگی ہم نے تو جی سے اپنی ٹھانی آپ کی	بندہ پرور خیر آگے مہربانی آپ کی	״
کوچے میں تیرے میں نہ چلوں اور صبا چلے	یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے	درد
زندگی ہے تو خزاں کے بھی گزر جائیں گے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آئے گی	مصحفی
جو صاحب نعمت ہیں وہ سر کو جھکائے ہیں	اوپر کو کبھی شاخ پہ بار نہیں چلتی	״
جور فلک سے ہم نہ کبھی سر اٹھا سکے	جوں شمع زیر تیغ یہاں عمر کٹ گئی	״

نہ انیس ہے نہ شفیق ہے نہ رفیق ہے نہ جلیس ہے
ہم اکیلے گھر میں پڑے رہے سبھی لوگ گھر کو چلے گئے — مصحفی

دوری گل سے ہے ابتر حالت مرغ قفس	اب تو اے صیاد اسے گلشن میں جا کر چھوڑ دے	〃
روندے ہے مثل نقش قدم خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے	درد
کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا	محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے	〃
کیا کروں میں جو گلستاں میں بہار آئی ہے	یاں تو آنکھوں میں مری جان نزار آئی ہے	مصحفی
صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی	یہی وعدہ میں تو کب اُن سے ملاقات ہوئی	〃
نہ کہیں صبح ہی ہوتی ہے نہ خواب آتا ہے	رات کیا آتی ہے اک مجھ پہ عذاب آتا ہے	〃
کبھی در کو تک کے کھڑے رہے کبھی آہ بھر کے چلے گئے	ترے کوچے میں جو ہم آئے بھی تو ٹھہر ٹھہر کے چلے گئے	〃
اغنیا کو ہے یہاں حسرت فقیروں کو ہی عیش	باغ کے مزدور ہی اچھے رہے شداد سے	لا اعلم
گو بظاہر خاک کے پتلے ہیں سب یکساں مگر	کوئی ہے اکسیر ان میں اور کوئی خاک ہے	جرأت
بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے	وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہے	ذوق
کوئی ہے کافر کوئی مسلماں جدا ہر اک کی ہے راہ ایماں	جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اُسکے نزدیک رہزنی ہے	〃
ناساز ہے جو ہم سے اسی سے یہ ساز ہے	کیا خوب دل ہے واہ ہمیں جس پہ ناز ہے	〃
مثال نے ہے مرا جب تلک کہ دم میں دم	فغاں ہے میرے لئے اور میں فغاں کے لئے	〃
بتایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف	اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کے لئے	〃
پوچھ مت راہ فنا اس نگہ پُرفن سے	رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے	لا اعلم
اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن	ہر نے میں بھری آگ نیستاں کے لئے ہے	〃
ہمسا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار	جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے	〃
ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ	ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے	〃
پاک رکھ اپنا دہاں ذکر خدائے پاک سے	کم نہیں تیری زباں منہ میں ترے مسواک سے	〃
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	〃
دل گرفتار ہوا یاد کی عیاری سے	ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے	〃

وہی دنیا ہے اس کے واسطے جو قطع ہے جسکی	نکل سکتا ہے کوئی آستیں کا کار دامن سے	لا اعلم
افسوس ہے کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح	ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے	،،
کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب	یاں جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے	،،
نہ ہووے دل جلوں کی ذوق ہمسایوں سے دلداری	کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے	ذوق
گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن	اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے	،،
گردش ضرور تھی تو بنانا تھا جام مے	انساں بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی	،،
کہئے نہ تنگ ظرف سے اے ذوق کبھی راز	کہکر اسے سننا ہو ہزاروں سے تو کہئے	،،
وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہیں دل میں	لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے	،،
عمر طے کرتی ہے ہر دم سفر بحر فنا	جس کو سانس کہے ہے دل محزوں چلتی	،،
وہ ہے پاس ہی اور مری بدگمانی	لئے پھرتی مجھ کو کہیں سے کہیں ہے	،،
اس جبر پر ذوق بشر کا یہ حال ہے	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے	،،
ہمیشہ دور عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت	کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے	،،
ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا	تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے	،،
قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں	ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے	غالب
در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے	مومن
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی	تلافی کی بھی تو ظالم نے کیا کی	،،
منت حضرت عیسےٰ نہ اٹھائیں گے کبھی	زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہونگے	،،
پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی	پھر وہی پاؤں وہی خار مغیلاں ہونگے	،،
ستمہائے گردوں مفصل نہ پوچھو	کہ سر پھر گیا ماجرا کہتے کہتے	،،
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے	،،
جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھریاں تھے	شغال اب ہیں جہاں بستے کبھی بستے بشر یاں تھے	ظفر
جہاں پھرتے بگولے ہیں اڑاتے خاک صحرا میں	کبھی اڑتی تھی دولت رقص کرتے سیمبر یاں تھے	،،
خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم میں کٹ گئی	ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی	،،

یار کو دیکھا نہ پہچانا یہ حسرت رہ گئی	کھل گئی آنکھ اپنی لیکن تو بھی غفلت رہ گئی	ظفر
کر گئی ویراں چمن باد خزاں گل جھاڑ کے	بس قفس میں بیٹھ رہ پر اپنے بلبل جھاڑ کے	"
نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے	جو اپنی بات تھی اس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے	"
صبا گر چراغ چمن گل کرے	تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے	"
جدھر آنکھ پڑتی ہے تو روبرو ہے	ترا جلوہ سب میں ہے سب جا تو ہے	"
مری چشم میں کیا ہے تیرا تصور	مرے دل میں کیا ہے تری آرزو ہے	"
دل نہ رنجیدہ کرے کوئی بڑا یہ ہے گناہ	اور دنیا میں ظفر تقصیر جو چاہے کرے	"
سرفرازی کسی کی ہو تو ظفر	آپ کو سب کا خاک پا جانے	"
ظفر آپ کو ڈھونڈھ مت ڈھونڈھ اسکو	وہ تجھ میں ہے جس کی تجھے جستجو ہے	"
خود ہی پہ تکیہ نہ بالکل کرے	خدا پر بھی انساں توکل کرے	"
جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی سے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	لا اعلم
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یونہی سہی	آپ کی یونہی خوشی ہے مہرباں یونہی سہی	ظفر
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت	شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے	لا اعلم
جو چمن سے گزرے تو اے صبا یہ کہنا بلبل زار سے	کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے	"
خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش	با کسے گفتن و گفتن کہ مگو	"
خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے	حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے	"
خیانت سے مکائد سے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	"
در سخی پہ یہ لکھا ہے مصحفی مصرع	کہ بے نصیب نہ یاں سے کوئی گدا پھر جائے	مصحفی
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے	لا اعلم
رنج فرقت کو پہنچتی نہیں ایذا کوئی	دل میں بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی	داغ
زمیں کو ہم سے غبار آسماں کو ہم سے خلاف	نہ ہم زمیں کے لئے ہیں نہ آسماں کے لئے	لا اعلم
صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے	"
عمر رواں و بخت و جوانی و زندگی	جتنے ملے رفیق ہیں بے وفا ملے	"

قدر ہنر کو چاہئے عقل و تمیز و درک و فہم	دست کشادہ دل فراخ منعمی و تونگری	لا اعلم
گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی	سعدی
گرتے وہی ہیں جو کہ ہیں میداں میں یکہ تاز	وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے	لا اعلم
لیجائے گر وہ زلف گرہگیر لے گئی	دل لے گئی تو کیا مری تقدیر لے گئی	،،
نہ تو چھوڑے ہی بنے اور نہ بٹھلائے بنے	ہم تو قابو میں بھی لاکر انہیں لاچار رہے	،،
نشاں سدا نہیں رہتا ہے نام رہتا ہے	وہ کام کر کہ زمانے میں واہ واہ رہے	،،
نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو	کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے	داغ
یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور	اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائینگے	لا اعلم
کسی کے مرنے کا افسوس ہے عبث ناداں	گر جہاں میں رہے گا ہمیشہ تو باقی	،،
چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہی	،،
روش اپنے بھاگ کو ہی دیجئے	غیر کا کاہے کو شکوہ کیجئے	،،
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل رہنا نہیں ممکن	روانی خوں کی شریانوں میں وجہ زندگانی ہے	،،
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے	فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے	حالی
ہنوزت کہ امکان تقریر ہست	بگو اے برادر بلطف و خوشی	سعدی
من نگویم کہ کنون با کہ نشین و چہ بنوش	گر بدانی ہمہ گر زیرک و عاقل باشی	حافظ
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے	ذوق
جلتی ہوئی جہاں میں غم کی نسیم ہے	اول کتاب میں بھی الف لام میم ہے	لا اعلم
غافل تجھے کیوں خواہش دنیائے دنی ہے	پیوند زمیں ہر کوئی درویش و غنی ہے	انیس
جو تاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے	،،
اب گرم خبر موت کے آنے کی ہے	ناداں تجھے فکر آب و دانے کی ہے	،،
ہستی کے لئے ضرور اک دن ہے فنا	آنا تیرا دلیل جانے کی ہے	،،
گر لاکھ برس جیئے تو پھر مرنا ہے	پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے	،،
وہ تخت کدھر اور کہاں تاج ہیں وہ	جو اوج پہ تھے زیر زمیں آج ہیں وہ	،،

کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	انیس
پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	״
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے	״
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں	وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	״
ویراں ہے کوئی گھر کہیں آبادی ہے	راحت سے کوئی اور کوئی فریادی ہے	״
اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا	ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہے	״
دل سے طاقت بدن سے کس جاتا ہے	آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	״
جب سال گرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	״
دنیا جسے کہتے ہیں بلا خانہ ہے	پامال ہے جو عاقل و فرزانہ ہے	״
ہر آن تغیر ہے زمانے کے لئے	انسان کا دل ہے داغ اٹھانے کیلئے	״
بوڑھا کہ نوجوان غنی ہو کہ فقیر	سب آئے ہیں اس خاک میں جانے کیلئے	״
پیری آتی ہے جوانی یہ چلی جاتی ہے	دھوپ چڑھتی ہے ڈھلا چھاؤں ڈھلی جاتی ہے	افسوس
کیا کہوں آہ شرر بار کی حالت دل سے	جب نکلتی ہے یہ بجلی سی کڑک جاتی ہے	״
عمر بھر ہم نے جانفشانی کی	تم نے پر خوب قدر دانی کی	״
ٹلتی کبھی آئی ہوئی تقدیر نہیں ہے	ٹل جائیگی اس کے کوئی تدبیر نہیں ہے	״
توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی	دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے	ذوق
حسرت پہ اس مسافر بیکس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	لا اعلم
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	״
ملک الموت را بحیلہ دفن	نتوانی کہ پنجہ برتابی	״
گر در یمنی و با منی پیش منی	در پیش منی و بے منی در یمنی	״
مرنا برحق ہے کون اس سے بھاگے	دو دن کوئی پیچھے کوئی دو دن آگے	״
جو ہم تم پاس بیٹھے ہیں سنو یہ دم غنیمت ہے	یہ ہنسنا بولنا رہ جائے تو کیا کم غنیمت ہے	״
کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	״

چو مردم در آمیز اگر مردمی	که با آدمی خو گرست آدمی	نظامی
چه خوش وقتے و خرم روزگاری	که یارے برخورد از وصل یارے	جامی
که بر خاطر بادشاهان غمے	پریشان کند خاطر عالمے	سعدی
تا ال در آئینہ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	,,
جمیعت را چو تعہد کنی و بنوازی	بدولت تو گنه می کند بانبازی	,,
از بدان جز بدی نیاموزی	نکند گرگ پوستین دوزی	,,
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بے گمان خشم گیرد بسے	,,
بدا سلطنتیا کورا بود رنج دل آشوبی	خوشا درویشیا کورا بود گنج تن آسانی	خاقانی
زصاحب غرض تا سخن نشنوی	که گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
برے کو ہم بھلا سمجھے بھلے کو ہم برا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے	لا اعلم
بھلائی میں ہزاروں ہیں برائی دیکھنے والے	بہت کم ہیں برائی میں بھلائی دیکھنے والے	,,
چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے	مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے	حالی
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	لا اعلم
پل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشیں	کچھ اچنبھا نہیں اسکا کہ خدا قادر ہے	سوز
ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی	,,
اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ صحبتیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	سرور
جز حسرت و افسوس نہیں ہاتھ کچھ آتا	ایام گزشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے	مصحفی
گھمنڈ اس پہ حماقت کی بس نشانی ہے	مقام عبرت و حسرت سرائے فانی ہے	لا اعلم
زصاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
آسودہ دلا حال دل زار چہ دانی	خونخوارئ عشاق جگر خوار چہ دانی	لا اعلم
جب بنکے بگڑ جاتی ہے تقدیر کسی کی	چلتی نہیں پھر ایک بھی تدبیر کسی کی	,,
بہ شش ماہ جلاب و ہر ماہ قے	بہر ہفتہ حمام و ہر روز مے	,,
درد دل سے لوٹتا ہوں کس کو میرا درد ہے	ہوں میں حرف درد جس پہلو سے الٹو درد ہے	,,

ہم کیا ہیں اے صبا جو نہ ہو ہم پہ افترا	محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے	لا اعلم
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا	مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے	،،
انصاف ہو کیا خاک کہ دل صاف نہیں ہے	دل صاف ہو کیا خاک کہ انصاف نہیں ہے	،،
کھل کے گل کچھ تو بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے	،،
گل دریا چین سیر صحرا ضیافت عمر بے بقا ہے	مسافرو دیکھ لو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے	،،
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی	گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی	،،
محرم دوست نبود ہر سرے	پارسا نکشد ہر خرے	،،
جہان را عمارت نماند بسے	چو از شغل خود بگزرد ہر کسے	،،
درختے کہ اکنون گرفت پائے	بہ نیروے مردے بر آید ز جائے	،،
دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہئے	خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہئے	،،
مردن کس بہ نیک فرجامی	بہتر از زندگی بدنامی	،،
کم گوے بجز مصلحت خویش مگوے	چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگوے	،،
لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے	ذوق
قناعت کن اے نفس باندکے	کہ از حرص خواری رسد بیشکے	لا اعلم
غریبے دست انداز دبکاہے	کہ بہ یدسلامت را پناہے	،،
اگر روزی بہ دانش برفزودے	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	،،
بعد نطفہ علق بودی بعد زان مضغہ شدی	مدتے بعد از شش بدادند بت خواهی آدمی	،،
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	سعدی
علم چندانکہ بیشتر خوانی	چون عمل در تو نیست نادانی	،،
ہر چہ از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	،،
اگر بحسن ارادت کنی نظر در دیو	فرشتہ آب نماید نظر بہ کردنی	،،
سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی	چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی	حالی

گاہ باشد کہ کودکے ناداں	بہ غلط بر ہدف زند تیرے	سعدی
بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
گر دل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے	بتلا دے مجھے صاف کہ کیا میری خطا ہے	لا اعلم
بہ سفر رفتنت مبارک باد	بہ سلامت روی و باز آئی	"
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری	سرور
ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب	مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے	غالب
نمرد آنکہ ماند پس از وے بجاے	پل و مسجد و چاہ و مہمانسراے	لا اعلم
عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گزرتی ہے	"
باغ دنیا میں نہ ہوگا کوئی ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لے چلے	"
غم صیاد و فکر باغباں ہے	دو عملے میں ہمارا آشیاں ہے	"
بات میری تو نہ کوئی بھی بری لگتی ہے	صحبت غیر مگر دل پہ چھری لگتی ہے	"
نگاہ اس کی نخوت کے زینے پہ تھی	جو شانے سے اتری تو سینے پہ تھی	"
گر بہ مسکین اگر پر داشتے	تخم گنجشک از جہاں بر داشتے	"
مرتے کو مارنا بے دردی ہے	ہے بہت دور جوانمردی سے	"
کون مرتا ہے کسی کے واسطے	ہیں یہ جھگڑے جیتے جی کے واسطے	"
شاعری کھیل نہیں جو کوئی لڑکا کھیلے	ہم نے بارہ برس اس فن میں ہیں پاپڑ بیلے	"
بے فیض اگر یوسف ثانی ہو تو کیا ہے	جو بندہ نوازی کرے دل اس پہ فدا ہے	"
اک طفل دبستاں ہے فلاطوں مرے آگے	کانپے ہے پڑا گنبد گردوں مرے آگے	"
مرغان اولی الاجنحہ مانند کبوتر	کرتے ہیں صدا عجز سے غوں غوں مرے آگے	انشاء
جفا سے دل کو بچائیں گے کسطرح آخر	جفا ہمارے لئے تھی تو ہم جفا کے لئے	لا اعلم
سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر	ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے	"
خاک میں ناموس پیمان محبت مل گئی	اٹھ گئی دنیا سے راہ و رسم یاری ہائے ہائے	غالب
کس کپڑے کو پھاڑیں کس کو جوڑیں ننگے	کیا خاک نہائیں کیا نچوڑیں ننگے	لا اعلم

تیرا غرور اور مرا عجز تابکے	آخر ہر ایک بات کی کچھ انتہا بھی ہے	لا اعلم
دریغا اے فلک با من چہ کردی	رساندی آفت بمرا بزردی	جامی
شراب خوار اگر خوار ہو تعجب کیا	جو زار ہے اُسے آزار ہو تعجب کیا	لا اعلم
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے	یہ قیامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے	"
صفائی عجب چیز دنیا میں ہے	صفائی سے بہتر نہیں کوئی شئے	"
ہم نے اس ہستی میں رہ کر یہ اٹھائے رنج و غم	جو روانہ ہو گئے سوئے عدم اچھے رہے	"
دنیا نہیں ہمیشہ کسی کی قیام گاہ	جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے	"
سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے	جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضئے پاک ہوئے	"
عجب نادان ہیں وہ جن کو ہے عجب تاج سلطانی	فلک بال ہما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی	"
ہمنشیں سب اٹھ گئے اور بزم میں ہلچل پڑی	اے خلل انداز گردوں اب تو تجھکو کل پڑی	"
طے ہی ہو جاتا ہے کیا مرحلہ دشوار ہو	چلتے چلتے ہوتی ہے نزدیک منزل دور کی	"
خاکساری کیوں نہ ہو دل کی کدورت کا علاج	خاک سے ملنا اڑاتا ہے غبار آئینہ سے	"
خاکساری پر نہ کر موذی کے ہرگز اعتبار	جونک مٹی میں ملے تو بھی لہو پیتی ہے	"
جو کرینگے جمع یاں غافل یہیں چھوڑ جائینگے	ہاں مگر ارمان و حسرت ساتھ لینے جائینگے	"
کیسی ہوا چلی کہ گھر گھر نفاق ہے	مہر و وفا کا ذکر تو بالائے طاق ہے	"
خیال مغفرت اے بے خبر نادان نمی سازی	چرا غافل تو کار آخرت سامان نمی سازی	"
دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	"
مطلب گر تونگری خواہی	جز قناعت کہ دولتیست ہنی	"
خوشا وقتے و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	"
گر در یمنی و با منی پیش منی	ور پیش منی و بے منی در یمنی	"
تو یوسف منی را ز چاہ بلا دیدی	او را بشہنشاہی در مصر کجا دیدی	"

مصرع اول	مصرع ثانی	
از جان و دل گوید کسے پیش چنین جانانۂ	از سیم و زر گوید کسے پیش چنیں اسکندری	لا اعلم
اصل تمیز ست اندر آدمی	تا فزونی را بداند از کمی	״
ہنر تابد از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	״
فقیروں کے قدم لیتے ہیں سلطاں	یہ ہے تاثیر نقش بوریا کی	وزیر
بھاگتی پھرتی تھی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم	اب جو نفرت ہم نے کی وہ بیقرار آنے کو ہے	لا اعلم
تو لگا حق سے جدا رہ خلق سے	ہیں یہ بچھو آزما کر دیکھ لے	״
دل دیا اللہ نے صدمے اٹھانیکے لئے	ہم فقط پیدا ہوئے ہیں آزمانیکے لئے	״
اس قدر ناز جوانی کی بہاروں پہ عبث	عارضی باغ ہیں کل دیکھنا ویراں ہونگے	״
نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر	اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی	״
وقت را غنیمت دان ہر قدر کہ بتوانی	حاصل از حیات اے جان یکدم ست گر دانی	״
روندتے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے	״
کام اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی	کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے	״
قصاب گاؤ کشت شب اندر بہ نیمروز	فربہ چنان کہ کس نہ خریدہ بہ لاغری	״
مردی نبود دلکہ برا فتادہ زدن	گر دست زپا فتادہ گیری مردی	״
ہوں گنہگار مگر شک مجھے تعزیر میں ہے	عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے	״
تو بدین جمال و خوبی سر طور اگر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	״
بکدام امیدواری بروم بخواب بے تو	تو چنان رمیدہ از من کہ بخواب ہم نیائی	״
اے آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنی	آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنی	״
گرچہ برمن تو بسے طعنہ و آہو گیری	لیکن انصاف کہ خود آہو آہو گیری	״
راضی ہے خدا بھی بتوں کی خوشی بھی ہو	پڑھیئے نماز کر کے وضو آب گنگ سے	״
عشق در نازک دلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خوارہ را آرد بہ شکر خوارگی	״
نیک گئے گھر میں جو نحبہ آگئی	ظلمت دوزخ ہے گویا چھا گئی	״
یکے خوان و یکے ہین و یکے جوئے	یکے خواہ و یکے خوان و یکے گوئے	״

چو نہ سر بر آمد بہ آبستنی	بجنبش در آمد رگ رستنی	لا اعلم
ابر اگر آب زندگی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری	سعدی
اگر فی المثل در فشاندن ندانی	ہمہ حال در چیدن آخر توانی	لا اعلم
انچہ کنی بخود کنی	گر ہمہ نیک و بد کنی	״
این دغل دوستان کہ می بینی	مگسانند گرد شیرینی	سعدی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان بست بورانی	خاقانی
جہد نما تا کہ بجائے رسی	درد بکش تا بدوائے رسی	لا اعلم
خوردہ جہان بہ کہ تنہا خوری	وائے بر آن خوردہ کہ تنہا خوری	״
فہم سخن گر نکند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے	״
گرد نام پدر چہ می گردی	پدر خویش باش اگر مردی	״
ماری تو کہ ہر کرا بہ بینی بزنی	یا بوم کہ ہر کجا نشینی بکنی	سعدی
یکے کردبے آبروئی بسے	چہ غم دارد از آبروئے کسے	״
شاعری جزویست از پیغمبری	جاہلانش کفر دانند از خری	مولوی معنوی
اب جو پچھتاتے ہیں پچھتانے سے کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی انجان جو کچھ کھوتا ہے	لا اعلم
شادی جو ہوئی غم کے بھی پہلو نکل آئے	جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	״
الفت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہوں بیقرار	دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی	״
چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	״
جوانی میں بہار حسن و صورت آہی جاتی ہے	ثمر جس وقت گدراتا ہے رنگت آہی جاتی ہے	״
آشیانوں میں نہ غافل رہیں مرغان چمن	اندنوں باغ میں صیاد بہت آتا ہے	״
جس کا آغاز ہو بہتر وہ خوشی ہے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	״
ہوس میں کعبہ کے زاہد تو بتخانہ سے گمرہ ہے	یہاں تو کوئی صورت بھی ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے	״
ادبار جبکہ آگیا سب عیب آگئے	آغاز جھوٹ نیز سرانجام جھوٹ ہے	״
یہی سر ہے جسے تم ایکدن زانو پہ رکھتے تھے	وہی سر ہے جو کچلا جارہا ہے آج پتھر سے	״

وقت تبسم شوخ کے جس وقت وہ لب خوش ہوئے
ہم خوش ہوئے تم خوش ہوئے وہ خوش ہوئے سب خوش ہوئے — لا اعلم

ترا از حال زارم ہم خبر نیست	رموز و سر سلطان را چہ دانی	"
امیروں کو مبارک ہو حویلی	غریبوں کا بھی ہے اللہ بیلی	"
نہ کرے دوست بیگانوں کا بھروسا کوئی	سچ ہے مشکل میں کسی کا نہیں ہوتا کوئی	"
یک بیک ایسا زمانہ میں ہوا ہے انقلاب	قدرداں سب اٹھ گئے ناقدرداں پیدا ہوئے	"
پار بودی قطبک و امسال گشتی قطب دین	سال دیگر گر بمانی قطب دین حیدر شوی	"
صوفی نشود صافی تا درنکشد جامے	بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے	جامی
نکند جور پیشہ سلطانی	کہ نیاید ز گرگ چوپانی	لا اعلم
ہرچہ از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	"
ابر اگر آب زندگی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری	"
خدا گر بہ حکمت ببندد درے	کشاید بہ فضل و کرم دیگرے	"
تا بدکان خانہ در گروی	ہرگز اے خام آدمی نشوی	"
تا شود مرد فربہے لاغر	لاغرے مردہ باشد از سختی	"
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری	سعدی
قناعت کن اے نفس با اندکے	کہ از حرص خواری رسد بیشکے	لا اعلم
گر زمین را بآسمان دوزی	نہ دہندت زیادہ از روزی	"
کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے	کہ اس کا خدا عالم الغیب ہے	"
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے	"
ناحق مجھے کہتا ہے فہیم ایک زمانہ	یہ نام تو زیبا کسی عاقل کے لئے ہے	"
دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	"
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جب تلک خوں ہے	"
جس سے رغبت ہو وہی شئے وہ عطا کرتا ہے	منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے	"

ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من	ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی	لا اعلم
میدہ کرتا ہے انسان کو جوہر شرافت کا	اصالت جسمیں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے	״
خدا والے نہیں پابند کچھ مسجد کے اے واعظ	وہ بتخانہ میں بھی جائیں تو ان کی بندگی کی	شاد
خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی	ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی	اسیر
مضموں سے پس مرگ میرا نام ہی زندہ	کچھ کام نہیں کام جو اولاد نہ آئی	[illegible]
یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر	لالہ رو داغ ترا جائے گا جاتے جاتے	لا اعلم
نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ جنگل کی لی	نکل دیس سے راہ جنگل کی لی	حسن
دو دل جو ہوں چلنے پہ راضی	یہ جان لے کہ کیا کرے گا قاضی	لا اعلم
چو خواہد کہ ویراں کند عالمے	نہد ملک در پنجۂ ظالمے	״
گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں	نسبت ہے ان بتوں کو بھی کعبے سے دور کی	غالب
تو کز محنت دیگراں بے غمی	نشاید کہ نامت نہند آدمی	سعدی
گر بدولت برسی مست نگردی مردی	ور بہ نکبت برسی پست نگردی مردی	لا اعلم
گر ز سر معنوی واقف شوی	لفظ بگزاری سوے معنے روی	مولوی
غیر کو اپنے سوا سجدہ بھی کرنا ہے حرام	میرا مشرب ہے یہی اور میرا مذہب ہے یہی	لا اعلم
مرتے کو مارنا بیدردی سے	ہے بہت دور جوانمردی سے	״
کب وہ سنتے ہیں کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری	״
کیوں کعبہ و کنشت میں سر مارتا ہے تو	تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ تجھی میں ہے	״
ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل	کچھ ہے اگر مزہ تو یہی زندگی میں ہے	״
افشائے راز عشق نہ کر کھلکے جی کی بات	جی ہی میں اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی میں ہے	״
حیف کہ از علم نہ بررہ شوی	شمع بکف گیری و در چہ شوی	فیضی
بمردم در آمیز گر مردمی	کہ با آدمی خوگر ست آدمی	نظامی
جہاں دیکھو ہے کچھ کا کچھ عجب دنیا کی ہستی ہے	کبھی بستی ہیں صحرا ہے کبھی صحرا میں بستی ہے	میر
اولاد میں کیا آئے بو ماں باپ کے اطوار کی	دودھ تو ڈبے کا اور تعلیم ہے سرکار کی	اکبر

اب جو اک حسرت جوانی ہے	عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے	میر
رہا نہ پختگی عالم میں دور خامی ہے	ہزار حیف کمینوں کا چرخ حامی ہے	〃
جس جگہ دور جام ہوتا ہے	واں یہ عاجز مدام ہوتا ہے	〃
جاگنا تھا ہم کو سو بیدار ہوتے رہ گئے	کارواں جاتا رہا ہم ہائے سوتے رہ گئے	〃
گل گئے بوٹے گئے گلشن گئے برہم گئے	کیسے کیسے ہائے اپنے دیکھتے موسم گئے	〃
ہنستے رہتے تھے جو اس گلزار میں شام و سحر	دیدۂ تر ساتھ لے وے لوگ جوں شبنم گئے	〃
مل اہل بصیرت سے کچھ وے ہی دکھا دیں گے	لے خاک کی کوئی چٹکی اکسیر بنا دیں گے	〃
سیر کر میر اس چمن کی شتاب	ہے خزاں بھی سراغ میں گل کے	〃
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو یہ مسیح الزماں ہوئے	لا اعلم
نشاید ہوس باختن با گلے	کہ ہر بامدادش شود بلبلے	〃
جس پاس عصا ہو اسے موسیٰ نہیں کہتے	ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہیں کہتے	〃
گور میں بھاگ اہل دنیا سے	خلوت اس انجمن سے بہتر ہے	〃
لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچے سے	کیا تماشا ہے کہ پھر بھیڑ نہیں چھٹتی ہے	〃
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا	زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے	〃
کام ہمت سے جوانمرد اگر لیتا ہے	سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے	آتش
بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے	اک رنگ پر ہوا نہیں رہتی ہے باغ کی	〃
خدا کی یاد جوانی میں غافلو کر لو	وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے	〃
حسن وہ شے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر	چشم عاشق کی طرح آئینے حیراں ہو گئے	〃
باغ جہاں میں گل کی قناعت ہے جائے رشک	عمر دو روزہ ایک قبا میں تمام کی	〃
غرض نقشیست کز ما باز ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے	لا اعلم
می شنیدم کہ جان جانانی	چون بدیدم ہزار چندانی	〃
دنیا میں دیکھ لو تو محبت ہی چیز ہے	اس کا جسے مزہ نہیں وہ بدتمیز ہے	〃
سیر کی پھول چنے خوب پھرے شاد رہے	باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے	〃

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو رسوا نہیں ہوتے	لاعلم
باحسان ہم توئی حاتم بنصفت ہم توئی کرے	بفرمان ہم توئی آصف بہ برہان ہم توئی عیسے	،،
ہر عیش میں کچھ غم کے بھی پہلو نکل آئے	جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	،،
انقلاب دہر کی اک یہ بھی صورت دیکھئے	جنکے ڈنکے بج رہے تھے انکی نوبت دیکھئے	،،
اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	،،
رند مشرب ہوں فقط نام خدا جپتا ہوں	نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے	،،
تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی	بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی	،،
نہ ہو جس شئے کی حاجت اس کی کوشش سے یہ ہوتا ہے	کہ جو شئے ہر گھڑی درکار ہے اس کو بھی کھوتا ہے	،،
کیا پھیر دکھاتی ہے یہ تقدیر ہماری	بن بنکے بگڑ جاتی ہے تدبیر ہماری	،،
لاکھ سمجھائیں اسے غیر تو کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	،،
صبا آندم کہ سوئے او میان عزم بربندی	سلامے عرض فرما با جہانے آرزومندی	،،
دیتا ہے کہاں ساتھ برے وقت میں کوئی	پتھر کی لگی چوٹ شرارے نکل آئے	،،
وا ہوئے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے	سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے	آتش
مقسوم کا ہے جو سو وہ پہنچیگا آپ سے	پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پسارئیے	،،
ناگوار کو جو کرتا ہے گوارا انساں	زہر پی کر مزہ شیر و شکر لیتا ہے	،،
چلی ہے ایسی زمانے میں کچھ ہوا الٹی	کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا الٹی	،،
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہم سے اے آتش	زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا الٹی	،،
راحت طلب کو رنج کشوں کی طلب کہاں	آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے	،،
باغ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سنتا	نہ دماغ اپنا کرے مرغ خوش الحاں خالی	،،
اٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں	روئیے کس کس کو اور کس کس کا ماتم کیجئے	،،
بلبل شیدا کے نالوں سے یہ آتی ہے صدا	فصل گل ہے چار دن سیر گلستاں کیجئے	،،
نہ پوچھ عالم برگشتہ طالعی آتش	برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے	،،

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہیں	شکایت سے نہیں واقف ہمیں شکرانہ آتا ہے	آتش
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	،،
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے	،،
حالت آئینہ رکھتا ہے صفائے دل مرا	آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے	،،
توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کر لے غافل	ورنہ فرصت ہے دم بازپسیں تھوڑی سی	،،
بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا	بھاری ہے بوجھ کون یہ بیکار لے چلے	،،
اک دن حضور قلب سے ہوتی نہیں ادا	زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے	،،
ناکسوں سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز	میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر میں داغ ہے	،،
چپ ہو کیوں کچھ منہ سے فرماؤ خدا کے واسطے	آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے	،،
ان سے کہدو نہیں آہستہ جو رکھتے دو گام	گر بھی پڑتے ہیں بہت دوڑ کے چلنے والے	،،
ایک دن منزل ہستی سے گزرنا ہے ضرور	چار دن کے لئے ناداں ہے جو گھر لیتا ہے	آباد
جمع کر نیک عمل یوں کہ مسافر جیسے	پیشتر کوچ سے اسباب سفر لیتا ہے	،،
رکھنا امید فہم کا اپنے قصور ہے	امداد وقت بد میں قریبوں سے دور ہے	رند
عوض اللہ لیگا ہم سے مظلوموں کا ظالم سے	خدا اسکو ستائیگا ہمیں جس نے ستایا ہے	،،
جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن	کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے	،،
چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	،،
کرتا ہے کون کس کی امداد وقت بد میں	ہے آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے	،،
باغباں دشمن ہے گلچیں بر خلاف	آشیانہ باغ سے لیجائیے	،،
مجنون عشق کو ہے عبث پند واعظو	ہے حکم شرع مردم ہشیار کیلئے	،،
وہ اعتبار اٹھ گیا اب جا نہیں رہے	میرا تمھیں یقیں نہ تمھارا یقیں مجھے	،،
اس بوریا ہے فقر کی توقیر دیکھنا	جھک کر سلام کرتے ہیں مسند نشیں مجھے	،،
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے	حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے	،،
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو	آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے	،،

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہو	تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے	رند
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید	موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے	،،
عنقا نے گم کیا ہے نشاں نام کے لئے	گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے	،،
بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے	فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے	،،
اے سرو تو پابند غم بے ثمری میں	کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے	،،
یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگیں	اے ذوق مگر سستیٔ بنیاد غضب ہے	ذوق
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	سعدی
اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی	لا اعلم
اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی	مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی	،،
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر ست اگر قدر بدانی	،،
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے	،،
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا	،،
بر مزار ما غریبان نے چراغ نے گلے	نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے	،،
بن آئیں کام ہزاروں فراغ دل ہو اگر	کسی سے اک بھی نہ تدبیر بے فراغ بنے	،،
بادہا خوردن و ہوشیار نشستن سہل ست	گر بدولت رسی مست نگردی مردی	،،
پہنچا میں سر جھکا کے گنہگار کی طرح	مجھ کو جہاں جہاں مری تقدیر لے گئی	،،
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے	پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	،،
دوست تو بدخو نہ ہو۔ دشمن جو بدخوئی کرے	تو نکوئی کر اگر تجھ سے بدی کوئی کرے	ظفر
ہے جو گویائی کی خاطر منھ میں انساں کے زباں	پر زباں کس کام کی وہ جو کہ بدگوئی کرے	،،
پھرتے کب عہد وفا سے ہیں محبت والے	سر پھرا یا کریں بک بک کے نصیحت والے	،،
غرض کے آشنا ہو آشنائی یوں بھی ہوتی ہے	صفا ظاہر کدر در دل صفائی یوں بھی ہوتی ہے	،،
کہاں ہے اپنا وہ عالم کہیں اٹھے کہیں بیٹھے	ہوئی ہے اپنی یہ حالت جہاں بیٹھے وہیں بیٹھے	،،
نے فقیری چاہئے نے بادشاہی چاہئے	قسمت اچھی چاہئے فضل الٰہی چاہئے	،،

ہو گئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی	جب کدورت بھر گئی دل میں صفائی کیا رہی	ظفر
ہم وہاں پہنچے کبھی کے منزل مقصود پر	بس اکیلے رہ گئے ہیں راہ ہم بھولے ہوئے	"
نہ چرخ آسیا ہوں نے بھنور ہوں نے بگولا ہوں	مجھے تو کیوں لئے اے گردش تقدیر پھرتی ہے	"
اور کو دیکھ وہ نہیں سکتے	وہ جنھیں خود نمائی ہوتی ہے	"
دانا ہے وہ جو سمجھے کہ قسمت ہے کیمیا	احمق ہے وہ جو خواہش اکسیر میں پھنسے	"
کیا بھنور اور کیا بگولا رہتے ہیں چکر میں سب	ہم نے کوئی بھی نہ پایا بحر و بر میں چین سے	"
جو ہوں اوسان تو لکڑی نہیں شمشیر سے کمتر	نہوا وسان تو بدتر ہے پھر شمشیر لکڑی سے	"
صفا کرتی ہے خاک آئینہ کو لیکن ترے دل میں	ہماری خاکساری سے کدورت دونی ہوتی ہے	"
غنچہ کی مٹھی میں زر ہے پر نہیں دست کرم	تنگئ دل اور ہے اور تنگدستی اور ہے	"
رہے جب آپ ہی یہ آسمان دن رات گردش میں	کوئی آرام سے کیا خاک زیر آسماں بیٹھے	"
نے دام کی خطا ہے نہ صیاد کا قصور	قسمت بری تھی اپنی قضا سے بگڑ گئی	"
پیدا ہوئے ہیں شادی و غم باہم اے ظفر	خزاں اگر ہے برق تو ابر اشکبار ہے	"
میں کروں شکوہ جو کچھ ان کو محبت ہو ظفر	جو محبت ہی نہیں ہے تو شکایت کیا ہے	"
جائیگا جس ملت میں تو پائیگا واں جنگ و جدل	آرام گر منظور ہو تجھ کو تو صلح کل میں ہے	"
دی مثل نگیں پہلے اسے سینہ خراشی	جس کو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی	"
کریگا دوربیں کو کیا نظر آئیگا کیا اس میں	صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل سے دوربیں ہووے	"
رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہویگا یہاں کوئی	کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے	"
جوشش بہار گل کا نہ کر دیکھ اعتبار	غافل خزاں بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے	"
صاف باطن وہ نہیں جو دل میں اور منہ پر ہو اور	ہے عیاں آئینہ سا دل کی صفائی آنکھ سے	"
دنیا کے عیش و عشرت اے یار کم نہ ہونگے	پر چرچا یہی رہے گا افسوس ہم نہ ہونگے	حزیں
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے	الہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے	شیفتہ
کوچ کی اپنے اب تیاری ہے	تیرا حافظ جناب باری ہے	سرور
عشق میں طرفین سے الفت برابر چاہئے	جو بدل بندہ ہو اس کو بندہ پرور چاہئے	"

مجھے فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی	کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی	سرور
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی	،،
اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ صحبتیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	،،
خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا	کوئی کسی کا نہیں دوست سب کہانی ہے	،،
قسمت کی بے نصیبی کی فریاد کیا کرے	سر پر گرا پہاڑ تو فریاد کیا کرے	عارف
گردش گردوں سے اے دل کیوں تو حیرانی میں ہے	پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے	حسرت
بے نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے	جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے	قلندر
سفر ملک عدم تجھ کو ہے آخر در پیش	خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے	،،
ہم صفیران چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے	ہائے اے شام غریباں کہ وطن چھوٹے ہے	لااعلم
تاب اس کے دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے	کیا کیا جواں پری تھے کہ آئے چلے گئے	نظیر
دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ	تخت زمیں پہ سینکڑوں آئے چلے گئے	،،
آدم رہا نہ کوئی پیمبر نہ اولیا	وہ بھی اسی زمیں میں سمائے چلے گئے	،،
کل شب وصل میں کیا جلد گئی تھیں گھڑیاں	آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے	،،
اگر میں جانتا داغ جدائی	خدا جانے نہ کرتا آشنائی	،،
منت دلا کسی کی نہ اصلا اٹھائیے	مر جائیے نہ ناز مسیحا اٹھائیے	نسیم
لائے اس بت کو التجا کر کے	کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے	،،
سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی	بقا
چین تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے	احسان
کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد	لائی ہے ہمیں دام میں تقدیر ہماری	تپش
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی	ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی	تجلی
کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے	اے ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے	جولان
مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے	میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے	حسرت
تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی	چلو اب ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی	،،

یاد جس وقت تری آتی ہے	مجھ کو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے	جان
غفلت تری نقاب ہے دیدار کے لئے	ورنہ یہاں حجاب نہیں یار کے لئے	لااعلم
چھٹ جائے کسی سے نہ مدارات کسی کی	اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی	رقت
چرخ کے کیسے انقلاب ہوے	پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوے	زار
آؤ مل جائیں لڑائی ہوچکی	ایک دم صبر آزمائی ہوچکی	شیفتہ
دردمندوں سے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے	تیری محفل میں غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے	نسیم
کیا کروں کس سے کہوں کون کریگا آسان	سخت مشکل ہے مرے حق میں جدائی تیری	غریب
کار مردان از زنان ناید ہمی	پیش شیر از روبہ ناید مردمی	لااعلم
ہمدم کو تم غیر میاں اور غیروں کو ہمدم سمجھو	یہ بات جہاں ہے رہنے دو کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے	رضی
آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی	سینکڑوں راہ دکھائی ہمیں ترسانے کی	"
جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا	وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے	لااعلم
• تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے	تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے	آبرو
مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے	رستم جو نہ آوے تو وہیں اسکا سر آوے	قسمت
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا	مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری ہری	سراج
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے	یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے	بحر
کھلینگے شکوؤں کے جبکہ دفتر ادھر ہمارے ادھر تمہارے	تو کیا کیا گزریگی آہ دل پر ادھر ہمارے ادھر تمہارے	جوہر
جس گھڑی تیرے آستاں سے گئے	ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے	آصف
شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم	سنیو اک دن کہ جسم و جاں سے گئے	"
وہ کہاں جیتے رہے جو بیوفائی کر گئے	مر گئے آخر نہ کوئی آشنائی کر گئے	لااعلم
تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے	مگر قید قفس گل سے ہمیں فریاد باقی ہے	مقبول
نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے	کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے	وحشت
خیال آتا ہے دل کو شکوۂ بیداد کیا کیجے	خدا سے اے بت کافر تری فریاد کیا کیجے	امانت
بہار آئی ہے گلشن میں گھٹا جاتا ہے دم اپنا	قفس کے در کو وا کرتا نہیں صیاد کیا کیجے	"

ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یار کہتا ہے	ملا ہے خاک میں جو خود اسے برباد کیا کیجے	امانت
خوب ہی تم نے غرض ہم سے وفاداری کی	ہاں میاں شرط یہی ہوتی ہے بس یاری کی	لا اعلم
بجز آہ وفغاں کوئی نہ اب مونس ہمارا ہے	ترا اے آہ بس اس دم فقط ہم کو سہارا ہے	ناداں
وہ نہ آئے یہ بلا بہر ملاقات آئی	جس کا دھڑکا تھا کئی دن سے وہی رات آئی	قلق
پیری میں آرزو ہے یہی ہر زماں مجھے	کردے پھر ایک بار الٰہی جواں مجھے	”
ستم کرکے ستمگر کی نظر نیچے ہی رہتی ہے	برائی پھر برائی ہے ندامت آہی جاتی ہے	”
نہ تو جنت نہ جہنم کے ہیں قائل ہم لوگ	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	اسیر
بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود	چھین لی ایک ہی پشہ نے خدائی تیری	”
پیرہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی میں رنگے	خاکساری چاہیئے اتنی گدا کے واسطے	وزیر
جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے	دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے	”
ایک روٹھا تو وہیں ایک منانے آیا	نہ رہی اپنی بھی آغوش کسی ڈھب خالی	حاتم
بعد فنا غبار مرے دل کا دھو گئے	دو آنسو مری قبر پہ وہ آکے رو گئے	وزیر
میخانہ میں ہجوم ہے ساقی کے فیض سے	دس اٹھے بیس بیٹھے ہیں چار آئے دو گئے	”
میں کیا کہوں جو قیصر و خاقان لے گئے	لاکھوں جہاں سے ساتھ یہ ارمان لیگئے	”
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے	دھوم سے فصل بہار ایکبرس آتی ہے	زکی
دن گزرتا ہے آہ وزاری سے	رات کٹتی ہے بیقراری سے	شائق
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	تسکیں
نہ مونس نہ ہمدم نہ ہمسم یار ٹھیرے	فقط غم ہی کھانے کو غمخوار ٹھیرے	صنعت
دل مرا تیرے لئے چرخ بنا پھرتا ہے	جیسا کعبہ کے لئے قبلہ نما پھرتا ہے	عارف
گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے	نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے	شرر
سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے	گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے	محو
سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھئے	ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے	نظر
یار تھے سو اٹھ گئے اور بزم میں ہلچل پڑی	اے خلل انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی	وزیر

حضرت انسان میں یہ کیا تکبر تیز ہے	خاک کا پتلا بنا اور خاک سے پرہیز ہے	چرکیں
تصور مرگ کا مرنیسے اپنے پیشتر باندھے	سفر میں چاہئے انسان سامان سفر باندھے	ارشد
نہیں بے مال و دولت آبرو یاں ہاتھ آتی	ہر اک فوارہ کو دنیا میں حاجت ہے خزانے کی	امانت
کہیں کا بھی نہ رکھا ہم کو طول قید آفت نے	چھٹے جد م قفس سے راہ بھولے آشیانے کی	״
لالہ ساں اس باغ سے ہم داغ ہجراں لے چلے	خاک سر پر داغ دل پر سینہ بریاں لے چلے	لا اعلم
باغ عالم میں نہ آیا ہوگا ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں چلے	״
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہم کو بہار میں سوئے زنداں لے گئے	ہوس
جو سر آج زینت دہ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے ہے تو حقیر تر	ذرے کو بھی نہ دیکھ حقارت کی آنکھ سے	ناصر
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی	نثار
دل کے آئینے میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	״
کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	شیفتہ
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی	نہ روتے کٹی ہے نہ سوتے کٹی ہے	״
مئے وحدت کی ہم کو مستی ہے	بت پرستی خدا پرستی ہے	لا اعلم
گر معرفت کا چشم بصیرت میں نور ہے	تو جس طرف کو دیکھئے اس کا ظہور ہے	درد
مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے	کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے	لا اعلم
مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض	دل دیکے اے صنم تجھے سب سے برے ہوئے	ذوق
لب بام اس صنم کو دیکھکر موسیٰ بھی کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	لا اعلم
بمیر اے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابی آشنائی	״
سالہا گر بنویسم صفت مشتاقی	ماند از شوق تو صد سال حکایت باقی	״
غیر ممکن ہے چھٹے شادی و غم کا کبھی ساتھ	پر خوشی بھی نہ رہے دل میں اگر غم نہ رہے	״
اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت میں زمانہ ہے	چھپر کھٹ کے عوض لازم بنانا شامیانہ ہے	״
آپ ہی اپنے ذرا لطف و کرم کو دیکھیں	ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی	״

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی	کہ دیکھو خوشنما لگتا ہے کیسا چاند بن گہنے	لا اعلم
پسر ناکارہ ہو بد وضع ہو بے زور و بے زر ہو	پدر آخر پلا ہے اسکو الفت آ ہی جاتی ہے	"
ماں باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے	تلخی میں بھی جینے کی حلاوت ہے پسر سے	"
مسجد کو توڑ ڈالئے گرجا کو ڈھائیے	دل کو نہ توڑئیے کہ خدا کا مقام ہے	"
چاک دامن ہو تو بھر جائیں رفوگر ٹانکے	زخم دل ہوئے تو فرمائیے کیونکر ٹانکے	"
اکتساب علم کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے	ہر پرانی اینٹ اک گنجینۂ تاریخ ہے	"
پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے	بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گر خدا پھر جائے	"
لازم ہے گر فنا تو ہستی کیسی؟	انجام خمار ہے تو مستی کیسی؟	"
سویرے ہی اٹھے گا جو آدمی	رہے گا وہ دن بھر ہنسی اور خوشی	"
شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے	تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے	حالی
یہی بلائیں سر پہ ہیں تو آج موے کل دوسرا دن	یاری ہوئی بیماری ہوئی درویشی ہوئی تنہائی ہوئی	میر
بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے	یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
سیہ با دام راہ ہر سو میفگن در نظر بازی	نگہدار ش کہ وقتی بر سر تا بو تم اندازی	لا اعلم
آہ و افغاں سے گئے صبر و تحمل پہلے	چلنے والوں سے بھی ہیں آگے ٹھہرنے والے	"
جان دینے سے تو انکار نہیں ہے لیکن	مرنے سے پہلے جو اعضا شکنی ہوتی ہے	"
تہیدستوں کا رتبہ اہل دولت سے زیادہ ہے	صراحی سر جھکا دیتی ہے جب پیمانہ آتا ہے	داغ
شاعری جزو یست از پیغمبری	جا بلانش کفر خوانند از خری	لا اعلم
بلبل کو گلستان میں آہ و فغاں ملی ہے	پا کر ہنسی چمن کی ہر اک کلی کھلی ہے	"
تپش دل نے عجب شان بنا رکھی ہے	شرر عشق نے اک آگ لگا رکھی ہے	"
نہیں چلتا کسی کا بس کریں گو لاکھ تدبیریں	وہی بات آئیگی آگے جو قسمت میں لکھی ہوگی	شاد
نہ دے زاہد کو اے ساقی پلا دے بادہ خواروں کو	مزہ وہ مے کا کیا جانے کبھی جس نے نہ پی ہوگی	"
پوتھی تو تو تھی بہئی اور پنڈت بھیا نہ کوئے	ڈھائی انچھر پریم کے پڑھے سو ہی پنڈت ہوئے	تلسی
سیاں تیری روٹھ میں آدر کرے نہ کوئی	در در کریں سہیلیاں مُر مُر دیکھوں توئے	"

سجن سکارے جائیں گے نین مرینگے روئے	بدہنا ایسی رین کر جو بھور کبھو نا ہوئے	تلسی
جات بھات پوچھے نہیں کوئی	ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے	"
حد حد کرتے سب گئے بے حد گیا نہ کوئے	بے حد کے میدان میں رہے کبیرا سوئے	کبیر
کرنی کرے تو کیوں ڈرے اور کرکے کیوں پچھتائے	بوئے پیڑ ببول کے تو آم کہاں سے کھائے	"
دانت ٹوٹے گھر گھسے پیٹھ بوجھ نہ لے	ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھ بھس دے	"
یہ کتا در در پھرے اور در در دُر دُر ہوئے	ایک ہی در کا ہو رہے تو دُر دُر کرے نہ کوئے	"
جس کا کام اُسی کو ساجے	اوروں کے سر ٹھینگا باجے	"
بہتی بات بنائے کے پی کے پاس گئی	جب جھپ دیکھی پیا کی ساری بھول گئی	"
جوبن تھا جب جتن تھا لاگو تھا سب کوئے	جوبن جتن گنوائے کے رہی نمانی ہوئے	"
اصلوں نہیں خطا و وفا نہیں کم اصلوں سے ہونے کی	کندن میں ہو کھوٹ ملاو جب بھی جھلک ہے سونے کی	لا اعلم
حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں	نام رہجاتا ہے رہتا نہیں انساں باقی	"
حال عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی	"
بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آ ہی جاتی ہے	"
ٹکڑے ہوں نہ جس دل میں محبت ہو کسی کی	پھوٹیں نہ جن آنکھوں میں مروت ہو کسی کی	"
خوش ظاہرند عالم بے مغز و جوز پوچ	بیرون پر از فریب و لیکن میان تہی	حزیں
برند از فاقہ ام نزد ہر خسیسے	گنوان اہل خرد دست گدائی	حافظ
ہوں گنہگار گر شک مجھے تعزیر میں ہے	عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے	لا اعلم
دو روزی را اعتمادے را نشاید جہلت گردون	میفگن تا کہ بتوانی بفردا عیش امروزے	"
جوہر ذاتی ترا چون تیغ می گردد لباس	از لباس عاریت خود را اگر عریان کنی	"
ہیچ غمگین نشوی زانچہ نیاید بکفت	شکر گوئی و قناعت بخدا داد کنی	حافظ
قانع شوی ز لذت دنیا باندکے	خواب و خورش چو مردم چشمم بود یکے	غنی
ہر آنکہ گنج قناعت بگنج دنیا داد	فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنے	حافظ
غبار منت احسان گران ترا ز در دست	بصندل دگران رفع درد سر نہ کنی	لا اعلم

روکھی سوکھی کھاے کر ٹھنڈا پانی پی	چکنی چپڑی دیکھہ کر مت للچاوے جی	لا اعلم
ز شرط ست وقتے کہ روزی خوری	کہ نام خداوند روزی بری	،،
رعیت درخت ست اگر پروری	بکام دل دوستان برخوری	،،
از تواضع می شود ظاہر عیار پختگی	حجت قاطع بود از میوہا افتادگی	صائب
در وطن گرمی شدے ہر کس بآسانی عزیز	کے ز آغوش پدر یوسف بہ کنعان آمدے	لا اعلم
مکن ہرگز قبول کدخدائی	کز و تا زندہ باشی بندہ باشی	،،
چلو چلو سب کوئی کہے بر لا پہنچے کوے	ایک کنک اور کامنی دُرگم گھاٹی دوے	،،
ایک کنک اور کامنی لیں پھل کئے اپاے	دیکھے ہی تے بش چڑھے چاکھت ہی مرجاے	،،
گرو گوبند دونوں کھڑے کس کے لاگوں پاے	بلہاری گرو دیو کی گوبند دیا دکھلاے	،،
دو چیز طرۂ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	سعدی
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری	،،
ابر گر آب زندگانی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری	،،
با فرو مایہ روزگار مبر	کز نئے بوریا شکر نخوری	،،
ہمان بہ کہ لشکر بجان پروری	کہ سلطان بہ لشکر کند سروری	،،
کند جور پیشہ سلطانی	کہ نیاید ز گرگ چوپانی	،،
تو کز محنت دیگران بے غمی	نہ شاید کہ نامت نہند آدمی	،،
دوست مشمار آنکہ در نعمت زند	لاف یاری و برادر خواندگی	،،
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست	در پریشان حالی و در ماندگی	،،
اگر گنجے کنی بر عامیان بخش	رسد ہر گدائے را برنجے	،،
حاصل نہ شود رضائے سلطان	تا خاطر بندگان نجوئی	،،
خواہی کہ خدائے بر تو بخشد	با خلق خدائے کن نکوئی	،،
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	،،
چو تیر انداختی بر روئے دشمن	چنان دان کاندر آماجش نشستی	،،

دولت ۱۲
عورت ۱۲
زہر ۱۲
خداوند تعالیٰ ۱۲

آنرا که بجائے تست هر دم کرمے	عذرش بنه ار کند بعمرے ستمے	سعدی
گر وزیر از خدا بترسیدے	همچنان کز ملک ملک بودے	"
اگر روزی بدانش برفزودے	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	"
اگر درویش بر حالے بماندے	سر دست از دو عالم برفشاندے	"
فهم سخن چون نه کند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے	"
بیک ناتراشیده در مجلسے	برنجد دل هوشمندان بسے	"
گرت از دست بر آید دهنے شیرین کن	مردی آن نیست که مشتے بزنی بر دهنے	"
طرب نوجوان ز پیر مجوے	که دگر آید آب رفته بجوے	"
گه بود کز حکیم روشن رائے	بر نیاید درست تدبیرے	"
گاه باشد که کودکے نادان	بغلط بر هدف زند تیرے	"
خاموشی به که ضمیر دل خویش	با کسے گفتن و گفتن که مگوے	"
سخن در میان دو دشمن چنان گوے	که اگر دوست گردند شرم زده نباشی	"
با مردم سهل گوے دشوار گوے	با آنکه در صلح زند جنگ مگوے	"
از بدان جز بدی نیاموزی	نکند گرگ پوستین دوزی	"
گر سنگ همه لعل بدخشان بودے	پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے	"
اگر جور شکم نبودے هیچ مرغ در دام صیاد	نیفتادے بلکه صیاد خود دام نهادے	"
چرا نالد کسے از تنگدستی	که گنج بے قیاس ست تندرستی	جودت
در فکر آشنائی اهل سخن مباش	باید که خویش را بسخن آشنا کنی	غنی
حافظ مدار امید فرج از مدار دهر	دارد هزار عیب و ندارد تفضلے	حافظ
هفتاد ساله طفلے جز تو کسے ندیدم	جز خاکبازی تن شغل دگر نداری	کلیم
هر چند که گردید چو کافور ترا موے	دل سرد نگردید ز دنیا سر موے	صائب
درد پیری را مسیحا چاره نتوانست کرد	تو ز جهل خویشتن در فکر درمان خودی	لا اعلم
ز پیری ریخت دندانت نداری تن بیاد حق	ببازی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی	غنی

شاہد صادق اثر دارد بسے	لیک آنرا کئے شناسد ہر کسے	معنوی
گر بصورت آدمی انسان بدے	احمد و بوجہل خود یکسان بدے	لا اعلم
اے زبان ہم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی	"
امر حق را باز جواز واصلے	کامر حق را در نیابد ہر دلے	"
می بلرزد عرش از مدح شقی	بدگمان گردد ز مدحش متقی	"
لحن مرغان را اگر واقف شوی	بر ضمیر مرغ کے واقف شوی	"
خر گریزد از خداوند از خری	صاحبش در پے ز نیکو گوہری	"
غنی ز صدر نشینی گزشتم و شادم	کہ ہر کجا کہ روم ہست جاے من خالی	غنی
چند در خواب رود عمر تو اے بے پروا	آنقدر خواب نگہدار کہ در گور کنی	صائب
بپرس ہر چہ ندانی کہ دل ز پرسیدن	دلیل راہ تو باشد بعز و دانائی	سعدی
منہ درمیان راز با ہر کسے	کہ جاسوس ہمکاسہ دیدم بسے	لا اعلم
بار برداری ست بہر منزل فردائے تو	مغتنم دان گر بدرگاہ تو آید سائلے	کلیم
بچشم کسان در نیاید کسے	کہ از خود بزرگی نماید بسے	اثر
جہانیان پئے رسوائی ہم اند تمام	خدا کند کہ نپرسد کسے ز حال کسے	ناصر علی
درشتی مکن اے نکوہیدہ راے	بہ نرمی کند قطرہ در سنگ جاے	حزین
ترا با چنین تندی و سرکشی	نہ پندارم از آبی یا آتشی	سعدی
مردی مگمان مبر کہ بزورست و پردلی	با خشم گر برآئی دانم کہ کاملی	لا اعلم
ظاہر و باطن اگر باشد یکے	نیست کس را در نجات او شکے	معنوی
یک حرف صوفیانہ بگویم اجازت ست	اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ و داوری	حافظ
تا توانی مکن در حق کس تقصیرے	بدمے یا درمے یا قدمے یا سخنے	لا اعلم
دست چون افتاد خالی ہمت عالی چہ سود	انچہ در دل داشتم در دست بودے کاشکے	صائب
عشق نے غالب نکما کر دیا	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	غالب
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہمکو بہار میں سوئے زندان لے گئے	ہوس

جو سر آج زینت دہِ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے تو ہے حقیر تر	ذرّے کو بھی نہ دیکھ اہانت کی آنکھ سے	ناصر
سیکھ تو واکو دیجئے جاکو سیکھ سہائے	سیکھ نہ دیجئے باندرا جو ہئے کا گھر جائے	لا اعلم
تاگا ٹوٹے پھر جڑ ملے اور پھول ٹوٹ کملائے	دل کا ٹوٹا نہ ملے آس پاس کو جائے	״
جیسا چت حرام میں ویسا ہر میں ہوئے	جا تلسی بیکنٹھ کو ہاتھ نہ پکڑے کوئی	تلسی
چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے	دو پاٹن کے بیچ میں ثابت گیا نہ کوئی	کبیر
پریت جو کیجئے بڑے سے تو بنت بنت بنجائے	ہستی کو نجن سر چڑھے ہے اور بن بن کے پھل کھائے	تلسی
دکھ میں ہر ہر سب بھجیں سکھ میں بھجے نہ کوئی	جو سکھ میں ہر کو بھجیں تو دکھ کاہیکو ہوئے	کبیر
تلسی آہ نہ لیجئے بری غریب کی آ ہے	موی بھیڈ کی کھال سے لوہا بھسم ہو جائے	تلسی
جو میں ایسا جانتی پیت کرے دکھ ہوئے	نگر ڈھنڈورا پھیرتی پیت نہ کریو کوئے	لا اعلم
اس تبکدہ میں کون ہے کافر ترے سوا	تو آپ ہی بت پرست بتِ بت تراش ہے	ذوق
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے	لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے	درد
جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے	یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کرو گے	سودا
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی	اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی	״
اقدر اوقات کی اپنی اگر انساں جانے	کنج خلوت کو وہ اقلیم سلیماں جانے	مصحفی
ہو نہ وابستہ کسی چیز کا یاں صاحب ہوش	رہے دنیا میں ولے آپ کو مہماں جانے	״
یہ آب زر لکھا ہے بوعلی نے	کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے	بوعلی
دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر سدا	از روئے غور گنج کو الٹو تو جنگ ہے	امانت
درد دل سے لوٹتا ہوں میر کس کو درد ہے	میں ہوں لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے	میر
مکر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے	سبھوں نے پوچھتا ہے اسکو کس نے مار ڈالا ہے	لا اعلم
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے	اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوئے	میر
بیاموزست کیمیائے سعادت	زہم صحبت بد جدائی جدائی	حافظ
جاہل ار باتو نماید ہمدمے	عاقبت زخمی زند از جاہلے	معنوی

سرمایۂ نجات بود توبۂ درست	باکشتئ شکستہ بدریا چہ می روی	صائب
زخاموشئ دہن غنچہ مشک بو گردد	خوشا لبیکہ بود مہر دار خاموشی	"
بہ عیب خود نیفتد دیدہ ہرگز عیب جویان را	بچشم بے بصیرت عیب فرزند است پندارے	"
بحرف اگرچہ توان یافت حال ہرکس را	لب خموشش بود ترجمان درویشی	"
درین درگاہ سعی ہیچ کس ضائع نمیگردد	بقدر آنچہ فرمان می بری فرمانروا گردی	"
حیف ست عمر صرف تماشا کند کسے	چون باز بے شکار نظر وا کند کسے	"
آنکہ مصرف میکنی پیدا برائے سیم و زر	کاش نقد رفت را ہم مصرفے پیدا کنی	"
غم بیحاصلی خویش نخوردی یکبار	چند در فکر زمین و غم حاصل باشی	"
ز آسمان و زمین شکوہ میکنی شب و روز	چہ دادہ بزمین ز آسمان چہ می خواہی	"
سبز زیر سنگ نتوان ست قامت راست کرد	چیست حال خضر یارب زیر بار زندگی	"
اگر دل برکنی زین چار دیوار	در خیبر ز جا افگندہ باشی	"
برات رزق تو بر آسمان نوشتہ خدائے	عبث توقع رزق از زمینیان داری	"
در آرند بنیا دروئیں ز پائے	جوانان بہ شمشیر و پیران برائے	سعدی
غرض نقشیست کز ما باز ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقاے	"
مجال سخن تا نہ بینی نبابی گوے	چو میدان نہ بینی نگہدار گوے	"
چو خواہد شدن عالم از ماتہی	گدائی بسے بہ ز شاہنشہی	"
گر بر صواب روز جزا مطلع شدی	درویشی اختیار کنی بر توانگری	"
اگر ژالہ ہر قطرہ آتش در شدی	ز خرمہرہ بازار او پر شدی	"
شکم بند دست ست و زنجیر پائے	شکم بندہ نادر پرستد خدائے	"
مشو تا توانی ز رحمت بری	کہ رحمت برندت چو رحمت بری	"
توقع مدار اے پسر گر کسے	کہ بے سعی ہرگز بجائے رسے	"
سعدی بہ لب دریا دردانہ کجا یابی	در کام نہنگان رو گر می طلبی کامی	"
بہ پرہیزم از روز عذر آوری	بہ پرہیزگاری کنم داوری	نظامی

زبرگ ریز خزان ایمن اند درویشان	بیک ہواست بہار و خزان درویشی	حافظ
ہشدار کہ گر وسوسۂ نفس کنی گوش	آدم صفت از روضۂ رضوان بدر آئی	"
ہرا دامستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی	اف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی	لا اعلم
جسکے پہلو میں ہو تم اُس کا نصیب اچھا ہے	میری دانست میں تم سے بھی عدو اچھا ہے	"
جسکے رخسار کو نیلا کرے بوسوں کا خیال	ایسے نازک سے نکالے کوئی ارماں کیسے	"
گستاخ بہ گلشن نتوان دیدہ کشودن	در بوے و گل و باد و صبا بلکہ تو باشی	"
عمر بگذشت و ندیدم بجہان دم سازی	باکسے غیر دل خویش نہ گفتم رازے	"
نہ ام آمدہ از پئے دل خوشی	مگر گز پے رنج و محنت کشی	"
میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول	پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے	"
بندگی کردن پسندیدست با آزادگی	سرو را حظ امان شد از خزان استادگی	ناصر علی
چون پر غالب شود بر آدمی	کم شود از مرد وصف مردمی	معنوی
جہد کن حدے نما تا وارہی	در تو از جہدش بمانی ابلہی	"
ہر کہ کارد گردد انبارش تہی	لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی	"
انعام تو عام ست چو نور خورشید	زان یافتہ انتظام احوال ہمہ	لا اعلم
تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ	سرت خالی ز سودائے پیالہ	"
تا شانہ صفت سر نہ نہی در تہ ارہ	ہرگز بہ سرے زلف نگارے نرسی	"
تا خاک ترا کوزہ نہ سازند کلالان	ہرگز بہ لب لعل نگارے نرسی	"
تا ہمچو حنا سودہ نگردی تہ سنگ	ہرگز بکف پاے نگارے نرسی	"
ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من	ولد الزنا کش آمدہ چو ستارۂ یمانی	"
کسے نیک بیند بہر دو سراے	کہ نیکی رساند بخلق خداے	"
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	"
ہر سرے را کہ خود برافرازی	تا توانی ز پا نیندازی	"
من ذرۂ حقیر تو خورشید انوری	لازم بہ آفتاب بود ذرہ پروری	"

عمرت دراز باد تو تا دور مشتری	من از تو برخورم تو از عمر برخوری	لا اعلم
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	"
آنکھیں تجکو ڈھونڈتی ہیں دل ترا گرویدہ ہے	جلوہ تیرا دیدہ ہے صورت تری نادیدہ ہے	"
من ہیچ و کم ہیچ ہسم بیارے	از ہیچ و کم ہیچ نہ آید کارے	"
لگائے ٹھٹھہ کھڑی ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدھر سے	"
کاغذ ہو تو بانچ تو کرم نہ بانچا جائے	تنکا ہو تو توڑ پریت نہ توڑا جائے	"
اگر ہر موے من گردد زبانے	ز تو رانم نہ ہر ایک داستانے	"
بنا وچارے جو کرے سو پاچھے پچھتائے	کام بگاڑے آپنو جگمیں ہوت ہنسائے	"
کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ برو فگند چون تو سلطانے	"
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بیگمان چشم گیرد بسے	"
دلربا دلکش نگاہ ناز سے	میرے دل کے داغ سارے دہلگئے	"
چہ خوش وقتے و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	"
تامل در آئینہ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	"
کالج میں پاس پاس کی آواز ہے	عہدوں سے آرہی ہے صدا دور دور کی	اکبر
ماں باپ کی ہوتی ہے خوشی سالگرہ سے	پر یہ خبر نہیں کہ گئی سال گرہ سے	لا اعلم
در پیش سفر اور مسافر ہیں غافل	آرام سے ہیں رخت سفر کھول کے بیٹھے	"
ہنر باید از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	"
خوشا سحرے کہ آہ منت کند اثرے	ز راہ وفاے بسوے منت گزرے	"
شیر نر بوسد بخدمت مرد قانع را قدم	پیر خاید بدندان پاے مردی ہر درے	"
آب گر در روغن جوشا کنی	دیگدان و دیگ را ویران کنی	مثنوی
ز پیری ریخت دندان وندادی تن بذکر حق	ببازی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی	غنی
فلک گر از تواضع خم نبودے	سرافراز ہمہ عالم نبودے	"
عزت شاہ گدا زیر زمین یکسان ست	میکند خاک برائے ہمہ کس جا خالی	"

نیابی حق بغیر از درد دل زین سبحہ گردانی	بہ از صد دانہ باشد دانہ اشکی اگر دانی	ناجی
بھڑکی سہی ادا سہی چین جبیں سہی	سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی	انشاء
وابستۂ غرور جہان گشتن ابلہی ست	عاقل کسے نیست مقید بہ ہیچ شئے	سافی
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	میر
تکیہ بر جائی بزرگان نتوان زد بگزاف	مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی	حافظ
حذر کن ز نادان بیہودہ گوے	چو دانا یکے گوے و پروردہ گوے	سعدی
اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے	نہ بُرّد رگے تا نخواہد خداے	،،
ناخواندہ برو بر در کس تا زگرانی	بارِ دل یک شہر چو سیلاب نباشی	کلیم
اندرون از طعام خالی دار	تا درو نور معرفت بینی	سعدی
بلندی نمودن در افگندگی	فراہم شدن در پراگندگی	نظامی
کہ بسیار ناید برِ اندکے	یکے بر صد آید نہ صد بر یکے	،،
کسے را کہ دولت کند یاوری	کہ آرد کہ با او کند ہمسری	،،
نہ بینم بہ بدخواہی اندر کسے	کہ من نیز بدخواہ دارم بسے	،،
در کف ہر کس اگر شمع بدے	اختلاف از گفت شان بیرون شدے	معنوی
فال بد رنجور گر داند ہمے	آدمی را کہ نبود ستش غمے	لااعلم
در اختلاف بزرگان کہ گفت اند مکن	بکن ہر انچہ بشاید ز ہر چہ بتوانی	سعدی
خود پرستان نظر بہ شخص کنند	پاک بینان بہ صنع یزدانی	لااعلم
رقص وقتے مسلم ست ترا	کاستین بر دو عالم افشانی	،،
توان از دانہ ہاے سبحہ دانست	کہ دلہا را بہ دلہا ہست راہے	،،
ز لوح روے کودک میتوان خواند	کہ بد یا نیک باشد در بزرگی	،،
زمانے شعر و شطرنج و حکایت	کہ خاطر را بود دفع ملالے	،،
در ہمہ حال نیک محضر باش	تا ہمہ وقت محترم باشی	،،
امروز اگر نکوہش من کرد پیش تو	فردا نکوہش تو کند پیش دیگرے	،،

چو مر بندهٔ را همی پروری	به هیبت برآرش کز و برخوری	لا اعلم
مکن ناله از بینوائی بسے	چو بینی ز خود بینوا تر کسے	"
هر که غم جهان خورد بر زحیات کے خورد	پس تو غم جهان مخور تا ز حیات برخوری	"
بر سایه بان حسن عمل اعتماد نیست	سعدی مگر به سایهٔ لطف خدا روی	"
دل ما تمام بردی رخ خود نمی نمائی	یکجا جوییم اے جان زکہ سمت پر کجائی	"
عشق در نازک دلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خوارہ را آرد بآتش خوارگی	"
بے پیر مرد تو در خرافیات	هر چند سکندر زمانی	"
عسرت میں دولت ہو تو افلاس نہیں ہے	کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہے	"
رفتی و کارها همه درهم گذاشتی	آشفتگی بر مردم عالم گذاشتی	"
پدر خویش باش اگر مردی	گرد نام پدر چه گردی	"
ادب تاجیست از لطف الهی	نبه بر سر برو هر جا که خواهی	"
خدا به حکمت به بندد درے	گشاید بفضل و کرم دیگرے	"
تو اے رعنا چو گل تا چند تا کے	خوری از جام گلگون لالہ گون مے	"
چو نرگس تا بکے ساغر پرستی	قدح در دست و سر در خواب مستی	"
گر ورد پڑھے کوئی یا نقش بھرا چاہے	اُستاد ہو سیفی کا یا اثر دعا چاہے	"
گر ہووے دل کامل یا غیر قضا چاہے	ہوتا ہے وہی لیکن جو کچھ کے خدا چاہے	"
سنکھ کے بن میں گھس کے رنیں دھس کے کر بھکشن کیجے	کہاں کھجور کو کان ہیں ڈالکے زہر کا پیالہ ہلاہل کیجے	"
بھوت پلیت کی سنگت بیٹھ کے سانپ کے منہ میں انگری دیجے	اتنے کام سبھی کرے پر مورکھ متر سے پریت نہ کیجے	"
گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے	انیس
ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے	لا اعلم
همت پیران گشاید کارهاے سخت را	رخنه در خارا کند تیر کمان صد منی	"
می شود خاموش از تر دامنی شمع حیات	دامن پاک ست فانوس چراغ زندگی	صائب
گرت خونابه گردد دل ز دست دوستان سعدی	نه شرط دوستی باشد که از دل بر زبان آری	سعدی

زخلق ارچه آزار بینم بسے	نخواهم که آزار وا زمن کسے	راسخ
از ناکسان وفا و مروت طمع مدار	از طبع دیو خاصیت آدمی مجوے	مخفی
کسے کرده بے آبروئی بسے	چه غم دارد از آبروی کسے	سعدی
زگفتن آشکارا می شود راز	نداند هیچ کس حال خموشی	صافی
عمر با صد ساله الفت بیوفائی کرد و رفت	از که دیگر در جهان چشم وفا دارد کسے	صائب
کاهش و افزائش این نشه با یکدیگر است	میخوری افیون ترا چندانکه افیون میخوری	لا اعلم
ابر مظلم تیره گرداند جهان را در دمے	یک ترش رو تلخ سازد عیش را بر عالمے	״
فیض ازل بزور زر ار آمدے بدست	آب خضر نصیبۀ اسکندر آمدے	حافظ
گرچه فرش خانۀ زاهد بظاهر بوریاست	نیست فارغ با طنش از خار خار سوزنی	مجید
آفتاب سیادت ازلی	گوهر کان لطف لم یزلی	لا اعلم
چه حاجت است بجام جهان نما صائب	اگر تو آئینۀ سینه بے غبار کنی	صائب
بروشند لانی برآور دمے	که یک مرد دانا به از عالمے	حزین
به بد گفتن خلق چون دم زدی	اگر راست گوئی سخن هم بدی	سعدی
چو با سفله گوئی بلطف و خوشی	فزون گردش کبر و گردن کشی	عارف
پرده پوشی پرده بر افعال خود پوشیدن است	عیب هر کس را کنی پوشیده ستار خودی	لا اعلم
درختے که پیوسته بارش خوری	تحمل کن آنگه که خارش خوری	سعدی
لطف حق ما را نز دنیای دنی دارد دریغ	ورنه دنیا را دریغ از ما نمیدارد کسے	لا اعلم
جز پشیمانی ندارد حاصلی عمر دراز	آه افسوسیست هر سطر کتاب زندگی	صائب
سبکباری نه آزادیست در کیش جوانمردی	توانی بار اگر از خاطری برداشت آزادی	حزین
نداری بر رضای حق نظر چون کوته اندیشان	جهان را جمله محکوم رضای خویش می خواهی	صائب
نشاطِ این جهان هر چند کمتر سیر حاصل تر	به طفلان بعد روز جمعه باشد آه و افسوسے	لا اعلم
یکدم خوش را هزاران آه حسرت در قفاست	خرج بیش از دخل باشد در دیار زندگی	״
چو دشنام گوئی دعا نشنوی	بجز کشتۀ خویشتن ندروی	سعدی

بر آرد ز دل خار را ہر کسے	خلعہ چون بدل کار دارد بسے	لا اعلم
چون عاقبت گذاشتنی ہم گزشتنی ست	صائب چہ التفات بہ دنیا کند کسے	صائب
جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد	زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی	حافظ
دل در جہان مبند کہ دوران روزگار	ہر روز بر سری نہد این تاج خسروی	لا اعلم
جہان را ندیدم وفادار ئیے	نخواہد کس از بے وفا یار ئیے	نظامی
اگر دل از خلائق کندہ باشی	بمنزل بار خود افگندہ باشی	صائب
چند اسباب اقامت جمع در عالم کنی	ریشہ تاکے در زمین عاریت محکم کنی	،،
جوانمردان نتابند از کسے روے	ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے	لا اعلم
کب وہ سنتا ہے کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری	غالب
نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے	پسینے پونچھئے اپنی جبیں سے	لا اعلم
پہلے تو زور و قوت طاقت بکار ہے	پھر بعد اس کے ہمت مردانہ چاہیئے	،،
ایسا کرنے سے بھی گر ہو نہ تسلی نہ سہی	امتحاں اور بھی باقی ہو یہ بھی نہ سہی	،،
شیر قالیں اور ہے اور شیر نیستاں اور ہے	شکل نامرد اور ہے اور مردمی داں اور ہے	،،
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوئے مردمی	میدان کارزار میں ٹھیرے تو مرد ہے	،،
گر بہ طاقت برسی مست نگردی مردی	ور بہ عشرت بروی ست نگردی مردی	،،
پئیں نہ آب بقا ہم شراب کے بدلے	شراب پیتے ہیں ہم بلکہ آب کے بدلے	،،
شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کہتا ہے سکو عالم	کہیں نشے میں کھلیں نہ جوہر ادھر ہمارے ادھر تمھارے	،،
وہ چاٹ دول کرے نہ مذمت شراب کی	واعظ کے منہ پہ مہر لگا دی کباب کی	،،
قاضی کے منہ پہ ماردی بوتل شراب کی	یہ عمر بھر میں ایک ہوئی ہے ثواب کی	،،
در ساختن کار کسان سعی نماے	کار تو شود ساختہ از لطف خدائے	،،
مکن در ملک سلطان ہرچہ خواہی	کہ شرکت بر نتابد بادشاہی	،،
مردمی کن بجائے دشمن و دوست	کز مروت زیان نہ کرد کسے	،،
آن را کہ ز روے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی	،،

کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموش مکن در ہیچ بابے	لاعلم
چو از کمانِ قضا و قدر رسد تیرے	یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے	"
کسے را کہ ایزد کند یاوری	کہ یارد کہ با وے کند داوری	"
طور پہ حضرت موسیٰ جو گرے غش کھا کر	جلوۂ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے	"
آدمی را قوت دست از دل ست	ہر کہ او را دل قوی بازو قوی	"
حزم آن باشد کہ ظن بد بری	تا گریزی و شوی از بد بری	"
اگر توقع بخشائش خدا داری	ز روے لطف و کرم بر شکستگان بخشائے	"
مشو ایمن از آن شخصے چو بسمل کردہ میخواہی	کہ مارِ نیمہ را بیدار کردہ شیر نوشانی	"
ز مکر زن مشو غافل کہ بر مرد	کند صد عشوہ بہر دلفریبے	"
نہ از برائے بہشت است بندگی ما را	کہ دوستی بود آنجا نہ کارِ مزدوری	"
اگرچہ در جہان صد یار داری	چہ شد آخر بیک کس کار داری	"
گر نباشد زندگی در بندگی	مردنت بہتر ازین بد زندگی	"
یک تن درین زمانہ بے داغ ماتمے نیست	کردیم سیر عالم از ماہ تا بماہی	"
رہا کن ستم را بیک بارگی	کہ کم عمری آرد ستمگارگی	"
جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد	پر طبیعت ادھر نہیں آتی	"
در رہِ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بسے	شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی	"
جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر	سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے	"
ذات معبود جاودانی ہے	باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے	"
پیری آئی عذار بے نور ہوئے	یارانِ شباب پاس سے دور ہوئے	"
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	"
حسن انسان میں آیا تو ادا بھی آئی	ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی	"
خدا کی راہ میں دے ورنہ مال غیر سمجھ	یہاں سے بھیج دیا جو وہ مال تیرا ہے	"
ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم	ز التفات بہ مہمان سرائے دہقانے	"

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا	اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما بسے	لاعلم
بت ظالم نہیں سنتا کسی کی	غریبوں کا خدا فریاد رس ہے	״
اے بتو تم کو اگر بندہ نوازی آتی	بخدا گھر میں تمھارے ہی خدائی آتی	״
کھب گئی دل میں یہ کس خنجر مژگاں کی ادا	دل تڑپتا ہے جدا ٹکڑے جگر ہوتا ہے	״
محفل سے تیری او بت ناآشنا چلے	آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے	״
شال زربفت مبارک تمھیں دولتمندو	ہم کو کمبل ہی میں دوشالے کا مزا ملتا ہے	״
چو از کمان قضا و قدر رسد تیرے	یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے	״
نہیں وہ گل نہ وہ سبزہ نہ وہ بہار چمن	نہ نغمہ سنج ہے بلبل نہ گل ہی خنداں ہے	״
آگے کیا اقرار تھا اب منہ بھی دکھلاتے نہیں	جائیے بس خوب الفت آزمائی ہو چکی	״
تاسف اب تو ناحق ہے عبث اظہار نادانی	چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	״
ایک ہم ہیں کہ محبت میں ہوئے بسکہ ذلیل	ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارماں ہونگے	״
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے	فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے	״
اس خوبیٔ جمال پہ غافل نہ کر غرور	یہ حسن یہ جمال امانت خدا کی ہے	״
رخ بھی نہیں ملاتے ہیں وہ آج کیا ہوا	کل تک تو مجھ پہ پھرتی ہر دم نگاہ تھی	״
اپنے قاتل کا بڑھانا جو صلہ منظور ہے	تحفہ اس کے واسطے شمشیر براں چاہیئے	״
آئی بہار باغ میں بلبل قفس میں ہے	صیاد بھی چھری لئے اپنی ہوس میں ہے	״
ہے جان کشاکش میں عجب راز نہاں ہے	کچھ زور نہ دل پر ہے نہ کہنے میں زباں ہے	״
مصیبت اپنی کسی کو سنا نہیں سکتے	گزر رہی ہے جو دل پر دکھا نہیں سکتے	״
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	״
صراحی قہقہہ بھرتی ہے مینا مسکراتا ہے	ہمارا یار جس دم جانب میخانہ آتا ہے	״
جوش شباب اب نہیں باقی ہے شیب میں	پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے	״
میں کہتا ہوں کچھ اور سمجھتے ہیں وہ کچھ اور	جو بات ہے دل کی وہ زباں پر نہیں آتی	״
سنوں کس کس کی میں یارب یقیں کس کس کا ہو مجھ کو	کہ قاصد کا بیاں کچھ ہے صبا کچھ اور کہتی ہے	״

اے فاختہ پرواز کنان بر سر سروی	درد دل مرغان گرفتار چہ دانی	لا اعلم
پری نے حور نے انساں نے کب یہ شکل پائی ہے	خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہے	״
ہم تو ملنے سے تمھارے ہو چکے تھے ناامید	شکر ہے اللہ نے صورت دکھائی آپ کی	״
روزے برسی بہ وصل حافظ	گر طاقت انتظار داری	حافظ
تو بدین جمال و خوبی سو طور گر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	لا اعلم
وحشت عیاں ہے خاک سے مجھ خاکسار کی	بھڑکے ہرن بھی سونگھ کے مٹی مزار کی	״
کچھ اعتبار نہیں قول و فعل کا ان کے	کبھی ہمارے ہوے اور کبھی پرائے ہوے	״
کہاں تک آنکھوں میں سرخی شراب خواری سے	سفید مو ہوے باز آ سیاہ کاری سے	״
آپ کی چشم عنایت ہو تو سب ہے ورنہ	مری خواہش مرا ارماں مری حسرت کیا ہے	״
باغ میں آج جو اس گل کی سواری آئی	شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی	״
عشق کامل ہے تو اتنا چاہیئے	ناگوارا سب گوارا چاہیئے	״
بلبلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز	ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی	״
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	״
عید کا دن ہے گلے سے آج تو مل جائیے	سال بھر کو دیکھئے میری تمنا دیکھئے	״
شکوہ نہیں ہے آپ جواب پوچھتے نہیں	وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہیں رہی	״
کسی کے منھ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہلائے ہوئے	״
نہ دنیا نہ دولت نہ گھر ہے نہ در ہے	نہ ہمت نہ جرأت نہ تیغ و تبر ہے	״
فتنہ انگیزی تری اے فتنہ قامت دیکھ لی	دیکھ لی او شور محشر یہ قیامت دیکھ لی	״
ہم پیار کریں تم کو تو تم غیروں کو چاہو	اللہ ترے گھر میں عدالت نہیں ہوتی	״
آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتیں	نفس مردود و شقی کے واسطے	״
خواب میں گال جو گورے یہ فرنگن دیکھے	کمپنی قتل ہو مژگاں کی جو پلٹن دیکھے	״
خوں کا مزہ شرابی کے چکھتی شراب ہے	محروم دانہ پانی سے رکھتی شراب ہے	״
اللہ نہ دے گردش ایام جدائی	کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی	״

اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے	شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے	لا اعلم
ہم معتقد دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	"
اڑاتا خاک سر پر جھومتا مستانہ آتا ہے	نہیں معلوم کس دھن میں ترا دیوانہ آتا ہے	"
سانس دیکھی تن بسمل میں جو آتے جاتے	اور چرکا دیا جلاد نے آتے جاتے	"
جاں مانگتے ہیں آپ حقیقت ہے اسکی کیا	یاں ہم ہیں جان دینے کو حاضر ابھی ابھی	"
تجربہ جس کو نہ ہوا ایسا ہی پچھتا تا ہے	سچ ہے یہ بات کہ کچھ کھو ہی کے ہاتھ آتا ہے	"
ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالعین	ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی	"
ظلم مردوں پہ کیا مشق خرام یار نے	ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکریں کھانے لگے	"
نہ جن کو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی	سو اُن کے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے	"
باسایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	"
تم ہو ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی	تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی	"
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے	تہ خاک ہم تو اکیلے رہے	"
باغیر خوری شراب تا چند	زین غصہ دلم کباب تا کے	"
عنقا، گوگرد سرخ پارس، اکسیر	یہ سب ملتا ہے دوست کم ملتا ہے	"
بتوں کے عشق میں اللہ کا جلوہ نظر آیا	حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے	"
جب قدم نازکی سے اس نے اٹھائے	میں پکارا خدا کمر کو بچائے	"
غیر از خدا یہ کس کی ہے طاقت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کی وہی دے وہی دلائے	"
زہرہ در رقص بصد ناز و طرب زین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	"
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری	"
شکر خدا کہ اب تو طبیعت بحال ہے	رنج فراق ہے نہ خیال وصال ہے	"
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی	ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی	"
خلقے ملامتم کنند و من برین کہ آہ	از دل چگونہ مہر تو بیروں کند کسے	"
دل تو تیرے ہی پاس رہتا ہے	پھر تو ناحق اداس رہتا ہے	"

شب آدینہ بھی آتا نہیں گور غریباں پر	ہنوز آگاہ نہیں وہ شمع و مسکیں نوازی سے	لااعلم
غرور زیر فلک چاہئے بشر کو نہیں	جنھیں عروج ہے چلتے ہیں سر جھکائے ہوئے	"
بگو اے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی	دل بلبل شکستی غنچہ را سربستہ آوردی	"
تاریک تھا دل تاب کسی دل کو نہیں تھی	پروانہ کہیں جلتا تھا اور شمع کہیں تھی	"
بطواف کعبہ بہ حرم رہم ندادند	تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی	"
دز دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے	قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے	"
یہ دختر رز حرام زادی مردار	مینا بازار کی ہے رہنے والی	"
آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے	نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے	"
کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی	"
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ اے یارم توئی	ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی	"
شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہیں	جا کر اے عمر جوانی کہیں تو آتی ہے	"
کہتے ہیں جاں نثار جہاں سے گزر گیا	کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے	"
رنگ بدلا ہے زمانے کی ہوا بدلی ہے	تو نے پوشاک جو اے ماہ لقا بدلی ہے	"
پھر کہاں یہ دوست ہونگے اور کہاں یہ بزم جم	آگئی پیری تو ترسنگے۔ جوانی کے لئے	"
عشق آیا قیامت آئی ہے	پارسائی پہ آفت آئی ہے	"
اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان میں ہے	کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے	"
کرے لطف سے جو خطا کی تلافی	ندامت زدہ کو ندامت ہے کافی	"
ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پُر زمے	طامات تا بچند و خرافات تا بکے	"
جوہر تو مجھ میں تھے ملکوتی صفات کے	انساں بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی	"
فرمائشیں حضور نہ اغیار پر کریں	موجود ہے یہ تابع ارشاد کے لئے	"
کیوں نام کفن سنکے لرزتا ہے انیسؔ	اک دن یہ قبا زیب بدن ہونی ہے	انیسؔ
نالہ پابند نے نہیں ہے	فریاد کی کوئی لے نہیں ہے	لااعلم
رندان میکدہ بڑے گستاخ ہیں زاہد	زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے	"

لگا کر دل بہت نا آشنا سے	محبت ہم پھر گئے اپنے خدا سے	لااعلم
موت مانگوں تو رہے آرزوے خواب مجھے	ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے	"
غالب ان سیمیں تنوں کے واسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے	غالب
ایک کا ایک ہے سرکوب کہ یہ دنیا ہے	ہے جو فرعون یہاں اسکے لئے موسیٰ ہے	لااعلم
تو جہاں بن ٹھن کے نکلا خلق دیوانی ہوئی	جامہ زیبی سے تری کس کس کی عریانی ہوئی	"
غم صیاد و بیم باغباں ہے	دو عملے ہیں ہمارا آشیاں ہے	"
قصد کعبہ کا خیال خام ہے	کچھ نہیں واں بھی خدا کا نام ہے	"
پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی	جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی	"
نہ تو دانہ ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے	کیوں سبے صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	"
انساں وہی مقبول خدا ہوتا ہے	جو مسلک خیر میں فنا ہوتا ہے	"
نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے	مر چکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	"
کبھی مذمت نہ ہوگی واعظ شراب گلگوں کی میکشوں سے	زباں سے اسکو برا کہیں کیا جبکہ ہم منہ لگا چکے ہیں	"
بگواے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی	دل بلبل شکستی غنچہ را سربستہ آوردی	"
جتنے دل والے ہیں رکھتے ہیں محبت دل میں	ہم وہ دل رکھتے ہیں جسمیں ہی محبت والے	"
جو پہنچے تربت عاشق پہ ناز کہتا ہے	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوئے	"
دولت بجز فساد کسی کو ملی نہیں	دیکھو کہ لفظ گنج بھی مقلوب جنگ ہے	"
ہم اُنمیں نہیں ہیں جو ہٹیں بات سے اپنی	ناصح کی نصیحت نہ سنی ہے نہ سنیں گے	"
یاران رفتگاں کو کیا روئیے مسرت	کیا تم روانہ سوے ملک عدم نہ ہوگے	"
بلی بھی جبکہ تنگ ہوتی ہے	کلہ گیر پلنگ ہوتی ہے	"
اٹھی ہے جھوم جھوم کے کہسار سے گھٹا	رندوں میں دھوم ہے در میخانہ وا ہوئے	"
جاتے ہیں تیرے کوچے سے ظالم خفا نہ ہو	ٹکڑے تو ڈھونڈھ لیں جگر پاش پاش کے	"
آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت	کز عین التفات برین بندہ بنگری	"
جفا نہ شیوۂ دین پروران بود حاشا	ہمہ کرامت و لطف ست شرع یزدانی	"

گر مرض ہو دوا کرے کوئی	مرنے والوں کو کیا کرے کوئی	لا اعلم
کون بیکس کا معاون ہے بجز ذات خدا	غیب سے اُس کی مدد اسکی کمک آتی ہے	"
لاکھ تدبیر کرے کوئی تو کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو منظور خُدا ہوتا ہے	"
ہائے اک جان پہ دنیا کی بلائیں جھیلیں	ہائے اک دل پہ زمانے کی مصیبت دیکھی	"
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے کہ فرزند نہیں ہے	"
نصیحت ہمین ست جان برادر	کہ اوقات ضائع مکن تا توانی	"
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے	اک آگ کے لگنے کی بہت گرم خبر ہے	"
دل لیکے ہمارا کہیں برباد کروگے	لو دل بھی دئے دیتے ہیں کیا یاد کروگے	"
جب اور پہ اس طرح کی بیداد کروگے	یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے	"
حجت ہے یہ رکھائی اور ناحق کج ادائی ہے	نہیں اس وہم بیجا کی زمانے میں دوائی ہے	"
یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے	"
خود بخود مجھ سے لگاوٹ ستم ایجاد کرے	اس قدر دل سے بھلاؤں کہ بہت یاد کرے	"
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے	"
اک روز کا رونا ہو تو رو کر صبر آئے	ہر روز کے رونے کو کہاں سے جگر آئے	"
جب سمجھے نہ تم رتبہ اکسیر جوانی	اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی	"
حباب دار یہاں زندگی ہے دم بھر میں	یہ دم رہے نہ رہے یہ مکاں رہے نہ رہے	"
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی	پاس ادب مجالس رنداں سے دور ہے	"
پیمبر ہیں نہیں عاشق ہوں جانی	رہے موسےٰ ہی سے یہ لن ترانی	"
کیا بتائیں غم کے ہاتھوں سے تمہیں	مرتے جیتے ہر گھڑی ہر دم رہے	"
دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے	شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے	"
ڈر ہے کہ کہیں نام نہ مٹ جائے یہ آخر	مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے	"
سختی سہی یا کڑی اٹھائی	افتاد تھی جو پڑی اٹھائی	"
تا بر سر شغل و کام باشی	میکوش کہ نیک نام باشی	"

گربۂ موت نے جو آ دابا	کچھ نہ سوجھا سوائے ٹیں ٹیں کے	لا اعلم
آپ نے خوب قدر دانی کی	اب بھی پوچھا تو مہربانی کی	"
وفور میکشی ہے اور پیالی پر پیالی ہے	مقدر اپنا اپنا ہے ہمارا جام خالی ہے	"
جی کسی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں	دل گواہی جس پہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی	"
زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا	کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے	"
سرمایۂ عمر تو ہمین یک کفن ست	این ہم بگمان ست بری یا نہ بری	"
چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	"
ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن	تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی	"
بغل میں ساقئ مہ رو شراب ہاتھ میں ہے	دماغ عرش پہ ہے آفتاب ہاتھ میں ہے	"
قلقل شیشۂ مے سے ترے میکش ساقی	سن رہے ہیں خبر راز نہاں واعظ کے	"
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری	"
اگر دشمن نسازد با تو اے دوست	تو می باید کہ با دشمن بسازی	"
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	"
رقیبوں سے خلوت میں ہوتے ہیں شورے	نیا کوئی طوفاں اٹھا چاہتا ہے	"
لے اڑی طرز فغاں بلبل ناداں ہم سے	گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے	"
یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے	وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے	"
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے	"
سجدہ بتوں کا مرد موحد سے ہو چکا	کچھ بت بھی توبہ توبہ کسی کے خدا ہوے	"
آزردہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل	ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے	"
تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو	رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے	"
تو نہ ہوتا تو نہ دنیا میں کوئی غم ہوتا	کیوں عدم سے تجھے ساتھ اے دل شیدا لائے	"
قسمت کی بیوفائی کو صیاد کیا کرے	سر پر پڑا پہاڑ تو فرہاد کیا کرے	"
بگیر دامن جمعیتے و کارے ساز	کہ ہیچ کار میسر نشد بہ تنہائی	"

ہر سرے را کہ خود برافرازی	تا توانی زپا نیندازی	لا اعلم
کز دست من گدا نیاید	ہمائی چون تو بادشاہے	〃
مردمی کن بجاے دشمن و دوست	کز مروت زیان نہ کرد کسے	〃
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	یہ دل ہی میرا ہے کہ جہاں تو سما سکے	〃
ہر دم از عمر مے رود نفسے	چون نگہ می کنی نماند بسے	〃
میکشی رات کو کی صبح کو توبہ کر لی	رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی	〃
نہ تو جنت کے ہیں قائل نہ جہنم کے مقر	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	〃
امیروں کی نگاہوں میں عجب تاثیر ہوتی ہے	نگاہ لطف سے دیکھیں تو خاک اکسیر ہوتی ہے	〃
یہاں جس سے تمنائے وفا کی	اُسی کی ہوگئی عادت جفا کی	〃
مصیبت کو مری تو اے ستم ایجاد کیا جانے	جو گزرے ہے صید کے دل پر اسے صیاد کیا جانے	〃
چشم الطاف سے کچھ اب تو اشارا ہو جائے	نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے	〃
کعبہ و بت خانے کا بننا بگڑنا دیکھئے	خانہ بربادی کسی کی ہو کسی کا گھر بنے	〃
تماشا مرے دل کے داغوں کا دیکھو	چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے	〃
لب بام اُس صنم کو دیکھکر موسیٰ یہ کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	〃
زخم بول اٹھتے ہیں پوچھو جو نشان قاتل کا	باتیں کرتے ہیں لب زخم سے مرنے والے	〃
منزل عیش نہیں ہے یہ سرائے فانی	رات کی رات ٹھہر جائیں ٹھہرنے والے	〃
اگر لوہا کبھی پارس سے چھو جائے	یہ ممکن ہے کہ پھر سونا نہ ہو جائے	〃
ہمیں یہ بات بچپن میں معلم نے سکھائی ہے	برائی میں بھلائی ہے بھلائی میں برائی ہے	〃
طبیعت آگئی ہے اس بت بے مہر پر صاحب	تصدق دل ہے صدقے جان ہے قربان ایمان ہے	〃
تھے شب وصل تو سبحان کے کھانے والے	آج کیا مرگئے گھڑیال بجانے والے	〃
مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے	کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لئے	〃
ہر آنکست کہ بہ آزار خلق فرماید	عدوے مملکت ست او بہ کشتنش فرمائے	〃
ناقدرداں کی نوکری ہے بری	کز نئے بھویا شکر نخوری	〃

لو میر آج مسجد جامع کے ہیں امام	داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز سے	میر
سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری	تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیئے	لا اعلم
یکے خود خوبرو بودی دگر آراستی خود را	بترا معلوم شد مارا کہ قصد جان ما داری	″
مال دیتا ہے خدا عقل خدا دیتا ہے	علم زیور ہے کہ دونوں کو جلا دیتا ہے	″
تاب نظر ہے شرط رخ یار کے لئے	چشم کلیم چاہیئے دیدار کے لئے	″
فردا شراب کوثر و حور از برائے ماست	امروز نیز دلبر مہ روے و جام مے	″
بہ نیم غمزہ جہان جملہ قتل عام کنی	نعوذ باللہ اگر غمزۂ تمام کنی	″
چو گل شگفتہ بصد آب و رنگ می آئی	ز شہر آئینہ یا از فرنگ می آئی	″
پر خون دل ست مارا صد پارہ از جدائی	با حاصلے کہ دیدیم این بود ز آشنائی	″
جوانی سے ضعیفی میں زیادہ جوش ہوتا ہے	بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے	″
الہی خیر کرنا عشق کی منزل پریشاں ہے	ادھر ہے اضطراب دل ادھر قاتل پریشاں ہے	″
کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی	یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی	″
جگر میں چٹکیاں لیتی ہے ہر طرز فغاں میری	کہاں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری	″
ہیں طور جدائی کے عیاں طرز رقم سے	بچھڑے ہوئے مضمون نکلتے ہیں قلم سے	″
ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے	مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے	″
افسوس کیا کہوں جو مرے دل کا حال ہے	ہر لحظہ ایک دن ہے مہینہ ہے سال ہے	″
ذبح کرتے ہیں مجھے اور یہ فرماتے ہیں	دم تہ تیغ جو مارا مرا مردہ دیکھے	″
فقیر مست ہوں نعمت مری حاضر ہے جو چاہے	کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے	″
آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	خاک اڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے	″
کیا ازل ہی میں مقدر تھا برا میرے خدا	مجھ کو پیدا جو کیا رنج اٹھانے کے لئے	″
ہو تحمل تو تحمل کی نہایت ہووے	کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے	″
صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری	کثرت دود سے سیاہ شعلۂ شمع خاوری	″
خدا پناہ میں رکھے تمہاری پلکوں سے	ستم کی فوج کھڑی ہے پرا جمائے ہوے	″

پہنائے جب اُس گل کو پھولوں کے ہار	نزاکت سے دہری کمر ہو گئی	لا اعلم
سرھانے میر کے آہستہ بولو	ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے	میر
دیدار می نمائی و پرہیز می کنی	بازار خویش و آتش ما تیز می کنی	لا اعلم
سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدم داری	سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری	"
اور ہوگا کوئی اس بت کی محبت کیلئے	ہم تو بس پیدا ہوئے رنج و کلفت کیلئے	"
لوگ کہتے ہیں دے دیا کیوں دل	چھین کر لے گیا دیا کس نے	"
اس کے در تک پہنچ گئے ہیں ہم	آگے تقدیر کی رسائی ہے	"
چین تجھ کو نہ ملے میرے ستانیوالے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے	"
میری راتیں رنج کی اندوہ کی	تیرے دن تفریح کے آرام کے	"
ذکر رقیب عاشق شیدا کے سامنے	اچھی نہیں یہ آپ کی تقریر دیکھئے	"
کچھ خبر بھی ہے تمہیں اپنے گرفتاروں کی	جان آنکھوں میں ہے اب عشق کے بیماروں کی	"
دعوے جو عشق کا ہے تو فریاد کس لئے	یہ آہ آہ اے دل ناشاد کس لئے	"
بہ قمارخانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم	چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم ریائی	"
اگر کچھ عشق صادق ہے تو تم کو لازم ہے	کہیں ایسا نہ ہو وہ گلبدن بدنام ہو جائے	"
ہزاروں بار قیامت گزر گئی ہم پر	مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے	"
بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا	خود ہم نے کیا شیشہ کو پتھر کے حوالے	"
دیکھنے دو مجھے بد ہیں جو برا دیکھتا ہے	میں برا ہوں کہ بھلا اس کو خدا دیکھتا ہے	"
اے نسیم سحری کہیو مرا عرض نیاز	گلشن یار میں گر ہووے رسائی تیری	"
کاٹ دے ہنس بول کے دن زیست کے	آدمی کو چاہئے بے غم رہے	"
حسینوں کی باتوں کا کیا اعتبار	اِدھر کی طبیعت اُدھر ہو گئی	"
داغ دل تازہ ہوا آہ دل ناشاد سے	ہو گیا روشن چراغ اپنا گزرباد سے	"
لگا ہے ٹھٹ کھڑی ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدھر سے	"
برا ہوتا ہے اپنی حد سے ہر شئی کا گزر جانا	بشر کو چاہئے انجام پر رکھے نظر پہلے	"

کیسا حجاب کس کی حیا اور کہاں کی شرم	پردہ سے ہاتھ۔ ہاتھ سے پردہ اٹھائیے	لا اعلم
ضائع نہ کیجئے سخن آبدار کو	یہ گوہر یگانہ سزاوار گوش ہے	〃
بزیر جامہ نہان کردۂ برہمن لیکن	بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی	〃
ہم معتقد دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	〃
دقتے بقہر گوئے کہ صد کوزۂ نبات	گہ گہ چنان بکار نباید کہ حنظلے	〃
بقومے کہ نیکی پسند د خدائے	دہد خسرو عادل و نیک رائے	〃
رعیت نوازی و سرلشکری	نہ کاریست بازیچہ و سرسری	〃
سرائے دنیا ہی کوچ کی جا ہر ایک کو خوف ہے عدم ہے	رہا سکندر یہاں نہ دارا نہ ہی فریدوں یہاں نہ جم ہے	〃
دست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے	جس ہاتھ میں یہ عیب نہیں دست غیب ہے	〃
ہے رشک ضعیفی جوانی ہماری	تلف ہوگئی زندگانی ہماری	〃
ہوتی ہے سخی کو شرم دوچند	سائل جو خجل ہو اس کے در سے	〃
جب شریفوں میں ہو حرام و زنا	کیوں نہ برسیں فلک سے انگارے	〃
عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے	کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہئے	〃
گر لا علاج ہے تو کلیجے کا داغ ہے	بدتر وہ قبر سے ہے جو گھر بے چراغ ہے	〃
جنون ز سر بنہ و دست عقل گیر و بیا	کزین بہانہ مسلم نۂ کہ شیدائی	〃
ہرچند سپر داری آر آہ دلم می ترس	کز سینۂ مجروحان ہر آہ بود تیرے	〃
رحم کر مجھ پر کبریا کے لئے	نہ ستا تو مجھے خدا کے لئے	〃
بری عورتوں کا نہیں اعتبار	ادھر کی طبیعت ادھر ہوگئی	〃
بھلا ہمدرد انساں کو کہیں ملتا ہے دنیا میں	جنھیں گھر بیٹھے ملجائے بڑا انکا نصیبا ہے	〃
کعبے کی ہے ہوس کبھی کوے بتاں کی ہے	مجھ کو خبر نہیں مری مٹی کہاں کی ہے	〃
پی بھی لے زاہد جوانی میں شراب	عمر بھر ترسے گا اس دن کے لئے	〃
اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے	بادشہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے	〃
تدبیر کیا کروں مری قسمت کی بات ہے	قسمت خراب ہو تو گلہ کس کے ساتھ ہے	〃

ہم غیر اور دونوں اک جا ہم نہ ہونگے	ہم ہونگے وہ نہ ہوگا وہ ہوگا ہم نہ ہونگے	لا اعلم
زہرہ در رقص بصد ناز و طرب بین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	"
طواف کعبہ میں اب بت ملا ہے	کرو سجدے عنایت ہے خدا کی	"
کم بخت جواں بیوی کو قسمت سے گلا ہے	بچے کی طرح گود میں شوہر جو پلا ہے	"
ہم تم ہیں جو ایک پہر جدائی کیسی	دل ہی نہ ملا تو آشنائی کیسی	"
مل گئی ثروت ہمیں یا کوئی نعمت مل گئی	آپ کیا آئے کہ لاکھوں ہی کی دولت مل گئی	"
شب فراق کی یارب سحر نہیں ہوتی	یہ کیسی رات ہے مر کر بسر نہیں ہوتی	"
دل آزردہ کہتا ہے نہ بولوں یار سے لیکن	جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آ ہی جاتی ہے	"
بوڑھے شوہر کی دیکھ ناکاری	کیوں نہ بیوی کرے زناکاری	"
کچھ سوچ سمجھ کر وہ گلا کاٹیں ہمارا	رگ رگ میں محبت ہے فقط دل میں نہیں ہے	"
تو خواہی آستین افشاں و خواہی امن اندر کش	مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی	"
نہ سدھ بدہ کی لی اور نہ منگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	"
کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیچاروں کی	پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی	"
قول سے پھرتے نہیں قول کے کرنے والے	جنگ سے ہٹتے نہیں جنگ میں مرنے والے	"
ہمنشیں جب مرے ایام بھلے آئیں گے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئیں گے	"
غم دادی و غمخواری نکردی	دلم بردی و دلداری نکردی	"
نہیں معلوم کیا نیرنگ گلشن میں کھلاتا ہے	کہ شبنم صبح تک روتی ہے غنچہ مسکراتا ہے	"
گر زمین را باسمان دوزی	نہ دہندت زیادہ از روزی	"
کرو نہ عشق طوائف کا کبریا کے لئے	بچاؤ جان و جوانی و زر خدا کے لئے	"
سانولی دیکھ کے صورت کسی متوالی کی	گو مسلماں ہوں پہ بول اٹھتا ہوں جے کالی کی	"
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	خصوصاً چلتی پرزہ بیسوا سے	"
آرزو یہ ہے کہ تیری راہ میں	ٹھوکریں کھاتا ہمارا سر چلے	"
بقول دشمن پیمان دوست بشکستی	ببین کہ باکہ بریدی و باکہ پیوستی	"

نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم	دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی	لا اعلم
مفلسی سب بہار کھوتی ہے	وضع ہر وضعدار کھوتی ہے	،،
زندگی ہجر میں کیا خاک بسر ہوتی ہے	غم کی جو رات ہے آنکھوں میں سحر ہوتی ہے	،،
نہ مر کر بھی بیداد ظالم نے دیکھا	تڑپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے	،،
درد و غم رنج و الم حزن و قلق	ہجر میں دوچار یہ ہمدم رہے	،،
تا داشت دلم طاقت بودم بہ شکیبائی	چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی	،،
سب میں ذلیل و رسوا ہم خوب ہو چکے ہیں	اب اور کیا کریں گی آزادیاں ہماری	،،
فکر ہے دوست کو احوال سناؤں کیونکر	ٹکڑے ہوتا ہے کلیجہ میرے افسانے سے	،،
اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب	شبے ز معدہ سنگے ۔ شب ز دلتنگے	سعدی
چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی	فزون گردش کبر و گردن کشی	،،
فرشتہ کہ وکیل ست بر خزائن باد	چہ غم خورد کہ بمیرد چراغ بیوہ زنے	،،
غمے کز پیش شادمانی بری	بہ از شادی کز پسش غم خوری	،،
اگر حنظل خوری از دست خوش خوے	بہ از شیرینی از دست ترش روے	،،
ز بخت روے ترش کردہ پیش یار عزیز	مرو کہ عیش برد نیز تلخ گردانی	،،
بحاجتے کہ روی تازہ روے و خندان رو	فرو نہ بندد کار گشادہ پیشانی	،،
مبر حاجت بہ نزدیک ترش روے	کہ از خوے بدش فرسودہ گردی	،،
اگر حاجت بری نزد کسے بر	کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی	،،
گربۂ مسکین اگر پر داشتے	تخم کنجشک از جہان بر داشتے	،،
آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے	نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے	لا اعلم
یکے کردہ بے آبروے بسے	چہ غم دارد از آبروے کسے	سعدی
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموے کشی	،،
چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	،،
سرمایۂ عمر تو ہمین یک نفس است	اینہم بگمان است بری یا نہ بری	لا اعلم

مہیا گرچہ سب سامانِ ملکی اور مالی تھے	سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے	لا اعلم
تو ناکردہ بر خلق بخشایشے	کجا بینی از دولت آسایشے	״
ہر دم از عمر میرود نفسے	چون ندیدم فرو نماند بسے	״
غم صیاد فکر باغباں ہے	دو عملے میں ہمارا آشیاں ہے	״
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یوں ہی سہی	آپ کی یوں ہی خوشی ہے مہرباں یوں ہی سہی	״
پیسہ ہی رنگ و روپ ہے پیسہ ہی مال ہے	پیسہ نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	״
مردی بود فتادہ را پاے زدن	گر دست فتادۂ بگیری مردی	״
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے	یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے	״
بت حرم میں بھی نہیں چین سے رہنے دیتے	روز پیغام چلے آتے ہیں بتخانے سے	״
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے	״
مکن در ملک سلطان ہر چہ خواہی	کہ شرکت بر نتابد بادشاہی	״
رقیب روسیہ پر گر پڑیگی ایک دن بجلی	ہماری آہ کا ہرگز نہ جائیگا اثر خالی	״
بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے	فغاں ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے	״
آپ ہیں اور اپنا کمرا ہے	نہیں معلوم دھیان کس کا ہے	״
رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں	ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے	״
فقیرانہ آئے صدا کر چلے	میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے	״
تلاش انکو ہے میرے رازداں کی	نئی ترکیب نکلی امتحاں کی	״
قدر الو کی الو جانتا ہے	ہما کو کب چغد پہچانتا ہے	״
مشتہر کی جو خبر یار نے گھر جانے کی	خوب تدبیر نکالی مرے مرجانے کی	״
سیر نیرنگ جہاں دیکھا کئے زندان عشق	شیعہ سنی ہوگئے ہندو مسلماں ہوگئے	״
جو کچھ دکھائے چرخ ستمگار دیکھئے	جو آگے آئے بس اُسے ناچار دیکھئے	״
ڈاہ سوتاپے کی یہ سچ ہے بری ہوتی ہے	قلب پر بیاہتا کے ایک چھری ہوتی ہے	״
چار دن کی دوستی کا ہے زمانے میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	״

چال ان کی دیکھ کر گویا بڑے مظلوم ہیں	سب سے پہلے عرصۂ محشر میں حاضر ہوگئے	لا اعلم
شکل امید بھلا کس کو نظر آتی ہے	صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے	،،
کاسہ گر بعد فنا کی میکشی کا شوق ہے	خاک سے میری کوئی ساغر بنایا چاہیے	،،
فاصلہ کوچۂ محبوب کا کیا پوچھتے ہو	جیسا مشتاق ہو نزدیک بھی ہے دور بھی ہے	،،
حمد اور پرستش کا سزاوار خدا ہے	ہم لوگ تو مجبور ہیں مختار خدا ہے	،،
گلستان میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے	،،
یاد وہ لطف جب کہ آتا ہے	سانپ چھاتی پہ لوٹ جاتا ہے	،،
غم کھاتا ہوں لیکن مری نیت نہیں بھرتی	کیا غم ہے مزہ دار طبیعت نہیں بھرتی	،،
دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں	ہم کو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی	،،
نہیں ساتھ غم ہیں کوئی گر مرے	تری ذات پر ہے سہارا مجھے	،،
شب وصل کا وقت ہے عنقریب	کہ دن کی تو اب دوپہر ڈھل گئی	،،
سخت آفت ہے سخت آفت ہے	مرنا اولاد کا قیامت ہے	،،
سفینہ جب کہ کنارہ سے آلگا غالب	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے	غالب
منہ پہ انکے آگئے گیسو جو بل کھاتے ہوئے	ہم نے دیکھے ماہ پر دو سانپ لہراتے ہوئے	لا اعلم
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	،،
بچپنا ہے نو ضدیں بھی ہیں نرالی انکی	اس پہ بگڑے ہیں کہ ہم زخم جگر دیکھیں گے	،،
اس طرف صبر و رضا اور ادھر ناز و ادا	معرکہ قہر کا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے	،،
پوچھو مسافروں کی نہ کچھ بود و باش کو	غربت کی چھاؤنی ہے جہاں وہ مقام ہے	،،
اے جوش جنوں تری بدولت	دنیا کا نہ آخرت کا غم ہے	،،
بظاہر لاکھ حسن عشق سے ہیں بھاگتے زاہد	پسند ان کو بھی لیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے	،،
ذرا بھی حسن جس معشوق کو ملتا ہے عالم میں	ادا، غمزہ، بچپن، شوخی، شرارت آہی جاتی ہے	،،
نہیں معلوم شب غم رہی کتنی باقی	آج کیا ٹوٹ گئے سارے گھڑی کے پرزے	،،
کبھی ہوتا ہے دشمن آپ اپنا جوہر ذاتی	گرفتار قفس بلبل نہ کیوں ہو خوش نوائی سے	،،

مدام سر پہ مصیبت پڑی نہیں رہتی	ہمیشہ یار کسی کی اڑی نہیں رہتی	لا اعلم
نظر کوئی اپنا تو آتا نہیں	جو موجود یاں ہے وہ بیگانہ ہے	"
دل بلبل چمن میں آج کن جھگڑوں میں اٹکا ہے	ادھر صیاد کی دہشت ادھر گلچیں کا کھٹکا ہے	"
ہم کو اس قید الم سے تو رہائی ہوتی	شب ہجراں کے عوض موت ہی آئی ہوتی	"
تہی دست جو ہو کچھ کیا کرے	نہیں اس کا قابو جئے یا مرے	"
وہ حسن وہ انداز وہ پھر بانکپن اس کا	چھل بل ہے قیامت کی تو نوٹ ہی غضب کی	"
سوا تیرے کسی سے اور الفت ہو تو کافر ہو	تمھیں پر جان جاتی ہے تمھیں پر دم نکلتا ہے	"
ہم تو اشارہ فہم ہیں اور زود فہم بھی	ملتے ہی آنکھ بات ترے دل کی پا گئے	"
دل کو وہ مول لیکر کہتے ہیں فکر کیا ہے	یہ چیز اپنی کر لی قیمت بھی مل رہے گی	"
برپا کریں گے حشر قیامت بھی ڈھائینگے	پر جیتے جی رقیب کے بس میں نہ آئینگے	"
کٹ جائینگے مرجائینگے پیچھے نہ ہٹیں گے	یہ سوچکے نکلے ہیں کہ میداں میں ڈٹیں گے	"
دوست صادق جانئے اسکو کہ جو	رنج و غم میں کام آئے دوست کے	"
ہوئیں مدتیں کہ نہیں خبر وہ کدھر ہیں اور ہیں ہم کدھر	نہ ہے نامہ بر نہ پیام بر نہ سلام ہے نہ پیام ہے	"
دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی	ہاں کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہیے	"
تری مشق ستمگاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	ہمارے دل کو بیماری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	"
اب بنائے سے نہیں بنتی ہے کچھ	پڑ گئی کیسی غضب میں جان ہائے	"
میں اگر عاصی ہوں وہ غفار ہے	حق تعالٰے کی بڑی سرکار ہے	"
اے دل ذرا تو ہوش میں آ وقت تنگ ہے	سامان کوچ کر کہ بڑی اب درنگ ہے	"
کیا شوخیاں ہیں ابلق لیل و نہار کی	جمتی نہیں ہے ران کسی شہسوار کی	"
شب ہجر یوں ہی بسر ہوگئی	تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی	"
پروں کو کھولدے ظالم جو ذبح کرتا ہے	کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی	"
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدا مسجد	کسی ویرانے میں بنالیں گے	"
گزری جوانی پیری بھی اب آشکار ہے	اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے	"

بیکار خفتگان لحد کو نہ جانیئے	جڑ آسماں کی کھود رہے ہیں پڑے پڑے	لا اعلم
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے	"
چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسدؔ	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی	اسد
ہاں مال غیر کف ہیں تصرف نہ چاہیئے	آپس میں دوستوں کو تکلف نہ چاہیئے	لا اعلم
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	"
کیا آپ بت بنے ہوئے بیٹھے ہیں بزم میں	کچھ بے تکلفی بھی تو صحبت میں چاہیئے	"
داغ فرقت ہے مرے دل میں جلن پڑتی ہے	جوش گریہ ہے کہ ساون کی بھرن پڑتی ہے	"
ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود	جبیں رہے نہ رہے آستاں رہے نہ رہے	"
یہ کس رشک مسیحا کا مکاں ہے	زمیں جس کی چہارم آسماں ہے	"
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے	"
جفاؤں سے ہم اُس بت کو پشیماں کرکے چھوڑیں گے		"
مسلماں ہیں تو کافر کو مسلماں کرکے چھوڑیں گے		"
دل عاشق کو جلاتے ہو غضب کرتے ہو	آگ کعبہ میں لگاؤ گے تو بدعت ہوگی	"
مرا احوال سنکر کس لئے یہ مہربانی ہے	ترے قرباں ارے ظالم یہ تیری ہی کہانی ہے	"
گر خون کا محضر بھی وہ لکھکر ہمیں دیویں	واللہ ارادہ ہے کہ ہم صاد کریں گے	"
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر	چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے	"
خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کے کاکل سے	نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے	"
جہان سوزی اگر در غمزہ آئی	شکر ریزی اگر در خندہ باشی	"
موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے	مرغوں میں چہچہے ہیں چمن میں بہار ہے	"
باعث وحشت ہوئی بے اعتنائی آپکی	تنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی	"
مجھے دیکھو کہ میں بھی آدمی ہوں	جوانی کیا تمہیں پر پھٹ پڑی ہے	"
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوائے مردمی	میدان کارزار میں ٹھہرے تو مرد ہے	"
نیم موے نقاب از چہرہ بردار	نمی آید خوشم این لن ترانی	"

محفل میں گدگداتی تھی شوخی نگاہ کی	شیشوں سے آرہی تھی صدا قاہ قاہ کی	لا اعلم
کیوں بتوں کو حسن بخشا تھا جو ہم بھولے تجھے		"
منصفی اے داور روز قیامت چاہیئے		"
من بدنام راکشتی بہ غمزہ	کرم کردی الٰہی زندہ باشی	"
مدت شادی و غم نیست برابر کہ بہار	گریۂ شمع شبے خندۂ صبح ست دمے	"
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے	سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے	"
واقف جو ہم نہیں ہیں اس بزم میں کسی سے		"
ہیں کیا غریب بیٹھے چپ چاپ اجنبی سے		
نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد	مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے	"
تم اپنے شکوہ کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو		
حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے		"
زمانہ ہم سے پھر جائے تو پھر جائے	تری آنکھوں کا پھر جانا ستم ہے	"
نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا	تڑپتے رہے نیمجاں کیسے کیسے	"
نہ تھے ہم بیش ازیں آگاہ حال عشقبازی سے	نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے	"
بالا ہے ترا حسن حسینان چگل سے	سب بزم ہے مشتاق نکل پردۂ دل سے	"
حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنیں نہیں	زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے	"
آئے نہ آئے رحم انہیں اختیار کیا	ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے	"
قمریاں عاشق ہیں تیری سرو بندہ ہے ترا	بلبلیں تجھ پر فدا ہیں گل ترا دیوانہ ہے	"
مے پیکے عید کیجئے گزرا مہ صیام	تسبیح رکھئے ساغر و مینا اٹھائیے	"
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے	آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے	"
یوں تو منہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سب کو	جب میں جاؤں کہ میرے بعد مرا دھیان رہے	"
خدا کا قہر بتوں کا عتاب رہتا ہے	اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب رہتا ہے	"
کہ بر خاطر بادشاہاں غمے	پریشان کند خاطر عالمے	"

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے — لا اعلم
کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا رہتا ہے انساں سے — ״

وقت را غنیمت دان آن قدر کہ بتوانی — حاصل از حیات اے جان یکدم ست گردانی — ״
جس بات کو نہ چاہے طبیعت وہ قہر ہے — مرنے کی جب خوشی ہو تو امرت بھی زہر ہے — ״
بہار آئی خزاں کے دن گزر گئے — پیاپے جام دے ساقی تو بھر کے — ״
مہربانی کے بھی دن آ ہی گئے — کیا ہوا گر کچھ دنوں برہم رہے — ״
مرا خواندی و خود بدام آمدی — نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی — ״
یہ ڈھنگ طور اُس بتِ رعنا کے ہو گئے — مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی — ״

جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ ستمگر اور ہے — ״
زخم ہے جس کا رگِ جاں میں وہ نشتر اور ہے — ״

رہتا ہے آدمی کا نشاں اس جہان میں — بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لئے — ״
اقرار جو کئے تھے کبھی ہم سے آپ نے — کہئے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے — ״
آدمی را قوت دست از دل ست — ہر کہ او را دل قوی بازو قوی — ״
درد سر ہو تو کچھ دوا کیجے — دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے — ״
ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے — او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے — ״
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لیکے پُرانے — اور سکہ رواں شہر میں مدت کا نیا ہے — ״
درد دل عشق کی خامی سے عیاں ہوتا ہے — ہیزم تر کو جلاؤ تو دھواں ہوتا ہے — ״
اگر توقع بخشایش خدا داری — ز روے لطف و کرم بر شکستگان بخشا — ״
خود جوانی ہے جوانی کا سنگار — سادگی زیور ہے اس سن کے لئے — ״
جب نہ جیتے جی مرے کام آئیگی — کیا یہ دنیا عاقبت بخشائے گی — ״
ہزار غم یہاں تاسف کی جا ہے — وہ سوتے ہیں پھرتے جو کل جا بجا تھے — ״
یہ ایک اور تازہ مصیبت ہوئی — کہ دعوت یہاں کی عداوت ہوئی — ״
بچکر نگہ شوق سے کترا کے چلے ہو — ہم خوب سمجھتے ہیں یہ انداز تمہارے — ״

آنکھ اُس صنم کی دیکھ کے رہ رہ گئے حسیں	گوروں کی چھاؤنی ہے کلیسا کے سامنے	لا اعلم
جا چکی تھی رسم الفت مٹ چکا تھا نام عشق	اب زمانے میں کچھ ان باتوں کا چرچا ہم سے ہے	״
یہ جگر لائے کہاں سے آدمی	ظلم اٹھائے اور خوش و خرم رہے	״
سچ تو یہ ہے کہ برا وقت نہ دکھلائے خدا	دوست پھر جاتے ہیں دشمن کی شکایت کیا ہے	״
جو دل پسند نہ ہو آگ اس سخن کو لگے	کلام وہ ہے جو خوش سارے انجمن کو لگے	״
تو نہ ہوگا تو ترا درد رہے گا دل میں	یہ تو ممکن نہیں پہلو مرا خالی رہ جائے	״
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	״
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا	بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے	ذوق
در ساختن کار کسان سعی نماے	کار تو شود ساختہ از لطف خدائے	لا اعلم
ابن مریم ہوا کرے کوئی	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی	״
خمیدہ کرتا ہے انسان کو گوہر شرافت کا	اصالت جسمیں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے	״
ہنگام نزع آپ جو رونق فزا ہوئے	رضواں پکارا اٹھا درِ فردوس وا ہوئے	״
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما	باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری	خسرو
لطف بوسے کا اٹھاتا ہے اگر	ناز بھی اُس کے اٹھانا چاہیئے	لا اعلم
بفرقش گل کند گر سایہ بانی	قدش خم گردد از بار گرانی	״
جام جم رکھ دے طاق کسرےٰ پر	میرا چلو شراب سے بھر دے	״
کوئی خالی نہیں دنیا کی مذمت سے کتاب	کچھ تو سمجھے ہوے تھے اگلے زمانے والے	״
بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی	بملک دلبری پایندہ باشی	״
گر تم نہیں تو اور بت مہ جبیں سہی	ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہیں سہی	״
خوبرو جتنے ہیں دل لیتی ہے سب کی شوخی	ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی	״
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے	بجائے شیر مارا زہر دادے	״
بڑی تکلیف تیرے ہجر میں او بے وفا پائی	خدا شاہد ہے ہم نے دل لگانے کی سزا پائی	״
شعا بد سے مکائد سے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	״

زندگی ہے تو خزاں کے بھی نکل جائینگے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آئیگی	لا اعلم
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے	″
لطف شراب خواری کو ہرگز نہ چھوڑیے	سو بار توبہ کیجئے سو بار توڑیئے	″
گزرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے	جو ہو بیدرد وہ دردِ دل بیمار کیا جانے	″
دلا تجھ کو شکوہ ہے ناحق بتوں سے	دغا ان کو کرنیکی عادت پڑی ہے	″
جائے عبرت سرائے فانی ہے	مورد مرگ نوجوانی ہے	″
ہر ایک بات پہ کہتے تم کہ تو کیا ہے	تمھیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے	″
سیہ گلیم ہوں لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	″
ستمگر۔ بیوفا۔ بیدرد۔ دشمن۔ فتنہ گر۔ ظالم	تری سیرت تو دیکھیں حسن صورت دیکھنے والے	″
کیسا ستم فلک مجھے تونے دکھایا ہے	سر سے پدر کے سایہ کو تونے اٹھایا ہے	″
نہ دل بس میں نہ قابو میں جگر ہے	ہمارا حال اب نوع دگر ہے	″
حق تعالے تجھے تا حشر سلامت رکھے	اے مرے خانۂ ویراں کے بسانیوالے	″
اگرچہ پیش خردمند خامشی ادبست	بوقت مصلحت آن بہ کہ در سخن کوشی	″
واہ ری جذب محبت کی کشش	باتیں کرتے کرتے دو دل ملگئے	″
شرح این آتش جانسوز نہ گفتن تا کے	سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے	″
لاکھ سمجھائے کسی کو کوئی کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی انسان جو کچھ کھوتا ہے	″
کیا خداداد حسن پایا ہے	آپ اللہ نے بنایا ہے	″
عشق بازی ہنسی نہیں ہوتی	دل لگی دل لگی نہیں ہوتی	″
ستم سہتے ہیں بیجاں کیسے کیسے	وہ لیتے ہیں روز امتحاں کیسے کیسے	″
سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہیں خوب	اس بلا میں جو پھنسا شامت انساں آئی	″
وصال یار سے دونا ہوا رنج	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی	″
خدنگ ناز سے اوروں کو کیجئے گھائل	بغل میں ہے مرا زخم جگر بجائے ہوئے	″
عجب رسائی ہے قسمت میں اے حنا تیری	چمن جو چھوٹ گیا دست نازنیں میں رہی	″

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم الفت بخش دو	لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے	لاعلم
مجھے تو نالہ و فریاد کی عادت ہے طفلی سے	سکھائی ہے فغاں مکتب میں دیوان فغانی نے	,,
زمانے کی چالیں کوئی ہم سے پوچھے	کہ دیکھے ہوئے ہیں ہم آنکھیں کسی کی	,,
فکر معاش و عشق بتاں یاد رفتگاں	دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے	,,
امتحاں خوب جفا کا بھی وفا کا بھی ہوا	تم ہمیں جان گئے ہم تمہیں پہچان گئے	,,
سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے	نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے	,,
پوچھ مت راہ وفا اس نگہ پرفن سے	رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے	,,
شکوے تو ہیں ہزاروں گر تیرے روبرو	ہے مہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی	,,
نہ ہوگی کبھی ان کے دل تک رسائی	جہاں ہم نہ پہنچیں وہ منزل یہی ہے	,,
خدائی کارخانوں کے کوئی اسرار کیا جانے	یہاں پر پردہ کے پیچھے تماشا اور ہوتا ہے	,,
اس کو مسجد ہے تم کو بت خانہ	صاجو اپنی اپنی قسمت ہے	,,
کھڑے ہیں دیر سے ہم عرض مدعا کیلئے	نگاہ لطف ادھر بھی ذرا خدا کے لئے	,,
ظاہرا صوفی بنا باطن سیاہ	فوق تیری پارسائی دیکھ لی	فوق
لیکن یہ کسی کام کی تقریر نہ ہوگی	جب تک نہ عمل ہو کوئی تاثیر نہ ہوگی	لاعلم
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے	بے نیازی تری عادت ہی سہی	,,
ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے نہیں	محروم ہے سوال ہمارا جواب سے	,,
کام آسان نہیں عشق میں جلنا مرنا	سوز الفت کا مزہ پوچھئے پروانے سے	,,
زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند	حق را بسجودے و نبی را بدرودے	,,
جہاں گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے	سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے	,,
خواہش کا نام عشق نمائش کا نام حسن	اہل ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی	,,
نہ گل رہیں گے چمن میں نہ گل ہیں بو باقی	یہ سب مٹیں گے تجھی پر رہے گا تو باقی	,,
وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوئے	یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے	,,
جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری	جس کا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے	,,

دشمن آتا ہے تو آنے دو سنبھل جائیں گے	ہم نہیں وہ کہ جو میدان سے ٹل جائیں گے	لا اعلم
ملے گئے مدینے گئے کربلا گئے	جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آ گئے	"
اک گھونٹ چڑھا جاؤ پھر دیکھو بہار اسکی	کیا رنگ بدلاتی ہے کیا ناچ نچاتی ہے	"
قابل رحم ہے اس شخص کی رسوائی بھی	پردے پردے ہی ہیں کمبخت جو رسوا ہو جائے	"
مثلے یاد دارم از یارے	کار ہر مرد و مرد ہر کارے	"
دیا ہے نطق خدا نے ہمیں بیاں کے لئے	زباں سخن کیلئے ہے سخن زبان کے لئے	"
تعریف کیا ہو اُس کے رخ بے نقاب کی	خوشبو جو گل کی ہے تو چمک آفتاب کی	"
غم جوانی میں بال سر کے پہن کے بیٹھے ہیں کالے کپڑے		"
اگر نہیں یہ لباس ماتم تو اور رنگت خضاب کیا ہے		"
حال عدم نہ کچھ کھلا گزرے ہی رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بری بھلی	"
ہے لطف حسینوں کی دو رنگی کا امانت	دو چار گلابی ہیں تو دو چار بسنتی	امانت
فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب	بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے	لا اعلم
آمد آمد اُنکی ہے پر آج تک آتے نہیں	غلغلے مدت سے سنتے ہیں مبارکباد کے	"
آن را کہ زروے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی	"
کوئی میری حالت کو کیا جانتا ہے	گزرتی ہے جو کچھ خدا جانتا ہے	"
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	"
یاد خدا و خدمت سلطان نقیض نیست	دل را بحق بہ بند و زبان را بچاکری	"
شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں	عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے	"
خدا کرے کہ مرا مجھ سے مہرباں نہ پھرے	جہاں پھرے تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے	"
لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں	کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی	"
برادر کی یہی ہے نیک بختی	رہے پیش برادر وقت سختی	"
جو شاخ پر سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں نہ خاک گلے میں کفنی ہے	"
نہ تو دانا ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے	کیوں جی صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	"

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا	مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے	لا اعلم
جو ہووے مرغِ دل دانا نہ آئے دام گیسو میں	غرض جو بات ان کی ہے وہ گویا جعل سازی ہے	″
بشر کو صبر نہیں ورنہ یہ مثل سچ ہے	کہ جیب کی داد غفور الرحیم دیتا ہے	″
یا مرے مولا مری حاجت روائی کیجئے	یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے	″
فتادہ کار من یارب بدست طرفہ جلادے	کہ خونم خورد و جانم بردنے دادے نہ فریادے	″
ہوتی کہاں بھلائی برائی کے ساتھ ہے	کچھ نام نیک ہے تو بھلائی کے ساتھ ہے	″
اک جان حزیں تا بکجا رنج اٹھائے	راحت اب اسی میں ہے کہ جلدی اجل آئے	″
شراب عیش کبھی ہم نے پی تھی اے مخمور	اُسی کے نشہ کا اب تک خمار باقی ہے	″
ایک آفت ہو تو اس کا ہی میں رونا روؤں	چرکے کھائے ہیں ہزاروں ہی جگر نے میرے	″
عشق آفات آسمانی ہے	برسوں لوگوں نے خاک چھانی ہے	″
کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	″
باقی نہ دل میں کوئی بھی یارب ہوس رہے	چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس رہے	″
نسیم صبح کہ مستانہ وار می گزری	ندانمت زکدامی دیار می گزری	″
یہ مان لو کہ یاد تمھاری نہ جائے گی	جب تک ہماری جان ہمارے بدن میں ہے	″
زصاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیماں شوی	″
نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کی بیشئے	عصا ہے پیر کو اور سیف ہی جواں کے لئے	″
روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ	سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے	″
سچ یہ کسی سائیں کی صدا تھی	سکھ سمپت کا ہر کوئی ساتھی	″
دعا کرتے ہیں مقبولان درگاہ خدا جس دم	قبولیت فلک سے بہر استقبال آتی ہے	″
ہمارے حال سے خود عرض حال ہوتا ہے	فقیر آپ ہی صورت سوال ہوتا ہے	″
چھوڑ کر کعبہ چلا ہے دیر کو	عقل پر عاشق کی کیا پتھر پڑے	″

پلا مے آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری	خدا کی گر نہیں چوری تو پھر بندے کی کیا چوری	لا اعلم
مجلس وعظ میں نہ جائیں گے	رہنے والے شراب خانے کے	”
نزدیک شاخ گل کے بلبل سمجھ کے جانا	پھندے لگا رہا ہے صیاد چپکے چپکے	”
دمبدم دل کو بے قراری ہے	آہ و فریاد و اشکباری ہے	”
خط نہ آئے نہ سہی پیک ہی آئے کوئی	منتظر ہوں خبر یار سنائے کوئی	”
شکوہ نہ یار کا نہ شکایت رقیب سے	جو کچھ ہوا خدا سے ہوا یا نصیب سے	”
یاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغہ حشر	آسودگی لفظے ست یہاں ہو نہ وہاں ہے	”
کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموشش مکن در ہیچ بابے	”
دیکھے سے اڑیں ہوش نہ کیوں اہل حسد کے	آنکھیں تو ہیں آہو کی پہ تیور ہیں اسد کے	”
عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی	منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدھا ہے	”
سنبھالیں دل کو کیونکر کیا کریں ہم	بڑی مشکل میں جاں اپنی پڑی ہے	”
ہائے اب کیا کہکے سمجھائیں دل بے تاب کو	اُن سے ہم کہتے رہے کہہ جاؤ کچھ جاتے ہوئے	”
منظور ہے گزارش احوال واقعی	اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے	”
طالب صبر ہیں گو مورد بیداد رہے	جو ستائے ہیں آباد رہے شاد رہے	”
مجھ بلانوش کو تل چھٹ بھی ہے کافی ساقی	بھر دے چلو میں جو ہو شیشہ میں باقی ساقی	”
آگ جس دل میں ہو خود شعلہ فشاں ہوتی ہے	برق با دل میں چھپانے سے نہاں ہوتی ہے	”
بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دل ہوشمندان بسے	”
چو از چنگال گرگم در ربودی	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی	”
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	”
اس بندہ نوازی پہ جھکا اب سر تسلیم	مرضی وہی عاشق کی ہے جو تیری رضا ہے	”
حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ	دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے	حافظ
دل دکھوں کو نہ ستا اسمیں ہے زک اوظالم	ان کی وہ آہ ہے جو عرش ہلا آتی ہے	لا اعلم
خدا ترا بت ناداں دراز سن تو کرے	ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے	”

ارض و سماں کہاں تری وسعت کو پا سکے	یہ دل ہے میرا ہی کہ جہاں تو سما سکے	لا اعلم
گراو یارست خوش امین نشستی	وگر کج باختت از کمرش برستی	،،
پھولے گل رخسار ابھرنے لگے جوبن	آمد ہوئی سرو قد جاناں میں ثمر کی	،،
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو وہ مسیح الزماں ہوئے	،،
جب سمجھے نہ تم رتبۂ اکسیر جوانی	اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی	،،
باتیں نہ پوچھیئے دل خانہ خراب کی	مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی	،،
پیری میں کس مزے کو جوانی کے روئیے	سو داغ دے گئے ہیں دو دن بہار کے	،،
لحد میں دوش اعزہ پہ ہو کے بار آئے	عدم میں غل ہے کہ پیدل گئے سوار آئے	،،
رکھے محفوظ خدا عشق کی بیماری سے	موت بہتر ہے کہیں دل کی گرفتاری سے	،،
اور کچھ بڑھ کر نہیں اس بات سے	تو رہے سچا جو اپنی ذات سے	،،
غیر بھڑکائیں جو انکو تو عجب کیا مونس	آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانے والے	،،
دشمنی لاکھ کرے کوئی بھی کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	،،
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے	اب آگ کے گلنے کی بہت گرم خبر ہے	،،
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو	اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیئے	،،
وہ ہنستے آئے یہاں سے ہیں رلا کے چلے	نہ بیٹھے آپ مگر درد دل اٹھا کے چلے	،،
جب حسن ہے تو عشق کا ہونا ضرور ہے	آنکھوں کی کچھ خطا ہے نہ دل کا قصور ہے	،،
نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے	مر چکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	،،
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے	سر چڑھتا ہے موت آئی ہے دیوانہ ہوا ہے	،،
شاعر شدن از بہر فلاکت کم بود	اے خانہ خراب با زر مال شدی	،،
السلام اے بعد ما آیندگان رفتنی	ہر شما خوش باد نا خوشہائے دنیائے دنی	،،
پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا	ہمیشہ اپنی آہوں کا دھواں ہے	،،
بیجا نہیں حسینوں کی ہے لن ترانیاں	اے غافلو یہ حسن خدا کی امانت ہے	،،
دانتوں نے بھی جواب دیا شیب میں حکیم	دیکھو یہ بچپنے کے رفیقوں کا حال ہے	،،

گزرستہ معنوی واقف نبوی	لفظ بگزاری سو معنے روی	لا اعلم
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	〃
بات ہے جس قدر بڑھاؤ بڑھے	طول بھی ہے یہ مختصر بھی ہے	〃
بدلا خزاں کا رنگ یہ فصل بہار ہے	جو زرد زرد پتے تھے اب ہیں ہرے ہرے	〃
توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا	آسماں سے بادۂ گلفام اگر برسا کرے	〃
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے	〃
وہ چیز جس کے لئے ہو ہیں بہشت عزیز	سوائے بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے	〃
پاؤں پڑکر بھی نہ ہووے گی رہائی تیری	میرے ہاتھ آئی ہے کس دن یہ کلائی تیری	〃
بھلے کو وہ برا سمجھے بُرے کو وہ بھلا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی وہ سمجھے تو کیا سمجھے	〃
زمانے نے کیا کیا ستایا ہے ہم کو	مگر اف بھی اپنی زباں سے نہ نکلی	〃
او روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سے	بجلی کو لاگ ہوتی ہے رنگ سیاہ سے	〃
ابر رحمت سنتے ہیں نام آپ کا	خاکساروں پر کرم فرمائیے	〃
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جبتلک خوں ہے	〃
کام رکنے کا نہیں اے دل ناداں کوئی	خود بخود غیب سے ہو جائیگا ساماں کوئی	〃
محال ست اگر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	〃
دیکھنا محفل رنداں میں نہ آنا اے شیخ	یہ وہ محفل ہے کہ عمامہ اچھل جاتا ہے	〃
گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے	الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے	〃
نہ لایق بود عیش با دلبرے	کہ ہر بامداش بود شوہرے	〃
گاہ باشد کہ از مدبر کار	بر نیاید درست تدبیرے	〃
اگر حنظل خوری از دست خوشخوے	بہ از شیرینی از دست ترشروے	〃
از ملائک بہرہ داری وز بہائم نیز ہم	بگزر از خط بہائم کز ملائک بگزری	〃
در دیدہ فگندی ہمن از ناز نگاہے	قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے	〃
ازل میں شرح لکھ کر میرے غم کی	بری حالت ہوئی لوح و قلم کی	〃

داد خواہوں میں مرا ساتھ نہ دیگا کوئی	کہ جھجکتے ہیں ابھی سے یہ برابر والے	لا اعلم
ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے	امتحاں ہیں ایک مشت خاک کے	"
تا دم حشر محبت میں دعائیں دونگا	واہ کیا شئے ہے سلامت رہے قسمت میری	"
ہائے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے	دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے	"
حضرت دل نہیں قرار تمہیں	چھوڑو پہلو کو اور گھر دیکھو	"
الٰہی کچھ نہ کچھ آرام دل کو مل ہی جائیگا	بدل دے صبح محشر کو مری شام جدائی سے	"
دل کی سوزش ہوتے ہوتے ہوگی کم	آبلہ کیا بلبلا پانی کا ہے	"
بندہ ام گر بلطف می خوانی	چاکرم گر بقہر میرانی	
یقین می دان کہ شیران شکاری	درین راہ خواستند از موریاری	
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری	"
بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے	"
حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں	نام رہ جاتا ہے رہتا نہیں انساں باقی	"
حال عدم کھلا نہ کچھ گزری ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی	"
باش بد خود ستمگار و لیکن نچنان	کہ گماں ہے زد گر باشد وار نارنجی	"
دگر مرا بہ چہ تقصیر متہم کردی	چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی	"
اے عہد با تو اگر کار نبودے	کار دل ما این ہمہ دشوار نبودے	"
بیا کہ بے تو بجان آمدم ز تنہائی	بیا کہ نیست مرا بیش ازین شکیبائی	"
قلم کئیے محرم و قاصد کجا درد سخن دارد	چرا احوال ما تو از زبان خود نمی پرسد	"
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے	مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	"
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	"
زندگی میں تو وہ محفل سے اٹھا دیتے تھے	دیکھوں اب مرگئے پر کون اٹھاتا ہے ہمیں	ناسب
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار	یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے	"
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی	"

چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی	سایل ہوئے تو عاشق اہل کرم ہوئے	اسدؔ
بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر وقت نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	غالب
بے طلب دیں تو مزہ اسمیں سوا ملتا ہے	وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے	"
اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے	"
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن	دل کے خوش کرنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے	"
یکے کردہ بے آبروئی بسے	چہ غم دارد از آبروے گسے	سعدی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان ست بورانی	لا اعلم
باز آئی و در سوز و گدازم بینی	بیداری شبہاے درازم بینی	"
بڑھتی جب دل کی بیقراری ہے	ہوتی حالت غشی کی طاری ہے	"
بڑھے ہیں لاکھ میرے جرم یارب	تری رحمت بہت یارب بڑی ہے	"
غصہ نہ کھا کہ تیرے ہی حق میں ہے کچھ ضرر	ہوگا شکم میں درد غذائے ثقیل سے	"
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب	آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی	"
گرچہ دوریم بیادِ تو قدح می نوشیم	بعد منزل نبود در سفر روحانی	"
کبھی تو خاطر غسال و گورکن اے مرگ	غریب دیر سے ہیں آسرا لگائے ہوئے	"
تدبیر ہم نے کردی جیسی کہ چاہیئے تھی	سمجھو اگر تو اچھا ورنہ تمھاری مرضی	"
متاع وصل جانان بس گران ست	گر این سودا بجان بودے چہ بودے	"
چو تیر انداختی بر روے دشمن	حذر کن کاندر آماجش نشستی	"
تنگدستی اگر نہ ہو سالکؔ	تندرستی ہزار نعمت ہے	سالک
اپنی ہستی حباب کی سی ہے	یہ نمایش سراب کی سی ہے	لا اعلم
دو چیز مفت حلالت و ہم بشرع درست	سرود خانۂ ہمسایہ و حسن رہگذرے	"
متاع گرانمایہ دارم بسے	نیارم بروں تا نخواہد کسے	"
ہزار شکر بیاں تک نصیب خدا لایا	مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئی	"
بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الہٰی توبہ	سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت میری	"

جو کہہ گزرے وہ کہہ گزرے جو کر گزرے وہ کر گزرے	ترے کہنے میں واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے	لا اعلم
کیں عمر بھر خطائیں کیا عذر پیش لائیں	بخشے کہ دے سزا انہیں رحمان تو کرہے	،،
آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر میں رہے	دُر وہ غلطاں ہی نہیں دوران نہ گر میں رہے	،،
عشق موقوف نہیں اچھی بری صورت پر	نہیں معلوم وہ کیا شئے ہے جو لبھا جاتی ہے	،،
اب ہمارے بخت نے پایا عروج	اس کی پستی تھی بلندی کے لئے	،،
پیتے ہیں اب جناب مشیخت مآب بھی	پانی کے مول بکنے لگی ہے شراب بھی	،،
شب غم مر گیا موذن کیا	آج بانگ اذاں نہیں آتی	،،
مے پیتا ہوں اور کہتا ہوں ناصح سے برملا	پھر ایسی خطا قبلۂ حاجات نہ ہوگی	،،
مسند و قبچہ ارگن کا ہے یا خانۂ صیاد	ہر مرغ قفس ہانک نئی بول رہا ہے	،،
نعمت حق کی جس نے قدر نہ کی	لات ماری بہشت کو اس نے	،،
غم دوری سے دل جلتا ہے اشک آنکھوں سے جاری ہے	خبر لے اے مسیحا جاں لبوں پر اب ہماری ہے	،،
مژدہ اے شوق کہ کچھ خوش خبری آتی ہے	جھومتی آج نسیم سحری آتی ہے	،،
باہم اگر رہیں گے زن و شو ملاپ سے	ایام نیک آئیں گے اس گھر میں آپ سے	،،
حسرت ہے کہ جو شخص پئے وصل ہو مشتاق	دے نامہ بر آکر اُسے پیغام جُدائی	،،
خم کے خم پی گئے ہیں یہ حضرت	پیٹ ہے یا پکھال چمڑے کی	،،
دنیا میں آبرو سے گزر جائے کوئی دن	سب کچھ رہا بشر کی اگر بات رہ گئی	،،
آپ نے میرے ستانے کے لئے	کون سی بات اٹھا رکھی ہے	،،
دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے	شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے	،،
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے	،،
دیکھا ہے یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت	سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے	،،
ناامیدی مٹائے جاتی ہے	شوق نقشہ جمائے جاتا ہے	،،

عزت کی بھی دیکھ لیں دنیا میں بہاریں	اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے	لا اعلم
ریاض دہر میں یوں تو ہیں رنگ رنگ کے پھول	وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی	"
محفل سے اُنکی اٹھکے کوئی جائے کیا مجال	باندھے ہوئے ہیں سب کو وہ تار نگاہ سے	"
یہ پیاری صورتیں ہیں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں	مچل جاتا ہے ان پر طفل دل کیا بری خو ہے	"
دل کو ہے اضطراب طبیعت نڈھال ہے	اب تو فراق یار میں جینا محال ہے	"
با دوست کنج باغ بہشت ست و بوستان	بے دوست خاک بر سر جاہ و تونگری	"
تمہارے حُسن کا چرچا جہاں ہے	مری وحشت کا بھی اُس جا بیاں ہے	"
ایک مدت سے تمنا تھی مجھے جس دن کی	بعد مدت کے وہی روز سعید آیا ہے	"
زاہد خشک بھلا سمجھے گا کیا حُسن کی بات	اچھی صورت اُسے حیران کیا کرتی ہے	"
فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی	اے جان جہاں جان تو یوں دی نہیں جاتی	"
اے کہ در شوخی نداری ہمسرے	می نمائی ہر دمے از منظرے	"
دوپٹہ سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہے	شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے	"
نشۂ مے نے نقاب رُخ زیبا الٹا	ٹھوکریں کھاتی ان آنکھوں کی حیا پھرتی ہے	"
اے دل شراب پیجئے دن ہیں شباب کے	قربان واعظوں کے عذاب و ثواب کے	"
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی	پاس ادب مجالس رنداں سے دور ہے	"
طاؤس رقص میں ہے مئے عشرت پئے ہوئے	ہیں بلبلیں بھی شاد گلوں کو لئے ہوئے	"
سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل	میکدہ کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی	"
گریباں پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیوں پہنی	کرے کیا عقل دخل اس میں جنوں کا کارخانہ ہے	"
وہ یکایک باغ میں پہنچے جو اٹھلاتے ہوئے	کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے	"
دن رات گفتگو ہے شراب و کباب کی	کیا منہ لگوں نے یار کی صحبت خراب کی	"
ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر اک دن دکھا دینگے	قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے	"
یہ اب دریافت ہوتا ہے مجھے دل کی گواہی سے	زمانہ وصل کا نزدیک ہے فضل الٰہی سے	"
بہت سے ہے غم گیتی شراب کم کیا ہے	غلام ساقئ کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے	"

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیجیے نام	سو بار بیٹھے بیٹھے ہمیں تم رلا چکے	لا اعلم
مرے حال پر رحم کرتا نہیں ہے	خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہیں ہے	،،
شدنی امر میں ہو وہم و گماں کیا معنی	موت کے نام سے یعنی خفقاں کیا معنی	،،
جبکہ ایام بد اور بخت زبون ہوتا ہے	گر الف لکھئے تو خم کھا کے وہ نون ہوتا ہے	،،
لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی	رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی	،،
بیٹھے رہے زمیں میں خزانے کو گاڑ کے	موت آئی اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے	،،
یاں قاقم و حریر کی کیا کیا خرید ہے	واں جامۂ حیات کی قطع و برید ہے	،،
طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے	ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے	،،
کسے از دار می نالد کسے نالد ز بیداری	غم منصور از دار است و درد من ز ناداری	،،
بہ محفل شمع تابان در گلستان رنگ و بو باشی	الٰہی ہر کجا باشی بہار آرزو باشی	،،
تلسی غریب چھیڑے بری غریب کی ہائے	موئی کھال لہار کی لوہ بھسم ہو جائے	تلسی داس
جب بھوک لگی آپ کو تنور کی سوجھی	جس وقت بھرا پیٹ تو پھر دور کی سوجھی	لا اعلم
خدا جانے گلشن میں آمد ہے کس کی	کہ پھرتے ہیں کیوں باغباں دوڑے دوڑے	،،
ہم مردمک دیدہ کریں کیوں نہ فرش راہ	گزرے گی اس طرف سے سواری حضور کی	،،
بھونرا تو بھی پھول کا کلی کلی رس لے	کانٹا لاگا پریم کا تڑپ تڑپ جیا دے	،،
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی	،،
اے شیشہ گرو تم سے یہ ایک عرض ہے میری	دل ٹوٹا بنا دو یہ عجب شیشہ گری ہے	،،
دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ	،،
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	،،
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے	سائے کی طرح وہ ہیں ادھر کے نہ ادھر کے	،،
فکر معاش و عشق بتاں یاد رفتگاں	اتنی سی عمر میں کوئی کیا کیا کرے	،،
کس قدر باوفا ہے اس کا خیال	بیکسی میں بھی آئے جاتا ہے	،،
خوب نکلیں گے حوصلے دل کے	آؤ سو بھی رہیں گلے مل کے	،،

غربت زدوں کے سر پر چلائیو نہ آکر	اے شور صبح محشر! جاگے ہیں رات بھر کے	لا اعلم
اے تماشاگاہ عالم روے تو	تو کجا بہر تماشا می روی	״
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و پگاہ	کسی کا کوچ۔ کسی کا مقام ہوتا ہے	دبیر
ڈھیر دیکھے گلرخوں کی خاک کے	واہ کیا نیرنگ ہے افلاک کے	صبا
شغالے دشت مازندران را	نگیرد جز سگِ مازندرانی	لا اعلم
دست و پا رکھتے ہیں تو کیوں بیکار بیٹھے رہیں	اٹھیں گے ہم اپنی قسمت کو بنانیکے لئے	״
موت اُس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس	یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنیکے لئے	״
اے زبان ہم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی	״
بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھالیا	اس کی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے	״
دوستی کا بھر رہے تھے جن کی دم	آستیں کے سانپ وہ ہی بن گئے	״
پہلو کے داغ جل اُٹھے سینہ کے داغ سے	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	״
ناصح کی گفتگو سے طبیعت بہک گئی	سچ ہے کہ آدمی کا ہے شیطان آدمی	״
ہر چند فلسفہ کی چُناں اور چنیں رہی	لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی	״
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	یہ ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے	״
پھر کہاں جائینگے الٰہی ہم	خلد میں بھی اگر بسر نہ ہوگی	״
پتی پر اُن ناری کبھی بدھوا نہیں ہوتی	پتی برت کے بل سے پی سے پہلی مرتی ہے	״
گھر کی بستی جو آج سونی ہے	کچھ نہ کچھ اسمیں بدشگونی ہے	״
سنگ پارس سے اگر لوہا ملے سونا بنے	رونے والے سے اگر ہنس مکھ ملے رونا بنے	״
دل کو دل سے راہ ہے اور دلمیں دل کی راہ ہے	جانتا ہے وہ جو دل کے راز سے آگاہ ہے	״
تو کارِ زمین را نکو ساختی	کہ بر آسمان نیز پرداختی	״
قادرا قدرت تو داری۔ ہرچہ خواہی آن کنی	مردہ را جان تو بخشی۔ زندہ را بے جان کنی	״
صحت بھی ہو۔ روزی بھی ہو دلکو ہو تسکیں	دنیا میں بشر کیلئے نعمت ہی تو یہ ہے	״

وہ برسوں سے خفا تھے ۔ مدتوں سے روٹھے بیٹھے تھے		
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے		لا اعلم
الہٰی کیسی کیسی صورتیں تونے بنائی ہیں	کہ ہر صورت کلیجے سے لگا لینے کے قابل ہے	"
عشق کے مکتب میں میری آج بسم اللہ ہے	منھ سے کہتا ہوں الف دل سے نکلتی آہ ہے	"
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال	کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے	"
ملا نہ قافلۂ رہ روانِ ملکِ عدم	بہت تلاش کر آئے بہت پکار آئے	"
ریش باید دو سہ موئے کہ زنخدان پوشے	نہ درسایۂ او بچہ دہد خرگوشے	"
جتنا جی چاہے ستالے ستم ایجاد مجھے	مثل تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے	"
جیبھ میں رام بغل میں چھری	من میں جگ کی آسا بھری ہے	"
زیست کہتے ہیں جسے ہے اضطراب	موت کہتے ہیں جسے آرام ہے	"
آئے بہر سیر گلشن ۔ سیر گلشن کر چلے	دیکھ لے اپنا چمن اے باغباں ہم گھر چلے	"
سانس سانس پر نام لے برتھا[1] جنم مت کھوئے	کو[2] جانے اس سانس کا آون ہوئے نہ ہوئے	"
زمانہ چھان مارا ہے یہ دنیا دیکھی بھالی ہے	نہ کوئی ہے خوش و خرم نہ کوئی غم سے خالی ہے	"
کبھی رونا بھی پڑتا ہے سدا خنداں نہیں رہتی	طبیعت آدمی کی ہے کبھی یکساں نہیں رہتی	"
سرائے دہر میں مہماں بشر بس رات بھر کا ہے	کمر باندھے رہو تیار رہِ عالم سفر کا ہے	"
کسی کی بھی چتا میں پیر پھیلاتا نہیں کوئی	کسی کے ساتھ اس سنسار میں جاتا نہیں کوئی	"
امید دستگیری بے نتیجہ ہے خیالی ہے	کسی کا اس جہاں میں کوئی وارث ہے نہ والی ہے	"
قید ہستی میں پھنسے یاد وطن بھول گئے	دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے	"
جوانی آدمی کی مایۂ الزام ہوتی ہے	نگاہِ نیک بھی اس عمر میں بدنام ہوتی ہے	"
بھولے ہوئے ہیں خود کو بھٹکے ہوئے ہیں راہیں		
مدہوش ہو رہے ہیں دنیا کے رہنے والے		"
ایک رات دل جلوں کو یہ عیش وصال دے	پھر چاہے آسمان جہنم میں ڈال دے	"
دلیلِ کارواں بانگ جرس ہے	گواہ دردِ دل ایک نالہ بس ہے	"

۱؎ فضول ۲؎ نے کون

اَن ہونی ہونی نہیں ہونی ہوئے سو ہوئے
تلسی من میدان میں تان پچھوڑا سوئے — تلسی داس

جوانی اور جوانی پہ کسی کی نیم عریانی | یکایک آگئی جذبات کی دنیا میں طغیانی — لا اعلم
درد پیری را مسیحا چارہ نتوانست کرد | تو ز جہل خویشتن در فکر درمانے خودی — ،،
ہے ہمیشہ ہی وجئے سنسار میں وشواس کی | ڈوبتی ناؤ نہیں منجدھار میں وشواس کی — ،،
دن ایک سے نہیں چمن روزگار کے | دو دن خزاں کے ہوتے ہیں دو دن بہار کے — ،،

کیا لے آیا کیا لے جائے گا کیا بیٹھے پچھتاتا ہے
مٹھی باندھے آئے جگت میں ہاتھ پسارے جانا ہے — کبیر داس

آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل بھی جل جائے | یہ پاپی جیوڑا نہ جلے جس میں آہ سمائے

LIBRARY
HYDERABAD

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

حصّہ سوم

قطعاتُ

و

رباعیات

الف

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا
حالی

غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا
افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے اہل غیرت سے یہی
جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا
اکبر

گوہر کو کرے جمع یہ جوہر ہے تو کیا؟
جب نفس غنی نہیں تونگر ہے تو کیا؟
جب جود نہیں کرم نہیں فیض نہیں؟
مٹھی میں جو غنچے کی طرح زر ہو تو کیا!
لا اعلم

گزر ناگاہ جو میرا ہو شہر خموشاں میں
عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا
کہیں آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا
کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک میں جم کا
ناسخ

جس دن کہ فراق روح و تن میں ہوگا
مشکل آنا اس انجمن میں ہوگا
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل
اک روز یہی جسم کفن میں ہوگا
لا اعلم

آغوش لحد میں جبکہ سونا ہوگا
جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
تنہائی میں آہ کون ہوئیگا - انیس
ہم ہوں گے اور قبر کا کونا ہوگا
انیس

جب دار فنا سے جان کھونا ہوگا
میت پہ عجب طرح کا رونا ہوگا
عادت نہیں منہ ڈھانپ کے سونے کی انیس
کیا گذرے گی جب قبر کا کونا ہوگا
انیس

باز آ - باز آ - ہر آنچہ ہستی - باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی - باز آ
ایں درگہہ ما درگہہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی - باز آ
لا اعلم

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پہ پڑا جو میر
یکسر وہ استخوان شکستوں سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
میں بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا
میر تقی

جس دن کہ فراق روح و تن میں ہوگا
مشکل آنا اس انجمن میں ہوگا
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل
اک روز یہی جسم کفن میں ہوگا
انیس

اے ہمنفساں کہ یار غارید مرا
آنروز کہ تابوت برارید مرا۔

اوّل زیر زمین سپارید مرا	آنگاه برحمتش گذارید مرا	واقف
ضعف پیری زبسکہ بگداخت مرا	ہرکس کہ نظر فگند نشناخت مرا	صائغ
از صحبتِ من کنوں بتاں را ننگ ست	ایں موے سفید روسیہ ساخت مرا	
یارب ز کرم بہ بخش تقصیر مرا	مقبول بکن نالۂ شبگیر مرا	سرمد
پیری و گناه ما جرائیست عجیب	لطفِ تو کند چارۂ تدبیر مرا	
اے ذرہ چرا ز حشر بیم ست ترا	دل بیہدہ زین فکر دو نیم ست ترا	جامی
ہرچند کہ غرقہ گناہی میندیش	خوش باش کہ کار با کریم ست ترا	
یارب شده ام تبہ بیا مرز مرا	شد روے دلم سیہ بیا مرز مرا	ناسخ
دردا کہ بجز گنہ نکردم کارے	بخشندۂ ہر گنہ بیا مرز مرا	
از کشتِ عمل بس است یک خوشہ مرا	در روے زمین بس ست یک گوشہ مرا	قاآنی
تا چند چو گاؤ گردِ خرمن گردیم	چون مرغ بس ست دانۂ توشہ مرا	
از حرص گر آستین فشاند دل ما	چون شرچہ عجب کہ حکم راند دل ما	درد
اے درد ہزار سلطنت مفت بود	جمعیت اگر بہم رساند دل ما	
میناست اگر سر نیاز ست اینجا	جام ست اگر دیدۂ باز ست اینجا	درد
این محفل درد جائے بدمستی نیست	ہشدار کہ بزم امتیاز ست اینجا	
خواہی ز وصال شادماں دار مرا	خواہی ز فراق در فغاں دار مرا	امیر خسرو
من ہیچ نگویم کہ چساں دار مرا	زانساں کہ تو خواہی آنچناں دار مرا	
خواہی ز فراق در فغاں دار مرا	خواہی ز وصال شادماں دار مرا	عمر خیام
من با تو نگویم کہ چساں دار مرا	زانساں کہ دلت ست چناں دار مرا	
مشہور شدی بہ دلربائی ہمہ جا	بے مثل شدی در آشنائی ہمہ جا	سرمد
من عاشق این طور تو ام می بینم	خود را نہ نمائی و نمائی ہمہ جا	
میناست اگر سر نیاز ست اینجا	جام ست اگر دیدۂ باز ست اینجا	درد
این محفل درد جائے بدمستی نیست	ہشدار کہ بزم امتیاز ست اینجا	

عیب است بزرگ برکشیدن خود را
از مردمکِ دیده بباید آموخت
وز جملهٔ خلق برگزیدن خود را۔
دیدن همه کس را و ندیدن خود را۔
لا اعلم

اے عشق گران قدر بیک سیر بیا
کفر و اسلام جنگ باہم دارند۔
تا چند نزاع حرم و دیر بیا۔
اے صلح دہِ ثالث بالخیر بیا
واقف

گاہے سحر ست و گاه شام ست اینجا
مانند شرر ز شور ہستی غافل
از کون و فساد انتظام ست اینجا
در چشم زدن کار تمام ست اینجا
درد

تا بتوانی خسته مگردان کس را۔
گر راحت جاودان طمع میداری۔
بر آتش خشم خویش منشان کس را
می رنج همیشه و مرنجان کس را
عطار

گر متقیم کار بیا رست مرا۔
ایں خرقهٔ پشمینه که صد فتنه در وست
با سبحه و زنار چه کار ست مرا
بارش نه کنم بدوش عار ست مرا
سرمد

فسق ست و فساد کار هر روزهٔ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر
پُر شد ز حرام کاسه و کوزهٔ ما۔
بر طاعت و بر نماز و بر روزهٔ ما۔
آزاد

آمد سحرے ندا ز میخانهٔ ما۔
برخیز که پُر کنیم پیمانه ز مے
کای رند خراباتی دیوانهٔ ما۔
زاں پیش که پُر کنند پیمانهٔ ما۔
عمر خیام

برخیز و بیا نباز بهرِ دل ما۔
یک کوزهٔ می بیار تا نوش کنم
حل کن بجمالِ خویشتن مشکل ما۔
زان پیش که کوزه ها کنند از گلِ ما۔
عمر خیام

فسق ست و فساد کار هر روزهٔ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر۔
پُر شد ز حرام کاسه و کوزهٔ ما۔
بر طاعت و بر نماز و بر روزهٔ ما۔
آزاد

کس را خبرے نیست چه آید فردا۔
نومید مشو ز مژدهٔ عالم غیب
نیرنگیٔ قدرت چه نماید فردا
شب حامله ست تا چه زاید فردا
آزاد

باز آ۔ باز آ۔ ز فکر باطل باز آ۔
خوشنود مشو ز فکرِ دنیا هرگز
از وهم و خیالِ خام اے دل باز آ۔
نے وصل نماید و نه واصل باز آ
سرمد

ب

گر درد ترا غفلت دل کرده خراب
ای بیخبر این همه غنودن تا کی
گه آگهیت فگنده اندر تب و تاب
بیدار تمام باش یا خوب بخواب
درد

افسوس که رفت نشهٔ عهد شباب
از بهر تماشای جهان همچو حباب
سرخوش نشدم یک دم از بادهٔ ناب
تا وا کردیم چشم رفتیم بخواب
غنی

این عمر عزیز نیست جز نقش بر آب
در بحر وجود عاقبت همچو حباب
دریای غنیمت است فرصت دریاب
بر یک نفست خانهٔ عمر است خراب
تقی

زر دوست درین زمانهٔ پر آشوب
نزدیک بمرگ حرص زر پیران را
باشد ز غم حادثه دایم منکوب
افزون گردد چو سایه در وقت غروب
خلیل

چشمی دارم چو لعل شیرین همه آب
جسمی دارم چو جان مجنون همه درد
بختی دارم چو چشم خسرو همه خواب
جانی دارم چو زلف لیلی همه تاب
لااعلم

ای در طلب کمال سرگرم شتاب
هر چند عقیق ست با آتش هم رنگ
در صورت کس مبین و معنی دریاب
دارد بدهان تشنه خاصیت آب
غنی

ای دل ز زمانه رسم احسان مطلب
درمان طلبی درد تو افزون گردد
وز گردش دوران سر و سامان مطلب
با درد بساز و هیچ درمان مطلب
عمر خیام

سرمد تو ز هیچ خلق یاری مطلب
عزت ز قناعت ست و خواری ز طمع
از شاخ برهنه سایه داری مطلب
با عزت خویش باش و یاری مطلب
سرمد

با بط می گفت ماهی در تب و تاب
دردا و دریغا که درین دیر خراب
می گشت چو در آتش سوزنده کباب
گه بر سر آتشیم و گه بر سر آب
لااعلم

از دار بقا فتاده در دار عذاب
مرغان بهشتیم عجب نیست اگر
آدم ز پی گندم و من بهر شراب
او از پی دانه رفت و من از پی آب
فدائی

ت

سگے را اگر کلوخے بر سر آید
وگر نعشے دو کس بر دوش گیرند
زشادی برجهد کاں استخوانیست
لئیم الطبع پندارد که خوانیست
سعدی

گیرم که سریرت ز بلور و لشیم است
ایں مسند قاقم و سمور و سنجاب
سنگش داند هر آنکه او را چشم است
در دیدهٔ بوریا نشیناں پشم است
سعدی

کلید در گنج مقصود صبر است
چه خارلے کوه و چه دیباے گردوں
در بسته آں کس که بکشود صبر است
لباسے که هرگز نه فرسود صبر است
سعدی

اوراق زمانه در نوشتیم و گذشت
می بود دو اے ما به پیری غالب
در فنِ سخن یگانه گشتیم و گذشت
زاں نیز به ناکام گزشتیم و گذشت
غالب

خیام ز بهر گنه ایں ماتم چیست
آنرا که گنه نکرد غفران نبود
در خوردنِ غم فائده بیش و کم نیست
غفران ز برائے گنه آمد غم چیست
عمر خیام

آباد خرابات ز مے خوردن ماست
گر من نکنم گناه رحمت چه کند
خونِ دو هزار توبه در گردن ماست
آرایش رحمت از گنه کردن ماست
عمر خیام

پیری ست دلا چه موقعِ ما و من ست
دامن در کش کنوں ز تقطیع لباس
کیٔ ایں هنگام تکلفِ پیرهن ست
کیں موے سفید تار و پودِ کفن ست
واقف

ایام شباب با هوس بودم جفت
در خوابِ غرور صرف شد نقدِ حیات.
نه دیدهٔ دیده بود نه گوش شنفت
بیدار شدم کنوں که بیاید خفت
لا اعلم

نه لایق مسجدم نه در خورد کنشت
چوں کافر درویشم و چوں قحبهٔ زشت.
ایزد داند گلِ مرا از چه سرشت
نه دین و نه دنیا و نه امید بهشت.
عمر خیام

من بندهٔ عاصیم رضائے تو کجاست
مارا تو بهشت اگر بطاعت بخشی
تاریکِ دلم نور صفائے تو کجاست.
ایں بیع بود لطف و عطائے تو کجاست
عمر خیام

گر کار تو نیکوست به تدبیر تو نیست
ورنیز بد است هم ز تقصیر تو نیست

تسلیم و رضا پیشه کن و شاد بزی.	چو نیک و بد جهان به تقدیر تو نیست	لا اعلم
این نفس ستمگار به بین شیطان است	پیوسته عیان بود مگر پنهان ست	سرمد
ابلیس خودی چرا به ابلیس بدی	در پیش خیالات تو او حیران ست	
سرمد کار اله لطف و کرم ست	از معصیت سیاه کاری چه غم ست	سرمد
رخشیدن برق بین و جوش باران را	رحمت چه فزون غضب چه بسیار کم ست	
گر نام تو نقش دفتر افلاک است	هم از ورق حیات روزی پاک است	حسن
گر نوح هزار سال در عالم زیست	شد چند هزار سال کاندر خاک است	
سلطان به جهان پرده سرای زد و رفت	درویش به دهر نشست پای زد و رفت	لا اعلم
القصه به هر دو روزه در گلشن عمر	مرغی به سر شاخ نوای زد و رفت	
گر بر سر ماه بر نهی پایه تخت	در هیچو سلیمان شوی از دولت و بخت	لا اعلم
چون عمر تو پخته گشت بر بندی رخت	کان میوه که پخته شد بریزد ز درخت	
می نوش که عمر جاودانی اینست	خاصیت روزگار فانی اینست	حافظ
هنگام گل و لاله و یاران سرمست.	خوش باش دمی که زندگانی اینست	
اوضاع زمانه لایق دیدن نیست	وضع خوشتر ز چشم پوشیدن نیست	لا اعلم
دانی ز چه پا کشیده ام در دامن.	دنیا تنگ ست و جای خسپیدن نیست	
افسوس که عمر گذشت بیهوده تلف	دنیا به لعب و دین رفت ز دست.	لا اعلم
رنجید خدا و خلق راضی نشده.	ضایع کردیم پاره آب و علف	
ناگشته دل شکسته ام خلوت دوست	با غیر نه پرداختم از صحبت دوست	لا اعلم
او یکنفس از هیچو منی غافل نیست	من بهر چه غافل شوم از خدمت دوست	
غم راز من دمرا اگر پر ز غم نیست	یاران قدیم را شکست از هم نیست	لا اعلم
غم خوی بمن کوده من خوی بغم	همچون من و غم دو یار در عالم نیست	
ناچار ایدرد در جهان باید زیست	هرچند که شد زیست گران باید زیست	درد
مردن بمراد خود میسر گر نیست را	چندی بمراد دیگران باید زیست	

با نفس جهاد کن شجاعت این است
انگشت به حرفِ عیب مردم مگذار
بر خویش امیر شو امارت این است
مفتاح خزاین سعادت این است
لا اعلم

هر تازه گلے که زیب این گلزار است
از دور نظاره کن مرو پیش که شمع
گر بینی گل وگر بچینی خار است
هر چند که نور می نماید نار است
لا اعلم

گر از پئے شهوت و هوا خواهی رفت
بنگر چه کسی و از کجا آمدۀ
از من خبرت که بینوا خواهی رفت
می دان که چه می کنی کجا خواهی رفت
لا اعلم

ورد درِ فلک که برون و با ختن است
غافل باشد که رفعت خود داند
هر اوج پئے تخفیض در تاختن است
بر داشتنی که بهر انداختن است
لا اعلم

زاهل صورت هر آنکه او در پیش است
هر گندم کاو بزرگتر گشته بقدر
از گردش چرخ بیشتر دل ریش است
از گردش آسیا شکستن بیش است
لا اعلم

بیگانه اگر وفا کند خویش من است
گر زهر موافقت کند تریاک است
در خویش جفا کند بد اندیش من است
در نوش مخالفت کند نیش من است
عمر خیام

دنیا دو سه روز اگرچه آسان از تست
چون آهوے رم خورده که وا پس نگرد
مغرور مشو که تا توئی آن از تست
رویش بتو و دلش گریزان از تست
لا اعلم

سلطانی و گنبد و دار عالم سهل است
زنهار که فکر کارِ عالم نکنی
وین گنبد زر نگار عالم سهل است
عالم سهل است و کار عالم سهل است
لا اعلم

دی شب خردم نصیحتے پنهان گفت
با کس غم دِل مگوے زیرا که نماند
در گوش دلم گفت و دلم با جان گفت
یک دوست که با او غم دِل بتوان گفت
ظهیر فاریابی

غمهاے زمانه را چو پایانی نیست
چندین غم بیهوده بخود راه مده
احوال جهان را سر و سامانی نیست
کین مایۀ عمر نیز چندانی نیست
جلال الدین رومی

تا هست ز دل اثر تمنا هم هست
ناصح این پند و بند سودے نکند
تا هست نظر ذوق تماشا هم هست
بگذار که تا سر است سودا هم هست
واقف

دریاب که موسم جوانی بگذشت
بشتاب که وقت کامرانی بگذشت
واقف

ای شوخ بیا بگذار این جور و جفا — زاں پیش کہ بشنوی فلانی بگذشت

آنکس کہ بدم گفت بدی سیرت اوست — وانکس کہ مرا گفت نکو خود نیکوست
حال متکلم از کلامش پیداست — از کوزہ ہما برون تراود کہ دروست
لا اعلم

این لعل گران توز کانے دگرست — وان دُر یگانہ را نشانے دگرست
اندیشۂ این و آن خیال من و تست — افسانۂ عشق راز بانے دیگرست
عمر خیام

اے وائے بران دل کہ درو سوزے نیست — سودا زدۂ مہر دل افروزی نیست
روزیکہ تو بے بادہ بسر خواہی برد — ضایع تر از آن روز ترا روزی نیست
عمر خیام

این قصہ درد و غم نمی باید گفت — این حالت پُر الم نمی باید گفت
با غیر چہ حاجت ست گفتن ز فراق — ناسخ بیار ہم نمی باید گفت
ناسخ

در مملکت وجود فرمان از تست — درمان دل بے سر و سامان از تست
مارا بدوائے درد دل کارے نیست — دل از تو و درد از تو و درمان از تست
لا اعلم

در مذہب عشق شاہ و درویش یکیست — شیرینیٔ نوش تلخیٔ نیش یکیست
در کفۂ میزان خرد بیش و کم است — آنجا کہ بود عشق کم و بیش یکیست
لا اعلم

ہر چیز کہ جز خدائے نامے چنداست — نامے چند است و مہر عامے چنداست
تکلیف و نماز و حج و ہر چیز کہ ہست — جو شے ز پئے پختن خامے چند است
سحابی

از خویش رمیدہ را چہ مسجد چہ کنشت — توحید گزیدہ را نہ خوب است نہ زشت
خلقے ز پئے بہشت بے آرامند — وین طرفہ کہ نیست جز در آرام بہشت
سحابی

یاد تو بہ دل کافر و دیندار یکے ست — چون رشتہ کہ در سجہ و زنار یکے ست
گر چشم بصیرت تو باز ست شرف — در دیر و حرم جلوۂ دیدار یکے ست
بو علی

یک جرعۂ مُے ز ملک کاوس بہ است — وز تخت قباد و مملکت طوس بہ است
ہر نالہ کہ رندے بسحرگاہ زند — از نالۂ زاہدان سالوس بہ است
عمر خیام

سرمد چسے ست جانش در دست کسے ست — تیرے ست و لے کمانش در دست کسے ست
میخواست کہ آدم شدہ از وام جہد — گاوے شد و ریسمانش در دست کسے ست
سرمد

نابود شدم بود نمیدانم چیست
دل دادم و جاں دادم و ایماں دادم
انگر شده ام ز بود نمیدانم چیست
سود ست . دگر سود نمیدانم چیست
سرمد

دنیا نکنم طلب که کمتر ز خس ست .
خواهان وصالم و همیں ست سخن .
بے دولت دیدار تو دیں هم قفس ست
در خانه اگر کس ست یک حرف بس ست
سرمد

در مذهب ما سبحه و زنار یکیست
گر همچو یقینی ز خودی باز رهی .
بت خانه و کعبه . مست و هشیار یکیست
دانی که دریں چمن گل و خار یکیست
یقینی

بارے که ترا خود رهاند دگرست
ما منکر راه مسجد و کعبه نه ایم لے
کاریکه ز تو هیچ بماند دگرست
ماهیکه به مقصود رساند دگرست
لااعلم

صوفی گوید که دوست در خانهٔ ماست
ساقی گوید به جام و پیمانهٔ ماست
زاهد گوید که در دم و دانهٔ ماست
عاشق گوید به کوئے جانانهٔ ماست
لااعلم

نے خوب مرا قبول دارد نے زشت
یارب به کجا روم بعز مائے که من .
نے در حرمم راه نه رویم بکنشت
نے در خور دوزخم نه شایان بهشت
واقف

آنکس که قلم به نیک نامی افراشت
نیکو ناماں زندهٔ جاوید انند
در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت
مرد آنکه بمرد و نام نیکو نه گذاشت
یوسف

اینکه امروز ترا فرصت کار خویش ست
توشهٔ راه فنا تا بتوانی بردار که
توشه بردار که فردا سفرے در پیش ست
که تهیدست دریں بیشه بسے دلریش ست
شاهپور

یک نیمهٔ عمر در بطالت بگذشت
عمرے که از و دل جهانی آزرده
یک نیمه به تشویش و خجالت بگذشت
بنگر بچه حیلت و حوالت بگذشت
شاپور

هیچ دانی که شیر مردی چیست
آنکه با دشمناں تواند ساخت .
شیر مرد زمانه دانی کیست
آنکه با دوستاں تواند زیست
قلندر

بت می شکنی که سنگ راه دین ست
خود را بشکن که بت شکستن سهل ست
منی میگفتی که آب فسق و کین ست
دنیا بفگن که می فگندن این ست
لااعلم

هر چند زمانه مجمع جهالست
در جهل نه حال شان بیک منوالست
غالب

کودن ہمہ لیک از یکے تا دگرے
ہر چند کہ این جماعۂ گور پرست
این فرق نہ کم تواں تصور کردن
بگفتار اگر دُر فشاند کسے
خردمند خامش بود چون صدف
ہردم بر دیگرے نمی باید رفت
چون آب بہر زمیں نمی باید شد
علمے کہ در و عمل نباشد عار است
ہر کس کہ بہ علم بے عمل می نازد۔
شد حشر کنون صور و سرافیل کجاست
از بہر خراب کردن بیت اللہ۔
جز یاد حق ار حاصلت از زندگی ست
ذکرت ہمہ فکر گاو خر وقت نماز
گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی
اے دل چو نصیب تو ہمہ خون شدنست
اے جان تو دریں تنم چہ کار آمدۂ۔
پیش از من و تو لیل و نہاری بودست
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی۔
اے دل چو زمانہ می کند غمناکت
بر سبزہ نشیں و خوش بزی روزے چند
آن قصر کہ بہرام درو جام گرفت
بہرام کہ گور می گرفتے دایم ؎

فرق خر عیسیٰ و خر دجال ست

فرداست جزاے ما ہمہ دست بدست
ما زندہ پرستیم و شما مردہ پرست
— درد

خموشی بہ بسیار ازیں خوشتر ست
اگر چہ درونش پُر از گوہر ست
— ابن یمین

جز پیش ہنر ورے نمی باید رفت
چوں باد بہ ہر درے نمی باید رفت
— لا اعلم

ہر سُبحہ کہ بے ذکر بود زنار است
عالم بنود اعمیٰ مشعل دار است
— لا اعلم

طوق ادب از بہر عزازیل کجاست
شد فیل نمود ارا بابیل کجاست
— سرمد

شرمندگی حاصل این بندگی ست
نہ بندگی ست اینکہ خر بندگی ست
— تقی

ور سر برود نیز بہ تقصیر تو نیست
چوں نیک و بد جہاں بہ تدبیر تو نیست
— عمر خیام

احوال تو ہر لحظہ دگرگوں شدنست
چوں عاقبت کار تو بیروں شدنست
— عمر خیام

گردندہ فلک براے کارے بودست
کان مردمک چشم نگارے بودست
— عمر خیام

ناگہ برود ز تن روان پاکت
زان پیش کہ سبزہ بر دمد از خاکت
— عمر خیام

روبہ بچہ کرد و شیر آرام گرفت
امروز نگر کہ گور بہرام گرفت
— عمر خیام

از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست
روزیکه قضا باشد و روزے که قضا نیست
روزیکه قضا باشد کوشش ندهد سود۔
روزیکه قضا نیست در و مرگ روا نیست

رازی

دنیا خوابیست کش عدم تعبیر ست
صیدِ اجل ست گر جوان و پیر ست
ہم روے زمیں پرست وہم زیر زمیں
ایں صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر ست

مقیمی

ایام بقا چو باد نوروز گذشت
روز و شب با محنت و سوز گذشت
تا چشم نهادیم بهم صبح دمید
تا چشم کشادیم زہم روز گذشت

لا اعلم

گیرم کہ سریت ز بلور و پشم ست
ننگش داند ہر آنکہ اورا چشم ست
ایں مسند قاقم و سمور و سنجاب
در دیدۂ بوریا نشیناں پشم ست

بیدل

کو رمز حقیقتی کہ ہستیش نگفت
کو گوہر معنئی کہ ایجاد نہ سفت
گلزار جہاں طرفہ سرائے کہن ست
اے درد کدام گل کہ اینجا نشگفت

درد

گر خاطر تو شاد و گر غمگین ست
اندیشہ مکن کہ حال عالم این ست
احوال جہانیاں بیکصورت نیست
یعنی کہ جہان عبارت از تلوین ست

درد

ہوش ست کہ سرمایۂ صد درد سر ست
فارغ بال آنکہ از جہاں بیخبر ست۔
در بیضہ نمی کنند مرغان فریاد
ہر چند کہ بیضہ از قفس تنگ تر ست۔

غنی

در مذہبِ عاشقاں قرار دگر است
وین بادۂ ناب را خمارِ دگر است
ہر علم کہ در مدرسہ حاصل گردد۔
کار دگر است و عشق کارِ دگر است

رومی

راہ تو بہر قدم کہ پویند خوش است
وصل تو بہر سبب کہ جویند خوش ست
روے تو بہر دیدہ کہ بینند نکو ست
نام تو بہر زباں کہ گویند خوش ست

مہنہ

در صورت آب و گل عیاں غیر تو کیست
در خلوتِ جان و دل نہاں غیر تو کیست
گفتی کہ ز غیر من بپرداز دلت
اے جانِ جہاں در دو جہاں غیر تو کیست

جامی

در مذہبِ عشق شاہ و درویش یکست
شیرینئ نوش و تلخی نیشش یکست
در کفۂ میزانِ خرد بیش و کم است
آنجا کہ بود عشق کم و بیشش یکست

لا اعلم

کس در رہِ عشق محرم راز نگشت
سائر چو تو ہیچکس نہ پیمود این دشت

سایر

عاقل به کنار آب تا پل می جست در دائرهٔ وجود موجود یکیست بر صفحهٔ کائنات خطے ست به بیں ؛ چشمے دارم همه پُر از صورت دوست از دیدهٔ دوست فرق کردن نه نکوست تا در تنِ ما خون بود اندر رگ و پوست بستن به متاع ایں جهاں دل نه نکوست	دیوانهٔ پا برهنه از آب گذشت از کعبه و از کنشت مقصود یکیست کاے سالک ره عابد و معبود یکیست ایں دیده مرا خوش است چوں دوست دراوست یا اوست درونِ دیده یا دیده خود اوست از دوست نخواهیم مرادے جز دوست کاینها همه فانی اند و باقی همه اوست	لا اعلم لا اعلم لا اعلم

چ

اے طبل بلند بانگ در باطن هیچ ؛ بروے طمع از خلق به پیچ ار مردی ۔	بے توشه چه تدبیر کنی وقت بسیچ ؛ تسبیح هزار دانه بر دست مپیچ	سعدی

خ

چوں عمر همیں رود چه بغداد و چه بلخ ۔ می نوش که بعد از من و تو ماه بسی	پیمانه چو پُر شود چه شیریں و چه تلخ ۔ از سلخ بغره آید از غره به سلخ ؛	عمر خیام

د

تا بود دلم ز عشق محروم نشد اکنوں که همی بنگرم از روے خرد قومے به تمناے زر و مال خوش اند	کم بود ز اسرار که مفهوم نشد معلومم شد که هیچ معلوم نشد قومے به تماشاے خط و خال خوش اند	لا اعلم بیدل

بیدل همه را بحال بدی بینم — خوش حال کسانیکه بهر حال خوش اند

نکند زن اگر دختر قیصر باشد — قرض نستان اگر وعدهٔ قیامت باشد — لااعلم
نرود بر درِ ارباب جهان بهر طمع — اگرش حاتم دوران به سخاوت باشد

بس نامور به زیر زمین دفن کرده اند — کز هستیش بروے زمین یک نشان نماند — 〃
زندست نام فرخ نوشیروان بعدل — گرچه بسے گزشت که نوشیروان نماند

آنانکه بکنج عافیت بنشستند — دندان سگ و دهانِ مردم بستند — 〃
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند — وز دست و زبانِ حرف گیران رستند

نه بینی که پیشِ خدا وند جاه — ستایش کنان دست بر بر نهند — 〃
اگر روزگارش در آرد ز پاے — همه عالمش پاے بر سر نهند

سخن گرچه دلبند و شیرین بود — سزاوار تصدیق و تحسین بود — 〃
چو یکبار گفتی مگو باز پس — که حلوا چو یکبار خوردند و بس

هر که سلطان مرید او باشد — گر همه بد کند نکو گوید — 〃
وآنکه پادشه بنید از دور — کش رادخیل خانه ننوازد

زنان باردار اے مرد هوشیار — اگر وقتِ ولادت مار زایند — 〃
ازان بهتر به نزدیکِ خردمند — که فرزندانِ ناهموار زایند

آنکس که گنه نکرد پیدا نه بود — او خود خلفِ آدم و حوّا نه بود — احسن
حق ست اگر خطا ز انسان نشود — عبد ست اگر عفو خدا را نه بود

هر چند که دیو نفس فوجے دارد — عنقاے هوس هواے اوجے دارد — فصیح
ز آلائش معصیت چرا اندیشم — بحر کرمش وعدهٔ موجے دارد

آفاق ز خوب و زشت خالی ماند — هم صومعه هم کنشت خالی ماند — نعیم
گر عفو کنی یکے بدوزخ نرود — در عدل کنی بهشت خالی ماند

زاهد کرم ترا چو ما نشناسد — بیگانه ترا چو آشنا نشناسد — لااعلم
گفتی که گنه مکن که من قهارم — این را بکسے گو که ترا نشناسد

من بیتو دمی قرار نتوانم کرد.	احسان ترا شمار نتوانم کرد۔	
گر بر تن من زبان شود هر موے	یک شکر تو از هزار نتوانم کرد۔	لااعلم
در حشر چو نیک و بد هراسان گردد	کار همه چون به اوست آسان گردد	
هر چند که آب تلخ یا شیرین است	چون رفت بدر یا همه یکسان گردد	لااعلم
زان پیش که از جهان فرو مانی فرد	آن کن که نبایدت پشیمانی خورد	
امروز بکن چو می توانی کارے	فردا چه کنی چو هیچ نتوانی کرد	لااعلم
این عمر به باد نوبهاران ماند	دین عیش به سیل کوهساران ماند	
زنهار چنان بزی که بعد از مردن	انگشت گزیدنی به یاران ماند	لااعلم
انسان که زیک دگر جگر ریش تراند	خلقے پس ترجا حق پیش تراند؟	
در غربت مرگ بیم تنهائی نیست	یاران عزیز آن طرف بیشتراند	لااعلم
راضی دل دیوانه به تقدیر نشد	فارغ ز خیال و فکر و تدبیر نشد	
ایام شباب رفت و باقی هوس است	ما پیر شدیم و آرزو پیر نشد	سرمد
نه دولت دنیا به ستم می ارزد.	نه لذت هستی به الم می ارزد	
نه هفت هزار سال شادی جهان	با محنت پنج روز غم می ارزد.	حافظ
زن زن ز وفا شود ز زیور نشود	سر سر ز خرد شود ز افسر نشود	
بے گوهر گوهری ز گوهر نشود	سگ را سگے از قلادہ کمتر نشود	سنائی
گفتم همه بیداد نمی باید کرد.	گفته که ز خود یاد نمی باید کرد.	
گفتم که چنان گوے سخن تا شنوم	خندیده که فریاد نمی باید کرد	لااعلم
من بنده آنم که دلے بر باید۔	یا دل بکسے دهد که جان آساید.	
آنکس که نه عاشق و نه معشوق کسی ست	در ملک خدا اگر نباشد شاید.	سعدی
خواهی که خدا کار نکو با تو کند	ارواح و ملایک همه رو با تو کند	
یا هر چه رضاے اودران نیست مکن	یا راضی شو به هر چه او با تو کند	ابن یمین
با مردم نیک و بد نمی باید بود	در بادیه دیو و دد نمی باید بود ؟	حافظ

مفتون معاش خود نمی باید شد
مغرور به عقل خود نمی باید بود

از عهدهٔ عهد گر برون آید مرد
از هر چه گمان بری فزون آید مرد
سیمرغ نهٔ که بی تو نام تو برند
طاؤس نهٔ که با تو در تو نگرند

سنائی

نی هر که بود بعشق دیوانه بود
نی هر مرغی سزای این دانه بود
صد قرن بگردد که نه گردد پیدا
مردی که به نفسِ خویش مردانه بود

لا اعلم

فردا که باهل زهد جنت بخشند
در جائزه نای و نوش و نعمت بخشند
ما بی عملان نیز امیدی داریم
شاید که مرا باهِ حسرت بخشند۔

واقف

تا کی به تلاش مال خواهی کوشید
با هر بد و نیک خواهی جوشید۔
پوشیدن جامها مکرر شده است
اکنون از خویش چشم باید پوشید

درد

گر مردم محتاج زغم می گریند
زان بیشتر ارباب نعم می گریند
وقت ست که از دستِ زمانه اکنون
چون ابر همه اهل کرم می گریند

درد

ای بیخبر اتفاق می باید کرد
با یکدگر اتفاق می باید کرد
از وهم خودی نفاق خیزد غافل
از خود گذر اتفاق می باید کرد

درد

ممسک همه خون دل صد چاک خورد
یک لقمه بصد نالهٔ غمناک خورد۔
بدبخت زکسب مالِ نفعی نبرد۔
افعی بر گنج ماند و خاک خورد۔

امجد

ممسک پی مال چون گدا می گردد
بر زر بهزار جان فدا می گردد
طامع زحصول مال طماع شود۔
چون دانه بیابد آسیا۔ می گردد

امجد

نه هر که نکوست دوست میباید بود۔
بد را بر مغز پوست می باید بود
یعنی سهل است دوست بودن با دوست
با دشمن نیز دوست می باید بود

لا اعلم

گر خلقِ جهان همه به طاعت خیزند
صد گونه عطا کنند و خیر انگیزند
چون نیک نظر کنی نه بینی جز این
کز بحر به بحر مشت آبی ریزند

سحابی

رو دیده بدوز تا دلت دیده شود۔
زان دیده جهانی دگرت دیده شود
گر تو ز سر پسند خود برخیزی
احوال تو سر بسر پسندیده شود

لا اعلم

یاقوت پیل موری باید بود	با ملک دو کون عوری باید بود	لااعلم
این طرفه نگر که عیب هر آدمی	می باید دید و کوری باید بود	
تا گونه اشک و چهره کاهی نشود	دل مشرق انوار الٰهی نشود	لااعلم
سالک ز سر خویش که واقف گردد	او عارف اسرار کماهی نشود	
آنکس که همیشه دیدهٔ تر دارد	از خرمن عمر بیشتر بر دارد	لااعلم
از گرچه ایام جوانی بگذرد	باران بهار فیض دیگر دارد	
چو خاک پیشه پشیمان شوی ز آتش حرص	شود به باد همه آبرو و چون نشود	مسیح
غلام خاطر آنم که همت عالیش	رهین منت ابنای دهر دون نشود	
بر خود در مدح و ذم نمی باید زد	بیرون از حد قدم نمی باید زد	سعید
عالم همه آئینهٔ حسن ازلیست	می باید دید و دم نمی باید زد	
هر کس به ضمیر خود صفا خواهد داد	آئینهٔ خویش را جلا خواهد داد	بادشاه جهانگیر
هر جا که شکسته بود دستش گیر	بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد	
چون پیر شدی کار جوان نتوان کرد	پیری ته کافری نهان نتوان کرد	لااعلم
در ظلمت شب هر آنچه کردی کردی	در روشنی روز همان نتوان کرد	
ظالم که کباب از دل درویش خورد	چون درنگری ز پهلوی خویش خورد	لااعلم
دنیا عسل است هر که او بیش خورد	خون افزاید تب آورد نیشش خورد	
این زمرهٔ ناخلف که از ابوالبشر اند	بیگانه چرا به یکدگر می نگرند	لااعلم
گر آدمیان تمام از یک پدر اند	پس بهر چه این قدر ز خود بیخبر اند	
هر دل که هوای عالم راز کند	باید گرهٔ علاقه را باز کند	لااعلم
دام است تعلقات دنیای دنی	در دام چگونه مرغ پرواز کند	
عشق است که همواره نمایان ماند	با وصف هزار جامه عریان ماند	آزاد
پوشیدن عشق نیست در دل ممکن	بر تخت جلوس شاه پنهان ماند	
گویند بحشر گفتگو خواهد بود	وان یار عزیز تند خو خواهد بود	عمر خیام

از خیر محض جز نکوئی ناید — خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود

اسرار ازل باده پرستان دانند — قدر مے و جام تنگدستان دانند
گر چشم تو حال من بداند چه عجب — شک نیست که حال مست مستان دانند
عمر خیام

صاحب نظر آنکه زندهٔ جاوید ند — وارسته ز بیم و فارغ از امیدند
در هر چه نظر کنند او را بینند — ذرات جهان آئینهٔ خورشیدند
سحابی

اعیان همه شیشه ہائے گوناگوں بود — کافتاد بر آن پرتو خورشید وجود
هر شیشه که بود سرخ یا زرد و کبود — خورشید در آن هم بہمان رنگ نمود
جامی

رفتم به کلیسائے ترسا و یهود — ترسا و یهود جمله را روئے تو بود
از شوق جمال تو به بت خانه شدم — تسبیح بتان زمزمهٔ ذکر تو بود
رومی

آن عقل کجا که در کمال تو رسد — آن روح کجا که در جلال تو رسد
گیرم که تو پرده بر گرفتی ز جمال — آن دیده کجا که در جمال تو رسد
قاسم

زاهد حریم کعبه جا میخواهد — راهب صنم و کلیسیا میخواهد
غمناک طرب خسته شفا میخواهد — خوش حال دل آنکه ترا میخواهد
ظهوری

روزیکه تنم زین ده ویرانه برند — تابوت مرا عاقل و دیوانه برند
این لطف مکانے ست که بیماران را — زین خانهٔ بدشگون بآنخانه برند
لا اعلم

تو هیچ بُدی که جسم و جانت دادند — بر کسب و عمل تاب و توانت دادند
از داده و ناداده شکایت چه کنی — کان چیز که هست رایگانت دادند
لا اعلم

گو منصور و انا الحق و دار چه شد — گو ابراهیم و گلشن و نار چه شد
از آمد و رفت عالم بے سر و بن — زنهار مپرس "کاخر کار چه شد"
لا اعلم

هر گوشه فضائے صد بیابان دارد — هر غنچه بهشت خود گلستان دارد
گر عقدهٔ خاطرت کشاید بینی — هر قطره عجب خویش طوفان دارد
درد

سگ که ز مال فتاده هرزه گردی داند — بے درد کجا لذت دردی داند
نامرد چیزے نخرد مردان را — مردے باید که قدر مردی داند
لا اعلم

صد سال در آتشم اگر مهل بود — آن آتش سوزنده مرا سهل بود
با مردم نااهل مبادم صحبت — کز مرگ بتر صحبت نااهل بود

عمر خیام

یک نان بدو روز گر شود حاصل مرا — وز کوزهٔ بشکسته دمِ آبِ سرد
مامور کسے دگر چرا باید بود — یا خدمت چون خودی چرا باید بود

عمر خیام

عالم همه در دست و دو امیخواهد — از خوانِ کرم برگ و نوا میخواهد
کس بیحاجت نمی توان بودن — درویش غذا، شه اشتها میخواهد

سحابی

کریم زاده چو مفلس شود بدو پیوند — که شاخ میوه دگر بار بارور گردد
لئیم زاده چو منعم شود ازو بگریز — که مستراح چو پر گشت گنده‌تر گردد

ابن یمین

با بدان کم نشین که صحبتِ بد — گرچه پاکی ترا پلید کند
آفتابے باین بزرگی را — لکهٔ ابر ناپدید کند

ابن یمین

آنکس که ترا تاج جهانبانی داد — ما را همه اسباب پریشانی داد
پوشید لباس هر کرا عیبے دید — بے عیبان را لباس عریانی داد

سرمد

این عمر با بر نو بهاران ماند — وین عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد مُردن — انگشت گزیدنی به یاران ماند

شاپور

هر کس که بخویشتن گمانے دارد — چون در نگری عیب نهانے دارد
عمریست که در باغ جهان گردیدم — هر میوه که دیدم استخوانے دارد

غنی

اینها که پرستان هیولی باطل باشند — از لجهٔ علم سوے ساحل باشند
خود زنده و با مرده نیاز آورده — از زندهٔ لایزال غافل باشند

درد

هر دل که چو گل شگفت آخر پژمرد — طبعی که چو شعله گرم گردید فسرد
اینجا هر کس بطرز خاصے درد — پیدا شد و شاد گشت و غم خورد و بمرد

درد

دونِ همت اگر مال و زر پیدا کرد — چون مور برای خود پری پیدا کرد
کے مرتبهٔ سفله فزاید اسباب — عیسی نشود هر که خرے پیدا کرد

درد

شه نیست کسے که تخت عاجے دارد — تا آنکه نه شاهانه مزاجے دارد

یعنی که خبر ز من [illegible] باب شعور را	سلطان نشود اگرچه تاجی دارد	ورد
دریا طلب آدم سرابم کردند	تعمیر طلب شدم خرابم کردند	
گفتم [illegible] مرا	هم صحبت آئینه و آبم کردند	لا اعلم
گیرم که فلک همدم و همساز آید	ایام نشاط و طرب و ناز آید	
یاران موافق از کجا جمع شوند	وین عمر گذشته از کجا باز آید	لا اعلم
عارف سخن از [illegible] نهان نتواند	واصل صفت وصل بیان نتواند	
چون قطره پیوسته بدریا گم شد	گم گشته ز گم کرده نشان نتواند	لا اعلم
عاشق [illegible] اضطرابش نرود	تا جان رود از تن تپش تابش نرود	
خاصیت سیماب بود عاشق را	تا کشته نگردد اضطرابش نرود	فیضی
سحر می گفت بلبل باغبان را	درین گل جز نهال غم نگیرد	
به پیری می رسد خار بیابان را	ولی چون گل جوان گردد بمیرد	اقبال
[illegible] اگر [illegible] نت بجز ند	چون بر تو شبی گذشت نامت نبرند	
گر پیر عزیز درگاه [illegible] ارت شمرند	بسر [illegible] و زیر پایت سپرند	
در جامهٔ صوف [illegible] زنار چه سود	در صومعه رفته دل به بازار چه سود	
نه آزار کسان [illegible] طلبی	یک راحت و صد هزار آزار چه سود	لا اعلم
در راه چنان رو که سلامت نکنند	با خلق چنان زی که قیامت نکنند	
در مسجد اگر روی چنان رو که ترا	در پیش نخوانند و امامت نکنند	لا اعلم
هر کس که نه [illegible] خود کرد	او کار خدا نه کرد کار خود کرد	
زاری و نیاز [illegible] میخواهد عشق	کس را نتوان به زور یار خود کرد	سحابی
آن کیست که او [illegible] دریا شناسد	در مکر و دغا خدا چو مالشناسد	
گفتی که مخور باده [illegible] من زاهد شو	این را به کسی گو که ترا نشناسد	سرمد
آن فرقه که [illegible] ولی میدانند	بیچاره عوام را بخود می خوانند	
[illegible] بر زبان می رانند	چون در نگری خلیفهٔ شیطانند	شاپور

درویش شدن به پشم پوشی نبود	عارف بودن به هرزه جوشی نبود	لااعلم
کافیست اشاره از مقام تحقیق	در حضرت او فروشی نبود	
یا عاشق حق گزار می باید بود	یا فاسق هرزه کار می باید بود	
نی عاشق دنی فاسق و پس در دنیا	از بهر چه کارے باید بود	
این قوم که تقوے ریائی دارند	دانی ز چه اسباب ورع جمع آرند	
مسواک که دندان طمع تیز کنند	تسبیح که عیب مردمان بشمارند	آزاد
گر دشمن مردان همگی حرق شود	هم برق صفت بخویشتن برق شود	
گر سگ به مثل درون دریا برود	دریا نشود پلید سگ غرق شود	لااعلم
گیرم که همه ملک تو چین خواهد بود	آفاق ترا زیر نگین خواهد بود	
خوش باش که عاقبت نصیب من و تو	ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود	لااعلم
کم کن طمع از جهان میری خورسند	وز نیک و بد زمانه بگسل پیوند	
خوش باش چنانکه این دور فلک	هم بگسلد و نماید این روزے چند	عمر خیام
افسوس که نامهٔ جوانی طے شد	وین تازه بهار شادمانی طے شد	
وان مرغ طرب که نام او بود شباب	فریاد کئے آمد و ندانم کئے شد	عمر خیام
گویند که مرد را هنر می باید	یا نسبت عالی پدر می باید	
اینها همه در زمان سابق بودند	بالفعل درین زمانه زر می باید	عمر خیام
خوش باش که عالم گذران خواهد بود	روح از پئے تن نعره زنان خواهد بود	
این کاسه سرها که تو بینی یک چند	زیر قدم کوزه گران خواهد بود	عمر خیام
من دامن زهد و توبه طے خواهم کرد	با موئے سفید قصد مے خواهم کرد	
پیمانهٔ عمر من بهفتاد رسید	این دم نکنم نشاط کئے خواهم کرد	عمر خیام
آن گل که هنوز نو بدست آمده بود	نشگفته تمام باد قهرش بربود	
بیچاره بسے امید در خاطر داشت	امید دراز و عمر کوتاه چه سود	سعدی
هر کس بجهان از پئے نان دوست بود	یک دوست ندیدیم ز جان دوست بود	سرمد

چون سگ زپئے لقمہ بہر در بدوند ٭ — این ست نشان کہ نام شان دوست بود

آنرا کہ شراب ناب مدہوشش کرد — از موے سفید پنبہ در گوشش کرد
ایام شباب یک یک آید یادش — چون خواب خوشی کہ کس فراموش کرد
جامی

افسوس کہ ہمدمان مونس رفتند — یاران موافق و ہمدرس رفتند
آنانکہ بہم نشستہ بودیم ہمہ — ہر یک بہ بہانۂ ز مجلس رفتند
مظفر

تا کے دلت از چرخ حزین خواہد بود — با محنت و درد ہمنشیں خواہد بود
خوش باش کہ روزگار پیش از من و تو — تا بود چنین بود و چنین خواہد بود
ہلالی

گر مرگ برآورد ز بدخواہ تو دود — از مردن او شاد چرا گشتی زود ٭
چون مرگ مرا نیز بخواہد فرسود — از مرگ کسے شاد چرا باید بود۔
لا اعلم

نہ سایۂ بید و سنئے صحن خواہد ماند؛ — نہ حسن بتان سیم تن خواہد ماند۔
این عالم بیوفا کہ من می بینم؛ — نیٔ ناز توئے نیاز من خواہد ماند
لا اعلم

اے شاہ نہ تخت و نہ نگیں می ماند؛ — آخر بتو یک دو گز زمیں می ماند
صندوق خود و کاسۂ درویشانرا — خالی کن و پُر کن کہ ہمیں می ماند
لا اعلم

سلطان کہ براسباب ہوس می نازد — بر بال و پر خود چو مگس می نازد
درویش کہ بے نوای بے پرواییست — بر خاطر بے نیاز بس می نازد
درد

صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند — زیں دشت تمام شہسواراں رفتند
اکنون من وا ماندہ چہ سازم چہ کنم؛ — اے درد کجا ایں ہمہ یاراں رفتند
درد

شاہان کہ براوج خیمہ آراستہ اند — مانند فلک بشوکت ازاں خواستہ اند
شام و سحری چند دریں گردون شکل — چون مہر نشستہ اند و برخاستہ اند
درد

اے درد جوانی از کنارِ تو رمید — پیری بسرت سفیدی آورد بدید
تا چند کنی زبان درازی چون شمع — خاموشی بہ کہ صبح نزدیک رسید
درد

بعد از من و تو زمانہ خواہد ماند۔ — روز و شب و کارجہانہ خواہد ماند
بالفعل ہر آنچہ نقد حال من و تست — بہر دگراں فسانہ خواہد ماند ٭
درد

تا چرخ فلک چو آسیا ہست بگرد
ما کاسہ نداریم کہ دریوزہ کنیم؛
چوں صبح نداریم غذا جز دم سرد
دریوزہ برائے کاسہ می باید کرد۔
غنی

سررشتۂ ننگ و نام درکف دارند
منگر بہ لباس دلق پوشاں کایشاں۔
ایں مقتدیان امام درکف دارند
از دانۂ سبحہ دام درکف دارند
لااعلم

شب خیز کہ عاشقاں بشب راز کنند
ہر جا کہ درے بود بہ شب بربندند۔
گرد در و بام دوست پرواز کنند
الا در دوست را کہ شب باز کنند
مہنہ

مردان رہش میل بہ ہستی نکنند
آنجا کہ مجردان حق می نوشند
خودبینی و خویشتن پرستی نکنند
خم خانہ تہی کنند و مستی نکنند
"

از فرق سرم تا بقدم دیدہ شود
در من نگری ہمہ تنم جاں گردد
روزے کہ جمال تو مرا دیدہ شود
در تو نگرم ہمہ دلم دیدہ شود
سحابی

غرہ مشو کہ مرکب مرداں مرد را؛
نومید ہم مباش کہ رندان جرعہ نوش
در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند؛
ناگہ بیک ترانہ بمنزل رسیدہ اند؛
جامی

ہیچ دانی کہ در شکستن چوب
نزد اہل خرد ستودہ بود؛
از وجودش چرا طراق آمد؛
کیں طراق از غم فراق آمد؛
ابن یمین

من بندۂ آں کسم کہ شوقے دارد
تو لذت عشق و عاشقی کئے دانی؛
بر گردن خود ز عشق طوقے دارد۔
ایں بادہ کسے خورد کہ ذوقے دارد
حافظ

زاہد بصلاح و زہد خود می نازد؛
دارند امید نظر ایں ہر دو ز دوست
عاشق بر دوست نقد جاں می بازد
تا دوست بسوے کہ نظر اندازد؛
طالعی

تا نیست نگردی رہ ہستت ندہند
چوں شمع قرار سوختن تا ندہی؛
ویں مرتبہ با ہمت پستت ندہند
سررشتۂ روشنی بدستت ندہند
لااعلم

گر چرخ جفا کرد چہ می باید کرد
میخواست دلم کہ بر نشاں آید تیر
ور ترک وفا کرد چہ می باید کرد
چوں تیر خطا کرد چہ می باید کرد
قاآنی

سرمد غم عشق بو الہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند
سرمد

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند
سرمد اگرش وفاست خود می آید
ور آمدنش رواست خود می آید
(سرمد)

بیہودہ چرا درپئے او می گردی
بنشین اگر او خداست خود می آید
ور مسلخ عشق جز نکو را نکشند
لاغر صفتان و زشت خو را نکشند
(سرمد)

گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز
مردار بود ہر آنکہ او را نکشند
سرمد گلہ او نشد نکو شد کہ نشد
لب بیہدہ گو نشد نکو شد کہ نشد
(سرمد)

منت کش دہر می شد آخر کار
کاریکہ نکو نشد نکو شد کہ نشد
آب است کہ در شیشہ شرابش خوانند
با گل چو قرین شود گلابش دانند
(لا اعلم)

وز قید گل و مل چو مجرد گردد
اہل بصر بصیرت آبش دانند
رندان باشد کہ میل ہستی نکند
وز خویش گزشتہ خود پرستی نکند
(لا اعلم)

در کوے خرابات مغان رندانہ
مے نوش کند مدام و مستی نکند
دانستن علم دین شریعت باشد
چون در عمل آوری طریقت باشد
(لا اعلم)

گر علم و عمل جمع کنی با اخلاص
از بہر رضاے حق حقیقت باشد
عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند
معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند
(لا اعلم)

ما جرم و خطا کنیم او لطف و عطا
ہر کس چیزیکہ لایق اوست کند
تا دل بہ رموز عشق محرم نشود
یک ذرہ بہ غیر حاجتت کم نشود
(لا اعلم)

یک جو بہ خدا محبتے پیدا کن
تا میل بہ گندمت چو آدم نشود

ر

اے خالق ذو الفضل کرم و رحمت کر
اے دافع ہر رنج و الم رحمت کر
سبقت ہے سدا غضب پہ رحمت کو تری
اپنی تجھے رحمت کی قسم رحمت کر
(لا اعلم)

گر بادہ خوری تو با خردمندان خور
یا با صنمے لالہ رخے خندان خور
(عمر خیام)

بسیار مخور - زود مخور - فاش مخور	اندک خورد - گه گه خورد - پنهان خورد	عمر خیام
زبان در دهان خردمند چیست	کلید در گنج صاحب هنر	لا اعلم
چو در بسته باشد چه داند کسے	که جوهر فروش است یا پیله ور	
اے زبردست زیردست آزار	گرم تا کے بماند این بازار	"
بچه کار آیدت جهانداری	مُردنت به که مردم آزاری	
هر کرا جامهٔ پارسا بینی	پارسا دان و نیک مرد انگار	"
ورنه دانی که در نهانش چیست	محتسب را درون خانه چه کار	
چشم بد اندیش برکنده باد	عیب نماید هنرش در نظر	"
ور هنر داری و هفتاد عیب	دوست نه بیند بجز آن یک هنر	
ندهد هوشمند روشن رائے	بافرومایه کارهائے خطیر	"
بوریا باف گرچه بافنده است	نبرندش بکارگاهِ حریر	
مٹی سے بنا ہے دل کو تو سنگ نہ کر	ہر بات پہ معترض نہ ہو جنگ نہ کر	"
منظور اگر ہے جا دلوں میں اے دوست	بہتر ہے کہ دشمن کا بھی دل تنگ نہ کر	
لذتِ جہان چشیده باشی همه عمر	با یار چو آرمیده باشی همه عمر	لا اعلم
هم آخرِ عمر رحلت باید کرد	خوابی باشد که دیده باشی همه عمر	
سیلاب گرفت گرد ویرانهٔ عمر	آغاز پرے نهاد پیمانهٔ عمر	حافظ
بیدار شو اے خواجه که خوش خوش بکشند	حمّالِ زمانه رخت از خانهٔ عمر	
از خوانِ فلک قرص جوے بیش مخور	انگشت عسل مخواه و صد نیش مخور	لا اعلم
از نعمت الوان شهان دست بدار	خون دل صد هزار درویش مخور	
اے مرد رسیدت اگر از خلق آزار	رنجے مبر از ذلت و خواری زنهار	درد
گر بر سر تو نهند پا مردمِ دهر	تو از رهِ انکسار سر بر پا دار	
زاهد ز غمِ زمانه محزون و فگار	ما از غم یار این چنین زار و نزار	لا اعلم
شک نیست که هر دو را کشد آخر کار	او را غمِ روزگار و ما را غمِ یار	

خشت سر خم ز مملکت جم بهتر	بوی قدح از غذای مریم بهتر	عمر خیام
آه سحری ز سینهٔ خماری	از نالهٔ بو سعید و ادهم بهتر	
با یار چو آرمیده باشی همه عمر	خوابی باشد که دیده باشی همه عمر	عمر خیام
هم آخر عمر رحلتت باید کرد	لذات جهان چشیده باشی همه عمر	
خون خود را اگر بریزی بر زمین	به که آب روی ریزی در کنار	لا اعلم
بت پرستیدن به از مردم پرست	پند گیر و کار بند و گوش دار	
چون بت رخ تست بت پرستی خوشتر	چون باده ز جام تست مستی خوشتر	رومی
از هستی عشق تو چنان نیست شدم	کان نیستی از هزار هستی خوشتر	
گفتم ز درت به کعبه آرم رخ سیر	شاید شویم دل از آلایش غیر	لا اعلم
گفتا که چو محروم شدی از در ما	خواهی در کعبه کوب و خواهی در دیر	
بود چار چیز از کمال حماقت	مکن هیچ یک را از اینها تصور	ابن یمین
به مفسد سخاوت به احمق محبت	به نادان تواضع به دانا تکبر	
در پرده ز محتسب شراب اولی تر	پوشیدن کار نا صواب اولی تر	قدسی
فعل بد خویش را نهان می دارم	باشد رخ زشت را نقاب اولی تر	
پا آبله از کفش بمنت بهتر	گر نیست وفا ترک محبت بهتر	فدائی
در مذهب من ز در دید و رخ رفتن	بسیار ز انتظار جنت بهتر	
دی کوزه گری بدیدم اندر بازار	بر پاره گلی لگد همی زد بسیار	عمر خیام
وان گل بزبان حال باوی میگفت	من همچو تو بوده ام مرا نیکو دار	
عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار	زین کهنه سرا برون برندت ناچار	عمر خیام
گر بادشهی و گر گدائی بازار	این هر دو بیک نرخ بود آخر کار	
ای دل زر و سیم را بیندیش و بخور	آن روز ببین را غمی از پیش مخور	لا اعلم
اندر غم این و آن بسر بردی عمر	خوردی غم هر چیز و غم خویش بخور	
زین تودهٔ خاک چون مسیحا بگذر	از خواب و خور و سبزه و صحرا بگذر	

خرّمیتی از آب و علف دست بدار	سگ نیستی از جیفهٔ دنیا بگذر	لااعلم
میان لاله و گل آشیان گیر	ز مرغِ نغمه خوان درس فغان گیر	
اگر از ناتوانی گشته پیر	نصیبے از شبابِ این جہان گیر	لااعلم
این عشقِ دو روزه را دلا باز گذار	کز عشقِ دو روزه بر نمی آید کار	
زان سان عشقے گزین که در روز شمار	باآن گیری قرار در دارِ قرار	جامی
در محضرِ دوست بینوائی خوشتر	در خدمت پادشه گدائی خوشتر	
چون کار نه بر وفقِ رضائی من و تست	تسلیم بر قسمتِ خدائی خوشتر	لااعلم
دیوانگی از صبر و قرار اولی تر	بیگانگی از یار و دیار اولی تر	
اسباب دو کون عرضه کردم بر دل	گفت اے پسرو۔ دردِ یار اولی تر	بیگانه

ز

با مردم ہوشمند و عاقل آمیز	وز نا اہلان ہزار فرسنگ گریز	
گر نیش دہد ترا خردمند بنوش؛	ور نوش رسد ز دست نا اہل بریز	
یارب تو مرا آتشِ قہر مسوز	در خانهٔ دل چراغِ ایمان افروز	اشرف
این خلعتِ بندگی که شد پاره ز جرم	از راه کرم برشتهٔ عفو بدوز	
از بوالہوسان کام نیابی ہرگز	زین طائفه آرام نیابی ہرگز	سرمد
صد سال اگر جان بکنی ہمچو نگین۔	بدنام شوی۔ نام نیابی ہرگز	
گر گوہر طاعتت نسفتم ہرگز	ور گرد گنه ز رخ نرفتم ہرگز؛	عمر خیام
نومید نیم ز بارگاه کرمت	زیرا که یکے را دو نه گفتم ہرگز	
با مردم پاک باز و عاقل آمیز	وز نا اہلان ہزار فرسنگ گریز	عمر خیام
گر زہر دہد ترا خردمند بنوش۔	ور نوش رسد ز دست نا اہل بریز	
در وادی عشق جملہ ناز است و نیاز	طے میشود اینجا ہمه اوضاعِ مجاز	

هر سوے در آن کوے تو آن برد سجود	در کعبه ز هر جهت توان کرد نماز	نعتی

س

بد بدار مردم شدن عیب نیست اگر خویشتن را ملامت کنی	ولیکن بچندانکه گویند بس ملامت نه باید شنیدن ز کس	لا اعلم
روے زیبا و جامهٔ دیبا این همه زینت زنان باشد	عرق و عود و رنگ و بوے هوس مرد را کیر و خایه زینت بس	لا اعلم
اے واقف اسرار ضمیر همه کس یارب تو مرا توبه ده و عذر پذیر	در حالت عجز دستگیر همه کس اے توبه ده و عذر پذیر همه کس	لا اعلم
من باغ جهان را قفسے دیدم و بس از صبح وجود تا شبانگاه عدم	مرغش ز هوا و هوسے دیدم و بس چون چشم کشودم نفسے دیدم و بس	سحابی
نان و سرکه گر نهی پیش کسے به که حلوا و شکر پیش آوری	لفظ خود شیرین کنی چون انگبین دانکه سرکه بمالی بر جبین	ابن یمین
دوشم گزر افتاد به ویرانهٔ طوس گفتم چه خبر داری ازین ویرانه	دیدم چغدے نشسته جاے طاؤس گفتا خبر این است که افسوس افسوس	شهید
مرغے دیدم نشسته بر بارهٔ طوس باکله همی گفت که افسوس افسوس	در پیش نهاده کلهٔ کیکاؤس کو بانگ جرسها و کجا نالهٔ کوس	عمر خیام

ش

در کارگه کوزه گرے رفتم دوش ناگاه یکے کوزه بر آورد خروش	دیدم دو هزار کوزه گویا و خموش کو کوزه گر و کوزه خر و کوزه فروش	عمر خیام

صاحب کرما بر منِ گمراه به بخش
بخشنده پس از خدا چو امروز توی
سهوی اگرم فتاده ناگاه به بخش
در دست توام خواه بکش خواه به بخش
طالب

عمرے که شمرده ایم سال و ماهش
سرگرم سُراغ کیست یارب دوران
مانند فلک قرار بنود گاهش
یک خلق چو سایه میرود همراهش
درد

کو عقل و کجا فهم و کرا بینش و هوش
چون شمع درین بزم عبث می سوزی
کوران و کران بهم نمایند خروش
اے روشنی طبع تو هم شو خاموش
درد

منعم که به عیش میرود روز و شبش
بس آب که میرود به جیحون و فرات
نالیدنِ درویش نداند سببش
در بادیه تشنگان بجان در طلبش
سعدی

چون آمدهٔ بعالمِ امکان باش
اینجا اے درد خود صلاے عام است
دیدی کن و بر وضع جهان خندان باش
یکچند درین خانه تو هم مهمان باش
درد

آتش به دو دستِ خویش در خرمن خویش
کس دُشمنِ من نیست منم دشمنِ خویش
خود برزده ام چه نالم از دشمن خویش
اے واے من دوستِ من و دامن خویش
لا اعلم

شنیدم در عدم پروانه می گفت
پریشان کن سحر خاکسترم را
دمے از زندگی تاب و تبم بخش
ولیکن سوز ساز یک شبم بخش
لا اعلم

بگذار طلب به تخت شاهی به نشیں
خلوت بنود گوشه نشینی تنها
در سایهٔ رحمتِ الٰهی به نشیں
بیخود شو و هر کجا که خواهی به نشیں
لا اعلم

در مذهب بالجمله یکسان می باش
این ست طریق عشق جانانهٔ ما
در دائرهٔ کفر با یمان می باش
زُنار بگردن و مسلمان می باش
نامی

گر قرب خدا می طلبی دلجو باش
خواهی که چو صبح صادق القول شوی
اندر پس و پیش خلق نیکو گو باش
خورشید صفت با همه کس یکرو باش
لا اعلم

بیشی طلبی ز هیچ کس بیش مباش
خواهی که ز هیچ کس بتو بد نرسد
چون مرهم و موم باش و چون نیش مباش
بدگوے و بدآموز و بد اندیش مباش
عمر خیام

سودے نکند فراخنائے بر و دوش
گر آدمی عقل و هنر باید و هوش

گاؤ از من و تو فراخ تر دارد چشم،	پیل از من و تو بزرگتر دارد گوش	سعدی
سر بر مغزاز و خاکپاے ہمہ باش،	دلہا مخراش و در رضائے ہمہ باش	
با خلق بنا میختن از خامی تست	ترک ہمہ گیر و آشنائی ہمہ باش	حالی
پندے دہم ات اگر بمن داری گوش	از بہر خدا جامۂ تزویر مپوش	
عقبیٰ ہمہ روز ست و دنیا یکدم،	از بہر دمی ملک ابد را مفروش	عمر خیام
در کارگہ کوزہ گرے بودم دوش،	دیدم دو ہزار کوزہ گو یا وخموش	
ہر یک بزبان حال با من گفتند	کو کوزہ گرو کوزہ خرو کوزہ فروش	عمر خیام

ض

کردی شب و روز کامرانی بالغرض	دیدی ہمہ خیر این جہانی بالغرض.
مرگ و پیری دو چار گردد آخر	صد سال اگر زندہ بمانی بالغرض

ط

آنرا کہ نہ عاشق ست از یار چہ حظ،	وانرا کہ نہ مشتاق ز دیدار چہ حظ
نابینا را چو چشم عالم بین نیست	زالوان چہ تمتع واز انوار چہ حظ

غ

این تیرہ دلان کہ تیر بارند چو میغ	در جور و ستم نمی نمایند دریغ
بر اہل گداز دست ظالم نرسد	سیماب نگشت کشتہ از خنجر و تیغ

ق

سپہ بادر وے سپہر کبود	کہ با کینہ جفت ست و با مہر طاق	ابن یمین
بہ عیسیٔ مریم حسنے میدہد	بکودن ہمی میدہد صد براق	

ک

مومنِ شوق گناہگاری کب تک	اے تیرہ درون سیاہ کاری کبتک	
مان اپنے خدا کو - باز آبہر خدا۔	اے دشمنِ دیں بتوں سے یاری کبتک	مومن
رَدی کو کمل انیک	کمل کو ردی ایک	
[آفتاب] ہم سے تہیں انیک	تم ہو ہمکو ایک	لا اعلم
گر فضل کنی ندارم از عالم باک	ور عدل کنی شوم بہ یکبار ہلاک	
روزی صد بار گویم اے صانع پاک	مشتے خاکم چہ آید از مشتی خاک	لا اعلم

گ

پر ناری پینی چھری ہے	مت کوئی کرو پر سنگ	
دس مستک [تیز] راون گئے	پر ناری کے سنگ	لا اعلم
موجود یگانہ ایست پاک از ہمہ رنگ	چہ کفر و چہ ایمان چہ فخر و چہ ننگ	
خورشید ہمان یکے و بے تغیر است	خواہی در روم بیں و خواہی در زنگ	لا اعلم
در باغِ مرادِ ما ز بیداد تگرگ	نے نخل بجائے ماند نے شاخ نہ برگ	
چوں خانہ خراب ست چہ نالیم ز سیل	چوں زیست و بالست چہ ترسیم ز مرگ	غالب

طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل
هر چند چو تار سبحه برجای خودی
گر قلب نبود بایدت انیک دل
گر کعبهٔ شوق بایدت انیک جان
وصل تو بکام غیر دیدن مشکل
گفتی که بمیر تا بوصلم برسی
گر با غم عشق سازگار آید دل
گر دل نبود کجا وطن سازد عشق

پیری هم می رسد نباشی غافل
چون دانه کند قطع ره اینجا منزل
در عاشق فرد بایدت انیک دل
ور قبلهٔ درد بایدت انیک دل
وز دیدن تو طمع بریدن مشکل
مردن آسان ولی رسیدن مشکل
بر مرکب آرزو سوار آید دل
در عشق نباشد بچه کار آید دل

درد
عطار
لا اعلم
لا اعلم

م

روزی پی گلاب می گردیدم
گفتم که چه کردهٔ ترا می سوزند
پسندیدست بخشایش ولیکن
نه السنت آنکه رحمت کرد بر مار
سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت
سال خرم - فال نیکو - مال وافر - حال خوش
از کردهٔ خویش منفعل بسیارم
چیزی که نباید نشود - از من شد
یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم
دیں را نتواں کرد به دنیا سودا
غم ناکم و از کوی تو باغم نروم
از حضرت همچو تو کریمی شاها

فرخنده گلی بر سر آتش دیدم
گفتا که دریں باغ دمی خندیدم
منه بر ریش خلق آزار مرهم
که آن ظلمست بر فرزند آدم
یارب اندر هر دو گیتی برقرار و بر دوام
اصل ثابت نسل باقی - تخت عالی بخت رام
عمریست که پابند دریں آزارم
بر فضل نظر کن - نه به کردارم
عمریست که در حرص و هوا در رنجم
هر لحظه دریں سود و زیاں می سنجم
جز شاد و امید وار و خرم نروم
محروم کسی نرفت و من هم نروم

لا اعلم
لا اعلم
لا اعلم
سرمد
سرمد
سرمد

افسوس کہ پیک عمر رہے کردیم
در نامہ نماند جائے یک نقطہ سفید
مردانہ نہ زیستیم و آہے کردیم
از بسکہ شب و روز سیاہے کردیم
معین

عمریست کہ چون زلف پریشان خودیم
تا جلوۂ یار جلوہ گر شد در ما
چون غنچۂ گل سر بہ گریبان خودیم
آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم
درد

از کوری دل بجز نگاہے نکنم
من بندۂ ناکارہ و تو بخشندہ
دان کار کہ کردنی ست گاہے نکنم
دیگر چہ کنم اگر گناہے نکنم
درد

با نفس ہمیشہ در نبردم چہ کنم
گیرم کہ ز من درگذرانی بہ کرم
وز کردۂ خویشتن بہ دردم چہ کنم
زین شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کنم
عمر خیام

گر من گنہ جملہ جہان کردستم
گفتی کہ بوقت عجز دستت گیرم
لطف تو امید است کہ گیرد دستم
عاجز تر ازین مخواہ کاکنون ہستم
لا اعلم

غمناکم و از در تو باغم نہ روم
از درگہ ہمچو تو کریمے ہرگز!
جز شاد و امیدوار و خرم نہ روم
نومید کسے نرفت و من ہم نہ روم
لا اعلم

چون عود بنود چوب بید آوردم!
تو خود گفتی کہ ناامیدی کفر است
روے سیہ و موے سپید آوردم
بر قول تو رفتم و امید آوردم
لا اعلم

افسوس کہ مخلوق پرستی کردم
این بادہ خمار داشت ہشیار شدم
وز ہمت پست رو بہ پستی کردم
ایام شباب بود مستی کردم
سرمد

تا کے غم زید و گہ غم عمرو خوریم!
خوش باش بہ نیش و نوش کز نخل حیات
آن بہ کہ بجائے غم ز خم خمر خوریم!
فرض ست کہ گہ خار و گہے ثمر خوریم
قاآنی

این جوش حباب از قدیم ست قدیم
لب تشنۂ طرح نو ست این کہنہ رباط
این نقش سراب از قدیم ست قدیم
این خانہ خراب از قدیم ست قدیم
سرمد

ہر روز یکے روز در آید کہ منم
چون کار جہان بر وقرارے گیرد
خود را بجہانیان نماید کہ منم
ناگاہ اجل ز دور در آید کہ منم
محمود

نے دل ز پئے طمع مشوش دارم
نہ سینہ ز حرص زر پر آتش دارم

ناقص جو و آب چاه و بکچے خالی
یارب که چه زندگانی خوش دارم
خسرو

یارب بچه تحصیل رضائے تو کنم
عمر ابدی به خضر ارزانی بادا
خود را به چه حیله آشنائے تو کنم
من میخواهم که جان فدائی تو کنم
نعیم

چون عود نبود چوب بید آوردم
چون خود گفتی که نا امیدی کفرست
روے سیه و موے سفید آوردم
فرمان تو بردم و اُمید آوردم
لا اعلم

در سر نه ہوائے مال و جاہے دارم
صاحب نظرے تو جہے گر بکنند
در دل نه غم زر و سیاہے دارم
چون آئینه چشم یک نگاہے دارم
درد

از اہل دول مدار چشم انعام
در کیسهٔ شان غیر تہی دستی نیست
جوشند اگر با تو به گرمی تمام
بدنام خزانه اند ہمچون حمام
واقف

از دست بخیل زر قتادن معلوم
از دون منشان کامروائی مشکل
از بطن عقیمه طفل زادن معلوم
از ناخن پا گره کشادن معلوم
امجد

با آنکه یکے گام به منزل دارم
در خاک نه دانم که چسان می گنجم
صد تخم ہوس ہنوز در گل دارم
با این ہمه آرزو که در دل دارم
مومن

ما با می و مستی سر تقوی داریم
گوئے دنیا و دین ہر دو بہم آید راست
دنیا طلبیم و میل عقبی داریم
این است که ما نه دین نه دنیا داریم
لا اعلم

آنم که دل از کون و مکان برکندم
گندم ز سر کوه قناعت سنگے
وز خوان جهان به لقمهٔ خورسندم
آوردم و بر رخنهٔ آز افگندم
لا اعلم

خواہی که رسی به کام بردار دو گام
نیکو مثلے شنو ز پیر بسطام
یک گام ز دنیا و دگر گام ز کام
از دانه طمع ببر که رستی از دام
بسطامی

سلطان منم و منت سلطان نکشم
نفسم چو سگ ست و من مثال سگبان
از بہر دو نان منت دونان نکشم
از بہر سگے منت سگبان نکشم
سرمد

آن دوست که دیدنش بیارآید چشم
ما را ز برائے دیدنش باید چشم
بے دیدنش از گریه نیاساید چشم
در دوست نه بینیم بچه کار آید چشم
سعدی

بے دیدن دوست دیگرانرا چه کنم
جانم ز برای وصل او می بایست
چون نیست امید وصل جان را چه کنم
بے جانِ جهان جانِ جهانرا چه کنم
لا اعلم

ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم
بے حکش نیست هر گناہے که مراست
وین یک دم نقد را غنیمت شمریم
پس ما غم آینده بهر چه بخوریم
عمر خیام

آن به که ز جام و باده دل شاد کنیم
این عاریتے روانِ زندانی را
وز آمده و گذشته کم یاد کنیم
یک لحظه ز بندِ عقل آزاد کنیم
عمر خیام

تا در طلبِ دوست همی بشتابم
گیرم که وصال دوست درخواهم یافت
عمرم بکران رسید و من درخوابم
این عمر گذشته را کجا دریابم
فرخی

دیروز به بازار شدم بشگفتم
آخر چه گناه داری اے آئینه
آئینهٔ آویخته دیدم گفتم
گفتا که جمال دیدم و نهفتم
لا اعلم

من باده خورم ولیک مستی نکنم
دانی غرضم ز مے پرستی چه بود
بالله بقدح دراز دستی نکنم
تا همچو تو خویشتن پرستی نکنم
عمر خیام

بارها صواب از خطا می گردیم
او در دل ما و در طلبش کو بکوئی
هرچند که رفته ایم و امی گردیم
معشوقه کجا و ما کجا می گردیم
فیاض

در هجر من از طرب کنارے دارم
غم بر سر غم ز غمگسارے دارم
با ناله و آه روزگارے دارم
با این همه غم خوشم که یارے دارم
لا اعلم

از بار گنه خمیده پشتم چه کنم
نے در صف کافر نه مسلمان جایم
نے راه به مسجد نه کنشتم چه کنم
نے لائق دوزخ نه بهشتم چه کنم
لا اعلم

ما عادت خود بهانه جوئی نکنیم
آنها که بجائے ما بدیها کردند
جز راست روی و نیک خوئی نکنیم
گر دست دهد بجز نکوئے نکنیم
ولی

هرکس که هنرمند زید در عالم
دیدی که بوقت رشته تابی خیاط
هست از هنر خویش دلش را صد غم
می ساید دست از تاسف برهم
غنی

از اهلِ جهان و صنع خدائی دارم
عیش دگر از فیض خدائی دارم

واقف

شرمندهٔ یک قطره نیم زین دریا — مانند صدف رزق هوائی دارم

درد

گه در طلب کمال علم و هنریم — گاهی ز ره بیهودگی ما دربدریم
داریم هجوم بر لب بحر خیال — هستی پل بسته‌ست و ما می گذریم

جامی

دوش آئینهٔ خویش به صیقل دادم — روشن کردم به پیش خود بنهادم
در آئینهٔ عیب خویش چندان دیدم — کز عیب کسان هیچ نیاید یادم

قاآنی

گاهی هوس بادهٔ رنگین دارم — گاه آرزوی وصل نگارین دارم
گر سبحه بدست و گاه زنار بدوش — یارب چه کسم کیم چه آئین دارم

الفت

با آنکه ز عشق سرفرازی بکنیم — باگردش چرخ سفله بازی بکنیم
سازیم زمانهٔ بکام دل خویش — یکچند بیا زمانه سازی بکنیم

لا اعلم

روزی ز پی گلاب می گردیدم — پژمرده عذار گل در آتش دیدم
گفتم که چه کردهٔ که می سوزندت — گفتا که درین باغ دمی خندیدم

جامی

گیرم که ز علم واضع زیچ منم — فرمان ده روزگار پرپیچ منم
از دیدهٔ اعتبار چون درنگرم — دنیا هیچست و هیچ در هیچ منم

لطفی

یکچند پی گردش افلاک شدیم — یکچند پی دانش و ادراک شدیم
از آمد و رفت خود همی فهمیدیم — کز خاک برآمدیم و در خاک شدیم

لا اعلم

پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم — آسوده در آمدیم و غمناک شدیم
بودیم ز خاک تیره در آتش و آب — دادیم بباد عمر و در خاک شدیم

آزاد

با هر که دوستی خود اظهار میکنم — خوابیده دشمنیست که بیدار می کنم
از بسکه در زمانه یکی اهل درد نیست — اظهار درد خویش به دیوار می کنم

لا اعلم

مست توام از جرعه و جام آزادم — مرغ توام از دانه و دام آزادم
مقصود من از کعبه و بتخانه توئی — ورنه من ازین هر دو مقام آزادم

تهمنه

عودم چو نبود چوب بید آوردم — روی سیه و موی سفید آوردم
خود فرمودهٔ آنکه ناامیدی کفر است — فرمان تو بردم و امید آوردم

ساقی اگرم می ندہی می میرم
پیمانۂ ہر کہ پُر شود می میرم

وقت است کہ ترک پیر و استاد دہیم
با جام مئے دو سالہ در میکدہ ھا

آن دوست کہ دیدنش بیار آید چشم
مارا از برائے دیدنش باید چشم

صفائے روے ترا از نقاب می بینم
نژاد گوہر من از محیط یکساں ست

در ساغر من ز کف تہی می میرم
پیمانۂ من چو پُر تہی می میرم
مہستی

آموختہ ہا را ہمہ از یاد دہیم
ناموس ہزار سالہ برباد دہیم
لا اعلم

بے دیدنش از گریہ نیاساید چشم
گر دوست نہ بیند بچکار آید چشم
لا اعلم

بہ ماہ می نگرم آفتاب می بینم
بیک نظر ہمہ را چوں حباب می بینم
صائب

ن

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے

پیش اُمرا طالب زر جھکتے ہیں
سنجیدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی مثال

کہا احباب نے یہ دفن کے وقت
لحد تک آپ کی تعظیم کر دی!

ویرانہ ہے وہ خانہ کہ جس گھر کو در نہیں
ناکارہ وہ دوا ہے کہ جس میں اثر نہیں

کون کہتا ہے کہ دُنیا میں خدا ملتا نہیں
یہ خودی دام بلا ہے۔ اس سے بچکر تم رہو

دَیا دھرم کا موُل ہے۔ پاپ مول ابھمان
لینے کو ست نام ہے۔ دینے کو اَنّ دان۔

یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
حیران ہوں کہ دو آنکھو سے کیا کیا دیکھوں
لا اعلم

سجدے سے سوا مجرے میں سر جھکتے ہیں
ہے مال جدھر سو ادھر جھکتے ہیں
انیس

کہ ہم کیونکر وہاں کے حال جانیں
اب آگے آپ کے اعمال جانیں
اکبر

بیکار وہ شجر ہے کہ جس کو ثمر نہیں
بدبخت وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں
لا اعلم

ہے خودی جبتک کہ انساں میں پتہ ملتا نہیں
پھر نہ تم ہرگز کہو گے کہ خدا ملتا نہیں
لا اعلم

تلسی دیا نہ چھانڈے۔ جب لگ گھٹ میں پران
ترنے کو ہے دینتا۔ ڈوبن کو ابھمان
تلسی داس

چہ خوش گفت جمشید بارے زن!	کہ یا پردہ یا گور بہ جاے زن	لا اعلم
چو زن راہ بازار گیرد بزن!	وگرنہ تو در خانہ بنشین چو زن	
در میر و وزیر و سلطان راے	بے وسیلت مگر دپیرامن	سعدی
سگ و دربان چو یافتند غریب	ایں گریبان گرفت و آن دامن	
حذر کن ز انچہ دشمن گوید آن کن۔	کہ بر زانو زنی دستِ تغابن	”
گرت راہے نماید راست چون تیر	ازان برگرد و راہِ دستِ چپ گیر	
کس منھ سے کہوں لایق تحسین میں ہوں	کیا لطف جو گل کہے کہ رنگین میں ہوں	انیس
ہوتی ہے حلاوتِ سخن خود ظاہر	کہتی ہے کہیں شکر کہ شیریں میں ہوں	
لذت چاہو تو وصل معشوق کہاں	شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہاں	اکبر
کہتا ہے یہ دل کہ خودکشی کی ٹھیرے	خیر اسکو بھی مان لیں تو بندوق کہاں	
ہندو سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں!	شر سے بچیں اور شر کی عوض خیر کریں	حالی
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا	وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں	
چوروں سے زر و مال بچا سکتے ہیں	پہرے پہ سپاہی کو لگا سکتے ہیں	فراق
بچتی نہیں اسراف سے کوڑی لیکن	اس چور پہ قابو نہیں پا سکتے ہیں	
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں سے روز	یہ برادر - یہ پدر - یہ خویش - یہ فرزند ہیں	سوز
تو بھی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں رعنائی سے یار -	سوجھتا اتنا نہیں - ہم خاک کے پیوند ہیں	
ایں ہستی موہوم حباب ست بہ بیں	ایں بحر پُر آشوب سراب ست ہمیں	سرمد
از دیدۂ باطن بہ نظر جلوہ گر ست	عالم ہمہ آئینۂ آب ست بہ بیں۔	
افعال بدم ز خلق پنہان میکن	دشوارِ جہان بر دلم آسان میکن	”
امروز خوشم بدار فردا با من	آنچہ از کرمِ تو می سزد آن میکن	
یارب بہ دلِ اسیر من رحمت کن	بر خاطرِ غم پذیرِ من رحمت کن۔	عمر خیام
بر پاے خرابات رو من بخشا ئی۔	بر دستِ پیالہ گیرِ من رحمت کن۔	
بر نالہ و بر زاری من رحمت کن	بر مفلسی و خواری من رحمت کن	

برگریہ و بیداریٔ من رحمت کن،	بر فقر و نگونساریٔ من رحمت کُن	قاسم
من در عجبم کہ ہر کہ خواہد مُردن از بہر چہ آزارِ خود و یار کند؟	باخود بجز از کفن نخواہد بردن و آمادہ کند آنچہ نخواہد خوردن	لا اعلم
فارغ ز غمِ بودہ و نابودہ نشین۔ تدبیرِ تو بلائے جانست عاقل،	ایمن ز این چرخِ آفت اندودہ نشین خود را بگذار و آسودہ نشین،	واقف
با اہلِ دول تندی خو پیدا کُن تا کے ز ہوا زنی بعزت آتش	در گلشنِ مسکنت نمو پیدا کُن؟ در خاک نشین و آبرو پیدا کن	درد
از رہ مروی بہ جعد گیسو از زن از پہلوے مرد زن بُردن آورند	مارِ سیاہ است ہر سرِ مو از زن یعنی کہ تہی بہ است پہلو از زن؟	مومن
اشراق عنیس دلِ از بتان شاد مکن ایں دیر فنا را سرِ آبادی نیست	بُت خانہ ز سنگِ کعبہ آباد مکن اندر رہِ سیل خانہ بنیاد مکن	اشراق
با دشمن و با دوست تفضل میکن غافل منشین کہ عالمِ اسباب است	بیداد ز ہر کسی تحمل می کُن اسباب نگہ دارد و توکل می کُن	لا اعلم
با حکمِ قضا ستیزہ نتوان کردن تدبیر کجا علاجِ تقدیر کند	با دست علاج نیزہ نتوان کردن آہن با موم ریزہ نتوان کردن	لا اعلم
اسرارِ نہان فاش نباید گفتن، ہر چند کہ آئینہ جُدا نیست ز عکس	جُز حیرت سامع لفظ زاید گفتن ایک آئینہ را عکس نشاید گفتن	لا اعلم
کم گو کہ سخن بود چون دُرِ مکنون تنگی ز دہن از آن پسندیدہ بود	گردد ز کمی قیمتِ این دُر افزوں تا صرف از آن شمردہ آید بیروں	لا اعلم
اندر رہِ دین تصرف آغاز مکن سرِ دلِ ہر بندہ خدا می داند	چشمِ بدِ خود بہ عیبِ کس باز مکن خود را تو در این میانہ انباز مکن	لا اعلم
جانان نظرے بر دلِ درویشم کن این میدانم کہ خاک می باید شد	یا چارہ جان چارہ اندیشم کن گر خاک کنی خاک رہِ خویشم کن	عطار

از دامن دوست دست کوتاه مکن
یک لحظه ز یاد دوست غافل منشین
ور تیر زند بر جگرت آه مکن
او خواه ز تو یا و کن دخواه مکن
لا اعلم

با هر بد و نیک راز نتوان گفتن
حالی دارم که شرح نتوانم داد
دایم سخنی دراز نتوان گفتن
رازی دارم که باز نتوان گفتن
عمر خیام

فائض سخن راست ز ما باور کن
پروانه شبے بخواب ما آمده گفت
مژگان بندامتِ گناہے تر کن
شب رفته چه مردهٔ چراغ بر کن
فائض

رفتم به طبیب و گفتم از درد نهان
گفتم که غذا گفت همین خون جگر
گفتا از غیر دوست بر بند زبان
گفتم پرهیز۔ گفت از هر دو جهان
مهنه

قومے متفکر اند در مذهب و دین۔
ناگاه منادی بر آمد زکمین
جمعے متحیر اند در شک و یقین
کائے بیخبران راه نه آنست و نه این
عمر خیام

اسرارِ ازل را نه تو دانی و نه من
هست از پسِ پرده گفتگوے من و تو
وین حرف معما نه تو خوانی و نه من
گر پرده برافتد نه تو مانی و نه من
لا اعلم

غربتی گر روی به شهر و دیار
دوست را گر نمیتوانی دید۔
روے در مسجد مصفا کن
خانهٔ دوست را تماشا کن
غربتی

با خلق خدا سخن بشیرینی کن۔
تا بر سر دیده جا دهندت مردم
اظهارِ نیاز و عجز و مسکینی کن
چون مردم دیده ترک خودبینی کن
لا اعلم

دشنام اگر دهد خسیسے
گر پائے کسے سگے گزیده
چاره بنود بجز شنیدن
با سگ نتوان عوض گزیدن
شاپور

سر ما بگذشت و ما همانیم همان۔
این روز و شب و سال و مه و شام و پگاه
گر ما بگذشت و ما همانیم همان
بر ما بگذشت و ما همانیم همان
نساخ

آنکس که خمیر کرد آب و گلِ من۔
در خدمتِ خویش اعتقاد دست مرا
آراسته در صدق و صفا منزلِ من
از من پوشیده نیست رازِ دلِ من
درد

اے تازه جوان بشنو ازین پیر کهن
یک نکته که هست مایهٔ مغز سخن

یارے که درو معرفتے نیست مگیر	کاری که درو منفعتے نیست مکن	
گر مست نه مست نشائی میکن	ور دزد نه ـ پنهان ز بائی میکن	
تا خلق ز اسرار تو واقف نشوند	رندی بنمائے و پارسائی میکن	لا اعلم
قلاش و سیه گلیم و عاشق بودن	میخواره و بت پرست و فاسق بودن	
در کنج خرافات موافق بودن۔	به ز انکه بخرقه در منافق بودن	لا اعلم
پرسید ز یار خود یکے از یاران	کائے یار بگو چگونه گفت ایجان	
فرسوده شد از خوردن نعمت دندان	لیک از گله یکروز نشد سود زبان	لا اعلم
در عشق بتان بے سر و سامان بودن	همدم همه دم با غم ایشان بودن؛	
رفتن به کلیسا و بستن زنار ؛	به ز انکه به تقلید مسلمان بودن؛	د
اسرار صفا به پیش دونا گفتن	بیجاست چو گوهر نجاشیش سفتن	
یعنی نرود کدورت از طبع دنی	از روئے زمیں غبار نتوان رفتن	درد
دوشینه پئے گلاب میگر دیدم در طرف چمن	پژمرده گلے میان گلها دیدم پژمرده چو من	
گفتم که چه کردهٔ چنیں میسوزی اے عاشق زار	گفتا که بسے دریں چمن خندیدم بس واے بمن	عمر خیام
اشراق دل از غم بتان شاد مکن	بتخانه ز سنگ کعبه آباد مکن	
ایں دیر فنا اسم آبادی نیست	رو در رهِ سیل فنا بنیاد مکن	اشراق
تا کے مغرور بادشاهی بودن۔	هنگامه گر جهان پناهی بودن۔	
امروز بهر چه می توانی می ناز۔	فردا تو بیاد کس نخواهی بودن۔	درد
شاها چو گدا بادل غمناک نشیں؛	بیباک چنیں نه زیر افلاک نشیں	
زاں پیش که با خاک برابر گردی؛	از تخت فرود آ و بر خاک نشیں	درد
اے حاصل تو زندگانی مردن۔	تا چند پئے حیات فانی مردن	
اے عزه وهم خود پرستی مردی؛	پیش از مردن اگر توانی مردن؛	درد
گرما بگذشت و ایں دلِ زار همان	سرما بگذشت و ایں دلِ زار همان	
القصه هزار گرم و سرد عالم	بر ما بگذشت و ایں دلِ زار همان	درد

سلطان گوید کہ نقدِ گنجینہ من عاشق گوید کہ داغ دیرینہ من	صوفی گوید کہ دلقِ پشمینہ من من دانم و من کہ چیست در سینہ من	غزالی
عمرے زپئے وصالِ خوبانِ جہان یک راحت و صد ہزار محنت وصلت	گردیدم و این تجربہ کردم آسان یک محنت و صد ہزار راحت ہجران	حافظ
در کوئے مغان موسم گل منزل کن این خرقۂ پشمینہ کہ بارست و وبال	خود را بدرِ جنون بزن غافل کن از دوش بنہ۔ فراغتے حاصل کن	سرمد

و

ضائع نہ کر آغوش کے پالے دل کو درکار اگر ہے زادِ راہِ عقبیٰ	کرتے ہیں پسند درد والے دل کو سب چھوڑ کے دنیا سے اٹھالے دل کو	انیس
روتا ہوں میں دوستو۔ مجھے رونے دو اب نزع کی حالت میں وصیت کیسی	دامن پہ ہے داغ معصیت دھونے دو جاؤ بھی ہٹو۔ غل نہ کرو۔ سونے دو	شاکر
غافلو ہو کہ نہ ہو تم کو سفر میں کچھ سود لیک جب جاتے ہو دنیا سے سوئے ملک عدم	ساعتِ نیک منجم سے مگر پوچھتے ہو نہ کوئی دن۔ نہ کوئی وقتِ سفر پوچھتے ہو	لا اعلم
ہیں جو اچھے وہ خود سمجھتے ہیں ہو مگر کس طرح بروں پہ اثر	نیک و بد کو۔ برے کو۔ بہتر کو۔ نہیں لگتی ہے جونک پتھر کو	"
بنو تند کاری گیندا مارو چیونٹی مانے بسر نہ ہوئے	لوٹ پاٹ راجہ دھن لاؤ نربل لوٹے کبھی نہ کوئے۔	"
جو نکو غفلت سے سر اٹھاؤ دیکھو رونا نہ پڑے کہ کچھ کیا نہ ہم نے	اچھا برا اپنا سو بچو سمجھو دیکھو ہے موت کمیں گاہ میں دیکھو دیکھو	"
ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو من بد کنم و تو بد مکافات دہی	آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو پس فرق میانِ من و تو چیست بگو	عمر خیام

اے درد کجا ساقی و صہبا و سبو۔ چوں شیشۂ ساختند ایں ہمنفساں	در گوش صدائے قلقل مینا کو ریزند بجائے آب حنا کے بر گلو	درد
اے شیخ بہ خلق از کرامات مگو۔ منظور اگر بیہدہ گوئے باشد	اخبار پریشاں بما بابت مگو دیگر چہ کم ست ایں خرافات مگو	درد
آں قصر کہ با چرخ ہمی زد پہلو دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختۂ	بر درگہ او شہان نہادندے رو بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو	عمر خیام
اے دردِ دل من اصل تمنا ہمہ تو ہر چند بہ روزگار در می نگرم؛	وے در سرِ من مایۂ سودا ہمہ تو امروز ہمہ توئی و فردا ہمہ تو۔	مہند

ہ

دنیا کا ہو۔ نہیں تو دین کا ہو رہ۔ یہ دو فصلی نہیں ہے اچھی نادرؔ	بتخانے چلا ہے۔ تو وہیں کا ہو رہ۔ ہوتا ہے تو نادان۔ کہیں کا ہو رہ	نادر
خسرو کے سر پہ وہ نہ رہا تاج خسروی کیسی اب اُن کی دھوپ میں جلتی ہیں ریتیں	نے رہ گیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ	مصحفی
مانگن گئے سو مر رہے۔ مرے جو مانگن جاہنہ مانگن مرن سمان ہے۔ مت کوئی مانگے بھیکھ	سب سے پہلے وہ مرے۔ جو ہوت کرت ہیں نا نہہ مانگن سے مرنا بھلا۔ یہ ستگورو کی سیکھ	لا اعلم
گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم؛ راست خواہی ہزار چشم چناں۔	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؛ کور بہتر کہ آفتاب سیاہ	"
اے دل بچہ غم خوردنت آمد پیشہ دانگہ کہ بنا خوشی بر ندت زینجا	وز مرگ چہ ترسی چو درخت از تیشہ خوش باش کہ رستی از ہزار اندیشہ	"
دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ۔ گیرم کہ بکام دل بماندی صد سال	ویں نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	عمر خیام

اے کز پئے کسب علم برپا شدۂ
از دفتر عشق تا نخوانی ورقے
تحصیل علوم را مہیا شدۂ
بوجہلی اگرچہ ابن سینا شدۂ
مومن

ہر چند دلِ خلق نگہداری بہ
چوں عالم را وفا نخواہد بودن
کس را ز کم و بیش نیازاری بہ
پس تخمِ جفا ہر آنچہ کم کاری بہ
لا اعلم

چوں کیش خصومت ست بے کیشی بہ
چوں دردِ دل از خویشتن و خویشیاں نیست
چوں مال ملامت ست درویشی بہ
بے خویشتنی بہ ست و بے خویشی بہ
"

ناداری ایں جہاں ز دارائی بہ
آسودہ ز شغلِ ہر دو عالم بودن
دلق بمنداز اطلس و دارائی بہ
صدرہ ز سکندری و دارائی بہ
"

نے مال مرا باید و نے فوج و سپاہ
ترکِ اسباب بہ ز جمع اسباب
از قطع تعلقم بود حشمت و جاہ
کز دولت فقر ہر گدا گردد شاہ
درد

زیں مردم صد رنگ سیہ پوشی بہ
از صحبت ناتمام بے حاصل شاں
زیں خلق فرومایہ فراموشی بہ
تنہائی و گوشہ و خاموشی بہ
لا اعلم

ابلیس کہ گشتہ در بدی افسانہ
گر بیند اہل و آشنا مانع نیست
بیچارہ سگیست بر درِ جانانہ
مانع شود آنرا کہ بود بیگانہ
"

یارب۔ دلِ پاک و جانِ آگاہم دہ
وہ راہ خود اول ز خودم بیخود کن
آہ شب و گریۂ سحر گاہم دہ
آگاہ ز بیخودی بہ خود راہم دہ
جامی

اے جانِ جہان۔ جہانِ جاں ہمہ
عشاق بہ ہر کنارہ می جویندت
یار ہمہ و مہرباں ہمہ۔
با آنکہ ہمیشہ درمیانِ ہمہ۔
لا اعلم

از بسکہ شکست و باز بستم توبہ
دیروز بہ توبہ شکستم ساغر۔
فریاد ہمی کند ز دستم توبہ
و امروز بہ ساغرے شکستم توبہ
"

از شرب مدام و لاف مشرب توبہ
در دل ہوس گناہ و بر لب توبہ
وز عشق بتانِ سیم غبغب توبہ
زیں توبۂ نادرست یارب توبہ
جامی

آنہا کہ صفا ز اہل تزویر مخواہ۔
بوئے عنبر ز طینت سیرِ مخواہ
شاپور

از زاہد خشک رمز عرفان مطلب	بینائی از آئینہ تصویر مخواہ	
اگر غم را چو آتش دود بودے	جہاں تاریک بودے جاودانہ	شہید
دریں گیتی سراسر گر بہ گردے	خرد مندے نیابی شادمانہ	
بکنج فارغ نشستن از دنیا بہ	از منصب جاہ بقایش استغنا بہ	صادق
دُنیا زنِ زشت و طالباش کورند	شوے زنِ زشت روے نابینا بہ	
اے مولوی از کبر و ماعنت گندہ	ہر گہ کہ کند بر تو سلام ایں بندہ	لا اعلم
چنداں حرکت بکن کہ از روئے قیاس	معلوم شود کہ مردہ یا زندہ	
چوں چرخِ فلک در اضطرابیم ہمہ	در محنت و غم بہ ہیچ و تابیم ہمہ	علی حزیں
از بہر دو روزہ عمر اے یار عزیز	بنگر کہ چگونہ در عذابیم ہمہ	

ی

طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے	ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے	لا اعلم
جب آنکھ ہوئی بند تو عقدہ یہ کھلا	جو کچھ دیکھا سو خواب دیکھا ہم نے	
گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بُلبُل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے	"
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے	
ہموار نہیں ظاہر و باطن جن کے	جھولے گی ان کو یہ دو رنگی تن کے	شاکر
گر دل میں نہیں چور تمہارے شاکر	کیوں رکھتے ہو ڈر ڈر کے قدم گن گن کے	
پھل پائیں گے جو تخم کرم بوئیں گے	مرقد میں یہ پھول بن کے خوشبو دینگے	ثاقب
جن کے لئے چھوڑتا ہے مال اور منعم	مرنے پہ وہ مٹی بھی نہ تجھ کو دینگے	
جلنے سے طبیعت اب ہٹی جاتی ہے	غفلت ہی میں اوقات کٹی جاتی ہے	انیس
یہ بے خبری ہزار افسوس انیس۔	بڑھتے ہیں گنہ۔ عمر گھٹی جاتی ہے	
دل سے طاقت۔ بدن سے کس جاتا ہے	آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	لا اعلم

جب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	
ترا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے	چاہیے یوں جو فی الحقیقت ہے	
تجھکو مسجد ہے۔ مجھکو میخانہ	واعظ اپنی اپنی قسمت ہے	لا اعلم
جو شے ہے فنا۔ اُسے بقا سمجھا ہے	جو چیز ہے کم۔ اُسے سوا سمجھا ہے	
ہے بحر جہاں میں عمر مانندِ حباب	غافل اس زندگی کو کیا سمجھا ہے	״
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گلِ رعنا نہ گئے	
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں	وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	انیس
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے	آنکھیں جو ہیں بند۔ عین بینائی ہے	
نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد	مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے	لا اعلم
کیا کیا دُنیا سے صاحبِ مال گئے	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	
پہونچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	انیس
گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے	پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے	
ہاں توشۂ آخرت مہیا کر لے	غافل تجھے دُنیا سے سفر کرنا ہے	انیس
اگر دشمن نسازد با تو اے دوست	ترا باید با دشمن بسازی	
اگر رنجے رسد مخروش و مخراش	تحمل کن بہ لطفِ بے نیازی	راحی
سیکڑوں عاشق ہیں دل آرام سبکا ایک ہے	مذہب و ملت جُدا ہیں۔ کام سب کا ایک ہے	
سب خدا کی ذات میں ہیں نام سبکا ایک ہے	ابتدا ہے مختلف انجام سب کا ایک ہے	لا اعلم
جو پتی پر آئن ہے ناری ہے	پتی برت کے بل سے تیرتی ہے	
وہ کبھی نہیں بدہوا ہوتی	وہ پتی سے پہلے مرتی ہے	لا اعلم
پڑھ پڑھ کر کتنے موے	پنڈت بھیا نہ کوئے ہے	
ڈھائی اکشر پریم کا	پڑھے سو پنڈت ہوئے	״
جبتک تھے گرہ میں احمقوں کے پیسے	سب کہتے تھے ان کو آپ ایسے ایسے	
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے ذوق	پوچھا نہ کہ تھے کون۔ وہ ایسے تیسے	ذوق

کنونت که امکان گفتار ہست — بگو اے برادر بلطف و خوشی
که فردا چو پیک اجل در رسد — بحکم ضرورت زبان درکشی
لا اعلم

درختے که اکنون گرفت ست پائے — بہ نیروے شخصے برآید ز جائے
وگر ہمچنان روزگارے ہلے۔ — بگردونش از بیخ بر نگسلے۔
″

ببیں آن بے حمیت را که ہرگز — نخواہد دید روے نیک بختی
که آسائی گزیند خویشتن را۔ — زن و فرزند بگذارند به سختی
″

علم چندانکه بیشتر خوانی ؎ — چون عمل در تو نیست نادانی۔
نه محقق بود نه دانشمند — چارپائے برو کتابے چند
″

دنیا دنی کو جو فانی سمجھے — اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت میں وہی جائے پیر — جو مثل حباب زندگانی سمجھے
″

یاران ہمنشیں و رفیقان دوستدار — سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے
جب مند گئی پھر آنکھ تو اے دوست بعد مرگ — پھٹکے ہے پاس کون کسی کے مزار کے
″

دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی — ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو جا کے نہ آئے وہ بڑھاپا دیکھا — جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی
انیس

تھے کیک کی فکر میں۔ سو روٹی بھی گئی — چاہی تھی بڑی شے سو چھوٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر — پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی
لا اعلم

ویران ہے کوئی گھر۔ کہیں آبادی ہے — راحت سے کوئی۔ اور کوئی فریادی ہے
اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا — ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہے
″

جو قصر کرے حرص۔ قیصر وہ ہے ؎ — تکیہ ہے جسے حق پہ۔ تو انگر وہ ہے
آئینہ سکندر نے بنایا تو کیا ؎ — دل جسکا ہے آئینہ سکندر وہ ہے
دبیر

کم مایہ سبک پیش جہاں ہوتا ہے — میزان سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے
خوردوں سے تواضع ہے بزرگی کی دلیل — جھکتا ہے وہ پلہ جو گراں ہوتا ہے
″

ہے جان کے ساتھ کام انسان کیلئے — بنتی نہیں زندگی میں بے کام کئے
حالی

جیتے ہو تو کچھ کیجئے زندوں کی طرح
مُردوں کی طرح جئے تو کیا خاک جئے
افسوس یہاں سے نہ سبکسار چلے
ایذا و مصیبت میں گرفتار چلے
دُنیا میں تو بیگناہ آئے واں سے
یہ کیا ہے کہ عقبےٰ میں گنہگار چلے

انیس

نالۂ طنبور و چنگ اے اہلِ غفلت تم سُنو
گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اُسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال
رازِ دل بے پردہ جو کہدے بُلند آواز سے

رند

دُنیا دریا ہے ہوس طوفان ہے
مانند حباب ہستی انسان ہے
لنگر ہے جو دل۔ تو ہر نفس بادِ مُراد
سینہ کشتی ہے۔ ناخدا ایمان ہے

انیس

خاطر نہیں تمکو گر ہماری نہ سہی
گر اب نہیں وہ جو دوستی تھی نہ سہی
مِلنا نہیں تو پیام بھی ہو موقوف
جب وہ نہ رہا تو خیر یہ بھی نہ سہی

مومن

مُنھ دیکھے کی گر ہو تو محبت کیسی
ہر شوخ پہ آئے تو طبیعت کیسی
خُون ٹپکے نہ آنکھوں سے تو رونا کیسا
ہر روز نکل جائے تو حسرت کیسی

لا اعلم

یہ حرص جو لے کے جابجا پھرتی ہے
پھرتے ہیں جدھر ساتھ قضا پھرتی ہے
فریاد کناں برائے ہر دانۂ رزق
یوں پھرتے ہیں جیسے آسیا پھرتی ہے

انیس

وے دل عبث از دار بقا می ترسی
اندیشہ بکن کہ از کجا می ترسی۔
در راہِ منا نیست تعب آرام ست
آں خانہ ازینجاست چرا می ترسی

سرمد

تا چند بکوہ و دشت زحمت بکشی ہا
از بار ہوا و حرص محنت بکشی
ایں زندگیت بقدر خواہش بنود
وقت ست ہنوز گر ندامت بکشی

،،

سازندۂ کارِ مُردہ و زندہ توئی
دارندۂ این چرخ پراگندہ توئی
من گرچہ بدم صاحب ایں بندۂ توئی
کس راچہ گنہ کہ آفرینندہ توئی

عمر خیام

باید کہ ز فکر زندگانی گذری
وز حرص و ہوا و کامرانی گذری
اے دردؔ ز اندیشۂ عالم بگذر
زاں پیشتر کہ زیں جہانِ فانی گذری

درد

بکشائے درے کہ در کشایندہ توئی
بنمائے رہے کہ رہ نمایندہ توئی
من دست بہیچ دستگیرے ندہم
کاینشاں ہمہ فانی اند و پایندہ توئی

عمر خیام

یارب بگشائے بر من از رزق درے
بے منت مخلوق رسان ماحضرے
از بادہ چنان مست نگہدار مرا
کز بے خبری نباشدم درد سرے
عمر خیام

اے لطف تو دستگیر ہر خود رائے
وے عفو تو پردہ پوش ہر رسوائے
بخشائے بر آن کسے کہ اندر ہمہ عمر
جز درگہ تو ہیچ ندارد جائے
لا اعلم

فردا کہ بہ نامۂ سیہ درنگری
بس دست تحیر کہ بدندان ببری
بفروختہ دین بہ دنیا از بے خبری
یوسف کہ بہ دہ درم فروشی چہ خری
سعدی

اے یار درین دیار غمخوار تو ئی
آگاہ بر احوال من زار تو ئی
دیدم ہمہ را و آزمودم ہمہ را
در بیکسی ام یار وفادار تو ئی
سرمد

اے جان گرامی بخدا نادانی
در خانۂ تن یک دو سہ دم مہمانی
بر ہیچ اگر روی و خورشید شوی
آن چیز کہ در شمار نیاید آنی
سرمد

رفتم بہ سر تربت محمود غنی
گفتم کہ چہ بردۂ ز دنیائے دنی
گفتا کہ سہ گز زمین و شلش گز کرباس
تو نیز ہمان بری اگر صد چو منی
لا اعلم

گر حاکم صد شہر و ولایت گردی
ور در ہنر و فضل بہ غایت گردی
گر عاشق صادق و گر زاہد پاک
روزی دو سہ چون رو حکایت گردی
〃

گر ترک وجود غم فزایندہ کنی
گر آرزوے حیات پایندہ کنی
آیندہ عمر خواہی از رفتہ فزون
در رفتہ چہ کردی کہ در آیندہ کنی
جامی

گر آمدنم ز من بُدے نآمدمے
ور تیز شدن ز من شدے کی شدمے
زان بہ نبودے درین دیر خراب
نہ آمدمے نہ بُدمے نہ شدمے
سنائی

گر بر سر نفس خود امیری مردی
در بر دگرے حرف نگیری مردی
مردی نبود فتادہ را پائے زدن
گر دست فتادۂ بگیری مردی
لا اعلم

در راہ اگر بہ بینوائے برسی
سر بر قدمش نہ کہ بجائے برسی
بیدردان را ازین قدح رنگی نیست
با درد درآ تا بہ دوائے برسی
〃

مردی ز مقدمات واہی تا کئے
ذکر طرب و فکر مناہی تا کئے
〃

سودائے جوانی و جوانان تا چند — با موے سفید روسیاہی تا کے — جامی

در راہ اگر تو خود فروشے ہیچے — در طاعت و بندگی نکوشی ہیچے
تا کبر و حسد ز سینہ بیرون نکنی — گر خرقۂ بایزید پوشی ہیچے — جامی

از حیلۂ نفس اگر رہی استادی — وز کوہ ہوائے خود کنی فرہادی
آزادی نہ بجستن لے مرغ از دام۔ — از دانہ اگر می گذری آزادی۔ — لا اعلم

آنہا کہ مجرد اند از دنیائے — در عالم دل کنند ملک آرائی
عریان بدنان را بہ حقارت منگر — در برہنگی ست تیغ را بُرّائی۔ — ”

لے دل! تو اگر مست نئی ہشیاری — زان پیش کہ بگذری جہان بگذری
کم خسپ بوقت صبح کاندر پے تست — خوابی کہ قیامتش بود بیداری — ”

خواہی کہ رسی بکام تلخی نچشی — آسودہ شوی بار ندامت نکشی
با صبر بساز با قناعت خو کن۔ — از دست ہوا و ہوس در کشمکشی — سرمد

از خلق ز راہ تیز ہوشی نرہی — وز خود ز رہ سخن فروشی نرہی
زین ہر دو بدین و دگر بکوشی برہی۔ — از خلق و ز خود جز بخموشی نرہی — حکیم سنائی

یک دم غم جان بخور غم نان تا کے — در پرورش این تن نادان تا کے
اندر رہ طبل شکم و نائے گلو — این رقص زنخ بضرب دندان تا کے — جلال الدین رومی

خواہی کہ درین زمانہ فردی گردی — یا در رہ دین صاحب دردے گردی
این را بجز از صحبت مردان مطلب — مردی گردی چو گرد مردی گردی — ”

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی۔ — چون غم رسدت خدائے را یاد کنی۔
دنیا ز تو رفتہ و ترا دعوی ترک — گنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی — حسن

سحر در شاخسارے بوستانے — چہ خوش می گفت مرغ نغمہ خوانے
بر آور ہرچہ اندر سینہ داری۔ — سرودے۔ نالۂ۔ آہے۔ فغانے — لا اعلم

کنشت و مسجد و بتخانہ و دیر۔ — جز این مُشت گلے پیدا نکردی
ز حکم غیر نتوان جز بدل دست — تو اے غافل ولے پیدا نکردی — ”

گرا جوئی چرا در پیچ و تابی
که او پیدا است تو زیر نقابی
تلاش او کنی جز خود نه بینی
تلاش خود کنی جز او نیابی
لا اعلم

کم گوی و بجز مصلحت خویش مگوی
چیزیکه نپرسند تو خود بیش مگوی
گوش تو دو داوند و زبان تو یکے
یعنی که دو بشنو و یکے بیش مگوے
"

شوق غم عشق دلستانی داری
گر پیر شدی غم جوانی داری
شمشیر کشیده قصد جانها دارد
خود را بر ساں تو نیز جانے داری
شوقی

در رنج و بلا قدم به ماتم نه زنی
آئین رضا و صبر بر هم نه زنی
روشن ز تو بزم بندگی چوں شمع ست
هرچند که سوزند ترا دم نه زنی
درد

در سینهٔ من کینه ندیدست کسے
آئینه نما سینه ندیدست کسے
جز پرتو حسنش که بدل می بینم
خورشید در آئینه ندیدست کسے
فصاحت

اے آنکه شب و روز خدا می طلبی
کوری اگر از خویش جدا می طلبی
حق با تو بهر زماں سخن می گوید
سر تا قدمت منم کرا می طلبی
لا اعلم

اے خانه خراب از خدا بے خبری
اے موج سراب از خدا بے خبری
ایں هستی موهوم تو نقش ست بر آب
اے جوش حباب از خدا بے خبری
سرمد

اے کاش بدانمے که من کیستمے
سرگشته بعالم ز پئے چیستمے
گر مقبلم آسوده و خوش زیستمے
ورنه به هزار دیده بگریستمے
ابو علی سینا

هاں تا سر رشتهٔ خرد گم نه کنی
خود را ز برائے نیک و بد گم نه کنی
ره رو توئی و راه توئی منزل تو
هشدار که راه خود بخود گم نه کنی
لا اعلم

تا چند به کوهسار و دریا بینی
تا چند فضائے باغ و صحرا بینی
تا زینهٔ وحدت الوجود را برسی
در خود همه و در همه خود را بینی
احمد

خواهی که میان خلق قاضی باشی
باقی مانی سگے که ماضی باشی
با خلق خدا حکم چناں کن که اگر
ایں بر تو کسے کند تو راضی باشی
لا اعلم

بے برگ طلب بمدعائے نرسی
تا نگذری از خودی بجائے نرسی
واهب

از کوچهٔ نے ہمیں صدا می آید	تا صاحب برگی بنوائے نرسی	
گر بہر رفاہ خلق کوشی مردی۔	در جوش غضب گر بخروشی مردی	متین
مردی نبود پوشش خفتان در جنگ	عیب دگران اگر بپوشی مردی	
مطرب فانی و بزم و ساقی فانی۔	با ہر کہ شدی ورد ملاقی فانی	ورد
بردار دل از کثرت بے بود جہان	ہستی بود باقی و باقی فانی۔	
پیغام کرم بہ تند خویان نبری	وز صلح سخن بجنگ جویان نبری	ورد
اظہار صفا بعیز جنسان بیجاست	آئینہ بہ پیش زشت رویان نبری	
در جستن جام جم ز کوتہ نظری۔	ہر لحظہ گمانے نہ بہ تحقیق بری	لا اعلم
رد - دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ خاک	جا لیست جہاں نمائے چون در نگری	
چندانکہ بہ حکمت گردی دور تری	تا می شمری نجوم بے نور تری۔	فیضی
آن کور کہ تو راہ ازو می پرسی	او میداند کہ تو از و کور تری۔	
شپرہ با حضرت خورشید گفت	چشم مرا کور چرا می کنی	آزاد
گفت ترا طاقت دیدار نیست	کور خودی شکوہ ز ما می کنی	
زاہد نفسی بہ دوست ہمدم نشدی	در خلوت وصل یار محرم نشدی	لا اعلم
ملا و حکیم و صوفی و شیخ شدی	این جملہ شدی ہنوز آدم نشدی	
گیرم کہ ہزار مصحف از بر داری	آنرا چہ کنی کہ نفس کافر داری	تیم
سر را بزمین چہ می نہی بہر نماز	آنرا بزمین بنہ کہ در سر داری	
شیخے بہ زنے فاحشہ گفتا مستی۔	ہر لحظہ بہ دام دگرے پابستی	عمر خیام
گفتا - شیخا - ہر آنچہ گوئی ہستم۔	اما تو چنانکہ می نمائی ہستی	
گر طاعت خود نقش کنم بر نانے۔	و آن نان نہم پیش سگے بر خوانے	لا اعلم
وان سگ سالے گرسنہ در زندانے	از ننگ بر ان نان نہند دندانے	
اے دل بخیال ہرزہ تازی تا کے	رو نہ بہ حقیقتے مجازی تا کے	سحابی
زیر فلک اختران شمردن تا چند	چون طفل بمہد مہرہ بازی تا کے	

دربستر آرزو غنودن تا کے۔
یکبار بسہو ہم سرے بالا کن۔
دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی
دنیا ز تو رفتہ و ترا دعوی ترک
بدہیکلی و نیک طمع می داری
با آنکہ خداوند کریم ست و رحیم
رفتم بہ سر گور بعبرت بینی۔
گفتم کہ چہ حال است شمارا ایحبا
گر یار بکام خویشتن ہمدم یابی
زنہار غنیمت شمر آن یکدم را
در کارگہ کوزہ گری کردم رائے
میکرد سبو و کوزہ را دستہ و مہر
بر سنگ زدم دوش سبوے کاشی
با من بزبان حال می گفت سبو۔
اے کوزہ گرا بکوش گر ہشیاری
انگشت فریدون و سر کیخسرو
بر کوزہ گرے بزیر کردم گذرے
من دیدم اگر ندید ہر بے بصری۔
اے چرخ چہ کردہ ام ترا راست بگوی
ناکم ندہی تا نبری کوے بکوے
افسوس کہ غافل تو ز ہستی ہستی
ہر چند شوی بلند چون شعلۂ حسن۔
افسوس کہ از کردۂ خود بیباکی۔

منصور
تا کے مرہون نفس بودن تا کے
بر درگہ خلق جبہہ سودن تا کے

خسرو
چون غم رسدت خدائے را یاد کنی
گنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی

رومی
ہم بد باشد سزائے بد کرداری
گندم ندہد بار چو جو می کاری

لا اعلم
دیدم ہمہ را ازعبستان چینی
گفتند چہ گوئیم چو آئے بینی

"
از عمر مراد خویش آندم یابی
شاید کہ دمے دگر چنان کم یابی

عمر خیام
در پایۂ چرخ دیدم استادہ بپاے
از کلۂ پادشاہ و از دست گدائے

"
سرمست بدم کہ کردم این اوباشی
من چون تو بدم تو نیز چون من باشی

"
تا چند کنی بر گل آدم خواری
بر چرخ نہادۂ چہ می پنداری

"
از خاک ہمی نمود ہر دم تبرے
خاک پدرم بر کف ہر کوزہ گرے

"
پیوستہ فگندۂ مرا در تک و پوے
آبم ندہی تا نبری آب ز روے

سرمد
پیوستہ ز صہبائے رعونت مستی۔
از شامت سرکشی در آخر پستی

"
در دست ہوس جیب و گریبان چاکی

این یک دو نفس هستی خود هست شمار ـ پندار که برخاک نه در حنا کی ؟

افسوس ز سر تا بقدم بو الهوسی۔ ـ اندیشه مکن به بین چه چیزی می کسی ؟
آزاد بشو ز دام غفلت گفتم۔ ـ تا در هوسی ۔ اسیر اندر قفسی ؟
سرمد

گر ز انکه برا ستخوان نماند رگ و پے ـ از خانۂ قلیم منه بیرون پے
گردن منه ار خصم بود رستم زال ـ منت مکش ار دوست شود حاتم طے
طوسی

هنگام سپیده دم خروس سحری ؟ ـ دانی که چرا همی کند نوحه گری
یعنی که نمودند در آئینه صبح ـ کز عمر شبے گذشت تو بیخبری ؟
لا اعلم

تا کے طلب روزی هر روزه کنی ـ اسباب طرب ز لعل و فیروزه کنی
در چشمۂ حیوان اگر آید اجلت ـ مهلت ندهد که آب در کوزه کنی
امین

تا چند دلا بفکر دنیا باشی۔ ـ در فکر زیان و سود و سودا باشی۔
امروز بخور که روزے فردایت۔ ـ فردا باشد اگر تو فردا باشی۔
عنایت

دیر لیست دلا جهان پرستی چه شدی ـ بس طرف بمال و جاه بستی چه شدی
از صحبت خلق رو به تنهائی کن ـ عمرے بجهانیان نشستی چه شدی
عینوری

نے آنکه دوا ایچ ندارد اثرے ؟ ـ موقوف نه زندگی بهر برگ و برے
مشروط به شرط این و آن نیست که هست ـ نبض مرض و شفا بدست دگرے
درد

اے بیخود غفلت بچه فرزانه شوی ـ چشم پر آب همچو پیمانه شوی۔
امروز زافسانه ترا خواب آمد ؟ ـ فرداست که همچو خوابی و افسانه شوی
درد

خلقے در جستجوے مال و جاه هے ؟ ـ جمعے بتلاش دلبر دلخواه هے ؟؟
هر کس بخیال آرزوئے دارد ؟ ـ مائیم و تمنائے دل آگاه هے ؟؟
درد

گریال که ناله می کند وقت گری ـ دانی غرضش چیست ازین نوحه گری ؟
یعنے که گری گری شود عمر تو کم ؟ ـ پیمانه عمر پر شود تا نگری ؟
آزاد

من دوش بخواب دیده بودم قمرے ـ زهره صفتے عجائبے سیمبرے۔
امروز بگرد هر درے می گردم ـ کز یار دوشینه که دارد خبرے
رومی

عاشق شوی وز ترک جان اندیشی
دعوی محبت کنی ای دانشمند
دزدی کنی وز پاسبان اندیشی
وانگه ز زیان این و آن اندیشی
سحابی

هاتف تو که جسم ناتوانی داری
از داغ غم یار چه آمد بسرت
چون شمع بلب رسیده جانی داری
تقریر بکن تو هم زبانی داری
هاتف

ای دل ور تنگ عشقبازی تا کی
بودن هدف تیر ملامت تا چند
ای خون شده لاف تو نیازی تا کی
بیچاره بجز خویش بازی تا کی
امیر

تمت

معذرت

دوران طبع کتاب ہذا کے وقت اتفاق سے مجھے چند ایسے ضروری کام درپیش ہوئے۔ جن کی وجہ میں بذات خود نہ تو کاپی دیکھ سکا اور نہ پروف۔ مجبوراً یہ کام ایک عنایت فرما کے سپرد کیا۔ مگر بعد ختم طبع کتاب دیکھتا ہوں تو کہیں کہیں ان کی عدم توجہی کے باعث اغلاط رہ گئے ہیں! اب میں کیا کر سکتا؟

اگر غلط نامہ لگا دیتا ہوں تو ایک بیکار سی چیز ہے۔ کیونکہ کوئی صاحب اسکو دیکھ کر کتاب درست کرنے کا بار برداشت نہیں کرتے۔ اُمید کہ اِن چند غلطیوں کو میرے سر نہ منڈھ دیا جائے گا۔ یقین کہ مجھے طبع ثانی تک اس کا بڑا رنج رہے گا۔

ع دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من :

اصغر